٧٨٦
٩٢
بفیض روحانی: حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ محمد حامد رضا خانصاحب علیہ الرحمۃ والرضوان
بظل روحانی: مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خانصاحب علیہ الرحمۃ والرضوان
ماہنامہ
اعلیحضرت
بریلی شریف کا
شمارہ نمبر ۳ تا ۵ جلد نمبر ۴۲
ماہ: مارچ، اپریل، مئی ۲۰۰۳ء
صد سالہ
فتاویٰ منظر اسلام نمبر
مدیر اعلیٰ: شہزادہ ریحان ملت پیر طریقت حضرت علامہ
الحاج سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی
مدیر: حضرت علامہ قاری
عبد الرحمن خاں صاحب قادری
مدیر معاون: حضرت مولانا
اعجاز انجم لطیفی کٹیہاری
مشیر: حضرت الحاج قاری
محمد تسلیم رضا خانصاحب رضوی
مرتب: حضرت مولانا
محمد انور علی رضوی بہرائچی
باہتمام: نبیرۂ اعلیحضرت الحاج مولانا الشاہ محمد سبحان رضا خاں صاحب قادری سجادہ نشین آستانہ اعلیحضرت سوداگران بریلی شریف
(تزئین وکتابت: محمد اسرائیل رضوی رضا کتابت سینٹر مسجد بی بی جی بہاری پور ڈھال بریلی شریف) کمپیوٹر کمپوزنگ محمد ظہور الاسلام نوری

فہرست

فہرست

فہرست

مشاورتی بورڈ

حضرت علامہ مفتی عبد الواجد صاحب ہالینڈ

حضرت علامہ مفتی مظفر احمد داتاگنجوی

حضرت علامہ مفتی محمدفاروق نوری صاحب بریلوی

حضرت مولانا ازہر القادری صاحب لندن

حضرت مولانا علی احمدصاحب سیوان

حضرت مولانا کلیم ہزاروی صاحب ترچناپلی

حضرت صفی احمدرضوی انگلینڈ

جناب عبد الجبار صاحب رحمانی پاکستان

جناب رانا محمد ریاض صاحب پاکستان

جناب راجہ گل نواز رضوی صاحب انگلینڈ

ڈاکٹر سید محمود حسین چنتی

تزئین کاروکمپوزنگ

محمد ظہور الاسلام نوری دیناجپوری

منظر اسلام کمپیوٹر سینٹر بریلی شریف

دل کی آواز

ازقلم:- صاحب سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ ومہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ

محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں بریلی شریف

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرات! بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیب الاعلیٰ، وبفیض غوث ورضا، ماہنامہ اعلیٰحضرت کے منظر اسلام نمبر کی تیسری قسط آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس وقت میری خوشیوں، مسرتوں اور فرحتوں کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اس لئے کہ میں اپنے بزرگوں کے فیضان وکرم سے اپنے مقصودو مدعا میں کامیاب ہوگیا ہوں۔ مسلسل شب بیداری اور مہینوں کی کاوش کے بعد یہ منظر اسلام نمبر قسط سوئم، آپ تک پہونچانے میں مجھے کامیابی ہوئی جس کی ازحد خوشی ہے۔

اس سے قبل منظر اسلام نمبر کی دوجلدیں آپ نے ملاحظہ کیں ارباب علم ودانش اور صاحبان علم وحکمت نے مطالعہ کیا اور اپنے عظیم خطوط کے ذریعہ فقیر کی حوصلہ افزائی کی۔ اس کے لئے اپنے احباب کا ازتہہ دل شکر گزار ہوں۔ ہندو بیرون ہند کے تمام علمی وادبی حلقوں سے مسلسل خطوط آتے رہے۔ اور منظر اسلام نمبر کے عمدہ، معلوماتی مضامین کی تعریف کرتے رہے۔ اس نمبر کو بھی معلومات اور علمی ذخائر سے پرکرنے کی بھرپور سعی کی گئی ہے۔ کچھ نوادرات اور دستاویزی تحریرات بھی اس میں شامل ہیں جو یقیناً آپ کی پسندیدگی کا باعث ہونگی۔

گزارش ہے کہ ماضی کی طرح اس کا مطالعہ کرکے آپ اپنے فکری اور گراں قدر تاثرات سے ضرور مطلع فرمائیں۔

جامعہ منظر اسلام کا ''تیسرا جشن صد سالہ'' انعقاد پذیر ہے۔ آئندہ سال چوتھا اور آخری ''جشن صد سالہ'' ہوگا۔ آپ سبھی حضرات سے گزارش ہے کہ آخری جشن صد سالہ کے موقع پر منظر اسلام نمبر کے لئے اپنے قیمتی، فکری، علمی اور معلوماتی مضامین ضرور ارسال کریں۔

گذشتہ دو مواقع پر جشن صد سالہ منظر اسلام نہایت کامیاب رہا۔ ہند و بیرون ہند سے کثیر علماء و مشائخ اور دانشوران و اہل قلم نے شرکت فرمائی۔ آئندہ سال اس سے بھی اعلیٰ انداز میں جشن صد سالہ منعقد کرنے کا ارادہ ہے۔ کیونکہ وہ آخری جشن ہوگا۔

عرس رضوی میں جشن منظر اسلام کیوں شامل کیاگیا

بعض احباب نے مشورہ دیا کہ چونکہ عرس رضوی بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا عرس مبارک ہے اور منظر اسلام بھی اعلیٰ حضرت کا قائم کردہ اور آپ کی مبارک یادگار ہے۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ ''جشن صد سالہ'' کو بھی اعلیٰ حضرت کے عرس مبارک میں ضم کردیا جائے تاکہ زائرین ''عرس رضوی'' منظر اسلام کے جشن صد سالہ کی بہاریں بھی ملاحظہ کرسکیں۔ فارغین و مستفیدین منظر اسلام اس ہوشربا گرانی کے وقت دور دراز سے سال میں دوبارہ جشن صد سالہ میں شرکت کی زحمت سے بچ سکیں۔ فقیر نے احباب کا مشورہ تسلیم کیا اور عرس رضوی میں ''جشن صد سالہ'' کو ضم کردیا۔ ساتھ ہی ساتھ ''عرس حامدی'' کے موقع پر بھی ''جشن صد سالہ'' منایا جاتا ہے۔ چونکہ عرس حامدی ہی میں منظر اسلام کے فارغین کی دستار بندی ہوتی ہے۔ اس طرح سال میں دوبار جشن صد سالہ کے انعقاد کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

منظر اسلام نے قوم وملت کو بہت کچھ عطا کیا۔

منظر اسلام نے آندھیوں کی زد پر علم مصطفوی کی شمع روشن کی۔

منظر اسلام نے اپنی خدمات جلیلہ سے بدعقیدگی کے زور کو توڑا۔

منظر اسلام نے علمی چراغوں سے دنیا میں حق وصداقت کا اجالا پھیلایا۔

منظر اسلام نے اہل عشق وایمان کے عقائد حقہ کی لاج رکھی۔

منظر اسلام نے باطل قوتوں کی سرکوبی کے لئے فرزندان اسلام کو علمی اسلحہ جات فراہم کئے۔

منظر اسلام نے پوری دنیائے سنیت کو مدارس اسلامیہ عطا کئے۔

منظر اسلام نے قوم وملت کو ایسے ایسے جلیل القدر علماء ومفکرین عطا کئے جنکی صلاحیت وعلمی استعداد کا لوہا اپنوں کے

ساتھ ساتھ غیروں نے بھی مانا۔

منظر اسلام علم کا ایک ایسا بحر بیکراں ہے جس سے ہزاروں ندیاں، نہریں، اور نالے بہ گئے۔ مگر اس بحر بیکراں میں کوئی کمی نہیں آئی۔

منظر اسلام ایک ایسا ''شجر ثمر دار'' ہے کہ جس سے ہر آنے والے نے اپنے ظرف کے مطابق استفادہ کیا۔ کسی نے اس کے قریب آکر صرف اس کے سایے سے فائدہ اٹھایا اور اس کے نیچے آرام کیا تو کسی نے آرام بھی کیا اور اس کے علمی پھلوں سے اپنا خالی دامن لبریز بھی کیا۔

منظر اسلام ایک ایسا علمی آفتاب ہے کہ جس کی روشنی بلا امتیاز سب کے لئے عام ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی اس کی علمی شعاعوں سے اجتناب کرے اور دانستہ طور پر اس سے استفادہ نہ کرے۔

منظر اسلام کا فیضان ہر سو عام ہے

اعلیٰ حضرت کی بدولت اس کا اونچا نام ہے

منظر اسلام کی سوسالہ خدمات کا اندازہ ''منظر اسلام نمبر'' کی جلدوں کے مطالعہ سے بخوبی اور بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔

منظر اسلام کا احسان نہ صرف ہندوستان پر ہے بلکہ تمام دنیائے سنیت پر ہے۔ اس لئے کہ آج دنیائے سنیت میں جہاں جہاں دینی مدارس قائم ہیں یا جہاں جہاں علمائے اسلام دینی خدمات انجام دے رہے ہیں وہ بالواسطہ منظر اسلام ہی کے تلامذہ ہیں۔

بجتا ہے آج علم کا جو ساز دوستو

یہ بھی اسی جرس کی ہے آواز دوستو

لہٰذا فقیر قادری کی تمام اہلسنت سے گذارش ہے کہ وہ اس قریبی رشتہ و تعلق کو مد نظر رکھتے ہوئے ''منظر اسلام'' کو اپنے دل میں بسائے رکھیں۔

منظر اسلام کے جشن میں شامل ہوتے رہیں۔ اور خطوط وغیرہ کے ذریعہ حوصلہ افزائی کرتے رہیں۔ منظر اسلام کے تعلق سے اپنے خیالات و تأثرات کا اظہار کرتے رہیں۔ اپنی آراء تحریری طور پر ہمیں بھیجتے رہیں۔

عرس رضوی میں ''جشن صد سالہ'' کے تعلق سے ہم نے کئی مناسب اور موزوں اضافے بھی کیے ہیں۔

سیمینار منظر اسلام

۲۴ رصفر المظفر کو قل شریف حضور ریحان ملت قدس سرہ کے بعد یہ سیمینار منعقد ہوتا ہے۔ اسلامیہ انٹر کالج ہی کے گراؤنڈ میں عرس رضوی کے اسٹیج پر دن میں یہ سیمینار چلتا ہے۔ جس میں ملک وملت کے نامور قلم کار تشریف فرما ہوتے ہیں اور وہ اپنے گراں قدر مقالہ جات سے محظوظ فرماتے ہیں۔

اعزاز نوازی

۲۴ رصفر المظفر کو شب میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے قل شریف کے بعد یہ عظیم پروگرام ہوتا ہے۔ اکابر علماء ومشائخ اور دینی شخصیات سے منسوب ایوارڈ طے شدہ پروگرام کے تحت تقسیم کیے جاتے ہیں۔ معزز علماء ومشائخ وسجادگان اپنے مقدس ہاتھوں سے یہ ایوارڈ۔ یافتگان کو عطا فرماتے ہیں۔ سحر تک یہ پروگرام جاری رہتا ہے۔ یافتگان کے اسماء عرس رضوی کے پوسٹر میں مشتہر ہوتے ہیں۔

رسم پرچم کشائی

۲۳ رصفر المظفر کو عرس رضوی میں یہ اضافہ بھی ''جشن صد سالہ'' کے موقع پر کیا گیا ہے۔ بریلی شریف کے محلہ اعظم نگر ''سنہری مسجد'' سے ''جلوس پرچم کشائی'' جاری ہوتا ہے اور رضا نگر خانقاہ عالیہ رضویہ پر اس کا اختتام ہوتا ہے۔ خانقاہ عالیہ رضویہ سے بعد نماز عصر فقیر قادری کی قیادت میں یہ جلوس اسلامیہ گراؤنڈ کی طرف رواں ہوتا ہے۔ اس جلوس میں درجنوں علمائے کرام اور بیرونی زائرین حضرات نیز منظر اسلام کے اساتذہ شریک ہوتے ہیں۔ اسلامیہ انٹر کالج ''باب مفتی اعظم'' سے متصل ایک مختصر پروگرام ہوتا ہے بعدہ ''باب مفتی اعظم'' پر پرچم لہرایا جاتا ہے یہ منظر قابل دید ہوتا ہے۔ ☆☆☆

قواعد وضوابط

دارالعلوم منظر اسلام بریلی

درعہد حجة الاسلام (ترمیم شدہ)

(۱) اس مدرسہ کا نام مدرسہ اہلسنت وجماعت دارالعلوم منظر اسلام بریلی رہے گا۔

(۲) یہ مدرسہ زیر سرپرستی حضرت حجۃ الاسلام مولانا مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب زیب سجادہ رضویہ دامت برکاتہم رہے گا۔

(۳) اس مدرسہ کی ایک مجلس انتظامیہ ہوگی جس کے مع عہدہ داران پندرہ رکن ہوں گے۔

(۴) مجلس انتظامیہ کا کورم ایک تہائی ہوگا۔ اگر کوئی مجلس انتظامیہ کورم نہ ہونے کی وجہ سے ملتوی ہوگی تو التواشدہ کورم کی قید نہ ہوگی۔

(۵) مجلس انتظامیہ انہیں قواعد پر عمل کرے گی۔ جن کو وقتاً فوقتاً عمل بنائے گی۔

(۶) مجلس انتظامیہ کو اختیار ہوگا کہ وہ کسی مدرسہ اہلسنت کا الحاق کرے یا قطع تعلق کرے۔

(۷) ہر معاملہ اراکین مجلس انتظامیہ کی کثرت رائے پر طے ہوگا۔

(۸) اگر کوئی رکن فوت ہوجائے یا متواترہ جلسوں میں باوجود بریلی رہنے کے غیر حاضر رہے یا کوئی رکن مستعفی ہوجائے تو ایسی صورت میں مجلس انتظامیہ اس رکن کا نام خارج کرکے جدید رکن کو منتخب کرے گی۔

(۹) مجلس انتظامیہ کے اجلاس وقتاً فوقتاً حسب ضرورت ہوتے رہیں گے لیکن سال میں چھ اجلاس ضرور ہوں گے۔

(۱۰) مجلس انتظامیہ کے حسب ذیل عہدہ دار ہوں گے اور یہ مجلس انتظامیہ کے اراکین میں سے منتخب ہوں گے۔

(الف) صدر

(ب) نائب صدر

(ج) مہتمم

(د) نائب مہتمم

(۱۱) مجلس انتظامیہ کے اختیارات حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) عہدہ داروں کا انتخاب۔

(ب) تقرری مدرسین بمشورہ حضرت سرپرست صاحب۔

(ج) ملازمین مدرسہ کی تقرری و برخاستگی و معطلی، ترقی، تنزلی،

(د) مجلس انتظامیہ میں جو جگہ خالی ہو اس کو پورا کرنا یا کسی رکن کا خارج کرنا

(ہ) خرید و فروخت جائداد مدرسہ بمشورہ حضرت سرپرست صاحب

(و) مدرسہ کے کل اوقات کا انتظام اور حسب شرائط اوقات ان کا خرچ کرنا۔

(ز) قواعد وضوابط میں حسب ضرورت ترمیم و تنسیخ کرنا۔

(ح) عہدہ داران کو خلاف ورزی پر معطل کرنا یا علیحدہ کرنا اور ان کی جگہ دوسرے عہدہ داروں کا منتخب کرنا۔

(۱۲) اگر کسی آدمی کی حضرت سرپرست صاحب اور مجلس انتظامیہ میں مخالف رائے ہو تو حضرت سرپرست صاحب کی رائے پر مجلس انتظامیہ دوبارہ غور کر کے اپنا فیصلہ دے گی۔

(۱۳) قواعد وضوابط میں ترمیم و تنسیخ کے واسطے دو تہائی اراکین مجلس انتظامیہ کی رائے کا ہونا ضروری ہے۔

(۱۴) حضرت سرپرست صاحب کے اختیارات حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) مدرسہ کی مالیات کی نگرانی و حفاظت کرنا۔

(ب) مدرسہ کی تعلیم و ترقی کے لئے مجلس انتظامیہ کو ضروری مشورہ دینا۔

(ج) نظام مدرسہ کی نگرانی کرنا۔

(د) تقرری مدرسین کے متعلق مجلس انتظامیہ کو مشورہ دینا۔

(ہ) وقتاً فوقتاً تعلیم کی جانچ کرنا۔

(و) مدرسین کو رخصت زائد از تین یوم دینا۔

(۱۵) صدر مجلس انتظامیہ کے فرائض حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) مجلس انتظامیہ کے جلسہ کی صدارت کرنا۔

(ب) درصورت مساوی آرا ہونے کے اپنا کاسٹنگ ووٹ دینا۔

(ج) مجلس انتظامیہ کے جلسہ میں نظم قائم رکھنا۔

(۱۶) درصورت عدم موجودگی صدر مجلس انتظامیہ نائب صدر فرائض صدارت انجام دے گا۔

(۱۷) مہتمم کے فرائض حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) مدرسہ کی تعلیم کی نگرانی کرنا۔

(ب) مجلس انتظامیہ کا جلسہ حسب ضرورت منعقد کرنا۔ اور اس میں وہ امور پیش کرنا جن کے لئے احکامات مجلس انتظامیہ سے لینا ضروری ہوں۔

(ج) مدرسہ کے کل حالات بطور رپورٹ بذریعہ صدر مجلس انتظامیہ میں پیش کرنا۔

(د) مجلس انتظامیہ کے سال میں کم از کم چھ جلسے ضرور کرنا۔

(ہ) پانچ اراکین کی درخواست کو مجلس انتظامیہ چاروں کے اندر لازمی کرنا۔

(و) جملہ احکامات مجلس انتظامیہ کی تعمیل کرنا۔

(ز) وقتاً فوقتاً بلا علم واطلاع مدرسین وطلباء مدرسہ کا معائنہ کرنا اور دیکھنا کہ کام باقاعدہ ہو رہا ہے یا نہیں۔

(ح) ایک معائنہ کا رجسٹر دفتر میں رکھنا جس پر مجلس انتظامیہ کے رکن اپنا معائنہ لکھا کریں گے اس رجسٹر کو مجلس انتظامیہ میں پیش کرنا۔

(ط) سال آئندہ کے لئے بجٹ بمشورہ خازن مجلس انتظامیہ میں بغرض منظوری پیش کرنا۔

(ی) طلباء کی حفظان صحت وچال چلن کی نگرانی کرنا۔

(ک) کتب متعلقہ کی تقسیم لیکن کوئی کتاب خلاف نصاب مقررہ کسی طالب علم یا مدرس کو نہ دیں۔

(ل) رہائش، خورد ونوش طلباء کا انتظام کرنا۔

(م) دفتر کی نگرانی وحسابات کی تکمیل کرانا۔

(ن) اپنے اختیارات سے زائد پچیس روپے ضرورت کے وقت خرچ کرنا۔ لیکن بعد کو مجلس انتظامیہ سے منظوری حاصل کرنا۔

(س) ملازمین ومدرسین کو اتفاقیہ رخصت تین یوم تک کی دینا۔ تین یوم سے زائد کی درخواست سرپرست صاحب کی خدمت میں روانہ کرنا۔

(ع) مدرسہ کی جو آمدنی ہو اس کو خازن کے پاس جمع کرنا

(ف) مدرسہ کا کل روپیہ اپنے دستخطوں سے وصول کرنا۔

(ص) مدرسہ کے تمام درجات کے لئے رجسٹر حاضری طلبہ تیار کرانا۔ اور مدرسین وملازمین کی حاضری کے واسطے ایک رجسٹر حاضری رکھنا جس میں مدرسین وملازمین اپنے آمد وروانگی کا وقت تحریر کر کے دستخط کریں۔

(۱۸) درصورت عدم موجودگی مہتمم نائب مہتمم فرائض اہتمام انجام دیں گے۔

(۱۹) خازن کے فرائض حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) مدرسہ کا کل روپیہ بینک آف انڈیا بریلی میں جمع کرنا۔

(ب) وقت ضرورت مہتمم کو روپیہ دینا۔

(ج) مبلغ پچاس روپیہ سے زیادہ اپنی تحویل میں نہ رکھنا۔

(د) سالانہ بجٹ تیاری میں مہتمم کو مشورہ دینا۔

(۲۰) مدرسہ میں ایک صدر مدرس ہوگا۔ جس کے فرائض حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) مدرسہ کے تمام درجات کے رجسٹر حاضری طلباء کی تکمیل کی نگرانی کرنا۔

(ب) مدرسین کی حاضری کا رجسٹر دیکھنا۔ اور وقت معینہ آمد کے ۱۵ ر منٹ بعد اپنے دستخط کر کے دفتر کو روانہ کرنا۔

(ج) مدرسین وطلباء وملازمین مدرسہ کی خلاف ورزی کی رپورٹ مہتمم کو کرنا۔

(د) یہ دیکھنا کہ مدرسہ کا کام وقت پر باقاعدہ ہوتا ہے یا نہیں۔

(ہ) نظام الاوقات بنانا۔ اور تقسیم اسباق بمشورہ حضرت سرپرست صاحب کرنا۔

(و) ہر مدرس کو ایک ڈائری دینا اور ہدایت کرنا کہ وہ اس پر روزانہ کا کام تحریر کرے۔

(ز) طلباء کی قابلیت کی جانچ کر کے صحیح درجات میں داخل کرنا۔

(۲۱) مدرسین کے فرائض حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) صدر مدرس کے احکامات کی پابندی کرنا۔

(ب) رجسٹر حاضری طلباء درجہ متعلقہ کا باقاعدہ رکھنا۔

(ج) جو طالب علم تیس روز سے زائد بلا درخواست غیر حاضر رہے اس کی صدر مدرس کو رپورٹ کرنا۔

(د) اپنے درجہ کی تعلیم کی روزانہ ڈائری مرتب کرنا۔ اور ہر ماہ صدر کے پاس پہونچ کر دستخط کرانا۔

(ہ) نصاب متعلقہ کی نگرانی کرنا۔

(و) نصاب مقررہ متعلقہ کے خلاف مدرسہ کے اوقات میں کسی خارجی سبق کی تعلیم نہ دینا۔

(ز) طلباء درجہ متعلقہ کی نگرانی کرنا۔

(ح) اپنی رخصت کی درخواست بتوسل صدر مدرس دفتر میں بھیجنا۔

(ط) طلباء کی رخصت پر اپنی تصدیق کر کے صدر مدرس کو بھیجنا۔

(۲۲) بینک میں جو روپیہ جمع کیا جائے گا وہ خزانچی اپنے دستخط سے بحیثیت خازن مدرسہ جمع کرے گا۔

(۲۳) ہر سال کے ختم پر مجلس انتظامیہ حساب وکتاب کی جانچ کریگی۔

(۲۴) مدرسہ کی روئداد ہر سال شائع ہوا کرے گی۔

(۲۵) سال شروع ہونے کے پیشتر کل حساب (بجٹ) آئندہ سال کے واسطے مجلس انتظامیہ میں پیش ہوں گے۔

(۲۶) وہ اخراجات جو کہ بجٹ میں منظوری کے وقت پیش نہیں کیے گئے ہوں وقت ضرورت مجلس انتظامیہ میں پیش

ہوں گے۔

(۲۷) طلباء کا فرض رہے گا کہ وہ مدرسین کا حکم مانیں۔

(۲۸) ملازمین کا فرض رہے گا کہ وہ صدر مدرس اور مہتمم اور سرپرست صاحب کے احکام کی تعمیل کریں۔

(۲۹) صدر مدرس کا فرض ہوگا کہ وہ مہتمم حضرت سرپرست صاحب کے حکم کی پابندی کرے۔

(۳۰) مہتمم کا فرض ہوگا کہ وہ حضرت سرپرست صاحب اور مجلس انتظامیہ کے احکام کی تعمیل کرے۔ اور کرائے۔

(۳۱) مدرسہ کی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ مجلس انتظامیہ کے انتظام بجٹ میں رہے گی۔

(۳۲) ہر وہ امر جو ان قواعد کے اندر نہیں ہے اور اس کی ضرورت پیش آئے تو اس کو مجلس انتظامیہ طے کرے گی۔

مورخہ ۸ر دسمبر ۱۹۴۱ء

(۱) دستخط: سعید احمد خان صاحب (۲) دستخط: تقدس علی خاں (۳) دستخط: فدا یار خاں

ہم تصدیق کرتے ہیں کہ قواعد وضوابط دار العلوم منظر اسلام کی یہ صحیح نقل ہے۔

(۱) دستخط: سعید احمد خاں ☆ تقدس علی خاں ☆ فدا یار خاں

ارشادات عالیہ

☆ نماز دین کا ستون۔

☆ طہارت نماز کنجی ہے۔

☆ نماز تمام اعمال میں سب سے اہم اور اعظم ہے۔

چشمۂ دارالافتائے بریلی

سنہ ۱۳۲۸ھ

چشمۂ دارالافتائے بریلی کاایک ضروری استفتاء

سوشہیدوں کے ثواب اور باریابی دربار رسالت علیہ الصلاۃ والتحیۃ کی بشارت

(مسئولہ: جناب مولوی محمد جمیل الرحمٰن خاں صاحب بریلوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ------------- نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ (۱) جمعہ کی اذان ثانی جو منبر کے سامنے ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مسجد کے اندر ہوتی تھی یا باہر؟ (۲) خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں کہاں ہوتی تھی۔ (۳) فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے یا نہیں۔ (۴) اگر رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں اذان مسجد کے باہر ہوتی تھی اور ہمارے اماموں نے مسجد کے اندر اذان کو مکروہ فرمایا ہے تو ہمیں اسی پر عمل لازم ہے یا رسم ورواج پر۔ اور جو رسم ورواج حدیث شریف واحکام فقہ سب کے خلاف پڑ جائے تو وہاں مسلمانوں کو پیروئ حدیث وفقہ کا حکم ہے یا رسم ورواج پر اڑا رہنا۔ (۵) نئی بات وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ خلفائے راشدین واحکام ائمہ کے مطابق ہو یا وہ بات نئی ہے جو ان سب کے خلاف لوگوں میں رائج ہو گئی ہو (۶) مکہ معظمہ ومدینہ منورہ میں یہ اذان مطابق حدیث وفقہ ہوتی ہے یا اسکے خلاف اگر خلاف ہوتی ہو تو وہاں کے علمائے کرام کے ارشادات دربارہ عقائد حجت ہیں یا وہاں کے تنخواہ دار موذنوں کے فعل اگر چہ خلاف شریعت وحدیث وفقہ ہوں (۷) سنت کے زندہ

کرنے کا حدیثوں میں حکم ہے اور اس پر سو شہیدوں کے ثواب کا وعدہ ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو سنت زندہ کہی جائیگی یا سنت مردہ۔ سنت اس وقت مردہ کہلائیگی جب اس کے خلاف لوگوں میں رواج پڑ جائے یا جو سنت خود رائج ہو وہ مردہ قرار پائیگی۔ (۸) علماء پر لازم ہے یا نہیں کہ سنت مردہ زندہ کریں اگر ہے تو کیا اسوقت ان پر یہ اعتراض ہو سکے گا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے۔ اگر یہ اعتراض ہو سکے گا تو سنت زندہ کرنیکی صورت کیا ہوگی؟ (۹) جن مسجدوں میں [1] کے بیچ میں حوض ہے اس کی فصیل پر کھڑے ہو کر منبر کے سامنے اذان ہو تو بیرون مسجد کا حکم ادا ہو جائے گا یا نہیں۔ (۱۰) جن مسجدوں میں منبر ایسے بنے ہیں کہ ان کے سامنے دیوار ہے اگر مؤذن باہر اذان دے تو خطیب کا سامنا نہ رہیگا وہاں کیا کرنا چاہئے۔ امید کہ دسوں مسئلوں کا جدا جدا جواب مفصل ارشاد ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اللهم هداية الحق والصواب

جواب سوال اول: رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ اقدس میں یہ اذان مسجد سے باہر دروازے پر ہوتی تھی سنن ابی داؤد شریف جلد اول ص ۱۵۶ / میں ہے عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکر وعمر۔ یعنی جب رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی اور ایسا ہی ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں۔ اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس ﷺ یا خلفائے راشدین نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو۔ اگر ان کی اجازت ہوتی تو بیان جواز کے لئے کبھی ایسا ضرور فرماتے۔

جواب سوال دوئم: جواب اول سے واضح ہو گیا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مروی ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ بعض صاحب جو بین یدیہ سے مسجد کے اندر ہونا سمجھتے ہیں غلط ہے دیکھو حدیث میں بین یدیہ ہے اور ساتھ ہی علی باب المسجد ہے یعنی حضور اقدس ﷺ وخلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چہرۂ انور کے مقابل مسجد کے دروازے پر ہوتی تھی بس اسی قدر بین یدیہ کے لئے درکار ہے۔

جواب سوال سوم: بے شک فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان کو منع فرمایا ہے اور مکروہ لکھا ہے فتاویٰ قاضی خان طبع مصر جلد اول ص ۷۸ / لایؤذن فی المسجد مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے فتاویٰ خلاصہ۔ قلمی

[1] جن مسجدوں کے بیچ میں حوض ہے

ص ۶۲/ لایؤذن فی المسجد مسجد میں اذان نہ ہو خزانۃ المفتین قلمی فصل فی الاذان لایؤذن فی المسجد مسجد کے اندر اذان نہ کہے فتاویٰ عالمگیری طبع مصر جلد اول ص ۵۵/ لایؤذن فی المسجد مسجد کے اندر اذان منع ہے۔ بحر الرائق طبع مصر جلد اول ص ۲۶۸/ لایؤذن فی المسجد مسجد کے اندر اذان کی ممانعت ہے شرح نقایہ علامہ برجندی ص ۸۴/ فیہ اشعار بانہ لایؤذن فی المسجد امام صدر الشریعہ کے کلام میں اس پر تنبیہ ہے کہ اذان مسجد میں نہ ہو۔ غنیۃ شرح منیہ ص ۳۷۷/ الاذان انما یکون فی المئذنۃ اوخارج المسجد والاقامۃ فی داخلہ اذان نہیں ہوتی مگر منارہ پر یا مسجد سے باہر اور تکبیر مسجد کے اندر۔ فتح القدیر طبع مصر جلد اول ص ۱۷۱/ قالو الایؤذن فی المسجد علماء نے مسجد میں اذان دینے کو منع فرمایا ہے ایضا باب الجمعہ ص ۴۱۴/ وذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراہۃ الاذان فی داخلہ جمعہ کا خطبہ مثل اذان ذکر الٰہی ہے مسجد میں یعنی حدود مسجد میں اس لئے کہ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے طحطاوی علی مراقی الفلاح طبع مصر جلد اول ص ۱۲۸/ یکرہ ان یؤذن فی المسجد کمافی القہستانی عن النظم یعنی نظم امام زندویستی پھر قہستانی میں ہے کہ مسجد میں اذان مکروہ ہے یہاں تک کہ اب زمانہ حال کے ایک عالم مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول ص ۲۴۵/ میں لکھتے ہیں قولہ بین یدیہ ای مستقبل الامام فی المسجد کان او خارجا والمسنون ہو الثانی یعنی بین یدیہ کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ امام کے روبرو ہو مسجد میں خواہ باہر اور سنت بھی ہے کہ مسجد کے باہر ہو جب وہ تصریح کر چکے کہ باہر ہی ہونا سنت ہے تو اندر ہونا خلاف سنت ہوا تو اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ چاہے سنت کے مطابق کرو چاہے سنت کے خلاف دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ ایسا کون عاقل کہے گا بلکہ معنی وہی ہیں کہ بین یدیہ سے یہ سمجھ لینا کہ خواہی نخواہی مسجد کے اندر ہو غلط ہے اس کے معنی صرف اتنے ہیں کہ امام کے روبرو ہو اندر باہر کی تخصیص اس لفظ سے مفہوم نہیں ہوتی۔ لفظ دونوں صورتوں پر صادق ہے اور سنت یہی ہے کہ اذان مسجد کے باہر ہو تو ضروری ہے کہ وہی معنی لئے جائیں جو سنت کے مطابق ہوں بہر کیف ان ان کے کلام میں بھی صاف مصرح ہے کہ اذان ثانی جمعہ بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مطابق سنت ہے۔ تو بلاشبہ مسجد کے اندر ہونا خلاف سنت ہے واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال چہارم : ظاہر ہے کہ حکم حدیث وفقہ کے خلاف رواج پر اڑا رہنا مسلمانوں کو ہرگز نہ چاہیے۔

جواب سوال پنجم : ظاہر ہے کہ جو بات رسول اللہ ﷺ وخلفائے راشدین واحکام فقہ کے خلاف نکلی ہو وہی نئی بات ہے۔ اسی سے بچنا چاہئے نہ کہ سنت وحکم حدیث وفقہ سے۔

جواب سوال ششم : مکہ معظمہ میں یہ اذان کنارۂ مطاف پر ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں مسجد الحرام شریف مطاف ہی تک تھی مسلک مقسط علی قاری طبع مصر ص ۲۸۰ / المطاف هو ماكان فى زمنه ﷺ مسجدا تو حاشیہ مطاف بیرون مسجد ومحل اذان تھا اور مسجد جب بڑھالی جائے تو پہلے جو جگہ اذان یا وضو کے لئے مقرر تھی بدستور مستثنیٰ رہے گی۔ ولھذا مسجد اگر بڑھا کر کنواں اندر کرلیا وہ بند نہ کیا جائے گا جیسے زمزم شریف۔ حالانکہ مسجد کے اندر کنواں بنانا ہرگز جائز نہیں۔ فتاویٰ قاضی خاں وفتاویٰ خلاصہ، وفتاویٰ عالمگیریہ ص ۴۰ / یكره المضمضة والوضوء فى المسجد الا ان يكون ثمه موضع احد لذالك و لايصلى فيه وہیں ہے لايحفر فى المسجد بئرماء ولاقديمة تترك كبئر زمزم مکہ معظمہ میں اذان ٹھیک محل پر ہوتی ہے مدینہ طیبہ خطیب سے بیس بلکہ زائد ذراع کے فاصلے پر ایک بلند مکبرہ پر پڑھتے ہیں طریقہ ہند کے تو یہ خلاف ہوا اور وہ جو بین یدیہ وغیرہ سے منبر سے متصل ہونا سمجھتے تھے اس سے بھی رد ہو گیا تو ہندی فہم وطریقہ خود ہی دونوں حرم محترم سے جدا ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ مکبرہ قدیم سے ہے یا بعد کو حادث ہوا اگر قدیم ہے تو مثل منارہ ہوا کہ وہ اذان کے لئے مستثنیٰ ہے جیسا کہ غنیۃ میں گزرا اور اسی طرح سے خلاصہ وفتح القدیر و برجندی کے صفحات مذکورہ میں ہے کہ اذان منارہ پر ہو یا مسجد کے باہر مسجد کے اندر نہ ہو اس کی نذیر موضع وضوو چاہ ہیں کہ قدیم سے جدا کردیئے ہوں نہ اس میں حرج اور نہ اس میں کلام اور اگر حادث ہے تو اس پر اذان کہنا بالائے طاق پہلے ہی ثبوت دیجئے کہ وسط مسجد میں ایک جدید مکان ایسا کھڑا کردینا جس سے صفیں قطع ہوں کس شریعت میں جائز ہے قطع صف بلاشبہ حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من قطع صفا قطعه الله جو صف کو قطع کرے اللہ اسے قطع کردے۔ رواہ نسائی والحاکم بسند صحیح عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نیز علماء نے تصریح فرمائی کہ مسجد میں پیڑ بونا منع ہے کہ نماز کی جگہ گھیرے گا نہ کہ یہ مکبرہ کے چار جگہ سے جگہ گھیرتا ہے اور کتنی صفیں قطع کرتا ہے۔ بالجملہ اگر وہ جائز طور پر بنا تو مثل منارہ ہے جس سے مسجد میں اذان ہونا نہ ہوا اور ناجائز طور پر ہے تو

ا سے ثبوت میں پیش کرنا کیا انصاف ہے اب ہمیں افعال موذنین سے بحث کی حاجت نہیں مگر جواب سوال گزارش کہ ان کا فعل کیا حجت ہو حالانکہ خطیب خطبہ پڑھتا ہے اور یہ بولتے جاتے ہیں جب وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لیتا ہے یہ بآواز ہر نام پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے جاتے ہیں جب وہ سلطان کا نام لیتا ہے یہ بآواز دعا کرتے ہیں اور یہ سب بالاتفاق ناجائز ہے۔ صحیح حدیثین اور تمام کتابیں ناطق ہیں کہ خطبہ کے وقت بولنا حرام ہے درمختار ردالمحتار جلد اول ص ۸۵۹/اما ما یفعله المؤذنون حال الخطبة من الترضی ونحوه فمکروه اتفاقا یعنی وہ جو یہ موذن خطبے کیوقت رضی اللہ عنہ وغیرہ کہتے جاتے ہیں یہ بالاتفاق مکروہ ہے یہی موذن نماز میں امام کی تکبیر پہونچانے کو جس وضع سے تکبیر کہتے ہیں اسے کون عالم جائز کہہ سکتا ہے۔ مگر سلطنت کے وظیفہ داروں پر علماء کا کیا اختیار۔ علمائے کرام نے تو اس پر یہ حکم فرمایا کہ تکبیر درکنار اس طرح تو ان کی نمازوں کی بھی خیر نہیں دیکھو فتح القدیر جلد اول ص ۲۶۲/۲۶۳ ردرمختار وردالمحتار ص ۶۱۵ رخود مفتی مدینہ منورہ علامہ سید اسعد حسینی مدنی تلمیذ علامہ صاحب مجمع الانہر رحمہما اللہ تعالیٰ نے تکبیر میں اپنے یہاں کے مکبروں کے سخت بے اعتدالیاں تحریر فرمائی ہیں یہ دیکھو فتاویٰ سعدیہ جلد اول ص ۸/ اخیر میں فرمایا ہے اما حرکات المکبرین وصنعتهم فانا ابرؤ الی الله تعالیٰ منه یعنی ان مکبروں کی جو حرکتیں جو کام ہیں میں ان سے اللہ تعالیٰ کی طرف برأت کرتا ہوں اور اوپر اس سے بڑھ کر لفظ لکھا پھر کسی عاقل کے نزدیک ان کا فعل کیا حجت ہو سکتا ہے نہ وہ علماء ہیں نہ علماء کے زیر حکم۔

جواب سوال ہفتم: بے شک احادیث میں سنت زندہ کرنے کا حکم اور اس پر بڑے ثوابوں کے وعدے ہیں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من احیا سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنه جس نے میری سنت زندہ کی بے شک اسے مجھ سے محبت ہے اور وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اللهم ارزقنا رواه السجزی فی الابانة والترمذی بلفظ من احب بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من احیا سنت من سنتی قد امیتت بعدی فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غیر ان ینقص من اجورهم شنیا جو میری کوئی سنت زندہ کرے کہ لوگوں نے میرے بعد چھوڑ دی ہو جتنے اس پر عمل کریں سب کے برابر اسے ثواب ملے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو

رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجہ۔ عن عمر بن عوف ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی حدیث ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شہید جو فساد امت کے وقت میری سنت مضبوط تھامے اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے۔ رواہ بیہقی فی الزھد اور ظاہر ہے کہ زندہ وہی سنت کی جائے گی جو مردہ ہوگئی اور سنت مردہ جبھی ہوگی کہ اس کے خلاف رواج پڑ جائے۔

جواب سوال ہشتم: احیائے سنت علماء کا تو خاص فرض منصبی ہے اور جس مسلمان سے ممکن ہو اس کیلئے حکم عام ہے ہر شہر کے مسلمان کو چاہئے کہ اپنے شہر یا کم از کم اپنی اپنی مساجد میں اس سنت کو زندہ کریں اور سو شہیدوں کا ثواب لیں۔ اور اس پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا ہے کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے یوں ہو تو کوئی سنت زندہ ہی نہ کر سکے۔ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی سنتیں زندہ فرمائیں اس پر ان کی مدح ہوئی نہ کہ الٹا اعتراض کہ تم سے پہلے تو صحابہ وتابعین تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

جواب سوال نہم: حوض کو بانی مسجد نے قبل مسجدیت بنایا اگرچہ وسط مسجد میں ہو وہ اور اس کی فصیل ان احکام میں خارج مسجد ہے۔ لانه یوضع احد لا وضوء کما تقدم۔

جواب سوال دہم: لکڑی کا منبر بنائیں کہ یہی سنت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اسے گوشہ محراب میں رکھ کر محاذات ہوجائیگی اور اگر صحن کے بعد مسجد کی بلند دیوار ہے تو اسے قیام مؤذن کے لائق تراش کر باہر کی جانب جالی یا کیواڑ لگالیں۔ مسلمان بھائیو! یہ دین ہے کوئی دنیوی جھگڑا نہیں دیکھو کہ تمہارے نبی ﷺ کی سنت کیا ہے۔ تمہاری مذہبی کتابوں میں کیا لکھا ہے۔ حضرات علمائے اہلسنت سے معروض۔ حضرات احیائے سنت آپ کا کام ہے اس کا خیال نہ فرمایئے کہ آپ کے ایک چھوٹے نے اسے شروع کیا وہ بھی آپ ہی کا کرنا ہے آپ کے رب کا حکم ہے تعاونوا علی البر والتقوی اور اگر آپ کی نظر میں یہ مسئلہ صحیح نہیں تو غصہ کی حاجت نہیں بے تکلف بیان حق فرمایئے اور اس وقت لازم ہے کہ ان دسوں سوالوں کے جدا جدا جواب ارشاد ہوں اور ان کے ساتھ ان پانچ سوالوں کے بھی۔ (۱۱) اشارت مرجوح ہے۔ یا عبارت اور ان میں فرق کیا ہے (۱۲) کیا محتمل صریح کا مقابل ہوسکتا ہے (۱۳) تصریحات کتب فقہ کے سامنے کسی غیر کتاب فقہ سے ایک استنباط پیش کرنا کیسا ہے خصوصاً استنباط بعید یا جس کا منشاء بھی غلط (۱۴) حنفی کو تصریحات فقہ حنفی کے مقابل کسی

غیر کتاب حنفی کا پیش کرنا کیسا ہے۔ (۱۵) قرآن مجید کی تجوید فرض عین ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کیا سب ہندی علماء اسے بجالاتے ہیں یا سو میں کتنے۔ بینوا توجروا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد ن المعروف بحامد رضا خاں قادری ولد اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری برکاتی مد ظلہم

الجواب صحیح

مہر (اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی قادری مد ظلہم الاقدس

اصاب من اجاب

مہر (مولوی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قادری

ذالک کذالک

مہر (مولوی امجد علی صاحب اعظمی رضوی)

الجواب صحیح

مہر (مولوی محمد رضا خاں صاحب قادری)

مسلمان بھائیوں سے ضروری گزارش

نبی اکرم ﷺ کی سنت کریمہ زندہ کرنے کو یہ اذان ثانی جمعہ کا فتویٰ اسلامی بھائیوں کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ امید کہ یہ چند معروضات ملحوظ رہیں۔

(۱) جن صاحب کے پاس پہنچے خود اسے اول سے آخر تک بہ نگاہ غور ملاحظہ کریں اور اپنے احباب کو سنائیں اپنی مسجد کی جماعت کو سنائیں ہر طرح اس کی اشاعت میں کوشش کریں اگر ان کی سعی سے ایک مسجد میں بھی اس سنت کا رواج ہوگیا تو بعونہ تعالیٰ ان کے لئے سو شہیدوں کا ثواب نقد وقت ہے۔

(۲) ایک یا جتنی مساجد میں ان کی اور انکے جن جن ہمراہیوں کی کوشش سے یہ سنت رواج پائے اپنا اور انکا نام ونشان اور ان کی مسجدوں کا اپنا پتہ مفصل تحریر فرما کر بھیجیں کہ انکی سعی جمیل اخبار میں شائع کی جائے اور بعونہ تعالیٰ بالآخر ایسے صاحبوں

کے نام ایک رسالہ میں جمع کر کے شائع ہوں۔

(۳) جن صاحب کی نظر سے گزرے وہ اگر خود عالم ہیں اور ان کی رائے اس فتویٰ کے موافق ہے تو اس کی تصدیق کا ایک پرچہ اپنے مہر و دستخط سے ارسال فرمائیں جس میں پتے کے لئے اتنے لفظ ضرور ہیں کہ فی الواقع اذان ثانی جمعہ خطیب کے سامنے مسجد سے باہر ہی ہونا سنت ہے ورنہ ان کے شہر میں جو جو علماء ہوں ان کی مہر دستخطی تصدیقیں بھیج کر ممنون بنائیں۔ یہ سب تصدیقات باذنہ تعالیٰ اخبار میں شائع ہوتی رہیں گی اور بالآخر اس رسالہ میں درج کی جائیں گی۔

(۴) جو عالم اس کے خلاف رائے رکھتے ہوں سکوت نہ فرمائیں بلکہ دس سوال کہ اصل استفتاء میں ہیں اور پانچ کہ آخر فتوے میں ہیں ان پندرہ کا جدا جدا مفصل جواب لکھ کر اپنے مہر اپنے دستخط سے ارسال فرمائیں۔ اگر بات روش علم پر ہوگی تو ان کے جواب بھی رسالہ میں شائع ہوں گے۔ یہاں تک کہ مولیٰ تعالیٰ حق واضح فرمائے اور امت مرحومہ کو اپنے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی سنت کریمہ کا اتباع بخشے۔ آمین۔ (۵) جن صاحبوں کو مولیٰ سبحانہ احیائے سنت میں کوشش کی توفیق بخشے وہ اپنے ارادہ سے ایک کارڈ پر فوراً مطلع فرمائیں کہ اخبار میں ان کا نام ساعیان احیائے سنت میں درج ہو پھر جس مسجد یا مسجدوں میں ان کی سعی سے اجرائے سنت ہو جائے اس وقت ان کی فہرست سے اطلاع بخشیں وبہ تعالیٰ التوفیق وصلاتہ وسلامہ علی حبیبہ وآلہ ابداً آمین (سب تحریرات نشان ذیل سے مرسل ہوں)

بریلی دارالافتاء، مصطفیٰ رضا خاں قادری مہتمم دارالافتاء

نمبر اول فہرست مساجد احیائے سنت معہ اسامی حضرات ساعیان سنت

نشان مسجد	نام اشاعت کنندۂ سنت
(۱) محلہ جہان خان شہر کہنہ	حافظ مولوی ارشاد علی صاحب
(۲) جامع مسجد	سید ممتاز علی صاحب امام مسجد جامع
(۳) محلہ بہاری پور معماران	سید محمد حسن صاحب عرف سید مجد دشاہ صاحب
(۴) مسجد بی بی صاحبہ بہاری پور	مولوی جمیل الرحمن خانصاحب و شیخ علی حسین صاحب
(۵) مسجد سبزی منڈی	شیخ بوعلی بخش صاحب و مولوی واجب الدین صاحب امام

(۶)	مسجد نالہ املی والی	حافظ محمد شفیق صاحب
(۷)	مسجد شاہ آباد کھرنی والی	احمد جان بیگ صاحب وعبدالغنی صاحب قادری
(۸)	مسجد بھوڑ متصل مکان مناخان	شیخ نصر الدین صاحب
(۹)	مسجد کھیت والی محلہ مروہی ٹولہ تارکش	منشی حفظ الکریم خانصاحب
(۱۰)	مسجد گڈھے محلہ رفیع آباد	سید محمود جانصاحب وفرحت اللہ صاحب
(۱۱)	مسجد کوچہ نوابان	مولوی محمد اللہ صاحب امام مسجد
(۱۲)	مسجد نالہ متصل مکان شیخ کریم الدین صاحب	حافظ کاظم علی صاحب
(۱۳)	مسجد نالہ ملوک پور	حافظ حاجی سید سعادت علی صاحب
(۱۴)	مسجد شہر کہنہ کانکر ٹولہ	مولوی محمد عبد الہادی خانصاحب
(۱۵)	مسجد حضرت شاہ دانا صاحب	ایضاً
(۱۶)	مسجد اسٹیشن کلاں	سید ممتاز علی صاحب امام مسجد مذکور
(۱۷)	مسجد ہاتھی خانہ	حافظ صاحب امام مسجد
(۱۸)	مسجد کوچہ حکیم اللہ صاحب	حافظ غلام قادر صاحب وسید نثار علی صاحب
(۱۹)	مسجد میرزائی شہر کہنہ	سید ممتاز علی صاحب امام مسجد اسٹیشن
(۲۰)	مسجد مولوی شمس احمد صاحب	ایضاً
(۲۱)	مسجد محلہ نوادہ شیخان شہر کہنہ	ایضاً
(۲۲)	محلہ بازوران جدید	منشی امداد خانصاحب محرر مدرسہ اہلسنت
(۲۳)	مسجد ارشاد معشوق اللہ صاحب	مولوی حافظ حاجی حکیم امیر اللہ صاحب

مسئلہ نمبر ۲۶۳: از موضع رسویہ ڈاکخانہ امریا ضلع پیلی بھیت، مرسلہ عبد العزیز صاحب

زید نے اپنے برادر عمرو اور اسکے فرزند کو اور اسکی زوجہ کو غریب جانکر زکوۃ کا روپیہ دیا تو زکوۃ ادا ہوئی یا نہیں؟ اور کون کون لوگ

ہیں جن کو زکوۃ دینے سے ادا نہیں ہوتی ہے؟

الجواب: بھتیجے یا بھائی یا بھاوج کو زکوۃ دینا جائز ہے اور اس سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے جب کہ وہ مصرف زکوۃ ہو۔ فی الدرالمختار مصرف الزکاۃ والعشر فقیر الخ سولہ شخص ہیں جنہیں زکوۃ دینا جائز نہیں۔ (۱) ہاشمی، (۲) اپنا شوہر، (۳) اپنی عورت، (۴) جو اپنی اولاد میں ہو (۵) جن کی اولاد میں یہ ہے۔ (۶) اپنا یا ان پانچوں (۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱) قسم میں کسی کا مملوک اگرچہ مکاتب ہو۔ (۱۲) کسی غنی کا غلام غیر مکاتب۔ (۱۳) مرد غنی کا یا نابالغ بچہ، (۱۴) ہاشمی کا آزاد بندہ (۱۵) غنی (۱۶) کافر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۲۶۴: از بنارس محلہ مدنپورہ بڑی مسجد معرفت محمد اسحاق صاحب متولی مسجد کلاں

ایک محلہ میں دو مسجدیں ہیں اور دونوں ایسی متصل ہیں کہ صرف ایک دیوار پختہ دونوں مسجدوں کے درمیان ہے جو مسجد شرقی ہے وہ اسی دیوار پختہ پر مسقف تعمیر کی ہوئی ہے اور اس میں لوگ پنجوقتہ نماز پڑھتے ہیں اور جمعہ بھی ہوتا ہے اور جو غربی مسجد ہے اس کے صحن میں وہ دیوار ہے اس میں پنجوقتہ نماز ہوتی ہے مگر جمعہ نہیں ہوتا ہے اور اس کے صحن میں چند قبریں ہیں جو پندرہ برس ہوئے مسلمانوں نے انہیں توڑ کر برابر کر دیا۔ اور ان پر فرش پختہ بنایا ایک مسجد کی قرأت کی آواز دوسری مسجد میں جاتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں مسجدوں میں نماز ہوتی ہے یا نہیں اور دونوں مسجدیں بدستور قائم ہیں۔ مسجدوں کے قائم رکھنے اور ان میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے۔ باوجودیکہ دونوں مسجدوں کے نمازیوں میں بہت اتفاق ہے اور کوئی تنازع نہیں ہے۔

الجواب: نماز دونوں مسجدوں کی صحیح ہے اور دونوں مسجدوں کو بدستور قائم رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ہاں اہل محلہ ان دونوں کو ایک ہی کر سکتے ہیں درمختار میں ہے لهم نصب متول وجعل المسجدین واحدا وعکسه لصلاة الخ۔ مگر جمعہ دونوں میں بوجہ عدم ضرورت جائز نہ ہوگا وہ صرف ایک ہی مسجد میں ہونا لازم ہے جو قبریں صحن مسجد میں تھیں ان کا برابر کر دینا حرام تھا اور ان پر نماز حرام ہے ان پر علامت کر دینا لازم ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے یاثم بوطء القبور ردالمحتار میں ہے تکره الصلاة علیه والیه لورود والنهی عن ذالک واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کاشتکار کو زمیندار نے کچھ روپیہ قرضاً یا بیج بونے کے واسطے اس شرط پر کہ جب کھیت میں اناج ہوگا تو کاشتکار نرخ سے فی روپیہ ڈھائی سیر اناج زیادہ ادا کرے گا۔ یہ شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟

الجواب : قرض سے نفع لینا مطلقاً حرام ہے فی الحدیث قال رسول اللہ ﷺ کل قرض جرنفعا فھو ربا ہاں اگر بیع کی جائے تو جائز ہوگا بشرطیکہ بیع سلم میں سب شرطیں موجود ہوں جن میں سے ایک یہ ہیکہ بھاؤ اس وقت قطع کردیں کہ دس سیر یا بیس سیر یا اس قدر مہمل چھوڑنا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے جو اس وقت نرخ ہو اس سے ڈھائی سیر زیادہ۔ یہ بیع میں بھی حرام ہے درمختار میں ہے شرط صحتہ بیان بین وقدر ککذا کیلا اھ ملخصا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۲۶۵: از کلکتہ مدرسہ عالیہ مرسلہ محمد اوقات اللہ صاحب متعلم مدرسہ مذکور

آج قریب دو سو برس کے گزرتے ہیں کہ ایک مسجد پختہ تیار ہوئی تھی مشہور یہ ہے کہ فلاں کسبیون (زنان فاحشہ) نے وہ مسجد بنوائی ہے لیکن اس کا کچھ پتہ نہیں ہے کہ مال حلال سے بنائی ہے یا حرام سے پہلے پہل مسلمان اس میں نماز نہیں پڑھتے تھے مگر جب دوسری مسجدوں میں مصلیوں کی گنجائش نہ رہی تو اس میں نماز پڑھنی شروع کی ہنوز یہی حالت جاری ہے۔ اس مسجد کا کوئی وقف نامہ پہلے تھا یا ہے اس کی کچھ خبر یا گواہ پایا نہیں جاتا۔ اور اس کسبی کا کوئی وارث موجود نہیں ہے۔ نہ پہلے تھا اس کسبی کے مسلمان ہونے نہ ہونے کی کچھ خبر نہیں۔ سوال یہ ہے کہ مسجد میں جمعہ ونماز پنجگانہ جائز ہے یا نہیں اور وقف نامہ کے نہ رہنے کی حالت میں حکم مسجد کیا ہے؟

الجواب : مسجد بنانا علامت اسلام ہے اور حسب عادت ایسے لوگ قرض لیکر ایسے کام کرتے ہیں۔ اور یہ جائز ہے۔ الحیلہ فی ھذہ المسائل ان یشتری نسیۃ ثم ینقذ ثمنہ من ای مال شاء وقال ابویوسف سئالت ابا حنیفتہ عن الحیلہ فی مثل ھذا فاجابنی بماذکرنا او عدم علم محرم عدم حرمت کو بس ہے فان الاصل فی الاشیاء الا باحتہ کمافی الکتاب المعتبرہ بلکہ باوصف شرا بمال حرام فتویٰ حلت مشتری پر ہے جب تک نقد وعقد جمع نہ ہوں اور غالب بیوع رائجہ میں ان کا عدم اجتماع ہے تو حکم جواز نماز ہے اور اس میں نماز کا وہی ثواب ہوگا جو مسجد میں پڑھنے کا ہوتا ہے۔ تنویر الابصار

میں ہے تصدق بالغلة لوتصرف الخ مسجد کے مسجد اور وقف ہونے کو وقفنامہ کی قطعاً حاجت نہیں نہ اس کا نہ
رہنا کچھ مضر۔ ورنہ مسجد الحرام کا وقف نامہ کہاں سے آئے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۲۶۶: مرسلہ عبدالصمد خان ساکن نجیب آباد ضلع بجنور محلہ نواب پورہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عطار سے اس قسم کا لین دین کرے کہ اس کے لکھے ہوئے نسخہ کی قیمت عطار مریض سے بازار کی قیمت سے چوگنی وصول کرکے ایک تہائی حکیم کو دے اور حکیم دواؤں کے مفروضہ نام جو عطار کو خاص طریقہ سے بتلا دیئے ہیں اس غرض سے نسخہ میں لکھے کہ دوسرے عطاروں کے سمجھ میں نہ آئے اس طریق سے دھوکہ دیکر مریض سے چوگنی قیمت دلانا اور اس نسخہ میں سے اپنے آپ کھانا حکیم کے واسطے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: دھوکہ اور فریب طبیب وعطار دونوں کو حرام مطلق ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وقال رسول اللہ ﷺ من غشنا فلیس منا اس حرام میں سے اگرچہ طبیب نے ایک تہائی پائی مگر استحقاق عذاب نار ہیں۔ اسکی دو تہائی اور ایک تہائی عطار کی کہ اس فریب کا جعل بھی طبیب ہی نے بنایا اور اسکی وجہ سے وہ مکر بندگان خدا پر چل گیا اور اس کا اجرا عطار نے کیا تو عطار پر خود اپنا وبال ہے اور طبیب پر اپنا اور عطار دونوں کا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں فعلیہ وزرھا ووزر من عمل بھا الی یوم القیٰمة لاینقص من اوزارھم شیئا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۲۶۷: مرسلہ حافظ غلام قادر خاں صاحب ساکن قصبہ امریا ضلع پیلی بھیت۔

نابالغ عورت کے کفن کے لئے کتنے کپڑے دینا چاہئیں۔

الجواب: وہ نابالغ عورت کہ قریب بلوغ آ گئی اس کا حکم وہی ہے جو بالغہ کا یعنی پانچ کپڑوں میں کفن دی جائے گی۔ (۱) تہ بند کہ سر سے پاؤں تک ہو۔ (۲) کفنی کہ پیچھے دونوں طرف گردن کی جڑ سے گھٹنے کے نیچے تک ہو۔ (۳) لفافہ یعنی وہ چادر کہ اس کے قد سے سر اور پاؤں دونوں طرف اتنی زیادہ ہو جس سے لپیٹ کر باندھ سکیں۔ (۴) اوڑھنی جس کا طول ڈیڑھ گز یعنی تین ہاتھ ہو کہ اس کے سر کے نیچے بچھا کر سر اور منہ پر نقاب کی طرح ڈالیں (۵) سینہ بند کہ پستان سے ناف

بلکہ افضل یہ ہے رانوں تک ہو۔اور جو قریب بلوغ ابھی نہ ہوئی اس کے لئے بھی بہتر یہی ہے کہ پانچ کپڑوں میں کفنائی جائے۔ہاں صرف دو کپڑے بھی کافی ہیں۔تہ بند اور چادر۔ردالمحتار میں ہے قولہ المراھق کالبالغ الذکر کالذکر والانثیٰ کالانثیٰ قال فی البدائع لان المراھق فی حیوتہ یخرج فیما یخرج فیہ البالغ عادۃ فکذا یکفن فیما یکفن فیہ قولہ ومن لم یراھق ان کفن فی ثوب واحد جاز ھذا لوذکر قال الزیلعی وادنی ما یکفن بہ الصبی الصغیر ثوب واحد والصبیۃ ثوبان الخ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبیدہ النبی نواب مرزا عفی عنہ

بجاہ المصطفیٰ ﷺ

نمبر ۲۰۱: مسئلہ از بریلی مسئولہ جناب بو علی بخش صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے مبلغ پچاس روپیہ دیکر بکر کو وکیل کیا اس شرط پر کہ لکھنؤ جاکر مال خریدو اور بلٹی میرے پاس روانہ کرنا بکر نے مال خرید کر بلٹی بنام زید روانہ کی اور اب اسی مال کو بکر فی روپیہ چار پیسہ نفع دیکر زید سے خریدتا ہے ایسی بیع میں احتمال سود کا ہے کہ نہیں اور کرایہ آمد و رفت اسی پچاس روپیہ پر پڑے گا۔یہ بھی ظاہر رہے کہ بکر نے جو زید سے خریدا وہ قرض دو مہینے کے وعدہ پر۔بینوا و توجروا

الجواب: بکر کی زید سے خرید و فروخت جائز و حلال ہے اس میں سود کا اصلاً دخل نہیں مگر میعاد معین ہونا ضرور ہے چاہے ایک مہینہ یا دو یا زائد درمختار میں ہے وصح بثمن حال مؤجل الی معلوم لئلا یفضی الی النزاع واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۲۰۲: مسئلہ از قصبہ نہٹور ضلع بجنور محلہ سادات دربار، مرسلہ سید عبدالمجید صاحب زید مجدہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی منکوحہ زوجہ مسماۃ ہندہ بقید نکاح زید حیات ہے وہ اپنے شوہر زید سے جو کہ حیات ہے اپنا دین مہر مؤجل طلب کرتی ہے۔۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ حالت مذکورہ میں مہر مؤجل عند الشرع وصول کرنے کی مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب: مؤجل وہ جس کے لئے میعاد معین قرار دی گئی ہو یہ اس وقت واجب الاداء ہوتا ہے جب وہ میعاد آجائے اس

سے پہلے عورت مطالبہ نہیں کرسکتی اوراس کے بعد شوہر اسے تاخیر بے وجہ پر مجبور نہیں کرسکتاہاں اگر آج کل کے رواج کے مطابق موجل کہااور کوئی میعاد نہ بیان کی گئی تو اسکی بنا عرف پر ہے اور اب عرف عام موت یا طلاق تک تاخیر ہے تو اس سے پہلے عورت مطالبہ نہیں کرسکتی جامع الرموز میں السھر المعجل والمؤجل ان بینا فذاك المبین واجب اداؤہ علی مابین والا فالمتعارف واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۲۰۳: مسئلہ از میرٹھ محلہ خیر نگر دروازہ، مسئولہ مولانا مولوی محمد حسین صاحب زید کرمہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پہلے سے آستینیں چڑھی ہوئی ہیں اب نماز شروع کردی ایسی حالت میں نماز پڑھنا کیسا ہے۔ بنیوا توجروا

الجواب: مکروہ تحریمی ہے جبکہ نصف کلائی سے اوپر تک اگرچہ ایک ہی آستین چڑھی ہو۔ جو نماز اس طرح پڑھی جائے اس کا پھر پڑھنا واجب ہے۔ غنیۃ میں ہے ویکرہ ایضا ان یرفع کمہ الی المرافقین وھذا قید اتفاقی فانہ لوشمرہ الی مادون المرفق یکرہ ایضا لانہ کف الثوب وھو منھی عنہ فی الصلاۃ لما مروھذا اذا شمرہ خارج الصلوۃ وشرع فی الصلوۃ وھو کذالک اما لوشمرہ فی الصلاۃ ہو کذالک امالو شمرہ فی الصلاۃ تفسد لانہ عمل کثیر۔ یعنی یہ کراہت اس صورت میں ہے کہ آستین پہلے سے چڑھی ہوئی تھی اب نماز شروع کی اور اگر نماز میں آستین چڑھائی تو نماز فاسد ہوجائے گی کہ وہ عمل کثیر ہے ردالمحتار میں ہے قولہ کمشمر کم اوذیل ای کما لو دخل فی الصلاۃ وھو مشمر کمہ اوذیلہ واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۲۰۴: مسئلہ از بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو اہل اسلام نے واسطے نماز پڑھانے اور حفاظت مسجد اور کار خدمت متعلق مسجد کے بطریق ملازمت مقرر کیا۔ ملازمت میں کسی وجہ سے معطل بھی کیا گیا۔ اب اس کا انتقال ہوگیا بھائی یا اور کوئی رشتہ دار اس ملازمت میں وارث بن کر دعویٰ کرے کہ ہم وارث ہیں ہم کو یہ امامت ملنا چاہئے خاص کر وہ مسلمان

جو پانچوں وقت نماز جماعت میں حاضر ہوتے ہیں اس کو پسند نہ کریں وہ امام ہوسکتا ہے یا نہیں عندالشرع وراثت اس کی ہے یا نہیں؟

الجواب: شرعاً امامت میں وراثت نہیں۔ ردالمحتار میں ہے اعتقادهم ان خبز الاب لابنه لایفید لمافیه من تغیر حکم الشرع واعطاء الوظائف الی غیر مستحقها الخ اور اگر ہوتی بھی تو زید تو پہلے ہی معطل ہو چکا تھا علاوہ اس کے جب مسلمان اس کے پیچھے نماز پڑھنے پر راضی نہیں تو بانی مسجد بھی اگر اس کو جو وراثت کا دعویٰ کرتا ہے رکھنا چاہے تو نہیں رکھ سکتا جب کہ مسلمان اور کسی اس سے اچھے کو امام بنائیں۔ ردالمحتار میں ہے البانی للمسجد اولی من القوم بنصب الامام والموذن فی المختار الا اذاعین القوم اصلح ممن عینه البانی لان منفعت ذالک ترجع الیهم انفع الوسائل اور ایسا شخص جس کو مسلمان کسی وجہ شرعی سے پسند نہ کریں اس کا مقرر رہنا علیحدہ ایک وقت بھی اسے ان کی امامت کرنا جائز نہیں گنہ گار ہوگا اور اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے ولو ام قوما وهم له کارهون ان الفساد فیه اولانهم احق بالامامة منه کره له ذلک تحریما لحدیث ابی داؤد لایقبل الله صلاة من تقدم قوماوهم له کارهون۔

(۲) حجرہ ہائے مسجد میں جو خادم رہتے ہیں اگر کسی خادم کا انتقال ہوگیا اور اس کے رشتہ دار نے اس کو گھیر لیا جو کسی قسم کی خدمت مسجد کی نہیں کرتا اور نہ مسلمان اس کو پسند کرتے ہیں وہ خود چاہتا ہے کہ مجھ کو ملازمت ملے اور حجرے کو موروثی بتاتا ہے۔

(۳) جو شخص حمایت کرے اور نہ خالی ہونے دے وہ کون ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: حجرہ ہائے کہ مسجد کی مصلحت کے لئے وقف ہوتے ہیں جو شخص خدمت مسجد نہیں کرتا ان میں اسے رہنا جائز نہیں اور اگر خدمت بھی کرے مگر جب کہ مسلمان اس کو پسند نہیں کرتے اس کو رکھنا نہیں چاہتے تب بھی اسے ان میں رہنے کا کوئی اختیار نہیں۔ ان باتوں کا اختیار عام مسلمانوں خصوصاً اہل محلہ کو ہوتا ہے کمامر عن ردالمحتار کسی خادم کے رشتہ دار کو بذات خود کوئی اختیار نہیں نہ اس میں وراثت کے کوئی معنی کمامر عنه ایضا جو شخص اس رشتہ دار کی

حمایت کرے وہ بھی غاصب کی مدد کرنیوالا اور گنہ گار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ جل جلالہ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۲۰۵: مسئلہ از زیوان کارخانہ میل واقع دریائے گھاگھرا، مسئولہ نور محمد صاحب مستری

خارجاً مسموع ہوا ہے کہ آنجناب نے کوئی فتویٰ یا رسالہ لکھا ہے کہ ہندوستان میں انگریزوں، ہنود وغیرہ سے سود دینا اور لینا جائز ہے پس وہ فتویٰ یا رسالہ بسبیل ڈاک بیرنگ ابلاغ فرما کر ممنون فرمائیں۔ کیا ہندوستان علمائے احناف کے نزدیک دارالحرب قرار پاسکتا ہے۔ یا کہ دارالاسلام حسب قول مفتی بہ حضرت ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی قرار دیا جائیگا اور یا حرام وناجائز ہوگا اپنے قول محقق سے مطلع فرمایئے۔

الجواب: ہندوستان دارالاسلام ہے اور ربا (سود) مطلقاً ناجائز وحرام ہے نہ انگریزوں سے لینا جائز نہ ہنود سے۔ قال اللہ تعالیٰ واحل اللہ البیع وحرم الربوا۔ اس مسئلہ کو بہ تحقیق مع نہایت بسط وکشف سیدی وآقائی ومولائی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مأۃ حاضرہ، صاحب حجۃ قاہرہ وجناب تقدس مآب مولانا مولوی مفتی حاجی قاری شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب محمدی سنی حنفی قادری برکاتی مدظلہم الاقدس نے رسالہ اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام میں تحریر فرمایا ہے وہ اب تک چھپا نہیں ورنہ روانہ کیا جاتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۲۰۶: مسئلہ از درگاہ پارہ پوسٹ بوالیا راجشاہی، مسئولہ جناب میر منصور علی صاحب قاضی راجشاہی

جو مسجد سود کے روپیہ سے بنی ہو اس میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اگر درست ہوگی تو بے کراہت یا بالکراہت۔

الجواب: اس میں نماز پڑھنا درست ہوگی اس کا حکم مثل دیگر مساجد ہوگا فی الدر المختار الربا یملک بالقبض آہ فی رد المحتار العقود الربویۃ یملک العوض فیہا بالقبض آہ وفی الدر الخبث الفساد الملک انما یعمل فیما یتعین لا فیما لا یتعین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ماں اگر صغیر وصغیرہ کو پرورش کرتی ہو اور چچا بوجہ غربت قاصر ہو تو اس صورت میں ان کے ازدواج کا ولی کون ہوگا۔

(۳) چچا کی غیبت میں اگر ماں نکاح کردے اور چچا بھی پھر اس میں راضی ہوجائے تو وہ نکاح صحیح ہوگا یا نہیں اور اگر یہ نکاح

اللہ ملکہ کو بھیجا جائے گا اور حجاج کے واسطے آگبوٹ مہیا کئے جائیں گے آیا ہمارے مشاہیر علماء اہل سنت وجماعت کا اس انجمن سے اتفاق ہے یا نہیں۔ آج کل اہل اسلام میں ادبار وافلاس چھایا ہوا ہے پھر خاصکر ایسے امور میں غرباہی بیچارے زیادہ حصہ لیا کرتے ہیں اکثر غرباء اہل اسلام سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ خیرات ہماری مقبول ہے یا نہیں اور یہ کہ ہمارے رہنمایان دین وعلماء مذہب کا اس سے اتفاق ہے یا نہیں چونکہ پہلے ایک ٹولہ اس قسم کا مسلم یونیورسٹی کے زمانے میں نکلا تھا جس کی ہمارے علمائے اہلسنت نے مخالفت کی تھی اس سے قبل ایک ٹولہ ندوہ کا نکلا تھا ایک مدت تک اس کے چندوں کا بھی زور وشور رہا آخر اس کے متعلق بھی مکہ مدینہ حرمین شریفین کے فتوے ندوے کی تکفیر میں شائع ہوئے لہذا یہ احتمال ہوتا ہے کہ کہیں یہ جماعت بھی ایسی نہ ہو چونکہ اس میں مختلف مذاہب ومشارب کے لوگ اور بعض صورتاً وسیرتاً مخالف اہلسنت نظر آتے ہیں بایں وجہ ہم مسلمانان کراچی کو اس امر میں سخت تشویش ہے استفتاء ہذا اسی غرض سے حضرت مہتمم صاحب دارالافتاء بریلی کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے امید ہے کہ حضرت مہتمم دارالافتاء زید مجدہم سنیان کراچی کی تسلی وتشفی فرمائیں گے کہ ہمیں اس انجمن میں چندہ دینا اس کے جلسوں میں شریک ہونا اس کی اعانت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری ہی کوشش وامداد سے کوئی مفسدہ وبدمذہبی کا مثل نیچریوں کی یونیورسٹی کے یا ندوہ مخذولہ کی طرح برپا ہو اور ہمیں خسر الدنیا والآخرہ کا عذاب اٹھانا پڑے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ چونکہ آجکل تمام ہندوستان کے مسلمانان اہلسنت کا رجوع چشمۂ دارالافتائے بریلی ہی کی طرف ہے۔ لہذا یہاں سے جواب آنے پر ہماری تسلی ہوجائیگی خاص کر مقتدائے اہلسنت وامام دین وملت صدر شریعت، بدر طریقت، اعلیٰ حضرت، مجدد مائۃ حاضرہ، مؤید ملت طاہرہ، مولانا مولوی حاجی قاری مفتی شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب مدظلہم دام فیضہم کی مہر وتصدیق وتصحیح ہم سب مسلمانان کے لئے اعلیٰ تسلی وخاطر خواہ تشفی کا موجب ہوگی جیسا کچھ جواب آیا ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس استفتاء کو چھپوا کر تمام مسلمانوں میں شائع کردیں گے۔ والسلام مع الاکرام بینوا وتوجروا۔

الجواب: ان اللہ صادق یحب الصدق۔ اللہ سچا ہے سچ کو دوست رکھتا ہے اس نے خادمان علم سے عہد لیا ہے کہ حق واضح کردیں اور کسی کی رعایت یا خوف ملامت نہ کریں یہ انجمن وہی انجمن ندوہ بلکہ کانفرنس نیچریان ہے کہ نام بدل کر آئیں ابتداءً دو نقص تھے ایک باطل ادعائے جہاد کی پہلو سے بلاوجہ مسلمانوں کے آزار کے اسباب مہیا کرنا دوسرے

تمام بے دینوں مرتدوں مدعیان کلمہ گوئی کو رکن بنانا ان کو اپنے اسلام باطل کے اشاعت کی جگہ دینا کہ حقیقۃً اجازت اشاعت کفروارتداد تھی۔ اس کے صدروارکین لکھنؤ سے تین بار فقیر کے پاس اس میں شرکت کے لئے آئے پہلے ہی بار ان کے کاغذات دیکھ کر یہ اعتراضات ان پر کئے گئے کہ وجہ اول میں مسلمانوں کی دنیوی بربادی کا پہلو ہے اور وجہ دوم میں ان کی صریح دینی تباہی روبرو ہے۔ باربار کے ردوبدل میں ان لوگوں نے اول سے عدول کیا مگر دوم پر جمے رہے اور اب تک جمے ہوئے ہیں یہاں کے اعتراضوں پر اپنے دستورالعمل تبدیلیں کر کے چھاپے مگر اصل مقصود کہ ہر زبانی کلمہ گو اگرچہ کافر مرتد ہو اہلسنت کے برابر حق رکھتا ہے ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ جب کسی طرح یہاں ان کی بات قبول نہ کی گئی تو مجبور ہو کر صدر انجمن نے لکھا کہ جو دستورالعمل ہم بناتے ہیں آپ کو پسند نہیں آتا اور آپ دستورالعمل بنائیں اس کی امید نہیں پڑتی ان کا یہ خط آتے ہی فوراً اسی جلسہ میں پورا دستورالعمل فقیر نے لکھوا کر ۲۲ رشعبان المعظم ۱۳۳۱ھ کو ان کے پاس بھیجا ایک سنی عالم مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی اسے لیکر گئے صدر نے بہت شکریہ لکھا اور ظاہر کیا کہ ارکین سے کہکر یہی دستورالعمل نافذ کردیا جائے گا مگر سال بھر ہونے آیا ہنوز روز اول ہے جب سے انہوں نے گفت وشنود بھی قطع کردی کہ دین ومذہب کے رو سے وہ لوگ مسلمان اور مرتد میں فرق کسی طور گوارہ نہیں کرسکتے۔ سنی وبدمذہب کا فرق تو چیز دیگر ہے باقی خدمت کعبہ کا نمونہ وہ ہے جو ان حضرات نے مسجد کانپور کے ساتھ کیا جس کا بیان رسالہ ابانۃ التواری سے ظاہر۔ یہاں کا بنایا دستورالعمل بھی اخبار دبدبہ سکندری رامپور میں غالباً رمضان مبارکہ ۱۳۳۱ھ کے کسی پرچہ میں انجمن خدام کعبہ کے لئے ترقی عظیم کی بشارت کے عنوان سے شائع ہوگیا اسے دیکھکر ظاہر ہوسکتا ہے کہ اسمیں کونسی بات تھی جو ایک مسلمان کو بحیثیت اسلام نامنظور ہوتی مگر ان صاحبوں کو یہ منظور نہ کرنا تھا نہ کیا کہ اس میں جابجا اسی دین کی پابندی کا اشعار تھا جس پر علمائے حرمین طیبین ہیں اس سے رکنیت خاص اہلسنت وجماعت کے لئے رہتی تھی ان حضرات کے دینی بھائی رافضی وہابی نیچری قادیانی وغیرہم خارج ہوئے جاتے تھے یہ کیونکر قبول کرتے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت دے آمین۔ صلح کل والوں کی زبانیں ہر مجلس کا رنگ دیکھ کر بولتی ہیں۔ وقلوبھم شتی صدر مجلس نے میرے یہاں برملا کہا میں تو رافضیوں کو کافر جانتا ہوں اور عملی کارروائی یہ ہے کہ رافضی اور ان سے بدتر وہابی اور ان سے بدتر نیچری اور ان سے بدتر قادیانی اور ان سے بدتر چکڑالوی سب رکن اسلام ہیں سب سے ان کے مذاہب ملعونہ کی اشاعت کے پیام ہیں

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم خدمت کعبہ ہر مسلمان کا دین ہے اس سے کسے انکار ہوسکتا ہے مگر دین کے نام سے دین کا ہدم اور سخت تر ہے۔ یہ مجلس اگر بددینوں کی رکنیت واشاعت عقائد باطلہ سے رجوع وپرہیز کرے اور صرف ان دوباتوں میں عقائد حرمین طیبین کے شرط کا اعلان کردے اور عملاً بھی اس پر کاربند ہو کہ خدمت حرمین خود اس کی مقتضی ہے تو مسلمانوں کو بخوشی اس میں شرکت اور اس کی اعانت چاہئے۔ اس وقت اس کی خدمت میں سعادت ہے ورنہ دربارۂ ندوہ فتاویٰ الحرمین وفتاوی السنۃ شائع ہوئے کچھ بہت مدت نہ ہوئی جو احکام علماء اہلسنت عرب وعجم نے وہاں دیئے تھے اب اس پندرہ بیس سال میں بدل نہ گئے کوئی نئی شریعت نہ آگئی وہی احکام اب بھی ہیں کہ جب تک اصلاح مذکور نہ ہو اس انجمن کی شرکت واعانت کسی قسم کی ہو سب مضر اسلام وناجائز وحرام ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق خیر دے اور ہر شر وضرر سے بچائے آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی ﷺ

مہر (عبدالمصطفیٰ مولوی احمد رضا خاں قادری)

قد صح الجواب (مہر مولوی مصطفیٰ رضا خاں قادری)

ذٰلک کذٰلک وانی مصدق لذٰلک (مولوی امجد علی صاحب قادری)

الجواب ھو الجواب (مہر مولوی محمد رضا خاں صاحب قادری)

الجواب صحیح (مہر مولوی حامد رضا خاں صاحب)

مسئلہ نمبر ۲۰۷: از بجی پور متصل مکان مولوی حکیم یار شاہ، مرسلہ عبدالرب صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زنان مخنث نے ایک مسجد تعمیر کرائی کہ جس کی عمارت کے لئے چار کوٹھریاں وقف کیں جس کی آمدنی کا مصرف ضروریات مسجد ہے اور تولیت ہمیشہ سے یکے بعد دیگرے اسی خاندان میں چلی آئی اسی بناء پر ایک وصیت نامہ وایک بیع نامہ ممن مخنث نے جو بانی مسجد کی اولاد میں ہے بنام عبدالرب پوتے اپنے بھائی حقیقی کے تحریر کیا اور حسب دستور سابق کار تولیت انجام دینے پر متعین ومامور ہوا اب اس صورت میں دیگر مسلمانان کو حق تولیت بمقابلہ عبدالرب کے شرعاً ہوسکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب: عبدالرب کے سامنے کسی غیر شخص کو حق تولیت نہیں پہونچ سکتا اولاً اقارب واقف میں جب تک کوئی صالح تولیت ہوتو غیر کوولی نہ بنایا جائے گا۔ درمختار میں ہے مادام احدیصلح للتولیة من اقارب الواقف یجعل المتولی من الاجانب فتاویٰ خیریہ میں ہےسئل ھل علی تقدیر عدم الوصیة یجوز نصب الناظر اجنبیا مع وجود من یصلح من ولد الواقف واقربا نه ام الاجانب بانهم صرحوا قاطبة بانه لایجعل الناظر من الاجانب مادام یوجد من ولد والواقف واھل بیته من یصلح لذالک الخ ثانیاً جب قدیم سے یہی دستور رہا کہ واقف کے خاندان ہی کے لوگ متولی ہوتے ہیں تو اسی کا اتباع کیا جائیگا۔

خیریہ میں ہےینظر الی المعھود من حاله فیماسبق من الزمان ذخیرہ میں ہے لان الظاھر انھم کانویفعلون ذلک علی موافقة شرط الواقف وھوالمظنو ن بحال المسلمین فیعمل علیٰ ذالک علاوہ اس کے جو شخص متولی ہو چکا اب بے وجہ شرعی اس کے معزول کرنے کا اختیار خود حاکم کو بھی نہیں پھر اور کسی کو کیسے ہوسکتا ہے۔ درمختار میں ہے لیس للقاضی عزل الناظر بمجرد شکایة المستحقین حتی یثبتوا علیه خیانة واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۲۰۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض گواہوں نے ایک مقدمہ میں ادائے شہادت کی مگر مدت کی نسبت ان سے سوال نہ ہوااور نہ انہوں نے مدت بیان کی اور بعض گواہوں نے مدت ان الفاظ سے بیان کی کہاسات سواسات ماہ ہوئے جیسا کہ اہل ہند کا محاورہ ہے کہ جب وہ کسی مدت کوتخمیناً بیان کرتے ہیں تو اکثر اسی طرح بولتے ہیں مگر مقصود اس سے ان کا ایک ہی مدت ہوتا ہے نہ دومدتیں پس ایسی حالت میں حاکم کا یہ تجویز کرنا کہ بعض گواہوں نے تعیین مدت نہ کیا اور بعض کی ایسی شہادت ہے جو متضمن دومدت کو ہے لہذا ان کی شہادت نامقبول ہے ایسی تجویز جس میں عرف کا اعتبار نہ کیا گیا ہو باعث ناانصافی اور حق تلفی اہل معاملہ ہے یا نہیں۔ اور اجمال مذکور کا صاف کرنا حاکم پرواجب تھا یا کیا۔ دوم یہ فریقین حاضر کچہری اور گواہوں نے ادائے شہادت ان کی موجودگی میں ان کے نام کے ساتھ کی ہے مگر ان کی ولدیت کی بابت کوئی سوال نہ کیا گیا ہو نہ ان سے فریقین کو جو حاضر کچہری تھے شناخت کرایا گیا ورنہ ولدیت بھی

بتادیتے اور شناخت بھی کردیتے ایسی صورت میں حاکم کا ان سے شہادت کا نامقبول کرنا اور یہ تجویز کرنا کہ عدم اظہار ولدیت بحالت غائب ہونے مشہود علیہ یا اشارہ کے بحالت حاضر ہونے مشہود علیہ کے ضرور ہے ورنہ فریقین غیر متعین ہیں اور شہادت نامقبول ایسی تجویز ناانصافی اور حق تلفی اہل اسلام ہے یا نہیں اور اگر اجمال تھا تو اس کا صاف فرمانا حاکم پرواجب تھا یا نہیں؟

الجواب: بے شک گواہی میں اس قسم کے الفاظ کہنا مثلاً دس بارہ سال ہوئے مانع قبول شہادت ہے کہ اگرچہ ان دونوں میں سے ایک ہی مراد ہے مگر متعین نہیں ہے کہ دس یا بارہ، یہی جہالت تاریخ مانع قبول شہادت ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے وکذالک اذاذکر التاریخ علی هذا الوجه بان قال این عین ملک منست ازدوازده سال فانه لاتسمع دعواه کذلک اذاذکر الشهود والتاریخ فی شهادتهم علی هذا الوجه لاتقبل شهادتهم کذافی الذخیره۔

اسی عبارت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایسے الفاظ پر شہادت کا رد کرنا شرع مطہرہ کا حکم ہے کہ باعث ناانصافی وحق تلفی۔

(۲) حاکم پر ضرور نہیں کہ گواہ سے خود پوچھ کر معین کرائے اگر گواہوں نے صرف نام لیا اور کوئی بات ایسی نہ کہی جس سے مشہود علیہ معین ہوجاتا تو حاکم کو ان کی گواہی رد کردینا جائز ہے۔ ہاں پوچھ کر معین کرانے کا بھی اختیار ہے بشرطیکہ موضع تہمت نہو ورنہ بالاتفاق جائز نہیں دوسری شرط یہ ہے کہ گواہوں پر رعب وغیرہ طاری ہوگیا ہو جسکی وجہ سے تعین کرنا ان سے چھوٹ گیا ہو۔

درمختار میں ہے فالمعتبر التعریف لاتکثیر الحروف حتی لوعرف باسمه فقط او بلقبه وحده کفی جامع الفصولین وملتقط ہندیه میں ہے والحاصل ان المعتبر انما هوحصول المعرفة وارتفاع الاشتراك هكذا فی الفصول العمادية

ردالمحتار میں ہے قال فی الفتح وعن ابی یوسف وهووجه الشافعی لاباس به لمن استولة الخیرة اولهیبة فترك شیئا من شرائط الشهادة فیعینه بقلوله التشهدهکذا وکذ بشرط کونه فی غیر موضع التهمة اما فیها فلایجوز بالاتفاق کمافی تلقین احد

الخصمین آہ بالتقاط واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۲۰۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنی لڑکی ہندہ کو جہیز دیا اور لڑکی کے سسر نے بھی زیور وغیرہ دیا اب اس وقت سب اسباب میں لڑکی تصرف کر سکتی ہے یا نہیں اور اگر عند الموت وصیت مال مذکور میں کریگی جاری ہوگی یا نہیں؟

الجواب: وہ مال جو عورت کو جہیز میں ملا خاص ملک عورت ہے دوسرے کا اس میں کچھ حق نہیں۔ ردالمحتار میں ہے کل احد یعلم ان الجہاز ملک المرأة اذا طلقها تاخذه كله واذا مات يورث عنها ولا يختص بشئی منہ اسی عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر عورت وصیت کرگئی تو احکام وصیت اس میں جاری ہوں گے ہاں وہ زیور وغیرہ کہ سسر نے اس کو دیا اس میں خسر نے اس عورت کو مالک بنادیا یعنی اس سے یہ کہدیا کہ میں نے تم کو یہ زیور ہبہ کردیا یادے ڈالا یا تم کو اس کا مالک کردیا یا ان صاف الفاظ میں نہ کہا مگر عرفا اس جگہ تملیک ہی مقصود ہوتی ہے یعنی خسر جو اپنی بہو کو ایسی چیزیں دیتا ہو مالک کرنے ہی کے لئے دیتا ہو یہی اس سے سمجھا جاتا ہو تو وہ بھی بعد قبضہ عورت کی ملک ہوگیا جیسا کہ ہمارے یہاں کے شرفا کا عرف ظاہر یہی ہے ولہذا اس کے واپس لینے کو سخت معیوب جانتے ہیں ہاں جہاں مالک بنادینا عرفا نہ سمجھا جاتا ہو بلکہ صرف پہننے ہی کیلئے دیا جاتا ہو اور بنانے والوں کی ملک سمجھا جاتا ہو یا امر مشکوک ہو جس سے تملیک ہونے پر حکم نہ ہوسکے تو وہ زیور وغیرہ اس جگہ دلہن کی ملک نہیں اپنے مالک کی ملک پر باقی ہے اگر اس مال میں وصیت کر جائے جاری نہ ہوگی کہ یہ اس کی ملک ہی نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۲۱۰: از علی گڑھ۔ مرسلہ عائشہ خاتون

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بی بی سعیدہ مالدار ہے۔ جس کی عمر قریب ساٹھ سال کی ہے اور وہ عورت بیوہ ہے اور کوئی اس کا نہیں ہے اپنے ملازمین اور دیگر مسلمانوں کے ہمراہ حج فرض ادا کر سکتی ہے یا نہیں۔ اگر ایسی حالت میں حج کرے تو کیا گناہ شرعی ہوگا اور حج فرض ادا ہوگا یا نہیں۔ اگر کسی سے نکاح کرلے اور وہ بعد واپسی بیت اللہ شریف سے خلع کرلے تو جائز ہوگا یا نہیں اگر ان صور مذکورہ میں سے کوئی صورت ادائے حج فرض نہ ہوسکے تو کوئی اور

صورت عند الشرع پیدا کر کے تحریر فرمائیے بحوالہ کتب۔

الجواب: ملازمین و دیگر مسلمانوں کیساتھ جانے سے گناہ ہوگا ہاں فرض ادا ہو جائے گا۔ مگر مع الکراہت۔ اس کی صورت یہی ہے کہ کسی سے نکاح کر کے اس کے ساتھ حج کرے اور اگر نکاح بعد کو باقی نہ رکھنا چاہے تو اسکی صورت یہ ہے کہ اس سے بایں الفاظ کہے کہ میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا اس شرط پر کہ جب میں سفر حج سے مثلاً اس شہر یا بمبئی میں واپس آؤں تو اسی وقت سے مجھے اختیار ہوگا کہ جب چاہوں اپنے نفس کو طلاق بائن دیکر تیرے نکاح سے باہر آجاؤں۔ شوہر کہے میں نے قبول کیا۔ اس تقدیر پر بعد واپسی عورت کو اختیار رہوگا کہ جب چاہے اپنے آپ کو طلاق بائن دیکر نکاح سے جدا ہو جائے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ ابتداء اس کی شرط عورت کی طرف سے ہو اگر مرد نے کہا کہ میں نے تجھ سے اس شرط پر نکاح کیا اور عورت نے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح ہو جائیگا اور شرط باطل رہے گی۔ والمسئلة فی الدر والفرق فی الخانیة بہر حال عورت کو غیر محرم کے ساتھ جانا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں لایحل لامرأة تومن باللہ والیوم الاخر ان تسافر میسرة یوم ولیلة الامع ذی رحم محرم یقوم علیھا یعنی حلال نہیں اس عورت کو کہ ایمان رکھتی ہو اللہ اور قیامت پر کہ ایک منزل کا بھی سفر کرے مگر محرم کے ساتھ جو اس کی حفاظت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبید النبی نواب مرزا عفی عنہ
بجاہ المصطفیٰ ﷺ

مسئلہ نمبر ۲۱۱: از بریلی محلہ بہاری پور۔ مسئولہ نیاز اللہ شاہ صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عرصہ چودہ سال کا ہوا کہ نیاز اللہ شاہ صاحب نے اپنی دختر کی شادی حبیب اللہ پسر عبد اللہ کے ساتھ کی دو مرتبہ اپنی سسرال گئی ایک مرتبہ دختر مذکور کو عبد اللہ نے بہت مارا اور تکلیف دیکر چھلے گرم کر کے کئی جگہ لڑکی کے جسم پر داغ دیئے بسبب اس تکلیف کے لڑکی کو اسکے والدین اپنے مکان پر لے آئے اب تک یہیں ہے۔ حبیب اللہ نے اپنا نکاح دوسرا کر لیا تھا اب اس عورت نے بعد ہونے قید حبیب اللہ کے اپنا نکاح دوسری جگہ کر لیا عرصہ چار سال کا ہوا جو حبیب اللہ شاہ شوہر لڑکی مذکور قید بیس سال دریائے شور ہو گیا۔ قید ہونے کے وقت بغرض اوقات

گزاری دختر مذکور حبیب اللہ سے کہا گیا اس نے یہ اجازت دی کہ میرا چھوٹا بھائی ہے اس کے ساتھ نکاح کرلینا اس حالت میں لڑکی مذکور کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر ان الفاظ سے کہ (میرا چھوٹا بھائی ہے اس کے ساتھ نکاح کرلینا) حبیب اللہ نے اپنی عورت کو طلاق دینے کی نیت کی تھی تو اس کی عورت پر طلاق بائن واقع ہوگئی بعد عدت بھی دوسرے شخص سے نکاح کرسکتی تھی۔ اب تو بہت زمانہ گزرا۔ فتاوائے عالمگیری میں ہے لوقال تزوجی ونوی الطلاق اوثلاث صح والاینو شیئا لم یقع کذا فی العتابة اہ۔ مگر اس وقت حبیب اللہ یہاں نہیں کہ اسکی نیت معلوم ہوسکے لہذا جب تک اس کی نیت نہ معلوم ہوجائے اس عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا ناجائز ہے اور صرف خط آنا ثبوت کے لئے کافی نہیں۔ فان الخط یشبہ الخط فلا یعتبر علیہ۔ رہا گزر کرنے کا عذر سو اسکی وجہ سے دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اگر کسی کا شوہر اسے نان ونفقہ نہ دے سکتا ہو اس کا نکاح دوسرے شخص سے قطعاً حرام ہے قال تعالیٰ والمحصنٰت من النساء الآیة۔ جو صورت بن پڑے حلال طریقہ سے اپنی گزر کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۲۱۲: از رامپور مدرسہ ارشاد العلوم۔ مرسلہ خورشید احمد صاحب

چہ فرمایند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ در محلہ مسجد خرد است فی الحال مصلیان آں محلہ را گنجائش ندارد و معہذا احیاناً بنائش شگافتہ میشود فلاجرم در مرمت حرج عظیمست چونکہ ہر جانب آن مسجد مقبرہ است لہذا مجال وسعت نمودن ہم، بوجہ عدم استحکام بنا طاقت بالا ہم نیست بنا علیہ بالاتفاق اہل محلہ ورثہ بانی مسجد سابق در جائے خوب مرغوب مسجدے کلاں کہ مر اہل محلہ را گنجائش دارد بنا کردہ دراں نماز گذارند و مسجد سابق را بر حالت خود گذاشتن میخواہند پس دریں حالت مسجد نو بنا کردن و دراں نماز گذاردن جائز خواہد شد یا نہ و آن مسجد نو حکم مسجد ضرار دارد یا نہ۔ بینوا و توجروا

الجواب: برائے آن اغراض کہ در سوال مذکور شد مسجد جدید تعمیر نمودن جائز و باعث ثوابست۔ قال تعالیٰ انما یعمر مسجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر۔ آن مسجد ضرار نباشد مسجد ضرار آنست کہ بنائے او بہ غرضے فاسد باشد در تفسیر مدارک التنزیل است، قیل کل مسجد بنی مباہاۃ او ریاءً وسمعتہ اولغرض سوی ابتغاء وجہ اللہ تعالیٰ او بمال غیر طیب فھو لاحق مسجد الضرار

۔ بلے مسجد سابق را معطل نمودن نیز روانیست تا آنکہ علمائے کرام برائے حذر نمودن از شناخت تعطیل مسجد حکم فرمودند کہ آں مسجد کہ درونہ موذن باشد نہ جز یک کس ہیچ مصلی ہمیں کس دران اذان گفتہ بطور جماعت نماز گزارد۔ فی الرد المحتار عن الخانیہ لولم یکن لمسجد منزلہ موذن فان یذهب الیہ ویوذن فیہ ویصلی ولوکان وحدہ لان لہ حقا علیہ فیودیہ اہ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۲۱۳: (۱) از سکندرہ راؤ ضلع علی گڑھ، مرسلہ عبدالرحیم صاحب امام مسجد شفاخانہ

سکندرہ راؤ کی جامع مسجد کی محراب میں ایک کھڑکی تین سال سے لگائی ہے اس کے باہر چبوترہ بنایا گیا ہے جو شخص جمعہ کو مرتا ہے اس کا جنازہ چبوترہ پر رکھ کر کھڑکی کھول دیتے ہیں۔ یہ عمل جائز ہے یا نہیں۔ بینواتوجروا

الجواب: ظاہر الروایہ میں ہمارے ائمہ ثلثہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ میت بیرون مسجد ہو یہی ارجح واصح ومختار وماخوذ ہے فان الفتویٰ متی اختلف وجب المصیر الی ظاہر الروایۃ کما افادہ فی البحر والدر وغیرھما فی رد المحتار ذات النوازل سواء کانت المیت فیہ اوخارجہ ہوالظاہر الروایۃ فی روایۃ یکرہ اذاکان المیت خارج المسجد اہ، واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جس شخص کو صبح کی نماز کی سنتیں نہ ملی ہوں شریک جماعت ہوگیا ہو تو بعد ادائے فرض قبل طلوع آفتاب سنتیں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: بلندی آفتاب سے پہلے ہرگز ان کی اجازت نہیں۔ اگر پڑھے گا گنہ گار ہوگا۔ ہاں بعد بلندی آفتاب ان کا پڑھنا مستحب ہے رد المحتار میں ہے اذافاتت وحدہا لاتقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع اما بعد طلوع الشمس فکذالک عندھما وقال احب الی ان یقضھما الی الزوال کمافی الدر وقال لایقضی وان قضی لاباس بہ کذا فی الجنان آہ ا بالنقاط واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) کسی شخص نے صبح کے یا عصر کے فرض تنہا پڑھ لئے اور بعد کو جماعت تیار ہوئی تو وہ مکرر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب : فجر یا عصر اکیلے پڑھنے کے بعد پھر جماعت میں شامل نہیں ہوسکتا مراقی الفلاح میں ہے بخلاف الصبح و العصر والمغرب لکراہۃ النفل والمخالفۃ فی المغرب الخ علامہ طحطاوی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں قولہ لکراہۃ النفل ای بعد الصبح والعصر الخ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر۲۱۴ : از حسین پور ضلع پتر اڈاکخانہ کاش نگر بازار، مرسلہ نواب علی صاحب

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں کہ ملک بنگال میں یہ رسم ہے کہ اگر کوئی شخص مرض میں مبتلا ہو تب منت ونذر کرتے ہیں اگر میری بیماری کو اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے تو میں ایک دو سیر شیرینی مثلاً بتاشے یا جلیبی وغیرہ یا یہ منت کرتے ہیں کہ شیر برنج یعنی چاول اور دودھ اور چینی یا گڑ سے پکاتے ہیں جس کو اردو میں فیرنی کہتے ہیں اور رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے واسطے جمعہ کے مصلیوں کو بروز جمعہ کھلاؤں گا آیا یہ دونوں قسم منت میں شمار کیا جائے یا اگر منت میں شمار کیا جائے تو فقرا اور مساکین کھا سکتے ہیں یا رئیس اور مالدار بھی بحوالہ کتب بیان فرمائیں۔

الجواب : اگر نذر ماننے والے نے یہ ارادہ کیا کہ جو غربا یا فقراء جمعہ کی نماز میں آئیں گے ان پر تصدق کروں گا جب تو یہ شرعی نذر ہوگی اور اس کا پورا کرنا واجب ہوگیا۔ اور فقرا اور مساکین ہی اسے کھا سکیں گے۔ ہاں یہ اختیار ہوگا کہ انہیں فقرا کو دے جو جامع مسجد میں جمعہ کے لئے جائیں۔ یا اوروں کو۔ نیز یہ بھی اختیار ہوگا کہ جمعہ کے دن تصدق کرے یا اور کسی دوسرے دن ہاں جس شرط پر منت مانی ہے اس کے بعد ہونا ضرور ہے ردالمحتار میں ہے ویظھر من ھذا المعلق یتعین فیہ الزمان بالنظر الی التاجیل اما تاخیرہ فالظاھر انہ جائز اذلا محذور فیہ وکذا یظھر منہ انہ لایتعین فمہ امکان والدرھم والفقیر اور اگر فقیر پر تصدق کی نیت نہ تھی تو یہ نذر شرعی نہ ہوئی اس کا پورا کرنا فرض وواجب نہیں مگر ایک نیک وعدہ ہے پورا کرنا مناسب ہے۔ درمختار میں ہے لم یلزم الناذر مالیس من جنسہ فرض کعیادۃ المریض وتشیع جنازۃ ودخول مسجد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبید النبی نواب مرزا عفی عنہ
بجاہ المصطفیٰ علیہ السلام

مسئلہ نمبر ۲۲۵: مرسلہ لطیف سیٹھ محمد صالح از بمبئی متصل مسجد نگاری محلہ

یا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے موافق رسم ورواج وطریقہ معروف کے چند لوگوں کی موجودگی میں اپنی دختر زینب کو بکر کے ساتھ منسوب کیا جسکو تخمیناً عرصہ سات سال کا ہوا کئی برس تک زید کے حین حیات میں فریقین میں تحفے وہدایا کی رسم جاری رہی پھر زید نے انتقال کیا تو ہندہ زوجہ زید نے بھی وہی طریقہ جاری رکھا اب کچھ دنوں سے ہندہ مذکورہ کہتی ہے کہ میں زینب کا نکاح زید سے نہیں کروں گی۔ پس بناء براں کہ زید جو ولی زینب تھا اس کے قرارداد کے موافق زینب بکر کی منسوبہ باقی ہے یا نہیں۔ اور درصورت عدم رضامندی ہندہ کے بکر زینب سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ یا ہندہ کو فسخ عزیمت کا اختیار ہے درصورت نہ منعقد ہونے عقد کے مسلمانوں کی ایک جماعت جن میں عرصہ دراز سے اتفاق چلا آتا ہے ان میں سوء نظمی وتفریق جماعت کا احتمال قوی ہے۔

الجواب: منسوب کر دینا نکاح نہیں۔ نہ اس کے ذریعے سے بکر کو کوئی دعویٰ پہنچتا ہے ہاں اگر زینب بالغہ ہے اور بکر زینب کا کفو ہے یعنی نسب حسب مال پیشہ زینب سے اس قدر کم نہیں ہے کہ اس سے اس کا نکاح اولیائے زینب کو باعث ننگ وعار ہو جب تو خود زینب کے اذن سے نکاح ہو جائے گا نہ ماں کی اجازت کی حاجت ہے نہ کسی اور کی اور اگر بمعنی مذکور کفو نہیں تو نکاح اصلاً صحیح نہ ہوگا جب تک زینب کا ولی کہ اس کا بھائی یا بھتیجا یا چچا کا بیٹا غرض دادا پردادا کی اولاد کا کوئی مرد جو سب سے زیادہ زینب کا قریب ہو پیش از نکاح اس غیر کفو کو غیر کفو جان کر صراحۃً اجازت نہ دیدے۔ درمختار میں ہے فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولى ويفتى فى غير الكفو بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتوىٰ لفساد الزمان ردالمحتار میں ہے وانما تحل فى الصورة الرابعة وهى رضى الولى بغير الكفو مع علمه بانه كذالك اور اگر زینب نابالغہ ہے اور بکر اس کا کفو نہیں جب بھی نکاح باطل ہوگا چاہے کوئی کرے سواء حقیقی دادا اور باپ کے اسی میں ہے ان كان المزوج غير الاب والابية لا يصح النكاح من غير الكفو بغبن فاحشا اصلا اور اگر کفو ہے تو اس کے نکاح کا اختیار اس کے عصبہ کو ہے جسکا ذکر ابھی گزرا۔ بہرحال کسی عصبہ کے ہوتے ماں کو نکاح کا اختیار نہیں اگر کر دے گی تو جو سب میں قریب تر عصبہ ہوگا اس کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر جائز کہے جائز ہوجائیگا اور رد کرے گا تو باطل اسی میں ہے

لوزوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۲۲۶: مرسلہ سراج الدین ساکن سورت شیورام پور مکان مولوی محمد اسماعیل صاحب مرحوم

زید کہتا ہے کہ غیر مقلد سنی بے نمازی اور بے روزہ دار سے بہتر ہے عمرو کہتا ہے کہ نہیں غیر مقلد سے سنی بے نمازی اور بے روزہ دار بہتر ہے اور زید کا کہنا یہ بھی ہے کہ غیر مقلد فاسق ہے کافر نہیں۔ اور عمرو کہتا ہے غیر مقلد فاسق نہیں کافر ہے ان دونوں صورتوں میں برسرحق کون ہے اور برسر باطل کون؟

الجواب: غیر مقلدان زمانہ ایک قسم وہابیہ ہیں اور وہابیہ پر علمائے حرمین طیبین نے حکم کفر لگا دیا ہے ان میں بعض تو خود منکر ضروریات دین ہیں اور اکثر وہ ہیں جو منکر ضروریات کو اپنا پیشوا و امام جانتے ہیں اور منکر ضروریات دین یا اس کا امام بنانے والا اس کو صرف مسلمان سمجھنے والا بھی کافر ہے۔ اس کی تحقیق حسام الحرمین میں مذکور ہے۔ لہذا عمرو حق پر ہے اور زید باطل پر کہ کافر کا بے نمازی اور روزہ دار سے برتر ہونا ظاہر ہے بلکہ غنیۃ شرح منیہ میں مبتدع کو فاسق سے بدتر بتایا۔ وهذالفظه یکره تقدیم المبتدع لانه فاسق من حیث الاعتقاد وهواشد من الفسق من حیث العمل لان الفاسق من حیث العمل یعترف بانه فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع یعنی بدمذہب کا امام بنانا ناجائز ہے کہ یہ اعتقادی حیثیت سے فاسق ہے اور یہ سخت تر ہے عمل کی حیثیت کے فاسق سے کہ عمل کی حیثیت کا فاسق اپنے ہونے کا مقر ہوتا ہے اور اللہ عزوجل سے خوف و استغفار کرتا ہے۔ بخلاف بدمذہب کے اس مضمون کی قدرے تفصیل میرے رسالے اجل الھدی میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۲۲۷: از گوڑاڈا کخانہ سیت لال موضع بگون گاؤں مرسلہ محمد اسماعیل صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عقیقہ کرنا کیسا ہے موافق مذہب حنفیہ۔

الجواب: عقیقہ کے بارہ میں اگرچہ علماء سے مختلف اقوال منقول بعض اس کی کراہت کے بھی قائل ہوئے مگر بہت کتب معتبرہ میں اس کے استحباب پر حکم فرمایا اور اسی پر عمل ہے اور وہ جو حدیث میں آیا لا یحب اللہ العقوق اللہ عقوق کو پسند نہیں فرماتا۔ یہ کراہیت فعل پر دلیل نہیں بلکہ اس کی غایت اس لفظ کی کراہت ہے جیسے عنب کو کرم کہنے سے منع فرمایا

اس سے یہ نام مکروہ ہوا نہ کہ انگور۔ علماء اس حدیث کے معنی بیان فرماتے ہیں کہ اس ذبیحہ کا نام عقیقہ نہ رکھنا چاہئے بلکہ اس کو نسیکہ کہا جائے یا ذبیحہ کیونکہ اللہ عقوق کو پسند نہیں رکھتا۔ علامہ شامی عقود الدریہ میں فرماتے ہیں۔ ویندب تسمیة المذبوح نسیکة او ذبیحة لا عقیقة فیکره ویدل له جزابی داؤد هوحسن انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال للمسائل عنها لایحب الله العقوق وفی روایه لااحب الله العقوق اھ ۔اسی میں ہے سئل فی العقیقة کیف حکمها وکیف تفعل الجواب قال فی السراج الوہاج فی کتاب الضحیة مانصه مسئلة العقیقة تطوع ان شاء فعلها وان شاء لم یفعل وهی ان یذبح شاة اذا اتی علی الولد سبعة ایام شرعة الاسلام میں ہے قال علیه الصلوة والسلام العقیقة حق عن الغلام شاتان وعن الجاریة شاة وقد عو نفسه علیه الصلوة والسلام بعد مابعث نبیاً شرح الحصین للقاری میں ہے یستحب للغلام کبشان وللجاریة کیش الخ .شرح شرعة الاسلام میں ہے العقیقة واجبة عند احمد وسنة عند الشافعی مستحبة عند نا کذافی المنبع عن سمرة انه قال قال رسول الله ﷺ الغلام مرتهن بعقیقة والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۲۲۸: ازجسولی مسئولہ علی احمد صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی عورت اس کی نافرمانی کرتی تھی وہ منع کرتا تھا یہ مانتی نہ تھی ایک روز غصہ میں اس کو مارا اور کہا کہ جو میں تجھ سے کلام کروں تو اپنی لڑکی سے کلام کروں اس کلمہ کی وجہ سے پنچایت نے حقہ پانی بند کردیا اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب: ان الفاظ سے کہ جو میں تجھ سے بات کروں تو اپنی لڑکی سے بات کروں اس کی عورت اس پر حرام نہ ہوگئی۔ اگر کوئی ایسا لفظ نہ کہا ہو جس سے عورت اس پر حرام ہوجائے تو اس کو اپنے پاس رکھنا جائز ہے وہ بدستور اس کی بی بی ہے اس وجہ سے حقہ بند کرنا بے وجہ ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے لوقال ان وطئتک وطئت امی فلاشئی علیه کذا فی غایة السراجی .والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۲۲۹: از مظفر نگر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین صورت مسئلہ ہذا میں کہ زید کی دو بیبیاں تھیں زید بقضائے الٰہی فوت ہو گیا ایک داماد عمرو اور دو بیبیاں ہندہ و زینب وارث چھوڑے عمرو نے جو زید کا داماد ہے بعد انتقال اپنے خسر زید کے اپنی غیر حقیقی خوشدامن زینب سے نکاح کر لیا۔ دراں حالانکہ زید کی بیٹی بھی بقید حیات عمرو کے نکاح میں موجود ہے آیا یہ نکاح شرعاً جائز ہوا یا نہیں۔ اگر جائز ہوا تو کن کن دلائل سے اور ناجائز ہوا تو کیا برہان ہے۔ جب زینب کو خارجاً معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ محض گڑھت ہے اور شرع مطہرہ میں اس کی اصل نہیں تو وہ عمرو سے کنارہ کش ہو کر ایک مکان میں خلوت گزیں ہے یہ بھی ارشاد ہو کہ فعل زینب کا مستحسن ہے یا غیر مستحسن اور عمرو سے دین مہر کی مستحق ہے یا نہیں بینوا و توجروا

الجواب: نکاح مذکور شرعاً جائز ہے تنویر الابصار میں ہے فجاز الجمع بین المرأۃ وبنت زوجہا زینب کو اس بنا پر اپنے شوہر سے کنارہ کشی ہرگز جائز نہیں اور اسے مہر کا ضرور استحقاق ہے مگر جس مہر کے دینے کا کوئی وقت معین نہ قرار پایا ہو اس کا مطالبہ قبل طلاق یا موت نہیں کر سکتی۔

کتبہ عبد النبی نواب مرزا عفی عنہ
بجاہ المصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

مسئلہ نمبر ۹۶: محدث کو مترجم کلام مجید چھونا جائز ہے یا نہیں کتب تفاسیر یا فقہ وغیرہ کا چھونا اس کو کیسا ہے؟

الجواب: محدث کو کلام مجید چھونا حرام ہے عام ہیکہ مترجم ہو یا غیر مترجم۔ درمختار میں ہے ویحرم بہ ای بالاکبر وبالاصغر مس مصحف اور کتب تفاسیر وغیرہ اس کو چھونا جائز ہے مگر بہتر یہی ہیکہ کتب تفاسیر کو محدث نہ چھوئے درمختار میں ہے لکن فی الاشباہ من قاعدہ اذا اجتمع الحلال والحرام رجح الحرام وجوز اصحابنا مس کتب التفسیر للمحدث ولم یفصلوا بین کون الاکثر تفسیرا او قرآن الخ

ردالمحتار میں ہے اقول الاظہر والاحوط القول الثالث ای کراھۃ فی التفسیر دون غیرہ

لظهور الفرق فان القرآن فی التفسیر اکثر منه فی غیره وذکره فیه مقصود استقلالا لاتبعافشبهه بالمصحف اقرب من شبهه ببقیة الکتب. والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۹۷: جہاں پر گیہوں یا آٹا اور دھان اور چاول موجود ہوں وہاں پر صدقہ فطر کس سے ادا کرنا افضل ہے اگر ساڑھے تین سیر دھان یا دوسیر چاول ادا کرے اور گیہوں کے حساب سے جو دام نکلے اس کی قیمت اس دام کو نہ پہنچے۔ اس سے کم ہو تو ساڑھے تین سیر دھان اور دوسیر چاول ادا کرنے سے صدقہ فطر ادا ہوگا یا نہیں۔ بینوا و توجروا

الجواب: آٹا افضل ہے اور قیمت اس سے بھی افضل ہے۔ دھان یا چاول جب کہ ان کی قیمت نصف صاع گیہوں کی قیمت سے کم ہے ادائے صدقہ فطر کو کافی نہ ہوں گے جب تک کہ اس کی قیمت کو نہ پہنچ جائیں عالمگیری میں ہے ثم الدقیق اولیٰ من البر والدراهم اولیٰ من الدقیق لدفع الحاجة وماسواه من المحبوب لایجوز الابالقیمة الخ. والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۹۸: اگر زوجہ اپنے مرنے سے پانچ چھ روز پیشتر دین مہر معاف کر دے یا اسکی نسبت لادعویٰ لکھدے تو یہ معافی یا تحریری لادعویٰ شرعاً داخل وصیت ہے یا کیا اور بعد مرنے زوجہ کے دعویٰ دین مہر کا اس کے ورثاء کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب: اگر زوجہ ایسے مرض میں مبتلا تھی جس کے باعث اس کے مرنے کا ظن غالب تھا جب تو بے اجازت ورثاء کا ہبہ مہر صحیح نہ ہوا اور ورثاء اس کا دعویٰ کر سکتے ہیں اور اگر ایسے مرض میں مبتلا نہ تھی تو یہ ہبہ مہر صحیح ہو گیا اور ورثاء کو اب طلب مہر کا حق نہ رہا۔ عالمگیری میں ہے مریضة وهبت صداقها من زوجها فان برئت من مرضها صح وان ماتت من ذالک المرض فان کانت مریضة غیر مرض الموت فکذالک الجواب وان کانت مریضة مرض الموت لایصح الا باجازة الورثة اھ. والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۹۹: خطرات و وساوس قلب پر جو بے اختیاری سے صادر ہوتے ہیں آیا ان پر شرعاً مواخذہ ہے یا نہیں خصوصاً تلاوت کلام مجید یا نماز وغیرہ کے وقت حتی الامکان ان کو دور کیا جاتا ہے مگر تاہم دور نہیں ہوتے بینوا وتوجروا

الجواب : مسلمان کو گھبرانا نہیں چاہئے اپنی کوشش اسی میں رہے کہ وساوس دور ہوں انشاء اللہ تعالیٰ کچھ زمانہ میں بہت فرق پائے گا اور اگر نہ سہی تو انسان کا کام کوشش ہے اس پر ثمرہ مرتب ہونا نہ ہونا اسکے قبضہ قدرت میں نہیں اور وساوس پر شرعاً مواخذہ نہیں۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تجاوز عن امتی ماوسوست بہ صدورھا مالم تعلم بہ اوتتکلم متفق علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فرمایا حضور اقدس ﷺ نے بے شک اللہ تعالیٰ نے درگزری فرمائی میری امت کے وسوسوں سے جو ان کے دل میں گزریں جب تک کہ ان کو عمل میں لائے نہ زبان سے کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۱۰۰: کسی شخص نے وقت انتقال وصیت کی کہ دوسو روپے میرے فلاں شخص پر ہیں ان کو مسجد میں دیدینا یہ وصیت جائز ونافذ ہوئی یا نہ؟ اسکی ایک بیوی اور دو لڑکیاں وارث ہیں۔

الجواب : یہ وصیت جائز ونافذ نہیں۔ تنویر الابصار میں ہے اوصی بشئی للمسجد لم تجز الوصیۃ لانہ لایملک ردالمحتار میں ہے قولہ لم تجز کذافی الصرر وغرروفی الشرنبلالی الی الکافی عالمگیری میں ہے قال الحسن بن زیاد واذا لم یسم مرمۃ ولااصلاحا فالوصیۃ باطلۃ وقدروی ذلک عن غیر واحد من اصحابنا علیہ الفتویٰ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے لواوصی بثلث مالہ للمسجد وعین المسجد اولم یعین فھی باطلۃ فی قول ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وھی جائزۃ فی قول محمد رحمہ اللہ تعالیٰ ردالمحتار وقاضی خاں میں ہے یقدم الاشھر فکان ھوالمعتمد اسی میں ہے تقدیم القول دلیل الاختیار، خزانۃ المفتین میں ہے قال اوصیت بمائۃ درھم لمسجد کذا لنالم یسم مرمۃ ولااصلاحا فالوصیۃ باطلۃ علی الاصح وان سمی لہ جازت اھ تو وہ روپیہ مثل اور متروکہ کے بعد ادائے مہر و دیگر دیون اگر اس شخص کا کوئی بھائی بھتیجا یا دادا پردادا کی اولاد میں سے کوئی مرد ہے چوبیس حصے ہو کر تین زوجہ اور آٹھ آٹھ ہر دختر اور باقی اس وارث کو ملیں گے اور اگر ایسا کوئی مرد نہیں تو سولہ حصے کر کے دو زوجہ کو اور سات سات ہر دختر

کو دیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۱۰۱: جس زیور پر ایک سال زکوۃ نکالی گئی تو پھر اس مال پر دوبارہ زکوۃ نکالنا چاہئے یا نہیں اور اگر جس مال پر زکوۃ دی گئی اس کے بعد دوسرا مال یعنی زیور اور تیار ہو کر آجائے تو اس مال کو پہلے میں شامل کر کے زکوۃ نکالنا چاہئے یا نہیں یا صرف جدید مال پر۔ بینوا وتوجروا

الجواب: جب پھر ایک سال اس مال پر گزر جائیگا تو دوبارہ اس کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگی درمختار میں ہے وسببہ ملک نصاب حولی الخ اور قبل سال گزرنے کے کچھ اور مال اسی نصاب کی جنس سے اس کی ملک میں آیا خواہ کسی طریقہ ملک سے ہو وہ بھی اصل نصاب میں شامل کر کے اصل پر سال گزرنا اس سب پر سال گزرنا قرار پائیگا۔ اور نصاب پر اگر پانچواں حصہ نصاب کا زائد ہو گیا تو اس پانچویں حصہ کا چالیسواں حصہ دینا واجب ہوگا۔ اس سے کم معاف ہوگا اسی طرح دوسرے پانچویں حصے تک معاف ہے دوسرے پانچویں حصہ کے پورے ہونے پر اس کا بھی چالیسواں حصہ ادا کرنا واجب ہوگا مثلاً سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے اور اس کے اوپر جب تک ۱؍۱ تولہ زائد نہ ہوگا وہی اصل نصاب کی زکوۃ کہ سوا دو ماشے سونا ہے۔ واجب ہوگا اور اتنا زائد ہونے پر اس کا چالیسواں کہ ۳ ۳/۵ حصہ سرخ اور واجب ہوگا اسی طریقہ سے چاندی کہ اسکا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے اس پر جب تک ساڑھے دس تولے چاندی زائد نہ ہوگی وہی اصل نصاب کی زکوۃ ۱؍ تولہ ۳ ماشہ ۶ سرخ چاندی واجب ہوگی اور اتنا زائد ہونے پر ۳؍ ماشہ ۱ ۱/۵ سرخ اور واجب ہوگا۔ معلوم رہے کہ سونا چاندی آپس میں ایک جنس ہیں قال شیخنا مجدد المائة حاضره دامة فيوضهم محشيا على رد المحتار اقول لينظر ماذا تمانصابا وفی کل منهما عفواذا ضم العفوان قيمة بلغانصابا فهل يجب الضم الظاهر نعم وليحرر ثم رأيت التصريح به فی الهنديه والحمد لله . درمختار میں ہے وفی کل خمس بضم الخاء بحسابه ففی کل اربعين درهما درهم وفی کل اربعة مثاقيل قيراطان ومابين الخمس الى الخمس عفو اسی میں ہے المستفاد ولو بهبة وسط الحول يضم الى نصاب من جنسها مالم يمنع مانع والله تعالىٰ اعلم

کتبہ عبید النبی نواب مرزا عفی عنہ

بجاہ المصطفیٰ ﷺ

سوال: کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا نماز کو مکروہ کرتا ہے اور محراب پیچھے کی دیوار کے وسط میں جو خلاء ہوتا ہے اس کو کہتے ہیں علاوہ اس کے کسی دوسری جگہ پر محراب کا اطلاق نہیں ہوتا اگر چہ صورتا یمین ویسار کے خلا بھی مثل محراب کے ہی ہوتے ہیں مگر اسکو محراب نہیں کہتے۔ علی حذا دروں میں امام کے قیام سے بھی نماز مکروہ نہیں ہوتی کیونکہ اس کو بھی محراب نہیں کہتے ہیں۔ بکر کہتا ہے کہ جو جگہ ایسی ہو جسکی طرفین دو حدیں ہوں اس میں امام کا کھڑا ہونا نماز کو مکروہ کرتا ہے خواہ وہ حدیں لکڑی کے ستونوں کی ہوں خواہ لوہے یا پتھر یا دیوار کی خواہ اسکو محراب کہتے ہوں یا نہ کہتے ہوں۔ کیونکہ جو وجہ کراہت محراب میں ہے وہ دروں میں اور بین سواریتین سب میں یکساں موجود ہے دوسری دلیل بکر یہ پیش کرتا ہے کہ امام اور مقتدی میں اتحاد مکان ضروری ہے اور ابواب مسجد علیحدہ مکان ہیں اور صحن مسجد دوسرا مکان ہے کیونکہ نام کے بدلنے سے مکان دوسرا ہو جاتا ہے مثلاً ایک مکان ہے لیکن اس کے چند حصے ہیں تو ہر حصہ ایک مکان جداگانہ ہوگا جیسے کمرہ برآمدہ کوٹھری سائبان سب سے پچھلے مکان کو کمرہ یا کوٹھا بولتے ہیں اور اسکے آگے مکان کو سائبان اور یمین ویسار کی عمارت کو کوٹھریاں کہتے ہیں پس اگر امام کمرہ میں یا اس کے در میں کھڑا ہو اور مقتدی برآمدہ میں تو نماز مکروہ ہوگی یا امام برآمدہ میں یا برآمدہ کے در میں ہو اور مقتدی سائبان میں تو بھی نماز مکروہ ہوگی یا امام سائبان یا اس کے در میں اور مقتدی صحن میں تو نماز مکروہ ہوگی یا امام مکان مسقف میں مثل دروازہ وغیرہ کے کھڑا ہو اور مقتدی مکان غیر مسقف میں تو نماز مکروہ ہوگی کیوں کہ مسقف اور غیر مسقف بھی دو مکان ہیں پس اس مسئلہ میں حق بجانب کون شخص ہے اور کراہت کی کتنی قسمیں ہیں مدلل ارشاد فرمایئے۔ المستفتی: محمد یوسف ولد حاجی احمد بخش مراد آباد

الجواب: اس میں بکر کا قول سراسر صحیح ہے بے شک امام کا محراب میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے یوں کہ پاؤں محراب کے اندر ہوں متون میں ہے کرہ قیام الامام فی المحراب لاسجودہ فیہ۔ اور بے شک امام کا در میں یعنی دوستونوں کے بیچ میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے۔ معراج الدرایہ، ردالمحتار میں ہے الاصح ماروی عن ابی حنیفة

انہ قال اکرہ للامام ان یقوم بین الساریتین اور بے شک امام اور مقتدیوں کا درجہ بدلا ہونا بھی مکروہ ہے یوں کہ امام کے ساتھ اس کا درجہ میں مقتدیوں کی کوئی صف نہ ہو نقایہ میں ہے کرہ تخصیص الامام بمکان جامع الرموز میں ہے بان یکون فی صفۃ وھم فی وسط الدار مثلا کمافی جواہر ولوالحبہ میں ہے لاینبغی لہ ذلک لانہ یشبہ تباین امکانین بحرالرائق میں ہے یعنی وحقیقۃ اختلاف المکان تمنع الجواز فشبہ الاخلاف توجب الکراہت ردالمحتار میں ہے ھووان کان من بقاع المسجد لکن اشبہ مکانا آخر فاورث الکرہۃ ولایخفی حسن او ریہ کراہتیں تنزیہی ہیں لانہ بخلاف مثل الامامۃ ۔واللہ تعالیٰ اعلم

(مہر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی)

مسئلہ نمبر ۱۲۷: از کلکتہ ڈاکخانہ افسانی درگاہ ۱۵۳ مرسلہ محمد ہاشم صاحب کاپی نویس

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی بی بی اپنے خاوند کے پاس کلکتہ کو بہ ہمراہی عمر روانہ ہوئی۔ راستہ میں عمر ونے اسے چھوڑ دیا بکر نے کہا کہ چل میں کلکتہ میں تجھ کو تیرے خاوند کے پاس پہونچا دوں میں تیرے خاوند کو جانتا ہوں غرض بکر اس کو اپنے ہمراہ لیکر کلکتہ آیا اور اپنے مکان میں مقیم کیا (زید کی بیوی کا بیان ہے کہ بکر نے کلکتہ آکر اپنے مکان پر مجھ سے کہا کہ تو میرے ساتھ نکاح کر لے میں نے انکار کیا بکر مجھ کو ڈرانے دھمکانے لگا اور زبردستی میرے ساتھ نکاح کر لیا میں رضامند نہ تھی) (بکر کا بیان ہے کہ جب یہ عورت مجھ سے رضامند ہو گئی میں نے نکاح کر لیا) پندرہ یوم کے بعد زید کے لڑکے کو معلوم ہوا تب وہ آکر اپنی ماں کو بکر کے یہاں سے لے گیا چونکہ یہ سب شخص ادنیٰ درجہ کے ہیں اس سبب سے پنچایت مقرر کی گئی لیکن پنچ فیصلہ نہیں کرتے ہیں کہتے ہیں از روئے شرع شریف جس کو ملے ہم اس کو عورت دلا دیں گے۔ اس شرعی مسئلہ میں ہم کیوں کر دخل دیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: بی بی قطعاً زید کی ہے اسی کو دلائی جائے گی بکر نے یہ جو نکاح کیا محض حرام اور لغو حرکت کی کہ جب تک شوہر اپنی بی بی کو طلاق نہ دے یا مر نہ جائے اور طلاق یا موت کے بعد عورت عدت نہ گزار لے اس عورت کا کسی دوسرے سے نکاح حرام حرام حرام اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والمحصنت من النساء واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۱۲۸: از بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بڑی بھاوج کے ساتھ زنا کیا وہ رانڈ تھی اس سے لڑکا پیدا ہوا اور جس شخص نے زنا کیا اس کے بیوی بچے بھی موجود ہیں اب اس سے نکاح کے واسطے کہا گیا تو وہ نہ تو نکاح کرتا ہے اور نہ بھاوج کو نکالتا ہے بلکہ اس کے ماں باپ نکاح نہیں کرنے دیتے۔ خود کرتا ہے اب شریعت مطہرہ کیا فرماتی ہے فقط

الجواب: صورت ہذا اگر واقعی ہے تو اس شخص پر فرض ہے کہ یا تو اسے اپنے پاس سے بالکل علیحدہ کردے یا اس میں کوئی مانع نکاح نہ ہو مثلا بھاوج کا اپنی بی بی کا بہن ہونا یا اسکی رضاعی بہن ہونا وغیرہ تو اس سے نکاح کرلے جیسا اب کررہا ہے یعنی نہ اسکو نکالتا ہے نہ نکاح کرتا ہے یہ حرام ہے۔ اور اگر زنا کی اس پر تہمت ہی ہو جب بھی غیر عورت کیساتھ اس طرح رہنا کہ لوگوں میں بدی کا چرچا پھیلے یہ بھی ناجائز ہے حدیث میں ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں اتقوا مواضع التھم (الحدیث) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۱۲۹: از چندیالہ شیر خان مرسلہ احمد الدین صاحب امام مسجد افغانان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فجر کی جماعت کھڑی ہوجائے تو سنت اول پڑھکر ملے یا بغیر سنت جماعت کے ساتھ شامل ہوجائے۔ بینوا وتوجروا

الجواب: اگر جانے کہ سنتیں پڑھے تو امام سلام پھیر دیگا یہ شامل جماعت نہ ہوسکے گا جب تو نہ پڑھے ویسے ہی شامل ہوجائے پھر سورج بلند ہونے پر چاہے تو سنتیں پڑھ لے اور اگر یہ سمجھے کہ سلام سے پہلے مل جاؤں گا تو سنتیں پڑھ کے شامل ہو۔ مگر یہ بھی اس صورت میں ہے کہ مسجد کے باہر کوئی جگہ ایسی ہو جس میں نماز پڑھ سکے یا اگر امام صحن میں نماز پڑھا رہا ہے تو یہ اندر نماز پڑھ سکے یا اگر امام اندر پڑھا رہا ہے تو یہ باہر پڑھ سکے یا اس مسجد میں ایک درجہ ہے تو دیوار یا ستون وغیرہ کی آڑ مل سکے اور اگر ان صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہو تو نہ پڑھے فرضوں میں شامل ہوجائے بے آڑ صف کے پیچھے سنتیں پڑھنا مکروہ ہے اور مکروہ کا چھوڑنا سنت کے بجالانے پر مقدم ہے۔ ردالمحتار میں فتح سے ہے لان ترک المکروہ مقدم علی فعل السنة اسی میں ہے والحاصل ان السنة فی سنة الفجر ان یاتی بھا فی بیتہ والا فان کان عند باب المسجد مکان صلاھا فیہ والا صلاھا فی الشتوی

اوالصیفی ان کان للمسجد موضعان والافخلف الصفوف عند ساریة لکن فیما اذاکان للمسجدموضعان والامام فی احد هما ذکرفی المحیط انه قیل لایکره لعدم مخالفة القوم وقیل یکره لانهما کمکان واحدقال فاذا اختلف المشائخ فیه فالافضل ان لایفعل قال فی النهر وفیه افاده انها تنزیهه اه لکن فی الحلیة قلت وعدم الکراهة اوجه للآثار التی ذکرنا ها آه.

درمختار میں ہے واذافات فوت رکعتی الفجر لاشتغال بسنتها ترکهاوالاان رجاوراکعا رکعة فی ظاهر المذهب وقیل التشهد واعتمده المصنف وشرنبلالی تبعا للبحرلکن ضعفه فی النهرلایترکها.

ردالمحتار میں ہے لکنه قواه فی فتح القدیرو قال ماقیل انه لورجاادراك التشهد لایاتی بسنته الفجرعلی قول محمدالحق خلافه لنص محمد علی ماینا قضه آه فیاتی بالسنته اتفاقا کمااوضحه فی الشرنبلالیة واقره فی شرح المنیة وشرح نظم الکنز وحاشیة الدرر لنوح آفندی وشرحها للشیخ اسماعیل ونحوه فی القهستانی وجزم به الشافی مواقیت الصلاة آه مختصراً. واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۱۳۰: مرسلہ جناب ننے میاں صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وفضلائے شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص قاضی تھے ان کے دولڑکے ہیں ایک صاحب اولاد ۳۲ر سال تخمیناً دوسرا ۲۲ر سال تخمیناً مگر یہ دونوں بھائی تارک الصلاۃ ہیں اور نکاح پڑھانے کو موجود ہیں نماز کبھی نہیں پڑھی اور صحبت جاہلان ہنود وطن سے رکھتے ہیں مسلمانوں سے نہایت گریز رکھتے ہیں ان سے یہ دینی خدمت لی جائے کہ نہیں؟

الجواب: ان کی حالت کو غور کیا جائے اگر واقعی یہی ثابت ہو کہ ان کو اسلام کی باتوں سے نفرت اور کفر کے امور سے رغبت ہے اور اس بنا پر ہنود سے محبت اور مسلمانوں سے گریز کرتے ہیں تو وہ یقیناً کافر ہیں ان سے نکاح پڑھوانا درکنار ان

کے پاس بیٹھنا تک شرعاً معیوب ہے۔قال اللہ تعالیٰ فلاتقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین نہ کہ اس خاص دینی کام میں اس سے مدد لینا قال رسول ﷺ انالانستعین بمشرك مگر پڑھاوے گا تو نکاح صحیح ہو جائیگا کہ یہ زائد ہے زائد وکیل ہوگا اور وکیل کا مسلمان ہونا شرط نہیں۔ اور اگر وہ حالت ان کی ثابت نہ ہو بلکہ کسی خاص وجہ سے خاص چند مسلمانوں سے کچھ رنج ہو اور بعض ہنود سے ایک قسم کی صحبت ہو نہ اس بناء پر کہ امور کفر کو پسند رکھتا ہے تو تارک الصلوٰۃ ہونے کی وجہ سے ان سے مسلمانوں کو دور رہنا چاہئے نیز ان کا بعض مسلمانوں سے بے وجہ شرعی علیحدہ رہنا اور بعض ہنود سے دوستی رکھنا یہ بھی ناجائز ہے۔

بہرحال قاضی بنانا اور نکاح پڑھوانا ان بلاد میں ایک عزت کا عہدہ گنا جاتا ہے اور وہ کم از کم فاسق معلن ہیں اور فاسق معلن کی توہین واجب ہے نہ کہ اعزاز شرنبلالیہ طحطاویہ وغیرہما میں ہے لان فی تقدیمه تعظیمه والواجب علیهم اهانة شرعاً.والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۱۳۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نابینا کے پیچھے اس وقت میں نماز پڑھنی کہ اس سے بہتر دوسرا نہیں پڑھا سکتا ایضاً اس صورت میں کہ دوسرا قاری و پابند شرع موجود ہے نیز اس صورت میں کہ اس کے ہی مثل دوسرا موجود ہے پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ کہاں مستحب ہے کہاں غیر مستحب وغیر ذالک بینوا توجروا

الجواب: جب کہ اندھا تمام حاضرین سے افضل ہے مثلاً ان سب سے زائد مسائل نماز وطہارت جانتا ہے تو اس صورت میں اسی کو امام بنایا جائے اور اگر افضل نہیں اور کسی سے گھٹا ہوا یا اس کے برابر ہے تو اسکے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہوگی یعنی اس کا اعادہ مستحب۔ درمختار میں ہے ویکرہ تنزیها امامة عبد واعرابی وفاسق واعمیٰ الاان یکون ای غیر الفاسق اعلم القوم فهواولیٰ بحرالرائق میں ہے قید کراهة امامة الاعمیٰ فی المحیط وغیره بان لایکون افضل القوم فان کان افضلهم فهواولیٰ .والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ نمبر ۱۳۲: از بریلی مسئولہ شیخ حبیب اللہ صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زوجہ فوت ہوگئی اب اس کا خاوند اس کی صورت دیکھ سکتا ہے یا نہیں اس کے جنازے کو کاندھا دے سکتے ہے یا نہیں؟ اس کو قبر میں اتار سکتا ہے یا نہیں۔ اور اس کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں اس کو چھو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا وتو جروا۔

الجواب: خاوند کو اپنی بی بی کی صورت بعد موت دیکھنا جائز ہے اس کو کندھا دینا جائز اس کو قبر میں اتارنا جائز بشرطیکہ اس کے بدن کو ہاتھ نہ لگنے پائے کپڑے کی آڑ رہے ہاں غسل دینا یا اس کو چھونا جائز نہیں کہ مرنے سے وہ اجنبی ہوگیا نکاح زندگی تک تھا اور اجنبیہ کو ہاتھ لگانا یا غسل دینا جائز نہیں۔

تنویر میں ہے یمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر اليها على الاصح والله تعالیٰ اعلم ---------------- کتبہ عبید النبی نواب مرزا عفی عنہ بجاہ المصطفیٰ علیہ السلام

کتاب الایمان

مسئولہ: محمد فاروق صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قیصر جہاں بنت محمد صدیقی کا عقد عبد الغنی سے ہوا اس شرط پر کہ میں اہل حدیث ہو جاؤں گا ہمیشہ کے لئے کیونکہ عبد الغنی بریلوی عقیدے سے تعلق رکھتا تھا اور لڑکی قیصر جہاں اہل حدیث تھی اور عقد کے دو ماہ بعد عبد الغنی نے صاف طور پر چند اشخاص کے سامنے انکار کر دیا کہ میں اہل حدیث نہیں ہو سکتا بریلوی ہی عقیدے کا پابند رہوں گا اس بنا پر قیصر جہاں عبد الغنی کو اپنا شوہر تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے۔

الجواب: وہابیوں کا ایک فرقہ خود اہل حدیث سے موسوم کرتا ہے وہابی اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے کافر ومرتد ہے اور مرتد مرد اور مرتدہ عورت کا نکاح کسی سے نہیں ہوتا وہ عورت اگر وہابیہ تھی تو نکاح نہیں ہوا اور عبد الغنی نے اگر مرتد کا دین اختیار کرنے کا وعدہ کیا ہے تو اس پر توبہ تجدید ایمان لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ☆ ۴ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

احکام عید گاہ

مسئولہ: شرف الدین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں ایک عید گاہ ہے اس کے چاروں طرف قبرستان ہے وہی عیدگاہ میں تین بستیوں کی جماعت ہوتی ہے جگہ کی تنگی کے سبب گنجائش نہیں ہوتی اس لئے عید گاہ کی مشرقی طرف سات ہاتھ بڑھا کر بنیاد کھدوائی لیکن بنیاد میں قبر کی ہڈی نکل گئی عید گاہ کے پورب پرانی بنیاد سے باہر کی طرف دس بارہ ہاتھ کے اندر کوئی قبر نہیں ہے۔ اب لوگوں کا خیال تھا کیوں کہ سو برس سے زیادہ ہوا کسی نے وہاں نہیں دیکھا اب دریافت طلب یہ ہے کہ اس حالت میں عید گاہ بڑھانا جائز ہے یا نہیں تحریر فرمائیں۔

الجواب: قبرستان وقفی ہوتے ہیں اور وقف میں کوئی ایسا تصرف جائز نہیں جو واقف کی منشاء کے خلاف ہو لہذا قبرستان کو عید گاہ بنانا ناجائز اور گناہ ہے۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا رسالہ ''اھلاک الوھابین'' ملاحظہ کیجئے اس میں دلائل مذکور ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۳/ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

مفقود الخبر

مسئولہ: عبدالرحمٰن

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ نبی حسین صاحب کے لڑکے عظمت حسین کی شادی عبدالرحمٰن کی لڑکی سے چار سال قبل ہوئی اور لڑکا شادی کے ایک سال بعد سے مسلسل غائب رہا اس درمیان تین سال گزر گئے لیکن معتبر ذرائع سے معلوم کرنے کے باوجود اب تک پتہ نہ چلا عظمت حسین کے والدین نے اپنی بہو کو اپنے گھر میں رہنے کی اجازت نہ دی

صاف انکار کر دیا کہ ہم لوگ اس کے ذمہ دار نہیں۔ نہایت غربتی کی وجہ سے لڑکا سفر کرتے وقت بیوی سے کچھ نہ کہا مگر بعد چلے جانے لڑکا کے بھاوج سے لڑکی کو معلوم ہوا کہ اب تمہارا شوہر اپنے عقد میں نہ رکھے گا۔ لڑکی پھر بھی ٹھہری رہی کہ خدا میرے شوہر کا قلب پھیر دے۔ یہاں تک کہ لڑکی کے والدین بھی نہایت غریب ہیں تاہم تین سال سے لڑکی میکے ہی میں رہی اب والدین کا ارادہ ہے کہ اپنی بیٹی کو کسی غیر لڑکے کے ساتھ عقد کر دوں دریافت طلب یہ ہے کہ یہ شادی شرعاً جائز ہوگی یا نہیں۔

الجواب : اگر فی الواقع اس عورت کا شوہر مفقود ہے جس کی موت وزندگی کا حال معلوم نہیں ہے تو ہنگام ضرورت ملجبہ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر وہ عمل کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

کتاب الجنائز

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کے ہندو افسر کے یہاں ایک موت ہوگئی زید اس کے ساتھ مرگھٹ تک چلا گیا مگر زید کے دل میں نفرت اور کراہت ہی رہی وہاں سے واپسی پر زید نے اپنے اوپر ملامت کی توبہ کی۔ اور آئندہ ہندو کی میت میں نہ جانے کا عہد کیا۔ ایسی حالت میں زید پر شرع شریف کا کیا حکم آتا ہے

المستفتی غلام جیلانی محلہ گھیر شیخ مٹھو مسجد نیاریان بریلی شریف

الجواب : کافر کے جنازہ میں شریک ہونا منع ہے۔ اگر کسی مجبوری سے شرکت کی ہے تو صورت مسئولہ میں الزام نہیں اور اگر کوئی مجبوری نہ تھی تو گنہ گار ہوا توبہ کر لی تو پاک ہو گیا واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ☆ ۱۳ محرم ۸۴ھ

کتاب الطہارۃ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں

(۱) تامچینی کی پلیٹ میں کھانا رکھا تھا کتے نے کھالیا اب وہ پلیٹ گندی ہوگئی یا اب پاک ہوسکتی ہے۔

(۲) تانبے کے برتن میں کتے نے منہ ڈال دیا وہ کس صورت سے پاک ہوگا یا قلعی ہونا لازم ہے۔ اگر زیادہ تکلیف نہ ہوتو حدیث شریف سے دونوں باتوں کو تحریر فرمادیجئے گا۔ خادم وقار حسین

الجواب: (۱) تین بار دھونے سے پاک ہوجائیگی اور بہتر یہ ہے کہ سات بار دھوئیں، اور پہلی بار مٹی سے مل کر دھوئیں حدیث شریف میں ہے اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسله سبع مراۃ متفق علیه وفی روایة مسلم قال طھور انه احدکم اذا ولغ فیه الکلب ان یغسله سبع مراۃ اولھن بالتراب۔ یعنی کتا کسی برتن میں پی لے تو اس کو سات بار دھولو اور ایک روایت میں ہے کہ کتا کسی برتن کو چاٹ لے تو سات مرتبہ دھونے سے پاک ہوجائے گا۔ پہلی بار مٹی لگا کر دھویا جائے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس سوال کا جواب بھی وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ قلعی کی حاجت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۱ رشوال المکرم ۸۳ھ

گزارش

☆ ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' خود بھی پڑھیں اور احباب کو بھی پڑھنے کی رغبت دلائیں۔

☆ مضمون نگار حضرات مضمون صاف صاف تحریر میں بھیجیں۔ (ادارہ)

کتاب الصلوٰۃ

مسئولہ فرید حسین خان روہلی ٹولہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین حسب ذیل سوالات میں

(۱) نماز میں الحمد شریف کے بعد سورۃ ملانا فرض ہے یا واجب اگر کسی نے سورۃ نہ ملائی اور سجدۂ سہو کرلیا تو نماز ہوگی یا نہیں؟

(۲) جس فرض کے بعد سنت مؤکدہ ہے مثلاً ظہر، مغرب وعشاء میں دعا زیادہ دیر تک مانگنا کیسا ہے؟

(۳) جمعہ کے بعد دعا دیر تک مانگنا کیسا ہے؟

(۴) جمعہ میں خطبہ کی اذان میں حضور کا نام نامی سن کر انگوٹھے چومنا جائز ہے یا ناجائز ہے علاوہ اس کے دوسری نمازوں میں اذان اور تکبیر میں نام نامی سن کر انگوٹھے چومنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب : الحمد شریف کے بعد ایک سورہ یا تین چھوٹی آیتوں کے مقدار کلام مجید پڑھنا واجب ہے۔ اگر سہواً یہ واجب ترک ہو تو سجدۂ سہو سے نماز پوری ہوجائے گی اور قصداً چھوڑنے کی صورت میں نماز کا اعادہ واجب ہے ۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ظہر، مغرب عشاء کے بعد مختصر دعاؤں پر اکتفا کر کے سنت پڑھے۔ زیادہ طویل دعاؤں میں مشغول نہ ہو اس لئے کہ خلاف اولیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جمعہ کا حکم اس مسئلہ میں وہی ہے جو ظہر، مغرب وعشاء کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) خطبہ کی اذان میں انگوٹھے نہ چومیں۔ باقی دیگر اذانوں اور تکبیروں میں چومنا مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۹/ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ امام مسجد نے ایک عورت سے عقد کیا جس کے تین ماہ بعد بچہ پیدا ہوا، امام صاحب سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے اقرار کیا کہ بچہ میرا ہے اور میں اس گنہ سے صدق دل سے بارگاہ رب العزت میں تائب ہوں اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ امام کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

نور محمد حیدر آباد

الجواب: گناہ کا اقرار کر کے توبہ کر لی تو اس پر جرم باقی نہ رہا۔ اس کے پیچھے پڑھ سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲ر شوال ۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

قصبہ چھوٹی ساڈری میں دو مسجدیں ہیں۔ ایک مسجد چوڑی گرانکے محلہ میں۔ ایک مسجد پٹھان سپاہیوں کے محلہ میں۔ کچھ عرصہ سے پہلے ضدین کے باعث یہ صورت چل رہی تھی کہ ایک جمعہ کی نماز ایک مسجد میں۔ ایک جمعہ کی نماز دوسری مسجد میں تاکہ دونوں مسجدوں میں برابر کا حساب رہے۔ کیونکہ امام صاحب کے مصارف طرفین کے مسلمان برابر چندہ سے پورا کرتے تھے۔ اگر جمعہ کی نماز ایک مسجد میں ہو تو دوسری مسجد والے اعتراض اٹھاتے ہیں کہ۔ واہ جی چندہ جب کہ برابر دیا جارہا ہے تو کیا معنی کہ ہماری مسجد میں جمعہ نہ ہو۔ چونکہ امام صاحب کے مصارف ایک مسجد والوں سے برداشت نہیں ہوتے تھے۔ اس لئے اس خطرہ سے کہ چندہ وصول نہیں ہوگا۔ اور جمعہ کی نماز کا انتظام بگڑ جائے گا۔ دونوں مسجدوں میں جمعہ چلتا رہا۔ اس شکل کو باہر کے صاحبان نے ناپسند کیا اور ان کے سمجھانے کے موافق جمعہ کی نماز کے لئے ایک مسجد کو قرار دیا۔ اور ایک مسجد میں جمعہ کی نماز چالو کی۔ لیکن بعض تفرقہ پسند صاحبان نے اس کو پسند نہیں کیا۔ اور جمعہ دونوں مسجدوں میں چالو کر دیا۔ پنجوقتہ نماز باجماعت۔ نمازیوں کی کمی کی باعث دونوں مسجدوں میں نہیں ہوتی۔ چوڑی گرانکی مسجد مختصر۔ اور سپاہیوں کی مسجد وسیع مناسب مقام پر واقع ہے پانی کا انتظام مناسب ہے۔ جمعہ کی نماز میں چوڑی گروں کی مسجد میں تقریباً بیس صفیں اور سپاہیوں کی مسجد میں تقریباً چالیس صفوں کی مقدار ہو جاتی ہے۔ چندہ کی مقدار بھی سپاہی محلہ میں زیادہ

ہے۔ اور مسجد و مدرسہ کی دیکھ بھال بھی مناسب طریقہ سے ہے۔ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ قصبہ کی آبادی مختصر ہونے ونمازیوں کی مقدار کم ہونے کے باعث دونوں مسجدوں میں جمعہ کی نماز ہونا جائز نہیں۔ اگر واقعی مسئلہ ایسا ہی ہے تو ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ جب تک یہاں کے مسلمان متفق ہو کر ایک مسجد کو مسجد جمعہ قرار نہ دیں تب تک وہ حضرات جو شرعی بات کو پسند فرماتے ہیں۔ کونسی مسجد جمعہ کی نماز کے لئے اختیار کریں۔ کیونکہ یہ چیز ممکن نظر نہیں آتی کہ فی الحال سب ہی مسلمان ایک جمعیت ہو کر شرعی مسئلہ کو پسند کر کے عمل اختیار کریں۔

دونوں طرف ایسے حضرات موجود پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے کی طرف جانا پسند نہیں کرتے۔ اور زیادہ تر صاحبان ایسے ہیں کہ ان کیلئے شرعی دائرہ میں جو مسجد جمعہ کیلئے بنادی جاوے وہ اختلاف کو بالائے طاق رکھ کر جمعہ میں شریک ہو سکتے ہیں۔ چوڑی گروں کی طرف سے ایسے حضرات موجود ہیں جو جمعہ کی نماز کے لئے سپاہیوں کی مسجد میں شریک نماز ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح سپاہیوں کے محلہ میں سے بھی مسلمان صاحبان چوڑی گروں کی مسجد میں شریک ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہر وقت یہ ناممکن بات نظر آتی ہے کہ ایک دم سب ہی مقتدی شرعی مسئلہ پر گامزن ہو کر اس مسجد کو جو جمعہ کے لئے منتخب ہو اختیار کریں۔

برائے کرم اس کا جواب جلد عنایت فرما کر مشکور فرمائیں اور اگر اس کو اعلیحضرت میں شائع فرمادیں تو بہت اشخاص فائدہ اٹھائیں گے کیونکہ ایسی صورت دوسری جگہ بھی ہے۔ نیاز مند: سید محمد بشارت علی بخاری ناظر ایم ایم کورٹ چھوٹی ساڈری۔

الجواب : جمعہ کی نماز جہاں جائز ہے وہاں ایک مسجد میں بھی جائز ہے اور چند مسجدوں میں بھی جائز ہے۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ اگر سب مل کر ایک ہی مسجد میں پڑھیں تو بہتر ہو۔ اور سب مل کر خود طے کرلیں کہ کس مسجد میں زیادہ مناسب ہوگا۔ اور اگر آپس میں اتفاق نہیں ہو تو دونوں مسجدوں میں پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲رشوال ۸۳ھ

مسئولہ ضلع الہ آباد پوسٹ شہزاد پور، موضع عثی

بخدمت جناب حضرت مولانا جیلانی صاحب السلام علیکم

حضور والا سے استدعا ہے کہ ہم لوگ اہلسنت وجماعت ہیں موضع عثی میں رہتے ہیں ہمارے یہاں ہمیشہ جمعہ وعیدین کو ممبر پر خطبہ علمی (جو عربی اور اشعار اردو میں لکھا ہے۔ برابر پڑھا جاتا تھا اب کچھ آدمی نے علمی خطبہ میں جو اردو اشعار ہیں ان کا پڑھنا بند کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ خلاف سنت ہے نہ پڑھیں۔ جس پر زیادہ تعداد میں لوگ کہتے ہیں کہ اردو اور عربی دونوں پڑھا جائے تاکہ ہم لوگ جاہل ہیں ہماری سمجھ میں آئے۔ اس بناء پر مخالفت بہت زیادہ بڑھ گئی، جھگڑا ہو جانے کا اندیشہ ہے براہ کرم اس کا جواب جلد از جلد لکھ بھیجئے کہ عربی و اردو خطبہ جو علمی میں ہے ممبر پر پڑھا جائے یا نہیں ہم لوگ آپ کے جواب کے انتظار میں ہیں، جیسے آپ جواب لکھیں گے ہم لوگ دونوں فریقین مان لیں گے اور یہ بھی لکھنے کی زحمت کریں کہ پتلون پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: ہاں خطبہ جمعہ وعیدین میں عربی کے سوا کسی دوسری زبان کا ملانا خلاف سنت متوارثہ اور مکروہ ہے فتاویٰ رضویہ جلد سوم میں یہ مسئلہ مدلل مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

یکم ذی قعدہ ۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں

(۱) ایک مسجد کے امام صاحب کے متعلق اب مقتدیوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ امام صاحب چوری کا مال خرید کر کے فروخت کرتے ہیں ان امام صاحب کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(۲) مذکورہ بالا امام صاحب کے پیچھے لوگ اگر محلہ کی مسجد میں نماز نہ پڑھیں تو محلہ کی مسجد کا حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار تو نہیں ہوں گے۔

(۳) جماعت ہو رہی ہے اور مقتدی مذکور بالا امام سے علیحدہ نماز پڑھ رہے ہیں تو ان نمازیوں کو جماعت کا ثواب ملے گا

مسئولہ ضلع الہ آباد پوسٹ شہزاد پور، موضع ممئی

بخدمت جناب حضرت مولانا جیلانی صاحب السلام علیکم

حضور والا سے استدعا ہے کہ ہم لوگ اہلسنت وجماعت ہیں موضع ممئی میں رہتے ہیں ہمارے یہاں ہمیشہ جمعہ وعیدین کو ممبر پر خطبہ علمی (جو عربی اور اشعار اردو میں لکھا ہے۔ برابر پڑھا جاتا تھا اب کچھ آدمی نے علمی خطبہ میں جو اردو اشعار ہیں ان کا پڑھنا بند کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ خلاف سنت ہے نہ پڑھیں۔ جس پر زیادہ تعداد میں لوگ کہتے ہیں کہ اردو اور عربی دونوں پڑھا جائے تا کہ ہم لوگ جاہل ہیں ہماری سمجھ میں آئے۔ اس بناء پر مخالفت بہت زیادہ بڑھ گئی۔ جھگڑا ہو جانے کا اندیشہ ہے براہ کرم اس کا جواب جلد از جلد لکھ دیجئے کہ عربی واردو خطبہ جو علمی میں ہے ممبر پر پڑھا جائے یا نہیں ہم لوگ آپ کے جواب کے انتظار میں ہیں، جیسے آپ جواب لکھیں گے ہم لوگ دونوں فریقین مان لیں گے اور یہ بھی لکھنے کی زحمت کریں کہ پتلون پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: ہاں خطبہ جمعہ وعیدین میں عربی کے سوا کسی دوسری زبان کا ملانا خلاف سنت متوارثہ اور مکروہ ہے فتاویٰ رضویہ جلد سوم میں یہ مسئلہ مدلل مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

یکم ذی قعدہ ۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں

(۱) ایک مسجد کے امام صاحب کے متعلق اب مقتدیوں کو یہ معلوم ہوگیا کہ امام صاحب چوری کا مال خرید کر کے فروخت کرتے ہیں ان امام صاحب کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(۲) مذکورہ بالا امام صاحب کے پیچھے لوگ اگر محلہ کی مسجد میں نماز نہ پڑھیں تو محلہ کی مسجد کا حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار تو نہیں ہوں گے۔

(۳) جماعت ہو رہی ہے اور مقتدی مذکور بالا امام سے علیحدہ نماز پڑھ رہے ہیں تو ان نمازیوں کو جماعت کا ثواب ملے گا

یانہیں۔

(۴) متولی مذکور بالا امام کو امامت سے علیحدہ کرنا نہیں چاہتا تو متولی گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب: اگر امام مذکور پر چوری کا الزام ثبوت شرعی سے ثابت ہے تو ایسے امام کو معزول کرائیں اور اس کے پیچھے نماز سے احتراز کریں الزام ثابت ہونے کے بعد جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہوں سب کا اعادہ کریں ہاں اگر امام مذکور توبہ کرے تو اس کی اقتدا میں نماز پڑھ سکتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) امام میں نقص شرعی ہو تو محلہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانے کی اجازت ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) تنہا نماز پڑھنے والوں کو جماعت کا ثواب کیسے ملے گا۔ لیکن جماعت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے فاسق معلن کو امام بنانا بھی جائز نہیں ہے یعنی تنہا نماز پڑھنا فاسق معلن کے پیچھے پڑھنے سے بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اگر امام مذکور پر چوری کا الزام شرعی ثبوت سے ثابت ہے اس کے باوجود متولی اس کو معزول نہیں کرتا تو ضرور گنہگار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲ ر ذی قعدہ ۸۳ھ

مسئولہ عبدالحق صابر موضع کچی نگر پوسٹ گوال پوکھر ضلع دیناجپور بنگال

سوال: زید نے عید کی نماز پڑھائی تو اس میں سورۂ فاتحہ کے بعد پندرہواں پارہ سورۂ بنی اسرائیل نویں رکوع سے شروع کیا اقم الصلوة لدلوك الشمس سے لیکر الاخسارا تک پڑھا اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سترہواں پارہ سورۂ انبیاء ساتویں رکوع ان الذین سبقت لهم منا الحسنى اولئک عنها مبعدون لایسمعون حسیسها وهم فی ما اشتهت انفسهم خالدون لایحزنهم الفزع الاکبر و تتلقهم الملئکة تک پڑھا اور آگے یاد نہ آیا لہذا تیسواں پارہ سورۂ نبا دوسرا رکوع پورا پڑھ کر نماز پوری کی۔ اب اس صورت میں نماز ہوئی یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ نماز ہوئی اور عمرو کہتا ہے کہ نماز نہیں ہوئی بلکہ سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ جب

سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز نہیں ہوئی۔ عمرو کا قول صحیح ہے یا زید کا۔

الجواب: صورت مسئولہ میں زید کا قول صحیح ہے کہ نماز ہوگئی۔ اور عمرو غلط کہتا ہے کہ نماز نہیں ہوئی اور سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ صورت مسئولہ میں سجدۂ سہو ہرگز واجب نہیں۔ سجدۂ سہو ترک واجب سے واجب ہوتا ہے اور جب کسی واجب کا ترک نہ ہوا تو سجدۂ سہو کیسا۔ زید جب آگے نہ پڑھ سکا تو اسکو دوسری جگہ سے پڑھنا چاہئے تھا اس نے تیسویں پارے کی آیتیں پڑھیں اس میں نماز فاسد ہونا کیا معنی کوئی کراہت بھی نہیں آئی۔ صغیری شرح منیۃ المصلی میں ہے واما عن حصر اما بعد تلک الأیة قبل ان یتم سنة القرأة فلایکره الانتقال الی آیة اخری من تلک السورة او من سورة اخری للعذر نیز صغیری میں ہے وان عرض له شی من الحصر انتقل الی آیة اخری او یرکع ان کان قد قراء مایقفیه وهوقدر السنة الخ. والله تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲؍ذی قعدہ ۸۳ھ

مسئولہ: ابوالحسن

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید سے بکر نے پوچھا کہ خیریت تو ہے تو زید نے جواب دیا کہ خیریت کیا ہے۔ میرے اوپر اللہ میاں نے کلا گاڑ دیا ہے حرام کھاتے ہیں تو بکر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ نجات ہو، زید نے کہا کہ دعا کیا کریں اللہ میاں کے پاس تو کچھ نہیں ہے جو کچھ ہے محمد ﷺ پاس نکالیں گے۔ وہی کریں گے ان کے پاس کیا ہے بس دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا یہ جملہ کیسا ہے۔ اس کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: جس نے ایسا کہا وہ کافر مرتد ہوگیا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے انتم الفقراء الی الله والله هوالغنی الحمید تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز تعریف کے لائق ہے۔ اس کے پیچھے نماز ہوگی ہی نہیں۔ اس کو

امام بنانے کا گناہ الگ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۲ر صفر ۱۳۸۷ھ

مسئولہ: عبدالرزاق

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کہ زید پر زنا کا الزام لگایا گیا تھا لیکن اس کے متعلق کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے اس کے برعکس ایک عرصہ دراز سے دیکھا جاتا ہے کہ زید صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے متقیانہ زندگی بسر کرتا ہے زید تعلیم یافتہ بھی ہے اور قرآن پاک بھی پڑھتا ہے صورت مسئولہ میں زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: بے ثبوت شرعی زنا کا الزام لگانے والے ہی مجرم اور سزا کے مستحق ہیں۔ صورت مسئولہ میں زید کے پیچھے نماز بلاریب جائز اور درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۳ر ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

عرض خدمت اینکہ ایک فتویٰ معلوم کرنا ہے اس کا جواب مدلل فرمائیں صورت مسئولہ میں ایک عورت کی شادی یعنی زاہدہ کی شادی عمرو کے ساتھ ہوگئی لیکن چند سال بعد عمرو کا دماغ خراب ہوگیا یعنی پاگل ہوگیا شرعی اعتبار سے تو زاہدہ یعنی عمرو کی بیوی اس پاگل پن کو دیکھ کر کچھ دنوں تک اس کے پاس رہی بعد میں دوسرا لڑکا یعنی بکر سے شادی کرلی اور زاہدہ کا پہلے والا شوہر یعنی عمرو پاگل پن کی حالت میں زندہ بھی ہے اور طلاق وغیرہ بھی نہیں دیا ہے اور اسی حالت میں چند ماہ بعد عمرو کا انتقال ہوگیا۔ اب زاہدہ کی دوسری شادی بکر کے ساتھ جو ہوئی ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور اب زاہدہ اور بکر سے ایک لڑکا خالد پیدا ہوا ہے اور بفضلہ تعالیٰ لڑکا عالم وفاضل بن گیا ہے اور وہ بے حد شریعت کا پابند ہے لیکن وہ لڑکا جس گاؤں میں

رہتا ہے لوگ اس سے بیزار ہیں حالانکہ اس گاؤں میں کوئی آدمی ایسا نہیں یعنی علم دین اور شریعت کے پابند ہونے کے اعتبار سے جو امام بن سکے اور لوگ اس عالم سے متنفر ہیں۔ لہذا اس کا امام بننا صحیح ہے یا نہیں؟ یعنی جائز ہے یا نہیں؟ زاہدہ کی شادی بکر سے بغیر عمرو کے طلاق کے صحیح ہے یا نہیں؟ اور ان کے یہاں جو لڑکا خالد جنم لیا ہے وہ لڑکا کیسا ہوگا۔ اور اگر یہ لڑکا علم دین سے بہرہ بر ہو جاتا تو پھر ان کا امام بننا کیسا ہے؟ جواب مفصل ومدلل تحریر فرمائیں۔ فقط والسلام

الجواب: بعون الملک الوھاب۔ جب عمرو زندہ تھا زاہدہ اس کے نکاح میں تھی بکر نے دیدہ ودانستہ زاہدہ سے نکاح کیا سخت گنہ گار ہوا۔ وہ نکاح نہ ہوا۔ جتنی قربت ہوئی خالص زنا۔ دونوں پر توبہ لازم ہے عمرو کے مرنے کے بعد عدت گزار کر زاہدہ بکر سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر بکر کو علم نہیں تھا تو یہ نکاح فاسد ہوا بعد علم کے متارکہ فرض یعنی بکر یہ کہتا کہ میں نے زاہدہ کو چھوڑ دیا یا زاہدہ یہ کہتی کہ میں اس سے جدا ہوئی۔۔ جاننے کے بعد وطی ہوئی وہ یقیناً زنا اور اس وطی سے جو اولاد ہوئی وہ ولد الزنا اور بے شک ولد الزنا کی امامت مکروہ ہے مگر جب وہ حاضرین میں سے سب سے زیادہ علم رکھتا ہے اور لائق امامت وہی ہے تو اسے امام بنانا واجب ہے ولد الزنا کی امامت مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے جب کہ وہ سب حاضرین میں مسائل طہارت ونماز کا علم زائد نہ رکھتا ہو فی الدر المختار کرہ امامت عبد واعرابی وولدالزنا الی قولہ الا ان یکون اعلم القوم ولد الزنا پر تو الزام نہیں الزام تو زانی اور زانیہ پر ہے اور یہ کراہت اسکے علم وفضل کے سبب دفع ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبد الرحیم بستوی غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۸/ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید وعمرو دونوں پنجگانہ کے پکے نمازی آدمی ہیں اور دونوں میں دوستانہ تعلقات ہیں ایک دن چند مسلمانوں کے سامنے دونوں زید وعمرو کی دینی گفتگو ہو رہی تھی زید نے قصہ بیان کیا کہ بیل کہتا ہے کہ شکر اللہ تعالیٰ کا اسنے مجھے بیل بنایا گھوڑا نہیں بنایا اور گھوڑا کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے گھوڑا بنایا کتا نہیں بنایا کتا کہتا ہے کہ شکر اللہ تعالیٰ کا اس نے مجھے کتا بنایا سور نہیں بنایا اور سور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سور بنایا بے نمازی نہیں بنایا گویا بے نمازی سور سے بھی بدتر ہے۔ لہذا زید کا یہ کہنا کہ سور سے بھی بدتر بے نمازی ہے یہ جملہ از روئے شرع صحیح ہے یا غلط اور ایسا کہنے سے زید پر کیا حکم شرع آتا ہے درج بالا قصہ قرآن وحدیث میں ہے یا نہیں جواب مدلل اور مفصل عنایت فرمائیں۔

المستفتی: عبدالرشید شیخ احمد محلہ قاضی پورہ مقام بیاول ضلع جلگاؤں

الجواب: قرآن وحدیث میں اس واقعہ سے متعلق نظر سے نہیں گزرا۔ اسمیں شک نہیں کہ نماز کا قصداً ترک سخت حرام وشدید کبیرہ ہے بے نمازی کیلئے بہت سخت وعیدیں وارد ہیں۔ مگر بے نمازی سور سے بدتر نہیں۔ ایسا کہنے سے احتراز لازم ہے۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۳۰ رذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

محترم المقام مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم

(۱) زید امامت کرتا ہے اور اس کی بیوی بے پردہ ہے ایسے امام کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟

(۲) بکر امامت کرتا ہے اور داڑھی منڈاتا ہے ماں کی شان میں گندے الفاظ بکتا ہے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو جائیگی

جواب جلد عنایت فرمایئے بڑا کرم ہوگا۔ فقط منور خاں قادری

الجواب: (۱) زید اگر حتی المقدور اپنی بیوی کو باز نہیں رکھتا تو اسکی امامت مکروہ تحریمی ہے والمولیٰ تعالیٰ اعلم

(۲) ایسا شخص سخت گنہ گار ہے اسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے والمولیٰ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر اختر رضا خاں ازہری

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف۔

صح الجواب: قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۹ رذی الحجہ ۱۳۹۱ھ ۱۵ رفروری ۱۹۷۲ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی بستی میں جمعہ ان کے آباء واجداد کے وقت سے

ہوتا آرہا ہے اب زید کی دلی خواہش ہے کہ اپنی بستی میں نماز جمعہ قائم کروں۔ اللہ اور اس کے رسول کا کیا حکم ہے قرآن وحدیث سے مدلل جواب ارسال فرماویں عین نوازش ہوگی فقط آپ کا خیر اندیش عبدالمنان مظفر پور (بہار)

الجواب :صورت مسئولہ میں جدید جمعہ قائم کرنے کی اجازت نہیں تفصیل کے لئے دارالافتاء کا مطبوعہ فتویٰ ملاحظہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۳ر محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ہماری مسجد میں دوسال سے ایک امام صاحب قصبہ رہاسو کے رہنے والے ہیں نماز پڑھاتے ہیں ان امام صاحب سے پہلے ہمارے گاؤں کی اس مسجد میں کوئی امام نہیں تھا صرف گاؤں ہی کا کوئی نہ کوئی کبھی کبھی پڑھادیا کرتا تھا خاص کر زید پڑھادیا کرتا تھا لیکن زید پڑھنا لکھنا بالکل نہیں جانتا ہے قرآن مجید ناظرہ پڑھنا بھی نہیں جانتا ہے شروع میں جب امام مذکور آئے تو اقامت کیوقت بیٹھ جانے اور جب مکبر حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کہتا تو کھڑے ہوتے اور جب نماز سے سلام پھیر دیتے تو کعبہ سے رخ پھیر کر دعا مانگتے شمالاً وجنوباً اور شرقاً جمعہ کو خطبہ کی اذان مسجد سے باہر جہاں وضو کرتے ہیں ورنہ پہلے مسجد کے اندر ممبر کے برابر ہوتی تھی دلوانی شروع کردی اور کہا کہ مسجد میں اذان پڑھنا مکروہ ہے۔ خلاف سنت ہے۔ اور نماز جنازہ میں ہم سلام پھیر کر ہاتھ چھوڑ دیا کرتے تھے اور ایسا ہی بڑے بوڑھوں سے ہوتا چلا آیا تھا لیکن امام صاحب مذکور نے کہا کہ ایسا کرنا غلط ہے چوتھی تکبیر کہنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے ہاتھوں کو چھوڑ دینا چاہئے اور کتابیں بھی دکھلائیں اور کہا کہ تم لوگ جیسا کرتے ہو یہ کسی کتاب میں نہیں ہے۔ اور محرم کی مجلس میں میلاد پڑھنے والے ذکر امام حسین پڑھتے ہیں لیکن مجلس کے ختم ہونے پر سلام وقیام نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ مجلس ذکر شہادت میں محرم کے مہینے میں سلام وقیام جائز نہیں ہے یہ تو میلاد شریف کی مجلس میں پیدائش کے وقت ہوتا ہے۔ اور جب امام صاحب مذکور محرم کے مہینے میں ذکر شہادت بیان کرتے ہیں تو بعد کو سلام وقیام بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی بھی شخص کسی مستند کتاب سے یہ ثابت کردے کہ ان ایام میں

امام حسین کی شہادت کے ذکر میں امام حسین کے نانا حضور سرور کائنات فخر موجودات جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر سلام پڑھنا منع ہے تو دس روپیہ انعام دیئے جائیں گے۔ کیونکہ حضور کا چاہنے والا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما بے شک ہم اور ہمارے فرشتے درود بھیجتے ہیں پیارے نبی ﷺ پر اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو اور خوب سلام پڑھو تو اللہ تعالیٰ نے یہ کہاں فرمایا کہ آگے چل کر ہمارے محبوب کے نواسوں کی شہادت کا ذکر محرم کے زمانے میں ہوا کرے گا تو تم اس موقع پر درود و سلام نہ بھیجا کرنا جب قرآن کا مطلق حکم ہے تو اس کے اطلاق کو باقی رکھا جائے گا۔ جب کہ کوئی دشواری نہیں ہے حرف ان کے ساتھ تاکید فرمائی ہے جو حروف مشبہ بالفعل سے ہے تم اپنی طرف سے منع کرنے والے کون ہو یہ بھی کاشتکاری ہے جو تم دخل دو گے خبردار یہ رافضیوں کی باتیں ہیں تمہارا بھتیجہ تم کو سلام کرے۔ تمہارا بھانجہ تم کو سلام کرے۔ تمہارا پوتا تم کو سلام کرے۔ یا غیر تم کو سلام کریں۔ تو تم کیوں منع نہیں کرتے کہ بھتیجہ یہ محرم کا مہینہ ہے سلام کرنا جائز نہیں پوتے یہ محرم کا مہینہ ہے سلام کرنا جائز نہیں۔ لیکن افسوس تم وہاں پر پہونچ کر ڈھول بجاتے ہو اور اگر ہم اپنے آقا و مولیٰ معراج کے دولہا وجود کائنات فخر موجودات ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں تو تم کو کیوں تکلیف ہے اللہ تعالیٰ اپنی ہدایت مرحمت فرمائے آمین۔ اور امام صاحب مذکور نے مغرب کی نماز کے علاوہ ہر نماز کی اذان کے بعد صلاۃ کہنا شروع کر دی اور الفاظ یہ ہیں۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یانبی اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یاقاسم رزق اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یازینت عرش اللہ، الصلوٰۃ والسلام علیک یانورا من نور اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یارسول اللہ۔ اور اس پر بھی زید مذکور نے بہت کچھ اعتراض اور متعدد جگہ پر شکایتیں کیں ایک دو مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی صلوٰۃ میں کہہ دیا تھا تو اس پر بھی زید نے بہت کچھ شکایتیں کیں اور کہا کہ یہ کوئی بقرعید کی نماز ہو رہی ہے جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کا نام لیا گیا اور کوئی صلوٰۃ ضروری ہے جو پڑھی جاتی ہے۔ اور امام صاحب مذکور اکثر فجر کی نماز کے بعد جنوب کی طرف رخ کر کے دعا مانگتے ہیں تو اس پر بھی زید مذکور نے شکایتیں کرنی شروع کر دیں کہ پچھم کو تو کعبہ ہے اور شمال کو قطب ہے اور جنوب کی طرف تو لنکا ہے ادھر منہ کر کے کیوں دعا

مانگتے ہیں یہ جائز نہیں اور جب امام مذکور آئے تھے تو کبھی کبھی گرمیوں کے موسم میں ایسا کرتے تھے کہ جب اقامت مکبر کہتا تو حی علی الفلاح کہنے پر امام صاحب مصلیٰ پر پہنچتے تھے کیوں کہ مسجد کے آگے ٹین پڑی ہوئی ہے اور ٹین کے باہر صرف ایک صف کی جگہ ہے اس وجہ سے نماز ٹین کے اندر ہی ہوتی ہے اس وجہ سے امام صاحب مذکور اپنے حجرے کے سامنے جو جگہ خارج مسجد ہے اور کچی ہے مسجد کے فرش سے متصل ہے اپنا مصلیٰ بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور حی علی الفلاح پر فوری مصلیٰ پر پہنچ جاتے ہیں تو اس پر بھی زید مذکور نے علی الاعلان کہا کہ تکبیر یعنی اقامت ہرگز ہرگز نہیں کہی جا سکتی ہے جب تک امام مصلیٰ پر نہ آجائے ہرگز جائز نہیں ہے ایسا کرنا نہیں چاہئے تو اس پر امام صاحب مذکور نے کہا کہ یہ بات آپ کی غلط ہے حضور ﷺ اس وقت حجرہ اقدس سے تشریف لاتے تھے جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچتا تھا تو جس طرف جس صف سے آپ تشریف لاتے تھے وہ پوری صف کھڑی ہو جاتی تھی لہذا اس مسئلے میں ہمارے لئے حضور کا فعل سند ہے اور کافی باتیں ہیں۔ جس کو زید مذکور کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ میاں آج کل نئے نئے مولوی ہیں۔ نئی نئی باتیں ہیں۔ کیا پہلے مولوی نہیں تھے ان مولویوں کی باتوں کا کچھ اعتبار نہیں کرنا چاہئے چودھویں صدی ہے جائز کو ناجائز کر دیتے ہیں اور ناجائز کو جائز کر دیتے ہیں۔ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ان مولویوں نے سولی پر چڑھوا دیا تھا اور حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تو کھال ان مولویوں نے کھنچوائی تھی۔ اور حضرت سرمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بھی تو گردن ان مولویوں ہی نے کٹوائی تھی۔ مولویوں نے ہزاروں کی گردنیں کٹوا دیں کوئی اطمینان نہیں کرنا چاہئے اور جب امام صاحب مذکور نہیں آئے تھے تو زید مذکور لوگوں سے کہتا تھا کہ اور جگہ مسئلہ کیوں پوچھنے جاتے ہو۔ جس کسی کو کوئی مسئلہ معلوم کرنا ہو تو مجھ سے معلوم کر لیا کرے۔ لہذا برائے کرم یہ رقم فرمائیے کہ زید کا مسئلہ بتانا درست ہے اور زید پر شریعت کا کیا حکم ہے اور ہم لوگ زید مذکور کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں جب امام صاحب مکان پر جایا کریں یا اپنی اپنی پڑھ لیا کریں۔ جب زید مذکور کے علاوہ کوئی پڑھانے والا نہ ہو اور امام صاحب کی یہ باتیں درست ہیں یا نہیں؟ اگر امام صاحب مذکور کی یہ باتیں غلط ہیں تو ہم لوگ مسجد سے ہٹا بھی سکتے ہیں اور امام مذکور خود یہ کہتا ہے کہ مجھ کو تمہاری رضامندی کی ضرورت نہیں جو تم غلط مسائل منواؤ۔ حق کہوں گا چاہے کسی کو بری لگے یا بھلی۔ جو کوئی کچھ مجھ کو بخشتا ہو وہ اپنے گھر رکھے اگر تم سب بھی ناراض ہو جاؤ تو مجھ کو کوئی پرواہ نہیں لیکن میرا چاہنے والا مرزاق ہے۔ مجھ سے ناحق نہیں ہونا چاہئے لہذا صاف صاف تحریر فرمانا ترجمہ کے ساتھ عین نوازش ہوگی۔ فقط محمد فرید حسین

خانسرائے سنبھل ضلع مراد آباد

الجواب: اللھم ھدایة الحق والصواب۔ امام مذکور کے اقوال وافعال درست ہیں بلاشبہ اقامت جب مؤذن حی علی الفلاح پر پہونچے تو مقتدی وامام کا کھڑا ہونا مستحب ہے تنویر و در مختار میں ہے وقیام امام و مؤتم عند قولہ حی علی الفلاح امام مذکور نے درست کہا بلاشبہ ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک داخل مسجد ہر اذان مکروہ تحریمی ہے خانیہ میں ہے وینبغی ان یؤذن علی المئذنة اوخارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد اذان مئذنہ پر یا خارج مسجد پر دینی چاہئے اور مسجد میں اذان نہ دی جائے فتح القدیر باب الجمعہ میں ہے ھو ذکر اللہ فی المسجد اوفی حدودہ لکراھة الاذان فی المسجد اذان اللہ کا ذکر ہے حدود مسجد میں کہ اذان مسجد میں مکروہ ہے تفصیل کے لئے فی الملعہ فی اذان الجمعہ مصنف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ دیکھئے۔ نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد سلام سے پہلے ہاتھ چھوڑ دے امام مذکور نے سچ کہا یہی حکم ہے۔ بہار شریعت وفتاویٰ رضویہ دیکھئے۔ بلاشبہ حضور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا بڑے ثواب کا کام ہے جو کسی وقت نہیں اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم بندوں کو مطلق دیا ہے لہذا یہ کہنا کہ محرم میں ذکر شہادت کے بعد سلام وقیام جائز نہیں یہ محض جہالت ہے جنہوں نے یہ کہا شریعت مطہرہ پر افترا کیا تو بہ لازم ہے، مغرب کے سوا ہر دیگر اوقات میں اذان کے بعد صلوٰۃ پڑھنا بے شک جائز و مستحسن ہے۔ جس فعل کا اللہ تبارک وتعالیٰ مطلق حکم دیتا ہے اور اسے ملائکہ کا فعل بتاتا ہے اسے ناجائز و بدعت کہنا وہابیوں کا کام ہے اور وہابی گمراہ ہوں گے تو ابلیس بھی گمراہ نہ ہوگا ان کی گمراہی اس سے ہلکی ہے وہ کذب ہے سو اپنے لئے بھی پسند نہیں کرتا اس لئے اس نے الا عبادك منھم المخلصین کہدیا تھا یعنی میں تیرے مخلص بندوں کو نہ بہکاؤں گا۔ یہ اللہ عزوجل پر جھوٹ کی تہمت رکھتے ہیں بالجملہ صلاۃ بعد اذان ضرور مستحسن ہے۔ ساڑھے پانچ سو برس سے زائد ہوئے بلاد اسلام حرمین شریفین اور مصر و شام وعراق میں جاری ہے زید بے قید کے عقائد کی تحقیق کی جائے زید مذکور کا یہ اعتراض بھی بے جا ہے کہ شمال کو قطب ہے اور جنوب کو لنکا ہے الخ کسی بھی طرف منہ کر کے دعا مانگنا جائز ہے اسی طرح اس نے یہ غلط کہا کہ اقامت ہرگز ہرگز نہیں کی جاسکتی الخ امام مذکور کا جواب صحیح وواجب الاذعان ہے زید بے قید نہایت بیباک ومطلق اللسان ہے خود جائز کو ناجائز گردانتا ہے اور اپنی تہمت علماء کے سر دھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے اس کے شریعت مطہرہ پر افترأت جو

ہیں ان کی وجہ سے توبہ لازم ہے جب تک توبہ نہ کرے اس سے میل جول اسے امام بنانا حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ فقیر اختر رضا خاں ازہری غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

یکم محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے عظام ومفتیان شرع عظام دامت برکاتھم

(۱) اپنی بیوی کو اپنے ماموں زاد بھائی کے سامنے بے پردہ رکھنا اور سفر بے پردگی کے ساتھ تنہا کرانا جبکہ سفر بھی سینکڑوں میل کا ہو جس میں کئی دن رات گزر جائیں درست ہے یا نہیں؟ (۲) اور یہی امامت بھی کریں تو ان کی امامت جائز و درست ہے یا نہیں؟ برائے کرم جواب جلد از جلد تحریر فرمائیں۔ فقط احقر عبدالرؤف

الجواب: (۱) یہ ناجائز و حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) واجب الاعادہ ہے کذافی الغنیہ والدرالمختار وغیرھا واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۴ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

جناب قائم مقام دربار رضویہ مہتمم دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد آداب وتسلیمات وتعظیم مسنونہ التماس یہ ہے کہ مقام ناپنل ایک پہاڑی علاقہ کا مرکز ہے۔ جہاں کی آبادی اہل اسلام پر مشتمل ہے اور قرب وجوار کے دیہات کا مطمح نظر اسی مقام پر ہے جامع مسجد ۶ میل فاصلہ پر دور ہے راستہ اہم خطرناک ہے موسم گرما میں نالہ عبور کرنا سخت دشوار ہے اس لئے بہ ہمہ وجوہ بالا کے پیش نگاہ ان جملہ مسلمانان نے جامع مسجد شریف تعمیر کرلی ہے اس جگہ مختلف طائفہ کے لوگ رہتے ہیں دوکانیں بھی ہیں تمام آمدورفت بھی ہے نماز جمعہ کی ادائیگی سے بوجہ دور فاصلہ پر جامع مسجد شریف ہونے کے معذور ہیں اور بسا اوقات اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہتے ہیں ان

مسلمانوں کی درخواست وگزارش جناب والا کی خدمت میں پیش ہے توقع ہے کہ اولین فرصت میں نماز جمعہ کے قائم کرنے کے لئے احکام شرعیہ سے مستفید فرمائیں گے چنانچہ یہ لوگ اہلسنت وجماعت سے تعلق رکھتے ہیں دیوبند وغیرہ سے استفتاء کرنے میں ذہنی تذبذب کے سبب مرکزی عالمی سنی علماء کے شرعی احکام کے مطابق عمل کرنے کے مشتاق ہیں۔ التماس ہے کہ اس مقام پر جمعہ کی نماز کا قیام عمل میں لانے کے لئے شرعی فتویٰ سے سرفراز فرمایا جاوے عین نوازش وخدمت دینی ہوگی

۔احقر ابوالحسن جموں کشمیر

الجواب : بعون الملک الوهاب جمعہ کی صحت کے لئے مصر شرط ہے یعنی وہ آبادی جہاں متعدد کوچے دوامی بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو جس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم مقدمات فیصل کرنے پر مقرر ہو جس کی حشمت وشوکت اس قابل ہو کہ مظلوم کا انصاف ظلم سے لے سکے۔ جہاں یہ تعریف صادق آتی ہو وہی شہر ہے وہیں جمعہ جائز ہے اور جو جگہ ایسی نہ ہو وہ گاؤں و دیہات ہے اور گاؤں میں جمعہ جائز نہیں گاؤں والوں پر اس دن ظہر فرض ہے جو جمعہ پڑھنے سے ساقط نہ ہوگا مگر جہاں پہلے سے جمعہ قائم ہے وہاں روکا نہ جائے گا کہ عوام جو ہر ہفتہ اللہ کا نام لیتے ہیں اس سے بھی باز رہیں گے ان سے یہ کہا جائے گا کہ تم پر چار رکعت ظہر فرض ہے بعد جمعہ ظہر کی نیت سے وہ چار رکعت بھی جماعت سے پڑھ لیا کرو اور جہاں قائم نہیں وہاں نیا جمعہ قائم کرنے کی اجازت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر اختر رضا خاں ازہری غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

صح الجواب

قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

۵ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ

زید، عمرو بکر سفر میں تھے راستہ میں بوقت غروب آفتاب ایک بستی کے نزدیک پہونچے کہ یکا یک زوردار بارش شروع ہوگئی نماز مغرب کا وقت ہوا اور بارش میں کچھ کمی ہوئی تو بستی مذکور میں داخل ہوئے جہاں ایک مکان مشہور فاحشہ عورت تھا اور چند مکانات کافر ومشرک کے تھے زید نے کہا کہ نماز مغرب کافر کے مکان پر ادا کر لی جائے۔ بکر نے کہا نہیں کافر ومشرک سے بہتر مسلمہ ہے اگرچہ فاحشہ ہے لہذا اس کے مکان پر ہی نماز پڑھنا بہتر ہے۔ عمرو نے کہا آگے چار میل کی دوری پر

دوسری بستی ہے وہاں چل کر نماز ادا کرلیں گے۔ زید وبکر نے کہا کہ چار میل کی مسافت طے کرنے میں عشاء کا وقت آجائیگا اور مغرب کی نماز فوت ہوجائے گی کیونکہ برسات کا موسم ہے اور تمام پانی ہی پانی ہے۔ اور راستہ کچھ خشک بھی تھا تو وہ بارش سے بالکل تر ہوگیا اب راہ میں کہیں بھی نماز کی جگہ نہیں ہے اور مغرب قضا ہوجائے گی لہذا ان دونوں جگہوں میں سے کافر کے یہاں یا مسلمہ فاحشہ کے یہاں نماز ادا کرنا بہتر ہے۔ عمرو نے کہا کہ کھلے کافر اور مشرک فاحشہ پیشہ ور اگر ان دونوں میں سے کوئی مسجد بنوا کر وقف کردیں تو اس مسجد میں نماز پڑھنا قطعی ناجائز ہے۔ چہ جائیکہ ان کے مکان پر نماز پڑھی جائے یہ ہرگز ہرگز درست نہیں۔ نماز قضا ہوگی ادا کرلیں گے مگر ان دونوں میں سے کسی کے یہاں بھی نماز نہیں پڑھیں گے از روئے شریعت مطہرہ بتایا جائے کہ کون حق پر ہے مع دلیل شرعی جواب عنایت فرمایا جائے۔

الجواب : مشرک کے مکان پر بھی نماز پڑھنی جائز ہے۔ یونہی فاحشہ کے مکان پر بھی جب کہ جگہ طاہر و پاک ہو اس بناء پر نماز ترک کرنا جائز نہیں ہے حدیث شریف میں ہے الارض کلها مسجدا لا المقبرة (الحدیث) اس حدیث سے تمام روئے زمین ہمارے لئے مسجد ہے یعنی نماز جائز ہے۔ مگر وہ چند مقامات جن کا استثناء فرمایا گیا ہے اور وجہ استثناء یہ ہے کہ اکثر محل نجاست اور شیطان کا ماویٰ ہے فتاویٰ عالم گیری میں فرمایا وتكره الصلاة فی تسع مواطن فی قوارع الطريق ومعاطن الابل الخ۔ یعنی نو جگہوں میں نماز پڑھنی مکروہ ہے عام راستہ، مویشی خانہ خصوصا اونٹ باندھنے کی جگہ، کوڑا ڈالنے کی جگہ مذبح، پاخانہ کی چھت، غسل خانہ، حمام، مقبرہ اور کعبہ معظمہ کی چھت۔ کہ کعبہ کی چھت پر نماز تعظیم کے خلاف ہے پھر ظاہر ہے کہ کراہیت سے مراد کراہیت تنزیہہ مراد ہے تو نماز قضا کردینے سے ان جگہوں پر نماز پڑھنی بھی بہتر ہے اب ظاہر ہوگیا کہ مشرک یا فاحشہ کے مکان پر نماز پڑھ لینے سے ایسی ممانعت نہیں کہ نماز ترک کردی جائے اور وہاں نہ پڑھی جائے رہی یہ بات ہے کہ مشرک یا فاحشہ کا حکم وقف اس کا حکم یہ ہے کہ مشرک وقف کا اہل نہیں اور فاحشہ کسب حلال سے وقف کرے تو درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۵ رمحرم الحرام ۱۳۹۲ھ

عبدالجلیل: از کلٹی

بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش خدمت اینکہ آپ کے ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے باب الاستفتاء میں لکھا ہے جب مؤذن حی علی الفلاح کہے اس وقت کھڑے ہوں ابتدائے اقامت سے کھڑا ہونا مکروہ ہے ہم ایسا ہی کرتے ہیں اور مقتدی بھی، کچھ مقتدی لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ابتدائے اقامت سے بیٹھنا مکروہ ہے اور مقتدیوں کی صف درست نہیں ہوتی ہے اور صف درست کرنا سنت ہے اور امام صاحب تکبیر ختم ہوتے ہی تکبیر تحریمہ باندھتے ہیں اس پر اعتراض ہے لہذا آپ اس کا جواب قرآن وحدیث سے دیں تاکہ اختلاف دور ہو فقط والسلام۔

الجواب: حکم وہی ہے جو آپ نے ماہنامہ اعلیٰحضرت میں ملاحظہ کیا۔ اور زیادہ تفصیل درکار ہو تو رسالہ مبارکہ افازۃ جد الکرامہ ملاحظہ کریں رہی یہ بات کہ صف کی درستگی یہ بعد اقامت کی جائے بخاری شریف کے علاوہ دیگر صحاح ستہ میں مروی نعمان ابن شبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں تیر کی طرح سیدھی کرتے یہاں تک کہ خیال فرمایا کہ اب ہم سمجھ لئے، پھر ایکدن تشریف لائے اور کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر تحریمہ باندھیں کہ ایک شخص کا سینہ سے سینہ نکلا دیکھا فرمایا اے خدا کے بندو صفیں برابر کرو یا خدائے تعالیٰ تمہارے اندر اختلاف ڈالدے گا اس سے معلوم ہوا کہ اقامت کے بعد صف درست کرنا بھی سنت نبوی ہے پھر یہ اس عہد پاک کی بات تھی جب مسجدوں میں فرش وچٹائیاں نہ تھیں اور ابتدائے اسلام تھا حضور ﷺ نے ابتداء تعلیم فرمائی پھر ترک فرمادیا پھر خیال فرمایا کہ صفوں کے درست کرنے کے لئے کوئی زیادہ وقت درکار نہیں ہے جہاں صفیں درست نہ ہوں وہاں امام اس کا لحاظ رکھے کہ صف درست ہوجائے پھر تکبیر تحریمہ باندھے حضور ﷺ کا حجرہ مبارکہ جانب قبلہ تھا پھر حضرت بلال رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ اقامت شروع کرتے اس کے بعد حضور ﷺ تشریف لاتے اس لئے ارشاد فرمایا لاتقوموا حتی ترونی یعنی صفوں میں نہ کھڑے ہو یہاں تک کہ مجھے آتا نہ دیکھ لو۔ بلکہ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ اقامت کے بعد ہی صحابہ کرام صف درست فرماتے مسلم شریف میں ہے اقیمت الصلاۃ فقمنا فعدلنا الصفوف قبل ان یخرج الینا النبی ﷺ الحدیث یعنی نماز قائم کی جاتی تھی پس ہم کھڑے ہوتے اور اس سے پہلے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف تشریف لائیں

ہم صفوں کو برابر کرتے تھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اقامت کے بعد ہی صفیں درست کی جاتی تھیں اور حضور علیہ السلام کا اقامت کے بعد تشریف لانا ایک یا دو مرتبہ یا اس کے مثل بیان جواز کے لئے تھا جو لوگ اعتراض کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں علماء کی تصریح موجود کہ ابتدائے اقامت سے کھڑا رہنا مکروہ ہے۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۲ ربیع الآخر ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ہذا کے بارے میں کہ امام مسجد ومقتدی موذن کے پاس بازاری پیشہ ور عورت یعنی رنڈی کا آنا جانا ہے نمازی اور مقتدیان کرام نے جب روکا اور کہا کہ آپ امام ہیں اور آپ کو یہ حرام کی بات زیب نہیں دیتی امام صاحب بھری محفل میں فرمانے لگے کہ ہمیشہ آتی ہے اور آتی رہے گی۔ داڑھی بھی کترواتے ہیں اس امام کے پیچھے نماز درست ہوسکتی ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب جواب عنایت فرمائیں نوازش ہوگی اور موذن کا دن بھر رنڈی باڑہ میں گشت رہتا ہے کیا ایسے موذن کو مسجد کا کام سپرد کیا جائے کہ نہیں امامت کے لائق کس طرح کا آدمی ہونا چاہئے اور جمعہ کے روز ثانی اذان کے بعد چندہ وصول کرنے کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟ برائے مہربانی بحوالہ کتب جواب عطا فرمائیں۔ فقط والسلام نیاز مند محی الدین واٹ گنج اسٹریٹ

الجواب : حدیث شریف میں ہے **اتقوا مواضع التھم** تہمت کی جگہ سے بچو امام کو ایسوں سے میل جول نہیں رکھنا چاہئے اور داڑھی یکمشت سے کم رکھنا حرام وفسق ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اسے امام بنانا گناہ ہے۔ غنیۃ میں ہے لوقدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراھۃ کراھۃ تحریم درمختار میں ہے کل صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا۔ اسی میں ہے یحرم علی الرجل قطع لحیۃ واللہ تعالیٰ اعلم موذن کا یہ طریقہ بھی غلط ہے اسے تنبیہ کی جائے نہ مانے تو علیحدہ کر دیا جائے چندہ اس وقت وصول کرنا منع ہے لقولہ ﷺ اذاخرج الامام فلاصلاۃ ولا کلام پہلے یا بعد نماز چندہ وصول کیا جائے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ ☆ دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ☆ ۲۲ / جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ

محترمی السلام علیکم

مندرجہ ذیل علتیں جس شخص کے اندر ہوں اور مسجد کے پیش امام ومدرس کے معاملات میں ہمیشہ بیجا مداخلت اس حد تک کرتا ہو کہ بے عزتی وبے حرمتی پر ہمیشہ خود آمادہ ہو اور لوگوں کو ورغلاتا ہو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔

(۱) نماز روزہ سے کوئی تعلق نہ ہو کبھی کبھی صرف جمعہ کی نماز پڑھ لیتا ہو۔

(۲) ماہ صیام کا روزہ رکھنا تو درکنار احترام تک گوارہ نہیں۔

(۳) والدین کی نافرمانی اس حد تک کی کہ ان کی کفالت کرنا تو درکنار بلکہ ان کو گالی گلوج اور زدوکوب میں ذرا بھی جھجک نہ ہو۔

(۴) استاذ کی بے عزتی پر ہر لمحہ کمر بستہ ہو۔

(۵) اپنی اولاد کو قطعی علیحدہ رکھ کر دوسرے لڑکوں کو ہمیشہ مسجد ومدرسہ کا بہانا سامنے رکھ کر امام وغیرہ کی بے عزتی پر اکساتا رہتا ہو۔

نوٹ: یہ بات قابل وضاحت ہے کہ مجھے اس بستی میں رہتے ہوئے چالیس سال کا عرصہ گزر رہا ہے اور میری دانست میں اس عرصے میں ہر مولوی اور حافظ بہت ہی عزت وتوقیر سے بلائے گئے مگر سال ہی دو سال میں نہایت ہی بے عزتی اور ذلیل کر کے نکالے گئے یہ معاملہ قریب ہر ایک کے ساتھ پیش آیا تو کیا ان میں سے کوئی بھی قابل عزت واحترام نہ تھا۔ لہذا عرض حال یہ ہے کہ اس شہر والوں میں سے کوئی فتوی کیلئے لکھے تو برائے کرم اس کہنے والے کا ظاہری عادات وخصائل کا جائزہ لے لیا جائے جواب کیلئے فارم ملفوف ہے۔ والسلام۔ جواب کا منتظر فیض محمد خاں

الجواب: (۱) بلا عذر شرعی ایک وقت کی بھی نماز چھوڑ دینا حرام وکبیرہ گناہ ہے ایسا شخص سخت گنہ گار ظالم جفا کار و مستحق عذاب نار مستوجب غضب جبار، حق اللہ تعالی میں گرفتار، اس پر فرض ہے کہ نماز پابندی سے ادا کرے اور قضا نمازوں کو ادا کرے۔ واللہ تعالی اعلم

(۲) یہ بھی حرام سخت حرام ہے۔ واللہ تعالی اعلم

(۳) والدین کو گالیاں دینا ان کو زدوکوب حرام اشد حرام ہے حدیث میں ارشاد ہے ثلثة لا یدخلون الجنة الخ تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ان میں سے ایک وہ جو اپنے ماں باپ کو ستائے اور مارنا تو سخت ہے قرآن فرماتا ہے

ولاتقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا (پ۱۵ ررکوع ۳ ر) اور اگر تیرے سامنے اس میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اف نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے عزت کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھادے اور یہ کہہ کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا۔ اس پر اس سے بھی توبہ لازم ہے اور ماں باپ سے معافی مانگے جس صورت سے بنے انہیں راضی کرے ان کے ساتھ بھلائی کرے واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) استاذ واجب التعظیم لائق احترام ہے اسکی بے عزتی دنیا وآخرت کو برباد کرنے والی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) یہ بھی ناجائز و گناہ ہے جب کہ بلاوجہ شرعی ہو امام کی بے عزتی کرنا حرام و گناہ عظیم ہے، اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہدایت دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۸ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید جس نے اپنی جوانی کا پورا حصہ گداگری میں اور مختلف قسم کے جرائم مثل سود وغیرہ میں گزارا۔ جب وہ بوڑھا ہونے کے قریب ہوگیا تب مسجد میں نماز کے لئے آنا جانا شروع کیا نمازیان مسجد نے اس کو سمجھایا کہ آپ گداگری و سود وغیرہ چھوڑ دیجئے تو پھر ہم لوگ آپ کو امام بنالیں گے زید نے مسجد میں کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں پس فوراً ہی نمازیان مسجد نے امام بنالیا قریب تین چار سال امامت کرنے کے بعد زید کو نابینا ہونے کی وجہ سے الگ کردیا گیا زید نے پھر سود کا کام شروع کردیا اور گداگری کا بھی۔ تین چار سال بعد پھر مسجد میں ان کو امام مقرر کرلیا گیا جب ان سے کہا گیا کہ آپ نے پھر سود وغیرہ کا کام شروع کردیا ہے تو زید نے جواب دیا کہ میں نے توبہ کرلی ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں زید جو باربار توبہ کرتا ہے اس کی توبہ کس شکل میں ہونا چاہئے اور پھر نابینا بھی ہے وضو وغیرہ بھی صحیح نہیں کرتا بعض لوگ اس پر معترض ہیں کہ ان کو امامت کرنا ہے تو صحیح توبہ اور وضو وغیرہ کے دینی مسائل سے معلومات ضروری ہے ایسی

صورت میں زید کو امام تسلیم کیا جائے یا پھر کسی دوسرے سنی صحیح العقیدہ کو امام بنایا جائے حکم شرع سے آگاہ کیجئے۔ بینوا وتوجروا۔ فقط المستفتی محمد ارشد علی خاں رضوی مصطفوی محلہ قبولی پورہ بدایوں

الجواب: امامت کے لائق وہ شخص ہے جو سنی صحیح العقیدہ ہو نماز اور طہارت کے مسائل سے آگاہ ہو اور ان پر عمل کرتا ہو اور قرآن صحیح پڑھتا ہو اور فاسق معلن نہ ہو اور جو فاسق معلن ہو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اسے امام بنانا گناہ ہے۔ کمانص علیه فی الدر المختار وغیرهٖ فاسق جب توبہ کرے تو لائق امامت ہو جاتا ہے مگر احتیاط کا تقاضا یہ ہے جب تک اس کا صلاح حال ظاہر نہ ہوئے اسے امام نہ بنانا چاہئے۔ علماء دربارۂ شہادت فرماتے ہیں کہ فاسق اگرچہ توبہ کرے اسکی گواہی مقبول نہ ہوگی جب تک ایک زمانہ اس پر نہ گزرے جس سے صدق توبہ وصلاح تقویٰ کے آثار ظاہر ہوں کہ جب وہ فاسق ہے تو ممکن ہے کہ اس وقت اپنی گواہی قبول کرنے کے لئے توبہ کا اظہار کرتا ہو فتاویٰ عالمگیری میں الفاسق اذاتاب لایقبل شهادته مالم یمض علیه زمان یظهر علیه اثرالتوبة والصحیح ان ذالک مفوض الی رای القاضی جب دو پیسے کے مال میں یہ احتیاطیں ہیں تو نماز کہ بعد ایمان اعظم ارکان دین ہے اس کیلئے کس درجہ احتیاط واجب پھر جس کے توبہ کا حال ظاہر ہو چکا کہ امامت کے دوران اس نے احتیاط کی اور امامت سے علیحدہ کر دینے سے پھر انہیں ناجائز وحرام کا مرتکب ہوا تو ایسے شخص کو امام بنانے سے احتیاط چاہئے نابینا کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے جب کہ جماعت میں اس سے اچھا لائق امامت موجود ہو ورنہ کراہت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۳؍جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے سنت حضرات اس مسئلے میں کہ

(۱) پیر ومرشد، استاذ، ماں باپ کے ہاتھ چومنا قدم چومنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) ہمارے یہاں ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ کھڑے ہو کر سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں سلام شریف یا نبی سلام علیک، یا رسول

سلام علیک، یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک باواز بلند پڑھا جاتا ہے کیسا ہے؟ محمد اسحٰق خان سیتاپور

الجواب: دست بوسی قدم بوسی جائز ہے درمختار میں ہے ولا بأس بتقبيل يد الرجل العالم المتورع على سبيل التبرك والسلطان العادل یعنی عالم و پرہیزگار یا دیندار حاکم کے ہاتھ کے چومنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جائز و مستحسن ہے اور باعث خیر و برکت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۶ رجمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ

حضور عالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ! بندہ خدا کے بے پایاں فضل و کرم سے خیر و عافیت سے ہے اور آنجناب کی خیریت کا طالب ہے۔ صورت تحریر اینکہ ایک مسئلہ پر لوگوں میں اختلاف پڑ گیا ہے برائے کرم حل کر کے ارسال فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ ناچیز و خاکسار آپ حضور کی خدمت میں مؤدبانہ عاجزانہ و مخلصانہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہے امید قوی اور گمان غالب ہے میری گزارش کو قبول فرمائیں گے۔ ایک حافظ صاحب جو نہایت ہی متقی و پرہیزگار ہیں لوگوں نے انجمن کی جانب سے امام کی حیثیت سے بحال کیا گیا بحمد اللہ! ڈھائی سال تک امامت کرتے رہے اور اب تک امامت کر رہے ہیں پانچوں وقت مع جمعہ کی نماز ڈھائی سال سے برابر پڑھاتے ہوئے آئے اب انہیں کی امامت میں ایک عالم بغیر اجازت امام کے جمعہ کی نماز پڑھاتے ہیں کسی مقتدی یا امام کی اجازت نہیں ہے صرف سکریٹری کی اجازت سے پڑھاتے ہیں اس سے امام صاحب کو شدید تکلیف ہے۔ کہ جب میں امام ہو چکا ہوں تو بغیر اجازت نماز کیوں پڑھاتے ہیں اور مقتدی کا بھی کہنا ہے کہ بغیر امام کی اجازت کے نماز کیسے ہوگی؟ یہ کہاں تک درست ہے برائے کرم اس مسئلہ کو حل کر کے ارسال فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط والسلام محمد ادریس

الجواب: اللهم هداية الحق والصواب اگر وہ مقررہ امام صالح امامت ہو یعنی سنی صحیح العقیدہ اور قرآن صحیح

پڑھتا ہو اور اس کا فسق ظاہر نہ ہو جس کے باعث اسے امام بنانا شرعاً ممنوع ہو تو اس مسجد کی امامت اسی کا حق ہے اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو اگرچہ اس سے زیادہ علم وفضل رکھتا ہو بے اس کی اجازت کے امام بننا بنانا شرعاً ناپسندیدہ وخلاف حکم حدیث وفقہ ہے حضور پرنور علیہ السلام فرماتے ہیں لایؤمن الرجل فی سلطانہ ، درمختار میں ہے صاحب البیت ومثلہ امام المسجد الراتب اولیٰ بالامامۃ من غیرہ مطلقا الخ ۔ رد المحتار میں ہے وان کان غیرہ من الحاضرین من ھو اعلم واقرأ منہ پس صورت مسئولہ میں اگر امام معین صالح امامت تھا تو سکریٹری کا عالم صاحب کو نماز جمعہ کے لئے اجازت دینا اور ان کا بے اجازت معین امام نماز پڑھانا ضرور خلاف شرع ہوا مگر نماز صحیح ودرست ہوئی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۷ رجمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل مسطورہ ذیل میں کہ

ہمارے یہاں لاڈون میں قصبہ کی مسجد کے متصل پاخانہ بنا ہوا ہے اور اس کے اوپر ایک ٹین کی چھت بنی ہوئی ہے اسلئے جمعہ وعیدین کے موقع پر جگہ کی تنگی کے سبب سے اگر کوئی مصلی نماز پڑھتا ہے مجبوری کیوجہ سے اس پاخانہ کی چھت کے اوپر تو اس مصلی کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اس کے بارے میں خلاصہ مع حوالہ کتب فقہ سے ثابت کر کے جواب جلد از جلد مرحمت فرمائیں۔

المستفتی سید محمد انور علی لاڈونوی

الجواب : پاخانے کی چھت پر نماز مکروہ تنزیہی ہے بہار شریعت جلد سوم ص ۱۷۵ مکروہات کے بیان میں اور درمختار میں ہے وزاد فی الکافی ومرابط دواب واصطبل وطاحون وکیف وسطوحھا ۔ ردالمحتار میں ہے ولعل وجھہ ان السطوح لہ حکم ماتحتہ من بعض الجھات کسطوح المسجد مگر جہاں ضرورت ہو وہاں بلا کراہت جائز ہے فان الضرورۃ تبیح المحظورات لہذا جمعہ وعیدین میں کہ

جماعت کثیرہ ہو اور اس کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں ہے تو ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میں ۶۳/ سال کا ہوں دس سال قبل میں ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہوا مرض کا اثر فوطے پر پڑا ہے ڈاکٹروں نے جراحی کر کے فوطے کی دونوں گولیاں میری ران میں رکھدیں اور پیشاب کے مقام کو ذرا کھسکا کر نیچے کردیا قوت مردانگی پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ میری بیوی کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے میں نے ۱۹۶۵ء میں عقد ثانی کیا دوسری بیوی سے ابتک کوئی اولاد نہیں ہوئی ہم کو شبہ ہے کہ آپریشن کے وقت ڈاکٹروں نے میری نس کشی بھی کردی ہے اولاد نہ ہونے کی وجہ سے شبہ یقین کی حد تک پہنچ رہا ہے۔ اب آپ برائے کرم یہ فرمائیں کہ میں امامت کرسکتا ہوں یا نہیں۔ فقط خاکسار افضل حسین بتوسط جناب مشتاق احمد صاحب کلرک اسٹینڈنگ سیکشن چیف کمرشیل آفس این، ای ریلوے گورکھپور یوپی

الجواب: اگر آپ جامع شرائط امامت ہیں تو آپ امامت کرسکتے ہیں۔ اس وجہ سے آپ کی امامت ناجائز نہیں ہوگی ۔ جامع شرائط وہ شخص ہے جو سنی صحیح العقیدہ ہو اور مسائل نماز وطہارت سے آگاہ ہو اور ان پر عمل پیرا بھی ہو اور قرآن صحیح پڑھتا ہو اور فاسق معلن نہ ہو یعنی کسی کبیرہ گناہ میں مبتلا نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲/ رجب المرجب ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک نماز فرض، جمعہ وعیدین وتراویح، شبینہ میں لاؤڈ اسپیکر سے نماز امام پڑھا سکتا ہے کہ نہیں مثلاً جیسے تراویح یا شبینہ میں ہجوم زیادہ ہوتا ہے لوگ دور دور سے آتے ہیں قرآن پاک سننے کے لئے آتے ہیں اور مسجد بڑی ہے حافظ قرآن کی آواز سنائی نہیں دیتی ایسی حالت میں

حافظ لاؤڈ اسپیکر سے تراویح شبینہ میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جائز ہے یا ناجائز تحریر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

الجواب: لاؤڈ اسپیکر پر کوئی نماز ادا نہ کی جائے اور اگر لاؤڈ اسپیکر ایسا ہے کہ اس میں آواز ڈالنی پڑتی ہے تو آواز ڈالنے کے سبب نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ایسا نہیں تو بھی نماز میں اس کا استعمال درست نہیں جو لوگ محض لاؤڈ اسپیکر کی آواز سن کر بغیر امام کی آواز سنے یا سامنے کے مقتدیوں کو دیکھے رکوع سجود کریں گے تو ان کی نماز نہ ہوگی اور تفصیل کیلئے رسالہ مبارکہ تحقیق المنکر اور القول الازہر فی حکم الاقتداء بلاؤڈ اسپیکر دیکھئے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ نماز تہجد میں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اذان دینا جائز ہے یا ناجائز ہے؟

الجواب: اذان جمعہ و جماعت پنجگانہ کے لئے سنت موکدہ و شعار اسلام و قریب الواجب، تہجد کے لئے اذان مشروع نہیں ہے کہ نوافل کی جماعت تداعی کے ساتھ مکروہ ہے۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۶/ر رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ ہمارے یہاں ایک مسجد کے پیش امام یہ کہتے ہیں کہ مسجد صرف نماز نوافل اور قرآن پڑھنے کی جگہ ہے یہاں پر سلام زور زور سے نہیں پڑھا جاتا کیونکہ رمضان المبارک میں بعد تراویح کے سلام پڑھتے ہیں تو پیش امام نے روک دیا کہ زور زور سے سلام نہیں پڑھا جاتا کونسی کتاب میں لکھا ہے جواب سے مطلع کریں کیا مسجد کے اندر سلام پڑھنا جائز نہیں؟

الجواب: امام مذکور نے غلط بتایا وہ گنہ گار ہوا توبہ کرلے حدیث میں ہے من افتی بغیر علم لعنته

ملئکۃ السموٰت والارض جس نے بے علم مسئلہ بتایا اس پر زمین وآسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں فرضوں اور تراویح اور تحیۃ المسجد کے سوا تمام نوافل وسنن موکدہ ہو یا غیر موکدہ گھر میں پڑھنا افضل اور باعث ثواب اکمل ہیں۔ ہدایہ میں ہے والافضل فی عامۃ السنن والنوافل المنزل وھوالمروی عن النبی ﷺ تو امام کا یہ کہنا کہ مسجد صرف نماز نوافل وقرآن پڑھنے کی جگہ ہے غلط ہے مسجد ذکر الٰہی کے لئے بنی اور ہر ذکر اس میں جائز ودرست ہے اور شک نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر بھی ذکر الٰہی ہے حدیث میں ہے رب عزوجل نے آیت کریمہ ورفعنا لک ذکرک کے نازل ہونے کے بعد جبریل امین علیہ السلام کو خدمت اقدس حضور علیہ ﷺ میں بھیج کر ارشاد فرمایا اتدری کیف رفعت لک ذکرک جانتے ہو میں نے تمہارا ذکر کیونکر بلند فرمایا تو حضور نے عرض کی تو خوب جانتا ہے فرمایا وجعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک فقد ذکرنی میں نے تمہیں اپنے ذکر سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا تو حضور ﷺ کا ذکر اور صلوٰۃ وسلام مسجد میں پڑھنا قطعاً جائز درست ہے۔ جو ناجائز بتاتا ہے وہ غلط کہتا ہے توبہ کرلے اور اگر امام کو کتاب کا حوصلہ ہے تو ثبوت دے کہ کس معتبر کتاب میں یہ لکھا ہے کہ مسجد میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا درست نہیں یا روز روز درست نہیں والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۹ ررمضان المبارک ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ ہر مسلمان عاقل بالغ پر علم دین فقہ فرض ہو چکا ہے اور فرض عین ہے اس کو حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ البتہ یہاں پر سوال یہ ہیکہ تمام عوام الناس کو اس کا عبور ہونا محال ہے مگر ہر سنی حنفی مذہبی ضروریات زندگانی کے غیر معمولی مسئلوں سے حتی الامکان کچھ واقفیت رکھتے ہیں اور عمل کرتے ہیں اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام عقائد کے متعلق بھی معمولی معلومات رکھتے ہیں پانچ فرائض میں سے دو فرض حج، زکوٰۃ صاحب مالدار پر باقی ہیں تمام افراد تو ادا کرتے ہیں اب زید کا کہنا یہ ہیکہ اذکار میں مشغول خصوصاً درود شریف دیگر سورت وغیرہ کرتے ہیں وہ تمام بیکار ہیں ان کے لئے بہتر تھا کہ علم فقہ اگر حاصل کرتے۔ اب عوام الناس میں اس پر گڑبڑی مچ گئی ہے

اب لوگوں کا وظائف چھوڑ دینے کا امکان ہے بعض عمر رسیدہ یا ان پڑھ لوگ صاف کہہ دیتے ہیں کہ تم لوگ سیکھو لیکن ہمارے بزرگان دین نے جو آسان طریقہ دکھائے ہیں اس پر ہم عمل کرتے ہوئے جاتے ہیں اس مسئلے پر مفتی بہ قول اس ضمن میں قبلہ مفتی اعظم ہند کی زبان گوہر بیان سے طلب کر کے رسالہ میں شائع کریں تاکہ تمام سنی بھائیوں کو فیض حاصل ہو۔ فقط محمد غوث

الجواب: بلاشبہ بقدر ضرورت مسائل دینیہ مثلاً مسائل روزہ ونماز کا جاننا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے قال علیہ السلام طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة اس کو ترک کرنے والا سخت گنہ گار، مستوجب قہر قہار، مستحق عذاب نار ہے۔ اشباہ ودرمختار میں ہے اعلم ان تعلم العلم یکون فرض عین وھو ما یحتاج لدینه الخ لہذا ہر ناواقف پر واجب ہے کہ اپنے اوقات میں سے ایک وقت فریضہ دینیہ کے لئے مخصوص کرے نہ کرے گا تو گنہ گار ہوگا۔ درود شریف وغیرہ اذکار ہرگز بیکار نہیں زید پر اس کلمہ سے توبہ لازم ہے یونہی جنہوں نے یہ کہا کہ تم لوگ سیکھو لیکن ہمارے بزرگان دین الخ اگر یہ بات مسائل ضروریہ کے تعلم کی فرضیت سے انکار کے طور پر کہی تو بہت سخت ہے توبہ وتجدید ایمان لازم بیوی والوں پر تجدید نکاح بھی لازم، ورنہ صرف توبہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم

بزرگان دین نے ہرگز کوئی ایسا آسان طریقہ نہیں بتایا جس میں مسائل ضروریہ کا جاننا فرض نہ ہو۔ یہ علیحدہ شناعت ہے کہ ان کی طرف اس امر کی نسبت کی۔ اس امر کی نسبت ان کی طرف جائز نہیں۔ بلکہ بے ثبوت شرعی کسی کبیرہ کی نسبت کسی مسلمان کی طرف جائز نہیں شرح فقہ اکبر واحیاء میں ہے۔ لا تجوز نسبة مسلم الی کبیرة من غیر تحقیق الخ اس سے بھی توبہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۹ر رمضان المبارک ۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید مسجد میں ایسے وقت پہونچا کہ فرض عشاء پڑھ چکے تھے اور زید کو جماعت نہیں ملی۔ ماہ رمضان المبارک ہے زید نے فرض علیحدہ پڑھے تراویح میں شریک ہوگیا اب زید وتر

واجب با جماعت ادا کرے یا علیحدہ۔

(ب) غسل کی کیا نیت ہے؟

(۲) ہمارے پیش امام جن کی عمر ۵۵/۵۰ رسال کی ہے وہ روزانہ بعد نماز صبح تین چار آیات قرآن مجید کی جو کہ سرکار اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کا ترجمہ کنز الایمان کو دیکھ کر تلاوت کرتے ہیں معنی اور تفسیر سمجھاتے ہیں بعض صاحبان کا کہنا ہے اس سے کیا جنت مل جائے گی۔ بلکہ ایک حافظ کے پیچھے قرآن تراویح میں سننے سے بخشش ہو جائے گی جماعت کا کہنا ہے کہ مولوی صاحب جو ہم لوگوں کو یہ سناتے ہیں اس سے ہم لوگوں کو نصیحت پہنچتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کن باتوں پر عمل کرنے کا حکم دیتا ہے کن باتوں سے منع کرتا ہے ہمارے لئے اس کا سننا بہت ضروری ہے جب کہ ہم لوگ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ کیا پڑھا گیا اور جب سے یہ معنی اور تفسیر شروع ہوئی ہے خدا کا شکر ہے جماعت بڑھ رہی ہے لوگوں کا شوق بڑھ رہا ہے ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ماہ رمضان المبارک میں حافظ قرآن نہ ملے یا کسی مجبوری کی وجہ سے نہ بلا سکیں اگر پیش امام جو موجود ہیں مسائل نماز سے واقف ہیں وہ تراویح الم ترکیف پڑھاتے ہیں اس کے بعد قرآن کی چند آیتیں قرآن مجید کھولکر سمجھاتے ہیں معنی اور تفسیر اس کے بعد نماز فجر پڑھ کر ہم لوگوں کو روزانہ سوا پارہ سناتے ہیں قرآن کھولکر الم سے ۲۹ رمضان کو ختم ہوتا ہے کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) ہمارے یہاں کے پیش امام جن کے متعلق اوپر لکھا گیا ہے کہ وہ تہجد گزار اور اشراق اوابین کے پابند ہیں اور مسائل سے بھی اچھی طرح واقف ہیں مگر ان کی داڑھی چھوٹی ہے کتروا دیئے قریب قریب تین انچ یا ڈھائی انچ جماعت نے ان پر اعتراض کیا کہ داڑھی چھوٹی ہوگئی تو مولوی صاحب نے غلطی مان لی اور جماعت سے اقرار کرلیا کہ آئندہ میں کبھی خلاف شرع داڑھی نہیں رکھوں گا جیسا کہ حضور کا فتویٰ ہے کہ ۴ رانگل سے کم داڑھی نہ ہو انشاء اللہ تعالیٰ اب کبھی ایسی چھوٹی داڑھی نہ ہوگی اور نہ شرع کے خلاف زیادہ بڑی ہوگی اور اگر اس وعدہ کے خلاف جو کہ میں ماہ رمضان المبارک میں خانہ خدا میں کررہا ہوں کروں تو جماعت کو اختیار ہے کہ وہ مجھ کو مصلی سے علیحدہ کردے جماعت سے الگ کردے اب باقی رہا یہ کہ ان کے پیچھے نماز جائز ہے کہ نہیں صحیح مسئلہ سے آگاہ فرمایئے۔

(۴) اگر کوئی حافظ قرآن دوران نماز تراویح قرآن مجید بھول جائے اور کوئی لقمہ دینے والا نہ ہو تو وہ آیت جہاں سے

بھولے ہیں اس کے لئے اوپر کی آیت یاپچ کی آیت تین چار مرتبہ یاپانچ چھ مرتبہ پڑھ کر پھر بھی نہیں یاد آئی ہے تو رکوع سے شروع کرتے ہیں اگر چہ ایک بڑی آیت بھی ہو چکتی ہے بلکہ دو تین آیت بھی پڑھ چکتے ہیں اور پر بھی کئی کئی بار تکرار کرتے ہیں ایسی حالت میں سجدۂ سہو لازم ہوگا یا نہیں ؟ ایک حافظ یا مولوی ایک آیت نماز جہری فرض واجب میں کتنے بار دوہرا تہرا سکتا ہے یا اگر دوہرانے کے بعد تہرانے کے بعد بھی یاد آئے تو رکوع کرے یا جب تک یاد نہ آئے تکرار جاری رکھے ہمارے مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ اگر ایک بڑی آیت پڑھی یا تین چھوٹی آیتیں پڑھ لی گئی ہیں تو رکوع کرلو یا اگر ایک چھوٹی آیت پڑھی یا آیت کا لفظ یاد نہیں آرہا ہے تو دوہرانے تہرانے کے بجائے انا اعطینا یاقل ھواللہ احد، پڑھ کر رکوع کرلو بعد نماز کے قرآن کھول کر دیکھ لو پھر اپنی تراویح شروع کردو علماء دین صحیح مسئلہ سے آگاہ کریں مسئلہ کیا کہتا ہے؟

(۵) ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب ہیں جو مسائل سے اچھی طرح واقفیت رکھتے ہیں روزہ نماز کے پابند ہیں وعظ تقریر بھی اچھی کرتے ہیں داڑھی بھی ہے اور خوش خلق بھی۔ ہندو مسلم سب خوش ہیں مگر فیشن ایبل ہیں قمیص کالر والا ٹینس کالر ڈبل گھٹنے تک لمبا اور فل پینٹ پرانا فیشن جس کی موری تقریباً ۲۰ / انچ یا ۱۹ / انچ ڈھیلی ہوتی ہے اکثر پہنتے ہیں وہ فل پینٹ پتلون ایسا ہوتا ہے کہ جس سے نماز پڑھنے میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی اکثر اوقات وہ قمیص کو پتلون میں ڈال کر پہنتے ہیں کرکٹ، ہاکی، ٹینس بھی کھیلتے ہیں مگر فل پینٹ پہن کر نماز نہیں پڑھاتے اور نہ پڑھتے ہیں مگر بعض وقت باہر جانے سے کپڑا لنگی وغیرہ نہ ہونے کی حالت میں فل پینٹ پہن کر نماز پڑھ لیتے ہیں اور پڑھا بھی دیتے ہیں مگر فل پینٹ ٹخنوں سے اونچی رہتی ہے آسانی سے رکوع وسجود وقیام قعدہ کرلیتے ہیں کیا ایسے کپڑے پہننے والے کو امامت پر رکھ سکتے ہیں۔ روزانہ نہیں پہنتے ہیں کبھی کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے تو پہنتے ہیں ورنہ کرتا کلی والا یا لمبا قمیص ڈھیلا پائجامہ اکثر پہنتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام کیا فرماتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں یہ شخص انگریزی داں ہیں انگریزی میں تبلیغ وعظ کرتے ہیں اکثر غیر قوم کے لوگ جو اردو نہیں سمجھتے ہیں وہ اگر وعظ تقریر میں آجاتے ہیں تو ان کو انگریزی میں ترجمہ کرکے سمجھا دیتے ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں امامت پر رکھ سکتے ہیں یا نہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کٹر سنی ہے صلوٰۃ وسلام کا پابند ہے ازروئے شرع جواب سے آگاہ کیجئے؟

(۶) خطبہ کے لئے منبر رسول پر درود شریف پڑھنے کے بعد تعظیماً دونوں ہاتھوں سے منبر رسول کو مس کر کے آنکھوں کو لگانا کیا شرک ہے بعض کہتے ہیں ایسا کرنا شرک ہے ہمارے امام صاحب کا کہنا ہے کہ سنت بزرگان دین ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی بار اور کئی صحابیوں نے ایسا کیا ہے کہ منبر رسول کو اپنے ہاتھوں سے مس کر کے بوسہ لیا ہے آنکھوں سے لگایا ہے ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۷) موسم گرما میں پسینہ کی وجہ سے اگر تعظیماً قرآن کو ننگے سر پڑھا جائے تو جائز یا نہیں قرآن مجید ننگے سر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: اللھم ھدایة الحق والصواب صحیح یہی ہے یا اگر فرض جماعت سے نہیں پڑھا ہے تو وتر جماعت سے نہ پڑھے تنہا پڑھے ردالمحتار میں ہے اذالم یصل الفرض لایتبعه فی الوتر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر پڑھ کر سننا سنانا جائز و باعث برکت وثواب ہے قرآن مجید کیا ایک حرف پڑھنے پر ایک نیکی جو دس کے برابر ہوگی ملے گی جیسا کہ ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک نیکی ملے گی جو دس کے برابر ہوگی میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام دوسرا حرف میم تیسرا حرف۔ تو نفس قرآن مجید کا پڑھنا بھی ثواب وعبادت ہے اس کا سننا بھی عبادت ہے بلکہ قرآن مجید کا دیکھنا بھی عبادت ہے والنظر الی المصحف عبادة تو قرآن مجید کی تلاوت اور اس کا سننا اور دیکھنا سب کار عبادت ہے اسے بیکار جاننا جہالت محضہ ہے ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھا اسے میں اس سے بہتر دوں گا جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں اور قرآن کو پڑھنا اور اس پر عمل کرنا ہی اصل وصول ہے اور حقیقی کامیابی بخشنے والا ہے۔ حدیث شریف میں ہے جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے اچھی ہے اگر وہ تمہارے گھروں میں ہوتا تو اب خود اس عمل کرنے والے کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے کہ جس نے قرآن مجید پڑھا اور اس کو یاد کر لیا اس کے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام جانا اس کے گھر والوں میں دس شخصوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا

جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا قرآن مجید کے معانی اور اس کی تفاسیر جاننے اور سننے سے ضرور بے شمار فائدے ہیں ایسے کار خیر کو جاری رکھا جائے ان کے کہنے کا اصلاً خیال نہ کریں قرآن مجید کا ایک ختم سنت موکدہ ہے اگر حافظ کا انتظام نہ ہو سکا تو مجبوراً الم تر کیف سے پڑھیں اور یہ صحیح اور باعث ثواب ہے کہ بعد میں ترجمہ اور تفسیر سنیں اور پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) بالاعلان تمام جماعت کے سامنے توبہ واستغفار کریں اس کے بعد ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں اگر چہ احتیاط اس میں ہے کہ جب تک داڑھی حد شرع میں نہ ہو انہیں امام نہ بنائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) آپ کے مولوی صاحب نے صحیح بتایا ہے وہی حکم ہے اسی پر عمل کیا جائے والمولیٰ تعالیٰ اعلم

(۵) ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے امامت کے لائق وہ شخص ہے جو سنی صحیح العقیدہ ہو اور مسائل نماز وطہارت سے آگاہ ہو اور ان پر عمل کرتا ہو اور قرآن صحیح پڑھتا ہو اور فاسق نہ ہو اگر فاسق معلن ہے تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی ورنہ نماز مکروہ تنزیہی۔ انگریزی وضع کے کپڑے نہیں پہننا چاہئے اور انہیں پہن کر نماز پڑھنی پڑھانی کراہت سے خالی نہیں، کرکٹ ہاکی، ٹینس کھیلنا ناجائز وحرام ہے حدیث شریف میں ہے کل لھو حرام الا الثلث ور مختار میں ہے ودلت المسئلة علی ان الملاهی کلها حرام اور اس وجہ سے ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی کہ پڑھنی گناہ پھیرنی واجب ہاں جہاں ان سے زیادہ لائق امامت کوئی نہ ہو وہاں بضرورت انکے پیچھے پڑھ لیں اور اعادہ کرلیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) منبر کو مس کر کے بوسہ دینا شرک نہیں ہے مگر نہیں چاہئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے منبر رسول ﷺ کو بوسہ دیا ہوگا ہر منبر کو وہ خصوصیت حاصل نہیں ہے جو مدینہ طیبہ کے اس منبر کو حاصل تھی۔ جس سے جسم اطہر مس ہوا تھا مگر شرک کہنا غلط اور باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) نہیں چاہئے اور اگر مجبوری ہو تو خشوع وخضوع کی نیت سے ننگے سر تلاوت کریں مگر مجمع عام میں ایسا نہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۴؍ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں جو درج کیا جاتا ہے برائے خدا مکمل اور مدلل جواب دیں (۱) گانجے کی کھیتی کرتے ہیں شریعت کا کیا حکم ہے۔ (۲) جمعہ کی ثانی اذان جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد دیجاتی ہے اسکے بعد مقتدی یا امام کو دعا مانگنے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ (۳) فرض نماز ختم ہونے پر لا الہ الا اللہ کا ورد زور سے کوئی کرنا چاہے اس کا کیا حکم ہے۔ (۴) نماز فرض کے بعد اردو یا فارسی میں امام دعا مانگے تو کراہیت ہے یا کیا ہے؟ (۵) جس عورت کا شوہر لاپتہ ہو وہ کب تک انتظار کرنے کے بعد عقد ثانی کرسکتی ہے۔ ان تمام مسئلوں میں دو عالم ایک زید اور ایک عمر و روز چوں چرا کرتے ہیں مگر بات طے نہ ہونے پر بات بڑھنے والی تھی اس لئے حضور کے یہاں لکھا گیا برائے خدا بصدقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جواب دینے میں تاخیر نہ کریں۔ (۶) ہم سنی جو قبر پر اذان دیتے ہیں اسمیں حی علی الصلاۃ وحی علی الفلاح کی جگہ کوئی دوسرا لفظ ہے یا وہی لفظ جو اذان میں درج ہے شریعت سے کیا حکم ہے؟ (۷) بغدادی قاعدہ کا پڑھنے والا لڑکا ہو تو معلم چارپائی پر بیٹھ سکتا ہے کہ نہیں؟ (۸) کسی جگہ مسجد ہو اور وہاں کے لوگ ویران ہو گئے ہوں صرف دو چار گھر بچ گئے ہوں وہ مسجد میں نہ اذان دیں نہ نماز پڑھیں تو اس مسجد کی دیوار کو اٹھا کر دوسری جگہ جو اس بستی کا دوسرا ٹولہ ہو جہاں مسلمان آباد ہوں وہ لے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ اس کا کیا حکم ہے اس میں شرط یہ بھی ہے کہ غیر مسلم وہاں کا یہ کہتا ہے کہ ایک ٹولہ میں مسجد رکھو اسی مسجد میں اگر نماز پڑھو اس مسجد کو توڑ کر سب لوگ اس ٹولہ میں لے جاؤ جس ٹولہ میں مسلمان آباد ہیں۔ وہ کچھ دوری پر ہو تب اس صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ (۹) شراب کی تجارت کرتا ہے تاڑی دارو ہے اس کی بھٹی لوگ نیپال میں چلاتے ہیں اگر کوئی مسلمان بھی جوتے تو اس کا کیا حکم ہے شریعت سے؟ (۱۰) جمعہ کی نماز بحساب گھڑی کے کب سے کب تک ہے حضور مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں عرض ہے کہ جواب نامہ پر برائے خدا اپنی مہر بھی لگا کر روانہ کردیں۔ فقط والسلام محمد امین الدین انصاری مظفر پور

الجواب: بعون الملک الوھاب جائز ہے، مگر پینے والے کے ہاتھ بیچنا ناجائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) امام جواب اذان بھی دے سکتا ہے اور دعا بھی مانگ سکتا ہے۔ مقتدی دعا نہ مانگیں اور اگر مانگنا چاہیں تو دل میں اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان کے لئے زبان سے بھی قطعاً اجازت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جائز ہے مگر بلند آواز نہ ہو کہ نمازیوں کو تشویش لاحق ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) ہمارے مذہب میں ستر سال انتظار کا حکم ہے اور اب بضرورت شدیدہ ملجئہ امام مالک کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے جس کی تفصیل دارالافتاء کے مطبوعہ فتویٰ سے معلوم ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) وہی کہیں جواذان پنجگانہ میں کہا جاتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) حروف بھی منزل من اللہ ہیں ان کی تعظیم کے پیش نظر قاعدہ کو اوپر رکھا جائے یا خود نیچے بیٹھیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) وہ ابدالاباد تک کیلئے مسجد ہے اسے باقی رکھنا اور آباد کرنا وہاں کے مسلمانوں پر فرض ہے دوسری مسجد کو اس کا سامان عملہ منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔ ہندوستان سیکولر اسٹیٹ ہے یہاں ایسی پابندی نہیں لگا سکتے مسجد کو آباد رکھیں اور حکومت سے چارہ جوئی کریں اگر وہ مانع ہوں واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) ناجائز وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۰) اوقات مختلف ہوتے ہیں موسم کے لحاظ سے وقت کم وبیش رہتا ہے جو وقت ظہر کا ہے وہ جمعہ کا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۳ ر شوال المکرم ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ (۱) جمعہ کی نماز جبکہ دیہات میں واجب نہیں ہے اور ظہر کے فرض بھی جماعت کے ساتھ پڑھیں تو کس صورت سے پڑھے جاویں۔ (۲) ایک مصلی پر دو جماعتیں ہو سکتی ہیں یا نہیں دونوں جماعتوں میں تکبیر کہی جا سکتی ہے یا نہیں؟ (۳) جس جگہ مسجد میں صلوٰۃ نہ ہوئی ہو وہاں کے نماز پڑھنے والوں کی نماز ہوگی یا نہیں؟ (۴) دیہات کے لوگوں پر جمعہ کی نماز واجب نہیں ہے تو ان پر عید کی نماز واجب ہے یا نہیں؟ (۵) اعلیٰ حضرت نے یہاں پر یہ مسئلہ دیا تھا کہ جمعہ کی نماز کے دو فرض جماعت کے ساتھ پڑھ کر پھر ظہر کے چار فرض جماعت سے پڑھے جاویں تب سے لوگوں نے جمعہ کی نماز میں آنا چھوڑ دیا اس حالت میں کیا کیا جاوے؟

الجواب : (۱) جیسے اور دن ظہر کی نماز جماعت سے پڑھتے ہیں اسی طریقے سے پڑھیں تکبیر کہی جائے اذان نہ کہیں کہ جمعہ کے نام سے جواذان ہوئی ہے وہی اذان اس دن ظہر کے لئے کافی ہے۔ جس مصلی پر جمعہ کی نماز سے دورکعت پڑھی ہے (اگر پہلے سے پڑھتے چلے آرہے ہیں) اسی مصلی پر ظہر کے فرض بھی پڑھیں اس میں کوئی کراہت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ایک مصلی پر دوبارہ جماعت ایک ہی وقت کے فرض کی پہلی ہیئت پر کرنی مکروہ ہے اور اگر ہیئت بدلدیں تو اسمیں کوئی کراہت نہیں لیکن دیہات میں جمعہ کے نام سے جودورکعت پڑھتے ہیں وہ کوئی فرض نماز نہیں اس کو تداعی کے ساتھ پڑھنا مکروہ اصل نماز فرض ظہر ہی دیہات والوں کے لئے ہے وہی جماعت فرض ہوگی اور پہلے جودورکعت جمعہ کے نام سے پڑھ چکے ہیں وہ نفل کی جماعت ہوئی ظہر کی جماعت میں تکبیر یعنی اقامت کی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) وہاں والوں کی نماز محض صلوٰۃ نہ کہنے کی وجہ سے نادرست نہ ہوگی اگر ارکان نماز صحیح طریقے پر ادا کر کے نماز پڑھتے ہیں تو نماز ہو جاتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

صلوٰۃ یعنی تھویب امر مستحسن ہے اس کے نہ کرنے پر کوئی گناہ بھی نہیں اور ادا کرنے والے کے لئے ثواب ہے صلوٰۃ ارکان نماز سے نہیں کہ اس کے چھوڑنے سے نماز نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۴) ان پر عیدین کی نماز بھی واجب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) اعلیٰ حضرت نے یہ کبھی نہیں فرمایا ہوگا کہ دیہات والے جمعہ کی نماز کے دوفرض الخ بلکہ یہ فرمایا ہوگا کہ جمعہ کے نام سے جودورکعت پڑھتے ہیں اس کو پڑھ کر ظہر کے چار فرض بھی جماعت سے پڑھیں اب اگر ایسا کرنے سے کچھ نمازی نہیں آتے تو اس وجہ سے اس کے خلاف حکم نہ ہوگا بلکہ جولوگ بھی آئیں جمعہ کے دن ظہر کی چار رکعتیں فرض باجماعت پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جولوگ اس وجہ سے مسجد میں نہیں آتے وہ اشد گنہ گار ہیں ان پر توبہ واستغفار فرض اور ترک جماعت سے باز رہنا لازم اور اگر یہ لوگ توبہ واستغفار نہ کریں مسجد میں جماعت کے لئے حاضر نہ ہوں تو ان سے قطع تعلق کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ ریاض احمد سیوانی چھپروی غفرلہ القوی
دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف
۱۶ر شوال المکرم ۹۲ھ

ذالک وکذالک واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ
دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

پیرومرشد حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ سلام وقدمبوسی

حضور مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات ازروئے شرع دیجئے عین کرم ہوگا

(۱) میں جس بستی میں رہتا ہوں وہ چالیس گھروں پر مشتمل ہے وہاں سے شہر چار میل دور ہے ہم لوگوں کو شہر میں جا کر عیدین کی نماز پڑھنے میں کافی دشواری ہوتی ہے اس لئے میری بستی کے تمام مسلمانوں کی دلی خواہش ہے کہ عیدگاہ بنوا کر یہیں عید کی نماز پڑھ لیا کریں تو ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟ میری زمین بھی ایک بیگھہ تین بسہ ہے اسی میں مکان بھی بنوانا چاہتا ہوں اور عیدگاہ بھی۔

(۲) میں ایک عالم کے پاس گیا سلام اور مصافحہ کیا بعد اس کے گھنٹہ تک ہم لوگوں میں گفت وشنید ہوتی رہی واپس ہوتے وقت میں نے پھر مصافحہ کیا اور سلام کیا عالم صاحب نے کہا کہ جاتے وقت مصافحہ نہیں کیا جاتا تو عالم صاحب نے جو یہ بات کہی درست ہے یا نہیں؟

(۳) ایک مسلمان اور ایک ہندو کو روپے کی سخت ضرورت ہوئی دونوں میرے پاس آئے اور کہا کہ ہم لوگوں کو روپے کی ضرورت ہے لہذا میں نے ایک ایک سو روپیہ دونوں کو دیا دونوں نے کہا کہ ہم روپے جلد ادا نہیں کر سکتے ہیں اس لئے ہم دونوں اپنی اپنی ایک ایک بسہ زمین آپکو دیتے ہیں آپ اُس کی پیداوار کھا سکتے ہیں جب ہم دونوں کے پاس روپیہ ہوگا تب اپنی اپنی زمین چھڑا لیں گے تو ایسی حالت میں کھیت کی پیداوار کھانا سود ہے یا نہیں؟ ازروئے شرع ان تینوں سوالات کے جوابات دیں۔ عین کرم ہوگا۔

فقط والسلام حافظ غلام رسول

الجواب:- (۱) گاؤں میں جمعہ وعیدین ناجائز ہے اوران کا پڑھنا گناہ ہے ہاں جہاں پہلے سے پڑھتے آئے ہوں وہاں بند نہ کیا جائے اور نیا جمعہ قائم نہ کیا جائے لہذا صورت مسئولہ میں عیدگاہ بنانا اور عیدین کی نماز قائم کرنا درست نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ محل المصافحة اول الملاقات مصافحہ کا محل اول ملاقات ہے سنت یہی ہے ویسے بوقت رخصت بھی جائز ہے لاطلاق الحدیث اور مسلمانوں میں رائج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) رہن داخلی ناجائز وحرام وسود ہے کہ شئی مرہونہ سے نہ راہن نفع اٹھاسکتا ہے نہ مرتہن فقہائے کرام بالاتفاق فرماتے ہیں لایجوز الانتفاع بالرھن. قرض دیکر نفع اٹھانا سود ہے۔ لہذا مسلمان سے ایسا عقد ناجائز ہے اوراس زمین کی پیداوار سود وحرام ہے ہاں غیر مسلم سے یہ عقد جائز ہے کہ ان سے عقود فاسدہ کرکے نفع اٹھانا جائز ہے درمختار میں ہے ولوبعقد فاسد واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۱ر شوال المکرم ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عالم مفتی تقریباً عرصہ پچیس سال سے تبلیغ وتدریس کا کام کرتے ہیں اور یہاں امامت کرتے چلے آئے اب ان کی نظر خراب ہوگئی ہے توان کی امامت ازروئے شرع جائز ہے یانہیں؟اورحدیث میں اندھے کی امامت کاذکر ہے یانہیں؟

(۲) حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں صحابہ کرام نے نماز پڑھی ہے یانہیں؟

(۳) عالم کی تحقیر عالم ہونے کی حیثیت سے کرنا کیسا ہے؟ تینوں سوالات کاجواب بالتفصیل مع حوالہ کتب عنایت فرمائیں ۔مجھے امید قوی ہے کہ آپ بہت جلد اس خط ومسئلہ کاجواب دیں گے۔ احقر احمد حسین اسلام پور

الجواب : صورت مسئولہ میں ان کی امامت جائز ودرست ہے اورنابینا کے پیچھے نماز جائز ودرست ہے مگراولیٰ نہیں مکروہ تنزیہی ہے جب کہ حاضرین میں کوئی شخص صحیح العقیدہ غیرفاسق قرآن مجید کاصحیح پڑھنے والا اس سے زائد یااس کے برابر مسائل نماز وطہارت کاعلم رکھتا ہو ورنہ وہی اولیٰ وافضل ہے اورصورت مسئولہ میں چونکہ امام صاحب عالم دین ومفتی ومستقل امام ہیں تونظر خراب ہونے سے ان کے پیچھے نماز میں کراہت نہیں ہے۔ ہندیہ میں ہے الاولیٰ بالامامۃ اعلمھم باحکام الصلوۃ ھکذا فی المضمرات وھوالظاھر اسی میں ہے تجوز امامۃ الاعرابی والاعمیٰ والعبد الاانھا فکرہ ملخصاً غانیہ میں ہے غیرھم اولیٰ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پرنور سید المرسلین ﷺ کی اجازت سے اپنی قوم کی امامت فرماتے تھے فی الصحیحین واللفظ المسلم عن ابن شھاب ان محمود بن الربیع الانصاری حدثه ان عتبان بن مالک وھو من اصحاب النبی ﷺ من شھد بدرا من الانصار انه الی رسول الله ﷺ فقال یارسول الله انی قدانکرت بصری وانا اصلی لقومی (الحدیث) اور حضرت ام مکتوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس ﷺ نے سفر کو تشریف لے جاتے دوبارہ مدینہ طیبہ پر نیابت عطا فرمائی کہ باقی ماندہ لوگوں کی امامت فرمائیں علماء فرماتے ہیں کہ انہیں امام مقرر کرنے کی یہی وجہ ہے کہ وہ حاضرین میں سب سے افضل تھے۔ چنانچہ ابوداؤد شریف میں ہے عن انس ان النبی ﷺ استخلف ابن ام مکتوم علی الدینیة مرتین یصلی بھم وھواعمیٰ بحرالرائق میں ہے قید کراھة امامة الاعمی فی المحیط وغیرہ بان لایکون افضل القوم فان کان افضلھم اولیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) بدکام کفرانجام عالمگیری میں ہے من ابغض عالمامن غیر سبب ظاھر خیف علیه الکفر اشباہ میں ہے الاستھزاء بالعلم والعلماء کفر عالم دین کی توہین عالم دین ہونے کی حیثیت پر کفر ہے کہ یہ درحقیقت دین کی توہین ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۴؍شوال المکرم ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل ذیل میں کہ بعد نماز فجر مسجد کے اندر باآواز بلند صلوۃ وسلام پڑھ سکتے ہیں یانہیں؟ پڑھنا کیسا ہے شرع مطہرہ سے مطلع کیا جائے۔

(۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسجد کے اندر عشاء کے وقت یا فجر کی نماز کے وقت چراغ جل رہا ہے اگر کوئی شخص اس مسجد کے چراغ سے قرآن شریف پڑھے تو کیسا ہے پڑھ سکتا ہے یانہیں؟

(۳) قرآن شریف مسجد میں علیحدہ علیحدہ پاروں میں بنی ہوئی رکھی ہیں اس جلد کو لیکر کتاب کی طرح ہاتھ میں تھام کر پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور پورا قرآن شریف مجلد ہاتھ میں لیکر پڑھ سکتا ہے یا نہیں شرع مطہرہ سے مطلع فرمایا جائے۔

سائل ظہیر الدین بھکاری پور ضلع پیلی بھیت

الجواب : پڑھ سکتے ہیں جب کہ کسی نمازی کی نماز میں خلل واقع نہ ہو اور اگر اس وقت کوئی نمازی نماز پڑھ رہا ہو تو اتنی آواز سے نہ پڑھیں کہ اسکی نماز میں خلل واقع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جائز ہے پڑھ سکتا ہے۔ فتاویٰ خانیہ اور ہندیہ میں ہے تہائی رات تک درس وتدریس کے لئے حکم موجود ہے ان اراد الانسان ان یدرس کتاب بسراج المسجد ان کان سراج المسجد موضوعا فی المسجد للصلوة قیل لاباس به وان کان موضوعا فی المسجد لاللصلوة بان فرغ القوم من صلوتهم فذهبو الی بیوتهم وبقی السراج فی المسجد قالوا لاباس بان یدرس به الی ثلث الیل وفی مازا دعلی الثلث لایکون له حق التدریس۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) قرآن شریف یا پارہ ہاتھ میں لیکر پڑھ سکتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ ریاض احمد سیوانی چھپروی غفرلہ القوی — صح الجواب

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف — قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

۲۲ رشوال المکرم ۹۲ھ — دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید حافظ قرآن ہے رمضان شریف میں زید نے ایک مسجد میں قرآن پاک سنایا تھا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ زید کو متشابہ لگا اور ایسا لگا کہ ایک آیت ۱۹ ر پارہ میں اور ایک آیت ۲۰ ر پارہ میں ایک آیت ۲۱ ر پارہ میں رہ گئی لاکھ کوشش کی مگر یاد نہ آیا۔ مجبوراً زید نے ان تینوں آیتوں کو چھوڑ دیا کل ہو کر زید نے ۲۲/۲۳/۲۴ رواں پارہ سنانا تھا زید نے پہلی چھوٹی ہوئی آیت یعنی ۱۹/۲۰ رکی پڑھی پھر بائیسواں پارہ شروع کیا۔ اور آخر میں سجدہ سہو بھی نہیں کیا کیا تراویح صحیح ہوئی یا نہیں؟ آگاہ فرمائیں۔

(۱) اسی طرح فرض نماز میں بھی ایک آیت پہلے پارہ کی اور ایک آیت دوسرے پارہ کی اور ایک آیت تیسرے پارہ کی پڑھی

کیا نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ آگاہ فرمائیں۔آپ کی دعاؤں کا محتاج محمد نظام الدین نوری قادری مظفر پوری

الجواب: نماز صحیح ہوگئی سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں تھی۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ مکروہ ہے جب کہ کسی مجبوری سے نہ ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۳رشوال المکرم ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) ولا الظالین پڑھنے والوں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ مگر بجبوری

(۲) کافر کا مال مسلمان اگر چوری کرلے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سزا کا حق دار بنے گا یا نہیں؟

(۳) اس حدیث کی کوئی سند ہے یا نہیں ہے یا ضعیف، حدیث تحیر تم بالعمور واستغنتم فی القبور۔

(۴) حد شرع سے کم داڑھی رکھنے والے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور ایسوں کو امام بنانا کیسا ہے؟ آگاہ کریں۔

آپ کی دعاؤں کا محتاج محمد نظام الدین نوری قادری مظفر پوری

الجواب: (۱) جائز نہیں ہے نہ مجبوری نہ بلا مجبوری واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ضرور بنے گا واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) یہ حدیث نہیں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ایسے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے کما نص فی الغنیه والدر المختار ۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۳رشوال المکرم ۱۳۹۲ھ

محترم المقام جناب مفتی صاحب قبلہ رضویہ دارالافتاء بریلی شریف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مندرجہ ذیل سوالات حاضر خدمت ہیں برائے کرم جوابات سے مفصل اور مدلل اسلامی شریعت کی روشنی میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) ماسٹر حبیب اللہ خان عام طور پر بات بات میں قسم کھاتے ہیں۔ اور اکثر اپنی کہی ہوئی بات سے یہ کہکر انکار کردیتے ہیں کہ میں نے نہیں کہی اکثر اپنی بات کو سچ ظاہر کرنے کے لئے جھوٹ حلف اٹھاتے ہیں اور لوگوں کو ان کے اس غلط عمل کا یقین ہوگیا ہے۔ اور سب میں شہرت ہوگئی ہے اس کے علاوہ یہ شخص گورنمنٹی ماسٹر ہے۔ اور بچوں کو پیسے لیکر پاس کرتا رہا ہے اور اپنے ساتھی ماسٹروں کو پیسے دلوا کر بھی بچوں کو پاس کراتا رہا ہے جو قانون کی نگاہ میں رشوت ہے اس شخص نے ان کے چند معزز لوگوں کی موجودگی میں اقبال جرم بھی کیا ہے کہ میں نے روپیہ لیا ہے لیکن میں نے وہ روپیہ دوسرے ماسٹروں کو دیکر بچے کو پاس کرایا ہے اپنے لئے اس روپیہ میں سے کچھ نہیں رکھا ہے لیکن اب پھر اس واقعہ سے بھی انکار ہے اس تصدیق کے بعد بھی کیا اس طرح رشوت لینے یا دلانے والا عام طور پر جھوٹا حلف اٹھانے والا قاضی یا مستقل عیدین یا جامع مسجد کی امامت کی مقدس ذمہ داریوں کے لائق ہے؟

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق و الصواب۔ اس میں شک نہیں کہ جھوٹ بولنے والا جھوٹی قسم کھانے والا جھوٹا حلف اٹھانے والا رشوت لینے دینے والا فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے منیۃ المصلی میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان تقدیمہ کراھۃ تحریم۔ درمختار میں ہے کل صلوۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا ایسے کو امام بنانا گناہ ہے علامہ فرماتے ہیں کہ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ بلکہ دوسری مسجد میں چلا جائے اور ان لوگوں کے نزدیک جمعہ مسجدوں میں جائز نہیں ہوتا۔ وہ بضرورت جمعہ میں اس کی اقتداء جائز کہتے ہیں اگر کسی طرح اسے امامت سے علیحدہ نہ کرسکیں امام علامہ محقق علی الاطلاق صاحب فتح القدیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کہ قول مفتی بہ یہ ٹھہرا کہ جمعہ بھی چند مسجدوں میں ہوجاتا ہے تو نماز جمعہ میں بھی اس کی اقتداء مکروہ ہے۔ کہ دوسری مسجد میں چلا جانا میسر ہے۔ اور یہی حکم عیدین کا بھی ہے کہ جہاں فاسق کے علاوہ صالح امام کے پیچھے نماز جمعہ وعیدین دوسری جگہ میں مل سکتے ہیں وہاں اس کی اقتداء مکروہ ہے ورنہ بضرورت جمعہ وعیدین میں اس کی

اقتداء کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۵ رشوال المکرم ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قصبہ باواں میں کل مسلم آبادی 2 وقریب پانچ ہزار ہے جس میں عید کی نماز پڑھنے والوں کی تعداد ڈھائی ہزار قریب ہے پاس کے دیہات سے آنیوالوں کو ملا کر بھی کسی صورت میں تین ہزار سے زائد نہیں ہے۔ اگر ان میں سے قریب ایک ہزار یا ڈیڑھ ہزار مسلمان مرد نمازی بلا کسی عذر شرعی کے محض ماسٹر حبیب اللہ کے لالچ، ضد مذہبی عہدہ کی بھوک کی بناء پر مسلمانوں میں دو فرقے کرانے اور ان دونوں فرقوں میں آپس میں اس قدر دشمنی ہو جانے پر کسی وقت آپس میں خون خرابہ ہو سکتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس سے کراہیت کرنے لگیں اور پولیس وحکومت کے مجبور کرنے کے باوجود ۲۳/۱۱/۷۱ء، ۲۷/۲/۷۲ء، ۹/۱۱/۷۲ء کو عیدین کی نمازیں اس کے پیچھے نہ پڑھ کر الگ پڑھتے رہے ہوں تو کیا ماسٹر حبیب اللہ یہ کہکر کہ اکثریت میرے ساتھ ہے عیدین کی پیش امامت کی ضد کرنا یہ جانتے ہوئے بھی کہ ایک ڈیڑھ ہزار مسلمان اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے کہاں تک درست ہے؟ اور اگر ان ہزار، پندرہ سو مسلمانوں کے دلوں میں ماسٹر حبیب اللہ کے خلاف اسی طرح کراہیت قائم رہے اور یہ لوگ ماسٹر حبیب اللہ کی پیش امامت میں نماز پڑھ بھی لیں تو کیا اس کراہیت کے ہوتے ہوئے ان لوگوں کی نماز ہو جائے گی؟

الجواب : نماز عید مثل نماز جمعہ ہے نماز پنجگانہ کی طرح نہیں جن میں ہر شخص صالح امامت امامت کر سکتا ہے۔ عیدین اور جمعہ کے لئے شرط ہے کہ امام خود سلطان اسلام ہو یا اس کا نائب یا اس کا ماذون اور یہ نہ ہوں تو امامت عامہ اس شہر کے اعلم علمائے دین کو ہے اور جہاں یہ بھی نہ ہو وہاں بجبوری عام مسلمان جسے مقرر کرلیں بغیر ان صورتوں کے جو شخص نہ خود ایسا امام ہے نہ ایسے امام کا نائب وماذون ومقرر کردہ اس کی امامت ان نمازوں میں اصلاً صحیح نہیں۔ اگر امامت کرے گا نماز باطل ہوگی اور جمعہ کا فرض سر پر رہے گا۔ ان شہروں میں سلطان اسلام موجود نہیں اور تمام ملک کا ایک عالم پر اتفاق دشوار ہے۔ اعلم علمائے بلد یعنی اس شہر کے سنی عالموں میں سب سے زیادہ فقیہ ہو نماز کے مثل مسلمانوں کے دینی کاموں کا امام

عام ہے اور بحکم قرآن عظیم ان پر اس کی طرف رجوع اور اسکے ارشاد پر عمل فرض ہے جمعہ وعیدین وکسوف کی امامت وہ خود کرے یا جسے مناسب جانے مقرر کرے اس کے خلاف پر عوام اگر بطور خود کسی کو امام بنالیں گے صحیح نہ ہوگا۔ کہ عوام کا تقرر بمجبوری اس حالت میں روا رکھا گیا ہاں اگر وہاں امام عام موجود نہ ہو تو عوام کا تقرر درست ہے کہ جسے عام مسلمان امام جمعہ وعیدین مقرر کرلیں وہ امام جمعہ وعیدین ہے اور جو امام جمعہ وعیدین مقرر ہو چکا ہے اس کے پیچھے یہ نمازیں پڑھی جائیں اگر اس مقرر امام کے علاوہ کسی اور کے پیچھے نماز ادا کریں گے نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۶ رشوال المکرم ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عیدگاہ کا انتظام بھی انجمن اسلامیہ کے دستور کے مطابق مقامات مقدسہ کی نگرانی وانتظام انجمن کی ذمہ داری ہے اور انجمن کی نوٹ بک میں یہ تجویز درج ہے کہ عید کی نماز کے لئے دوسرا پیش امام مقرر کیا جائے بڑی بحث کے بعد یہ طے پایا کہ چونکہ ابھی ٹائم بہت کم ہے اسلئے پرسوں آنے والی عید کی نماز وہی صاحب جو پڑھاتے چلے آرہے ہیں پڑھائیں گے اور اس کے بعد دوسرے پیش امام کی تقرری کے لئے انتظام کیا جائے گا۔ ماسٹر حبیب اللہ خود بھی اس میٹنگ میں بحیثیت منیجر شامل تھے اور ان کے دستخط ہیں لیکن موصوف اب انکار کرتے ہیں اور ماسٹر حبیب اللہ کہتے ہیں کہ انجمن صرف تعلیمی ادارہ ہے سماجی ومذہبی معاملات سے اس کا واسطہ وتعلق نہیں ہے کیا ان حالات میں عیدین کی پیش امامت کا انتظام کرنے کا حق انجمن ہی کو حاصل ہے اور ماسٹر حبیب اللہ پیش امام بننے کی ضد کریں تو کیا انجمن ان کو عیدگاہ میں نماز پڑھانے سے روک سکتی ہے؟

الجواب: امامت جمعہ وعیدین کا حق اعلم علمائے بلد کو ہے اور جہاں وہ نہ ہوں وہاں عوام جسے چاہیں امام جمعہ وعیدین مقرر کرلیں وہ امام جمعہ وعیدین ہے تو یہ تقرر عوام مسلمین کا ہے کسی خاص انجمن یا کمیٹی کا نہیں ہے درمختار میں ہے یشترط لصحتها سبعة اشياء الاول المصر وفناء ه والثانی السلطان اومامو ره پھر حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے اذا خلی الزمان من سلطان ذی کفاية والد مور موکلة الی العلماء

یلزم الامة الرجوع الیهم ویصیرون ولاة فاذا اعسر جمعهم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائه فان کثروا فالمتبع اعلمهم فان استوا اقرع بینهم ۔ اور عوام ہی شرعی عذر کی بناء پر معزول کر سکتے ہیں بلا عذر شرعی معزول کرنا جائز نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۶ر شوال المکرم ۱۳۹۲ھ

محترم علمائے اہلسنت السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہر سال ماہ رمضان المبارک میں سحری کے وقت لوگوں کو جگانے کے لئے مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیا جاتا ہے اسمیں دینی مسائل اور نعتیں وغیرہ بھی پڑھی جاتی ہیں نیز وقت بتایا جاتا ہے سحری کے اختتام پر گھنٹی بجائی جاتی ہے جس کی آواز لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ دور تک پہنچتی ہے ۔ ایک روز سحری کے اختتام کے وقت گھنٹی بجانے کے لئے زید ہتھوڑا تلاش کر رہا تھا لیکن وہ نہیں ملا اسی بیچ میں خالد نے ٹائم الارم گھڑی میں لگا کر گھنٹی بجائی اور اس کو مائک کے منہ پر لگا دیا الارم ختم ہونے پر پھر خالد نے دوبارہ الارم بھرا زید کو ابھی تک ہتھوڑا نہیں ملا تھا مگر ایک سریا مل گئی خالد نے گھڑی کو پھر مائک پر لگانا چاہا لیکن زید نے کہا کہ اگر اب تم نے ایسا کیا تو میں گھڑی کو توڑ دوں گا خالد نے گھڑی ممبر پر رکھدی زید نے لوہے کی سریا سے گھنٹی بجائی اور پھر وہی سریا زور سے گھڑی پر ماری گھڑی زمین پر گر گئی اٹھا کر دیکھا تو اس کا شیشہ ٹوٹ چکا تھا گھڑی مسجد کی تھی خالد نے کہا کہ اگر آپ کو غصہ آیا تھا تو مسجد کی گھڑی نہیں توڑنا چاہیے تھی اگر اپنے غصے کا اظہار مقصود تھا تو اپنی ذاتی گھڑی توڑ دی ہوتی جب کہ یہ بھی بیجا ہے کیونکہ اسراف ہے پھر مسجد کی گھڑی توڑنا کہاں تک مناسب تھا یا اس لئے توڑی کہ آپ کے پاس جلسے کا چندہ اکٹھا ہو رہا ہے اس میں سے گھڑی کی مرمت کرا لوگے خالد نے یہ بھی کہا کہ شاید آپ اپنے غصے سے مرعوب کرنا چاہتے ہیں یہ چھوٹے بچے مرعوب ہو جائیں مجھ پر آپ کے غصے کا کوئی اثر نہیں ہوگا ۔ اس کے بعد زید نے خالد سے کلام کرنا سلام کا جواب دینا بند کر دیا لوگوں نے خالد سے کہا کہ تم زید سے کیوں بولتے ہو جب کہ وہ نہیں بولتا ہے خالد نے کہا میں مسلمان سے غصہ رکھنا

نہیں چاہتا شریعت میں تین دن سے زیادہ غصہ کرنے کا حکم نہیں ہے مگر میں ان تین دن میں ضرور سلام وکلام کروں گا پاس جا کر بھی بیٹھوں گا زید اپنے برتاؤ کے لئے ذمہ دار ہے۔ خالد تین دن تک اسی طرح پاس جا کر پیش آتا رہا چوتھے روز بھی اسی طرح پیش آیا مگر زید کا رویہ نہ تبدیل ہوا تو خالد نے زید کے پاس جانا بند کر دیا اور کلام بھی بند کر دیا مگر سلام ابھی کرتا ہے جس کا جواب نہیں ملتا اور خالد ابھی تک زید کی اقتداء میں نماز ادا کرتا ہے لیکن زید کے رویہ میں اب بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے گھڑی کا شیشہ بھی ابھی تک ٹوٹا ہوا ہے علمائے اہلسنت سے التماس ہے کہ زید اور خالد پر جو حکم شرع عائد ہوتا ہو اس سے مطلع فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ فقط والسلام مستفتی صابر حسین محلہ سیف سرائے سنبھل ضلع مرادآباد یوپی

الجواب: اس صورت میں زید غلطی پر ہے اسے خالد کے سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ اس نے اب تک جواب نہیں دیا وہ گنہ گار ہے تین دن سے زیادہ ہجران مسلم ناجائز وگناہ ہے وہ یوں بھی گنہ گار ہے اگر وہ ان باتوں سے تائب نہ ہو اور خالد سے میل جول نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے خالد پر الزام نہیں ہے زید پر گھڑی کے شیشے کو ٹھیک کرانا ضروری ہے بلا وجہ مسجد کا نقصان کیا گنہ گار ہوا توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۲ رشوال المکرم ۱۳۹۲ھ

سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان علم (دین) کو سیکھ کر دوسرے مسلمان بھائی کو سکھائے۔

(ابن ماجہ)

کتاب الامامۃ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک خاندانی قاضی یا امام عید الفطر کی نماز ایک روز اپنے قصبہ میں اور دوسرے روز دوسرے قصبہ میں پڑھائے اور صوم وصلوٰۃ کا پابند نہ ہو۔ایسے امام کے پیچھے نماز ادا ہوگی یا نہیں،ایسے اماموں کے لئے شریعت عظمیٰ کا کیا حکم ہے

(۲) صاحب نصاب قاضی یا امام کو صدقۂ فطر دینا جائز ہے یا نہیں اور وہ صدقۂ فطر لے سکتا ہے یا نہیں نیز دینے والے کا صدقۂ فطر وچرم قربانی ادا ہوئی یا نہیں۔ برائے مہربانی از روئے شریعت مطلع فرمادیں۔

محمد محب صاحب محلہ بھکری ضلع ناگور راجستھان مورخہ ۷رذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

الجواب: جو ایک جگہ عید کی نماز ایک مرتبہ پڑھا چکا وہ اس دن دوسری جگہ عید کی نماز نہیں پڑھا سکتا نہ اس کے بعد دوسرے دن۔دوسرے دن نماز پڑھائی تو مقتدیوں کی نماز نہ ہوئی۔ہاں اگر پہلے دن عید کی نماز صحیح نہ ہوئی ہو مثلاً رویت ہلال کا ثبوت نہ ہوا ہو تو بے تحقیق پہلے دن نماز پڑھائی ہو پھر تحقیق کے بعد دوسرے دن پڑھائی تو دوسرے دن جنھوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی ان کی ہوگئی۔اور جنھوں نے پہلے دن پڑھی ان کی نہ ہوئی۔اور جو صوم وصلوٰۃ کا پابند نہ ہو اس کو امام بنانا گناہ ہے۔اور اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا لوٹانا واجب ہے۔لیکن عیدین کی نمازوں کا اعادہ نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) صاحب نصاب کو صدقۂ فطر دینا ناجائز اور گناہ۔اور صاحب نصاب صدقۂ فطر لینے والا گنہ گار ہے دینے والے کا صدقۂ فطر ادا نہ ہوا۔چرم قربانی بعینہٖ صاحب نصاب کو دے سکتے ہیں۔اور اس کی قیمت بھی۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۵رذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

مسئولہ محمد منظور ابوحسن ومحمد حسن الظفر بدست مولانا محمد طاہر صاحب حتعلم مدرسہ ھذا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) زید شخص شادی شدہ ہے۔زید کی سالی نابالغہ کمسن مسماۃ ہندہ زید کے گھر اپنی بہن کے ساتھ مہمانی میں کچھ مہینہ سے آئی ہوئی تھی۔اور زید اپنی بیوی کے ساتھ جس مکان میں رہتا تھا اسی مکان میں ہندہ بھی رہا کرتی تھی۔ایک رات کا واقعہ ہے کہ ہندہ تندرست صحیح وسالم معمول کے مطابق سورہی تھی صبح اٹھتے ہی یہ پایا گیا کہ ہندہ کی اندام نہانی سے بے تحاشہ خون جاری ہے بلکہ ہندہ پر ایک طرح کی غشی بھی طاری تھی یعنی کافی بیمار ہوگئی الغرض بعد علاج کے چند دنوں میں صحت یاب ہوگئی۔اسی دن یہ بات پھیل گئی کہ زید نے ہندہ سے زنا بالجبر کیا ہے۔پڑوس کے مرد وعورت سبھی لوگوں میں چون وچرا ہونے لگی رفتہ رفتہ یہ خبر دور دراز تک پہونچ گئی بعد ازاں کم وبیش ۲۲/۲۰ روز گزرنے پر زید پر پنچایت بیٹھی،زید اپنے کمال بے حیائی وحکمت عملی سے جن لوگوں سے یہ بات ثبوت کو پہونچ سکتی تھی اپنا ہم خیال وہم رکاب بنالیا اس لئے پنچایت میں مذکورہ بالا واقعہ کا ثبوت نہ ہوسکا ایسی حالت میں زید مجرم رہا یا نہیں؟

(۲) مذکورہ دفعہ نمبر ا کا وقوع کہ کچھ دن بعد کچھ لوگ اس واقعہ کو نظر انداز اور فراموش کر گئے۔اور کچھ لوگوں کے ذہن نشین اب تک ہے اور زید سے اسی بناء پر منحرف ہیں زید امام مسجد ہے۔اب تک امامت کرتا ہے۔زید کا امامت کرنا اور لوگوں کا اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) زید نے بر بنائے پنچایت مذکورہ دفعہ نمبر ۱ کا ایک پمفلیٹ شائع کیا جس میں اپنے مخالفین کو باطل پرست کہکر مخاطب کیا اور اپنے جرم سے برأت کی آواز بلند کی۔زید کا یہ باطل پرست کہ کر مخاطب کرنا زید ومخالفین کے حق میں شریعت کا کیا حکم ہے۔

(۴) زید کو جامع مسجد میں ایسا اقتدار حاصل ہے کہ خواہ وہ خود امامت کرے یا کسی دوسرے سے امامت کرائے لوگ اب تک جمعہ کی نماز دوسری تیسری مسجد میں ادا کر رہے ہیں۔مبادا اگر زید امامت سے باز نہ آوے تو دوسری جماعت علیحدہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب : زنا کا ثبوت اقرار سے ہوگا۔یا چار مرد عادل ثقہ قابل قبول شرع کی شرعی شہادتوں سے۔صورت مسئولہ میں جب زنا کا ثبوت شرعی نہیں ہے تو زید کی امامت درست ہے۔قصداً زید کی جماعت کو ترک کرنا اور دوسری جماعت قائم کرنا

جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

یکم محرم ۱۳۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد کا امام ہے اس کو تقریبا بیس بائیس یوم قبل ملازمت سے سبکدوش ہونے کی اطلاع کردی گئی ہے۔ کیا اس کو ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی دی جاسکتی ہے۔ اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے۔

الجواب : ملازمت سے جدا ہونے کے بعد تنخواہ کا حق نہیں پہنچتا۔ ملازمت کے ایام کی تنخواہ کا حق پہنچتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۰ صفر ۱۳۸۷ھ

مسئولہ: عتیق احمد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید تحصیل میں کام کرتا ہے کام اس طرح کرتا ہے کہ ایک قانون گو صاحب کے جتنے سرکاری کام ہیں وہ سب زید کرتا ہے قانون گو صاحب اس کے عوض میں تنخواہ ماہ بماہ نہ دیکر جو رشوت لیتے ہیں اس میں کبھی ایک ½ بٹا چھ اور کبھی اس سے کم دیتے ہیں۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہفتوں مہینوں روپیہ نہیں دیتے اور زید کام بخوبی انجام دیتا ہے اب دریافت طلب یہ ہیکہ

(۱) زید کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں۔

(۲) زید پر توبہ کا کفارہ عائد ہوتا ہے یا نہیں۔

(۳) زید اس نوکری کو کرسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب : اگر زید مفت کام کرتا ہے اور قانون گو صاحب اس کے کام سے خوش ہو کر کچھ اس کو دیتے ہیں مگر اجرت نہیں

بلکہ احسان کا بدلہ احسان یعنی زید اور قانون گو کے درمیان یہ طے نہیں ہوا ہے کہ کام کرنے کا عوض کچھ دینا ہے تو یہ صورت اجارہ کی نہیں اب رہی یہ بات کہ قانون گو صاحب رشوت کا ایک بٹہ چھ حصہ زید کو دیتے ہیں یہ کیسے اور کس طرح معلوم ہوا اگر فی الواقع قانون گو صاحب حرام کی کمائی کا روپیہ زید کو دیتے ہیں اور زید اس کو یہ جانتے ہوئے لے لیتا ہے کہ یہ رقم حرام کمائی کی ہے تو اس صورت میں زید پر الزام ہے اور ثابت ہوجانے پر اس کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت ہوگی اور اگر دونوں کے درمیان یہ طے ہوگیا ہے کہ رشوت کا ایک بٹہ چھ زید کو دیا جائے گا تو اس صورت میں بھی الزام ثابت ہونے پر اس کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت ہوگی۔ الزام ثابت ہونے کی صورت میں اگر زید توبہ کرلے تو الزام سے بری ہوجائے گا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت نہیں رہے گی۔ زید اگر نوکری کرنا چاہتا ہے تو اپنی تنخواہ ماہانہ طے کرلے اور کام کرے اور رشوت کا مال نہ لے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۷/ربیع الاول ۷ ۱۳۸ھ

مسئولہ: نورالحق

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بعد نماز جمعہ عمرؔ کے پاس آیا اور ساڑھے پانچ بجے تک عمرؔ کے پاس بیٹھا رہا جاتے وقت زید نے عمرؔ سے کہا کہ آپ مجھے دستانہ دیدیں مگر عمر نے زید کو دستانہ دینے سے انکار کیا مگر زید نے وعدہ کیا کہ بعد نماز عشاء میں آپ کو دستانہ ضرور بالضرور دینے آؤں گا۔ لہذا ساڑھے نو بجے رات کو عمر کے پاس آیا اور ساڑھے دس بجے تک گانا سنتا رہا وہ گانا ہوٹل میں ریڈیو سے ہو رہا تھا بعدہ زید نے عمر سے کہا کہ گذشتہ رات سے میں تین بجے سے نہیں سویا ہوں لہذا میں سو جاتا ہوں اور چار بجے آپ مجھے اٹھا دیں لیکن اس درمیان زید نے عمرؔ سے کہا کہ آپ اپنی دستی گھڑی مجھے دیکھنے کے لئے دیں عمرؔ نے اپنی گھڑی زید کو دیدی اور گھڑی دیکھ کر زید کہنے لگا کہ میں بھی ایسی ہی گھڑی خرید دوں گا پھر اسی طرح اپنے ہاتھ میں زید نے عمر کی گھڑی باندھ لی اور باندھ کر سو گیا اور سوتے وقت زید اپنی قمیص و پائجامہ اتار دیا اور تہبند پہن کر سو گیا اور عمرؔ بھی کمرے سے باہر آکر صحن میں سو گیا تھوڑی دیر کے بعد زید اٹھا اور اندھیرے میں زید

نے عمرؔ کا پائجامہ پہن لیا۔ اور عمروؔ سے کہکر چل دیا لیکن عمرؔ کو اپنی دستی گھڑی کی یاد نہ رہی زید کے جانے کے بعد عمرؔ کو یاد آیا کہ میں نے زید سے گھڑی نہیں لی ہے۔ تو عمرو رات ہی کو زید کے پاس پہنچا قریب رات کے ساڑھے گیارہ بجے زید کے کمرے میں پہونچا جب عمرؔ نے زید سے کہا کہ آپ گھڑی دیکر کیوں نہیں آئے تو زید نے صاف انکار کیا کہ میں گھڑی نہیں لایا ہوں عمرؔ نے کہا کہ آپ اپنا الٹا ہاتھ مجھے دکھایئے عمرؔ نے زید کے ہاتھ میں گھڑی دیکھی اور دیکھنے کے بعد عمرؔ نے کہا کہ آپ مجھے گھڑی دیدیں لیکن زید نے عمرؔ سے کہا کہ اگر اس وقت گھڑی طلب کروگے تو میں شوروغل مچاؤں گا کہ یہ چور ہے چور ہے عمرؔ نے دل میں سوچا کہ یہ بات ٹھیک ہے زید شوروغل مچادے تو عمرؔ ڈر کر اپنے کمرے میں واپس آگیا صبح ہونے کے بعد عمرؔ اپنے تین ساتھی کو لیکر زید کے یہاں گیا اور زید سے گھڑی مانگی تو زید نے کہا کہ میں گھڑی نہیں دوں گا کیوں کہ عمرؔ نے میرے ساتھ برا فعل کیا ہے۔ عمرؔ سے معلوم کیا گیا تو عمرؔ انکار پر انکار کرتا رہا اور قسم کھانے پر تیار ہوگیا لیکن زید نے گھڑی دینے سے انکار کیا۔ اور زید نے یہ بھی کہا کہ اس فعل کا ثبوت میرا پائجامہ ہے عمرو کے ساتھی نے ہر چند سمجھایا کہ گھڑی دیدو پھر جو تم چاہو گے ہم لوگ سزا دیں گے لیکن زید نے کسی کی بات نہ مانی آخر عمرؔ کے ساتھی مدرسہ چل دیئے اور اس کے بعد عمرؔ بھی مدرسہ چل دیا اور عمرؔ کا ایک ساتھی زید کے کمرے میں بیٹھا رہا اس کے بعد وہ ساتھی بھی مدرسہ چل دیا تھوڑی دیر کے بعد زید مدرسہ میں آکر کہنے لگا کہ تمہیں تینوں میں سے گھڑی لے آئے ہو اس کے بعد قریب نو بجے عمرؔ کے کمرہ میں آکر پائجامہ کا جائزہ لیا گیا لیکن اس میں کوئی نشانی نہ ملی جب محلہ کے آدمی نے عمرؔ سے معلوم کیا کہ تم نے ایسا کام کیا ہے یا نہیں تو عمرؔ نے جواب دیا کہ میں ہر گز ہر گز ایسا کام نہیں کیا ہوں۔ یہ تہمت صرف گھڑی کے واسطے مجھ پر لگایا ہے۔ لہذا محلے کے آدمی بھی موجود تھے اور زید کو جھٹلایا کہ تمہاری بات سب کی سب غلط ہے پھر عصر کے بعد اس کو بلا کر لائے اس وقت اس نے اپنی باتیں بدل دیں اس پر صبح جو آدمی موجود تھے وہ لوگ کہنے لگے تم جھوٹ بولتے ہو اور جھوٹے ہو اور باقی اور آدمیوں نے بھی اسے جھوٹ ثابت کیا۔ لہذا اس کے متعلق علمائے دین کا کیا حکم ہے۔ کیا عمرؔ ان باتوں کے باوجود امامت کے قابل رہا یا نہ رہا۔

الجواب: زید نے عمرؔ پر الزام رکھا عمرؔ اس الزام کا منکر ہے ثبوت شرعی نہیں ہے کہ عمرؔ پر الزام ثابت ہو ایسی صورت میں عمرؔ کی امامت بلاشبہ جائز و درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

مسئولہ: محمد حسین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں زید ایک میلاد خواں کے پاس جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ چلئے آپ میلاد شریف پڑھ دیجئے اس پر میں نے ان سے کہا کہ ہمیں وقت کا نذرانہ پانچ روپیہ دلوانا ہوگا زید نے میلاد خوانوں سے کہا کہ میں پانچ روپے دلوادوں گا لہذا میلاد خواں صاحبان میلاد پڑھنے گئے میلاد شریف ختم ہونے کے بعد اس نے میلاد خواں کو دو روپے دیئے اور کہا کہ یہی صاحب خانہ نے دیا ہے لہذا اس پر میلاد خواں کو اس کی بات پر یقین نہ ہوا اس پر تحقیق کی گئی تو صاحب خانہ نے کہا کہ ہم نے دس روپے زید کو دیئے ہیں اس پر میلاد خوانوں نے زید سے کہا کہ آپ کو صاحب خانہ نے دس روپیہ دیئے ہیں اس پر بھی زید جھوٹ بولا اور پھر کہا کہ مجھے سات روپے دیئے ہیں تب میلاد خوانوں نے کہا کہ لاؤ ہمارے پیسے دو۔ تو اس پر زید بولا کہ وہ تو مجھے دیئے ہیں میلاد خوانوں کو نہیں دیئے اور زید لڑنے پر آمادہ ہو گیا اور ہم کو مجبوراً وہاں سے واپس آنا پڑا (نوٹ) زید مسجد میں امامت کرتا ہے اور یہ شخص عام طور پر ایسا ہی کرتا ہے اور زید میلاد خوانوں کو اپنی معرفت پڑھوانے لے گیا تھا لہذا اس کا مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: جھوٹ اور خیانت کبیرہ گناہ ہے اور ان کا مرتکب فاسق معلن ہے ایسے آدمی کو امامت سے معزول کرنا واجب ہے اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے اس کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

مسئولہ: عبدالعزیز

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ جس شخص کو ایک سو تمیں فرض نہیں معلوم ہے کیا اس کی اذان اور

امامت درست نہیں ہے۔وہ مسلمان نہیں اسلام کے دائرے سے خارج ہے۔

(۲) زید کہتا ہے کہ جو شخص حروف کے مخارج ادا نہیں کرتا اور قاف کو کاف اور خ کو کھ قاف کو خ ادا کرے اور ط کو ت ادا کرے اس کی بھی امامت درست نہیں۔

(۳) زید کہتا ہے کہ جو شخص داڑھی کترواکر ایک مشت سے کم رکھتا ہو وہ شخص مؤذنی اور امامت نہیں کرسکتا۔لہذا مفصل جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: زیدلاشئی اور مبطل ہے توبہ کرے اور تجدید ایمان کرے اور بیوی رکھنا چاہے تو تجدید نکاح کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) زید کا یہ قول درست ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) داڑھی کترواکر ایک مشت سے کم کرادیا کرانے والا فاسق معلن ہے۔فاسق معلن کو موذن نہ بنایا جائے نہ فاسق معلن کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے ۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

مسئولہ: شیر محمد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے موضع میں چند لوگوں نے مل کر ایک پارٹی بنالی ہے جس میں ایک ایسے شخص کو امام رکھا ہے جس کی داڑھی شریعت کے خلاف ہے دوسرے اس نے اپنی دختر کا نکاح (دوسرے شخص کے ساتھ بغیر پہلے شوہر سے طلاق لئے ہوئے جس کے نکاح میں تھی) کردیا ہے وہ لڑکی دوسرے شوہر کے یہاں برابر رہ رہی ہے ایسی صورت میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ازروئے شرع ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب: ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا منع ہے ایسے آدمی کو امام بنانا گناہ ہے ایسے امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

یکم ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں پچھلے ماہ عید کے دن ایک عورت نے ایک مسجد میں عورتوں کی امام بن کر نماز عید باجماعت پڑھائی بعد نماز ہر عورت سے دس دس پیسے وصول کئے۔ کیا اس عورت کا یہ عمل درست ہے۔ عورتوں کا باجماعت ایک عورت امام کے پیچھے نماز عید پڑھنا جائز ہے؟ برائے کرم شرعی وفقہی جواب سے نوازیں۔

نیاز مند شبیر احمد قریشی

الجواب: بعون الملک الوہاب عورتوں پر جمعہ وعیدین کی نماز فرض نہیں ہے اوران نمازوں کے لئے عیدگاہ یا مسجد جانے کی اجازت نہیں ہے درمختار میں ہے ویکرہ حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد ووعظ مطلقا ولو عجوزا ليلا على المذهب المفتىٰ به لفساد الزمان اور عورت کو مطلقا امام ہونا مکروہ تحریمی ہے فرائض ہوں یا نوافل اسی میں ہے ویکرہ تحریما جماعة النساء ولو فی التراويح فی غير صلاة جنازة اور جب امامت مکروہ ہے تو اس کی اجرت بھی درست نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۲ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید بکر کو برا بھلا کہتا ہے یہاں تک کہتا ہے کہ بکر جیسے تو ہماری جوتیوں سے پیدا ہوئے اور سڑی سڑی گالیاں بھی دیتا ہے حالانکہ بکر ایک ادارے کا مدرس ہے اور وہ سنی بھی ہے اب رہا باعمل اور بے عمل تو بکر کی کچھ عادتیں ایسی ہیں کہ جس کی بنا پر اس کو باعمل نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن پھر بھی ایک عالم دین ہے اب زید جو بکر کی شان میں یہ کلمے استعمال کرتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو زید کے اوپر کیا لازم ہے اور اس کی شہادت

قابل قبول ہے کہ نہیں فقط والسلام محمد عالم اعلیٰ پوری بہار

الجواب: گالی دینا سخت گناہ ہے اور پیٹھ پیچھے کسی کو برا کہنا غیبت ہے جب کہ جس کی برائی کرتا ہو اس کا فسق وفجور عام نہ ہو اس صورت میں زید پر لازم ہے کہ گالی بکنے اور غیر فاسق معلن کی برائی اس کے پیچھے کرنے سے احتراز کرے اور توبہ استغفار کرے اور اگر وہ شخص بکر اعلانیہ برا کام کرتا ہے۔ اور اس کو اسکی پرواہ نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے اس کی برائی کرنا غیبت ہے اگر زید کم از کم فاسق معلن ہے تو شرعاً اس کی گواہی قبول نہیں جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ ریاض احمد سیوانی غفرلہ القوی

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۹رذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ یہ خط میں آپ کو لوساری شاہ شریف میاں کے مزار اور عرس سے لکھ رہا ہوں آپ کے یہاں تعلیم حاصل کیے ہوئے دو شخص جو بہاری ہیں ہمارے موضع رمپورہ اور موضع ستارگنج کی مسجد میں پیش امام ہیں۔ کسی بھی عرس میں شرکت نہیں کرتے اور لوساری شریف میاں کے مزار پر بھی یہ دونوں پیش امام شرکت نہیں کرتے لہذا آنجناب سے خدا ورسول کا واسطہ دیتے ہوئے درخواست ہے اور اوپر دیئے دونوں بہاری پیش اماموں کے لئے آپ کا کیا فتوئی ہے ان دونوں اماموں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ جواب کا میں اور میرے ساتھی انتظار کریں گے۔

آپ کا ڈاکٹر رفعت علی خاں گاندھی قصبہ ستارگنج ضلع نینی تال

الجواب: صرف بزرگوں کے عرس شریف میں شریک نہ ہونا مانع امامت نہیں۔ کہ یہ کوئی ایسا فعل نہیں کہ جس سے امامت میں خرابی پیدا کرے ہوسکتا ہے کہ ان کو فرصت نہ ملتی ہو یا تو کوئی وجہ شرعی مانع ہو مثلاً عرس میں لوگ قوالی مع مزامیر کراتے ہوں یا ناچ گانا وغیرہ ہوتا ہو یا عورتوں کا ازدحام ہوتا ہو وغیرہ وغیرہ۔ اگر ان وجوہ کی بنا پر وہ شرکت نہ کرتے ہوں تو ان پر کوئی الزام نہیں بلکہ جو لوگ قوالی وغیرہ سننے کے لئے شریک ہوتے ہوں اور سنتے اور داد دیتے ہوں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ کہ وہ فاسق معلن ہیں اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ کہ پڑھنی گناہ اور

پڑھ لی تو لوٹانا واجب بلکہ ایسے کو امام بنانا ہی گناہ ہے جو قوالی مع مزامیر سنے غنیہ میں ہے لو قدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراهة تقدیمه کراهة التحریم درمختار میں ہے کل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها لہٰذا ان اماموں پر محض اس بناء پر اعتراض نادرست ہے۔ اس سے احتراز لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ ریاض احمد سیوانی غفرلہ القوی

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۵ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں جو شخص حافظ ہو اور سلام و قیام میں اور بزرگوں کی قبر پر چادر چڑھانے سے اختلاف رکھتا ہو، لوگوں کو منع کرتا ہو اس کے پیچھے تراویح اور بقیہ نمازیں پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: اگر وہ وہابی ہے جب تو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی اور اگر وہابی نہیں ہے تو اس کو سمجھائیں اور بتائیں کہ یہ امور جائز و مستحسن ہیں انہیں منع نہ کرو اگر نہ مانے تو اسکے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۶ ذی قعدہ ۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد میں امامت کی جگہ خالی ہوئی مسجد کے دستور العمل میں یہ درج ہے کہ امامت کے فرائض وہی ادا کرے جو حافظ بھی ہو۔ ایک صاحب تشریف لائے اور اپنے آپ کو حافظ بتلایا۔ ٹرسٹیان نے ان کا تقرر بطور امامت منظور کر لیا۔ تقریباً پندرہ بیس یوم گزرے کہ مصلیان نے یہ شکایت گوش گزار کی کہ امام حافظ نہیں۔ جس کی وجہ یہ بتلائی گئی کہ اتنے عرصے میں مذکورہ امام نے کلھم دس سورتوں کا ہی ورد نماز میں کیا۔ ٹرسٹیان نے امام سے شکایت کے متعلق دریافت کیا۔ امام نے دوبارہ اس بات کا اقرار کیا کہ وہ حافظ ہی ہے۔ اسی طرح کچھ روز گزرے امام صاحب اپنے آپ کو حافظ بتلاتے رہے اور شکایتیں آتی رہیں۔ ماہ رمضان المبارک سے ہفتہ قبل ٹرسٹیان مسجد کو کچھ مستند شہادتیں موصول ہوئیں انہوں نے پھر امام سے رجوع کیا اور سختی سے باز پرس کی تب امام نے یہ کہا کہ میں نے قرآن حفظ

کیا تھا کہیں کہیں سے بھول گیا ہوں ٹرسٹیان نے اسے معطل کر دیا۔ محلہ کے چند سر برآوردہ اور بارسوخ حضرات نے ٹرسٹ بورڈ سے یہ اپیل کی کہ امام کی خطاؤں کو درگزر کر کے انہیں امامت سے برطرف کرنے کے بجائے ایک سال کا موقع دیا جائے تا کہ وہ اپنا حافظہ درست کرلیں اور اس طرح انہیں امامت پر برقرار کر دیا گیا۔

کیا ایسے جھوٹے امام کے پیچھے جس نے ایک نہیں بلکہ متعدد بار جھوٹ کہا ہو نماز درست ہوگی یا نہیں شرعی فیصلہ سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: جھوٹ بولنا اگر ثابت ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ جس کا لوٹانا واجب ہے۔ ہاں توبہ کرلے تو اسکے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۶ / ذی قعدہ ۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جماعت کثیر میں لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ نماز ہوگی یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ نماز ہوگی، خالد کہتا ہے کہ نماز بالکل نہیں ہوگی اب زید شریعت سے فیصلہ پوچھتا ہے۔

الجواب: جو لاؤڈ اسپیکر خود آواز کھینچ لیتا ہے۔ عمل کثیر کی حاجت نہیں ہوتی ہے اس کے ذریعہ امام کی آواز سنکر رکوع و سجود کرنے والے کی نماز ہو جاتی ہے۔ لیکن علمائے اعلام کی ایک جماعت نماز فاسد ہونے کا فتویٰ دیتی ہے۔ اسلئے لاؤڈ اسپیکر نماز میں لگانے سے احتراز ہی کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۴ / ذی الحجہ ۸۷ھ

عالمِ اسلام کی ہر بزم پر
اعلیٰ حضرت آپ کا فیضان ہے
(ظہور نوری)

باب الجمعہ والعیدین

مسئولہ محمد یعقوب نوری پورنوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ زید مولوی کامل ہیں اور جمعہ بھی پڑھاتے ہیں مگر خطبہ اولیٰ پڑھتے وقت درمیان میں کچھ تھوڑی دیر سمجھانے کے لئے کہ یہ لوگ عربی سے واقف نہیں ہیں تقریر کردیتے ہیں تو اب دریافت طلب یہ ہے کہ خطبہ اولیٰ ہو یا ثانی درمیان خطبہ میں بطور سمجھانے کے تقریر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو کیوں جاہل بیچارے کیسے سمجھیں گے اگر ان صورتوں میں جائز نہیں تو زید پر بحکم شرع کیا حکم صادر ہوں گے۔ خلاصہ جواب بحوالۂ کتب بہت جلد عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

الجواب: خطبہ جمعہ خالص عربی زبان میں ماثور ہے اس لئے عربی زبان کے علاوہ دوسری زبان کا خلط سنت متوارثہ کے خلاف اور مکروہ ہے۔ مزید تفصیل اور دلیل پر اطلاع منظور ہو تو فتاویٰ رضویہ جلد سوم مطالعہ فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

۵/محرم ۱۳۸۴ھ

مسئولہ چھٹن میاں ذخیرہ بریلی

جناب مفتی اعظم السلام علیکم بعد سلام کے عرض ہے ملیر کوٹل میں سب مولوی دیوبندی ہیں۔ اور وہ لوگ اول چار سنتیں نہیں پڑھتے ہیں جمعہ کی نماز میں ہم آٹھ اشخاص سنت جماعتی ہیں۔ تو برائے مہربانی آپ اس پر یہ تحریر کریں کہ ان لوگوں کے ساتھ اور ان نیچری، دیوبندی مولوی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں جیسا کچھ بھی ہو صاف صاف تحریر کریں اور ہم آٹھ شخصوں میں کوئی اس قابل نہیں ہے کہ پیش امامی کر سکے۔ وہ لوگ ہم سے اپنے پیچھے نماز پڑھنے کیلئے کہتے ہیں۔ جمعہ کی نماز ملیر پنجاب میں بہت بھاری ہوتی ہے جیسے عید کی نماز ہوتی ہے۔ دہلی سے مولوی جاتے ہیں وہ بھی بہت کوشش کرتے ہیں۔ برائے مہربانی ہر بات صاف صاف تحریر فرمادیں۔ جو کہ ہم پنجاب میں صاف صاف دکھا سکیں وہاں کے

کچھ لوگ ننگے سر بھی نماز پڑھتے ہیں۔ نماز پڑھتے وقت کوئی شخص آگے سے نکل جائے تو وہ لوگ کوئی اعتراض نہیں کرتے۔

الجواب : جمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعت نماز سنت موکدہ ہے جیسے ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت سنت موکدہ ہے درمختار میں ہے وسن موکدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة واربع بعد ها بتسليمة فلوبتسليمتين لو ثبت عن السنة کبریٰ میں ہے والسنة قبل الجمعة اربع وبعد ها اربع بے عذر شرعی نمازی کے سامنے سے گزرنا گناہ ہے اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے والا اگر یہ جان لے کہ اس میں کتنا بھاری گناہ ہے تو چالیس سال تک رکارہے اور نمازی کے سامنے سے نہ گزرے۔ دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کے سبب کافر مرتد ہیں ان کو امام بنانا گناہ ہے ان کے پیچھے کوئی نماز نہیں ہوتی واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

۱۴ محرم ۱۳۸۴ھ

مسئولہ امام الدین محلہ ساہوکارہ کشن گنج پورنیہ بہار

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے دیار میں کچھ علماء جاکر جاہلوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ گاؤں میں جمعہ جائز نہیں ہے اگر پڑھے تو گنہ گار ہوگا کیونکہ جمعہ جبکہ جائز نہیں تو اس سے فریضہ ظہر ساقط نہ ہوگا اور ان مذکورہ علماء نے بہت سی جگہ نماز جمعہ بند کرادی اور عیدین ؂ سے بھی روکتے ہیں۔ نہ خود پڑھتے ہیں اور نہ پڑھنے دیتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ جو لوگ گاؤں میں جمعہ یا عیدین کی نماز پڑھتے ہیں وہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ کافر ہیں ایسے علماء کیلئے کیا حکم ہے؟ جو مومنین نمازی کو کافر کہتے ہیں۔

الجواب : سائل جہل مرکب میں مبتلا ہے کہ وہ گاؤں میں نماز جمعہ کو جائز وثواب اور فرض اعتقاد کرتا ہے اور حق مسئلہ بتانے والے علماء کی شان میں یہ کہتا ہے کہ ''جاہلوں کو دھوکہ دیتے ہیں'' سائل اگر بہار شریعت اور فتاویٰ رضویہ ہی کا مطالعہ کرتا تو جہل مرکب کے تلاطم سے نجات پاتا اور ہرگز ہرگز گاؤں میں نماز جمعہ نہ جائز سمجھتا نہ فرض اور نہ ثواب کا اعتقاد کرتا۔ چند کتابوں کی عبارتیں نقل کی جاتی ہیں جنہیں دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ سائل جہل مرکب کے تلاطم سے نجات پائے گا۔

بہار شریعت میں ہے "جمعہ شہر میں پڑھا جائے یا قصبہ میں یا ان کی فنا میں اور گاؤں میں جائز نہیں نیز بہار شریعت میں ہے "مکروہ تحریمی ہے فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۷۰۳ رمیں ہے "جمعہ وعیدین کہ نہ فقط ماموربہ بلکہ خود جائز اور صحیح ہونے کے لئے بھی باجماع ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم مصر شرط ہے۔

گاؤں میں جمعہ وعیدین نہ صحیح نہ جائز بلکہ گناہ ہیں نیز فتاویٰ رضویہ ص ۷۰۹ رمیں ہے اور جو شہر ہے نہ فنائے شہر اس میں جمعہ پڑھنا حرام ہے اور نہ صرف حرام بلکہ باطل کہ فرض ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ نیز فتاویٰ رضویہ ص ۷۱۰ رمیں ہے مذہب حنفی میں فرضیت جمعہ وصحت جمعہ وجواز جمعہ سب کے لئے مصر شرط ہے۔ دیہات میں نہ جمعہ فرض ہے نہ وہاں اس کی ادا جائز وصحیح اگر پڑھیں گے ایک نفل نماز ہوگی کہ یہ خلاف شرع جماعت سے پڑھی ظہر کا فرض سر سے نہ اترے گا۔ پڑھنے والے متعدد گناہوں کے مرتکب ہوں گے۔ نیز فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۷۱۶ رمیں ہے دیہات میں جمعہ ناجائز ہے اگر پڑھیں گے گنہگار ہوں گے اور ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ قدوری میں ہے لاتجوز فی القریٰ ہدایہ میں ہے لاتجوز فی القریٰ بقوله علیه الصلوٰة والسلام لاجمعة ولاتشریق ولافطر ولااضحی الا فی مصر جامع صغیری میں ہے فلاتصح فی القریٰ کبیری میں ہے فلاتجوز فی القریٰ وقایہ میں ہے شرط لادائها المصر وفناؤه تفسیرات احمدیہ میں ہے یشترط بصحة ادائها ستة اخری المصر اوفناوه (الی) ولایصح بدونها ، درمختار میں ہے لاصلوة العید فی القریٰ تکره تحریما ، حواشی حلبیہ پھر ردالمحتار میں ہے ومثله الجمعة اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ ص ۷۱۶ رمیں تحریر فرماتے ہیں اقول فالجمعة اولیٰ فیهامع ذالک اما ترک الظهر وهو فرض او ترک جماعة وهی واجبة ثم الصلوة فرادلی مع الاجتماع وعدم المانع شنیعة اخری غیر ترک الجماعة فان من صلی فی بیته منعزلا عن الجماعة فقد ترک الجماعة وان صلوا فرادی حاضرین فی المسجد فی وقت واحد فقد ترک الجماعة واتوا بهذه الشنعیة زیاده علیه فیودی الی ثلاث محظورات بل اربع بل خمس لان ما یصلونه لما لم یکن مفترضا علیهم کان نفلا واداء النفل بالجماعة والتداعی

مکروہ ثم ہم یعتقدونہا فریضۃ علیہم ولیس کذلک فہذہ خامسۃ وھذان مشترکان بین الجمعۃ والعیدین ،نیز اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ ص ۷۰۳ پر تحریر فرماتے ہیں ایسی جگہ جمعہ یا عیدین پڑھنا مذہب حنفی میں گناہ ہے۔ نہ ایک گناہ بلکہ چند گناہ اولاً جب نماز جمعہ وعیدین وہاں صحیح نہیں تو یہ امر غیر صحیح میں مشغولی ہوئی اور وہ ناجائز ہے فی الدر المختار تکرہ تحریما الی لانہ اشتغال بمالا یصح لان المصر شرطا الصحۃ ثانیا اقول فقط مشغولی ہی نہیں بلکہ اس امر ناجائز کو موجب شوکت اسلام جانا بلکہ بقصد ونیت فرض وواجب ادا کیا یہ مفسدۂ عقیدہ ہے جس سے علماء نے تمہید شدید فرمائی۔ اوصوا بترك التزام مستحب اذا خیف ان یظنہ العوام واجبا وفی اخف منہ قال سید نا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لایجعل احدکم للشیطان شئی من صلوتہ یری ان حقا علیہ ان لاینصرف الا عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ ﷺ کثیرا ینصرف عن یسارہ رواہ الشیخان فاذا کان ھذا فی ماھو مشروع باصلہ فماظنک بمالم یجز عن رأسہ ثالثا جب کہ واقع میں نماز جمعہ وعیدین نہ تھی تو ایک نماز نفل ہوئی کہ با جماعت واعلان وتداعی ادا کی گئی یہ ناجائز ہوا۔ فی رد المحتار عن العلامۃ الحلبی محشی الدرھو نفل مکروہ لادائہ بالجماعۃ یہ تینوں وجہیں جمعہ وعیدین سب کو شامل ہیں رابعا اقول جمعہ میں اس کے سبب جو ظہر نہ پڑھیں ان پر تو فرض ہی رہ گیا ترک فرض اگرچہ یکبار ہی ہو خود کبیرہ ہے۔ اور جو بزعم خود احتیاط رکعات پڑھیں وہ بھی تارک جماعت تو ضرور ہوئے اور جماعت مذہب معتمد میں واجب ہے جس کا ایک بار ترک بھی گناہ اور متعدد بار ہو کر وہ بھی کبیرہ کمانصوا علیہ والامر اوضح من ان یوضح خامسا اقول وہ احتیاطی رکعات والے کہ حقیقتاً مذہب حنفی میں آج ہی کی ظہر پڑھ رہے ہیں فانہا اذا لم تصح الجمعۃ بقیت فریضۃ الظہر فی اعناقہم فاذانووا آخرہ الظہر ارکوھا ولم یؤدوھا وجب انصرافہا الی ظہر الیوم باآنکہ مسجد میں جمعہ میں جماعت پر قادر ہیں تنہا پڑھتے ہیں یہ دوسری شناخت ہے کہ مجتمع ہو کر ابطال جماعت ہے جسے شارع نے خوف جیسی حالت ضرورت شدیدہ میں بھی روا نہ رکھا۔

کیاان عبارتوں کودیکھ کربھی سائل یہ نہ مانے گا کہ جولوگ گاؤں میں جمعہ وعیدین کی نماز پڑھا کرتے ہیں وہ ضرور گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں ہاں مانے گا تو کیوں نہیں لیکن ممکن ہیکہ اس کے دل میں یہ چند سوالات پیدا ہوں۔

(۱) گاؤں میں جمعہ کی نماز ہوتی ہوتو اس میں شریک ہو یانہیں

(۲) اور جولوگ گاؤں میں جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں اور انہیں یہ نہیں معلوم کہ گاؤں میں جمعہ کی نماز جائز اور صحیح نہیں ہے کیا نہیں یہ مسئلہ بتادیا جائے کہ گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر فرض ہے۔

(۳) گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے لوگوں کو منع کیا جائے یانہیں اور منع کیا جائے تو عوام وخواص سبکو یاصرف خواص کوان سوالات کے جوابات بالترتیب تحریر کردیے جاتے ہیں۔

(۱) گاؤں میں جمعہ کی نماز عوام پڑھتے ہوتو خود شریک نہ ہوں اس لئے کہ ہمارا مذہب یہی ہے کہ گاؤں میں جمعہ کی نماز جائز نہیں۔

(۲) جنہیں نہیں معلوم انہیں ضرور یہ مسئلہ بتادیا جائے کہ گاؤں میں جمعہ کی نماز ناجائز ہے اور صحیح نہیں ہے گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز فرض ہے۔ جولوگ گاؤں میں جمعہ کے دن ظہر کی نماز نہیں پڑھتے ان کی ایک نماز جمعہ کے دن قضا ہوجاتی ہے۔ مقامی علماء اگر انہیں یہ مسئلہ نہیں بتاتے تو حدیث شریف بلغوا عنی ولو آیة کی خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں قرآن کریم اور حدیث نبی کریم ﷺ کی وعیدوں سے ڈرنا چاہیے قرآن حکیم میں یہ وعید ہے ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینٰت و الهدیٰ من بعد مابینه للناس فی الکتب اولئک یلعنهم الله ویلعنهم اللٰعنون تفسیرات احمدیہ میں ہے یجب علی العلماء ان یبینوا الحق للناس ویعلم اوان لایکتم عنه شیٔاالغرض فاسدمن تسهیل علی الظلمة وتطیب لنفسوهم اوبحر منفعة اورفع اذیة اولبخل بالعلم تفسیر کبیر میں ہے ومن کتم فقد عظمت خطیة اور حدیث نبی کریم ﷺ میں یہ وعید ہے اذا ظهر الفتن اولبدع ولم یظهر العالم علمه فعلیه لعنة الله والملٰئکة والناس اجمعین ۔اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ باب الاذان ص ۴۹۷ ر میں ارشاد فرماتے ہیں مجرد خوف یا کاہلی یا خودداری یارورعایت یانئی تہذیب کی پالیسی سے اتباع شریعت چھوڑ بیٹھنا جائز نہیں ہوسکتا۔ گاؤں میں جمعہ کے دن ظہر کی نماز فرض ہے بتانے والوں کو عوام نہ صرف جاہل واجہل اور بدعمل سمجھتے ہیں بلکہ ان پر

سب وشتم بھی کرتے ہیں بلکہ انہیں وہابی اور کافر تک کہا گیا ہے والعیاذ باللہ گاؤں میں جمعہ کے دن ظہر کی نماز فرض بتانے والوں کو جولوگ وہابی یا کافر سمجھتے ہیں ان پر توبہ اور تجدید ایمان فرض ہے۔حدیث میں ہے من قال لاخیه یا کافر فقد باء به احدهما یونہی اس پر بھی توبہ اور تجدید ایمان فرض ہے کہ جس نے گاؤں میں جمعہ پڑھنے والوں کو کافر کہا ہے اس لئے کہ گاؤں میں جمعہ پڑھنا گناہ ہے لیکن کفر نہیں ہے۔اور حدیث میں ہے ثلاث من اصل الایمان۔(الی قوله لاتکفره بذنب)

(۳) اگر قدرت ہو تو خواص کو ضرور منع کیا جائے حدیث میں ہے من رائ منکم منکرا فلیغره بیده فان لم یستطع فبلسانه الحدیث ولھذا موطا امام محمد میں یہ روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ منکدر بن عبداللہ کو عصر کے بعد نفل نماز پڑھنے پر مارا،موطا امام محمد کی عبارت یہ ہے اخبرنا مالک اخبر الظهر عن السائب بن یزید انه رائ عمر بن الخطاب یضرب المنکدر بن عبد الله فی الرکعتیں بعد العصر الخ عوام کو گاؤں میں جمعہ کی نماز سے منع کرنا خلاف مصلحت ہے اس لئے عوام کو منع نہ کیا جائے بلکہ یہ صرف بتادیا جائے کہ گاؤں میں جمعہ کی نماز صحیح نہیں ہے گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر فرض ہے درمختار میں ہے الا العوام فلا یمنعون من فعلها لانهم یترکونها والادا عند البعض اولیٰ من الترک شامی میں ہے (قوله فلا یمنعون من فعلها) افادان المستثنیٰ المنع لاالحکم بعد الصحة عندنا فالاستثناء منقطع اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ عنہ فتاویٰ افریقہ میں تحریر فرماتے ہیں پھر جہاں ہمارے مذہب میں جمعہ نہیں اور عوام پڑھتے ہوں وہاں اپنا طریقہ یہ ہے کہ ان کو منع نہ کیا جائے کہ آ کر نام الٰہی لیتے ہیں جو بعض ائمہ کے طور پر صحیح آتا ہے مگر خود نہ شریک ہوں کہ ہمارے مذہب میں جائز نہیں ۔ان سوالات کے جوابات سے یہ بھی واضح اور آشکارہ ہوگیا کہ گاؤں میں جمعہ کی نماز پڑھنے سے خواص کو منع کرنے پر اعتراض کرنا جاہل کا کام ہے اور گاؤں میں جمعہ کی نماز بند کرنا یعنی عوام وخواص سب کو جمعہ پڑھنے سے روکنا بھی جاہل کا کام ہے اور یہ بتانا کہ گاؤں میں جمعہ کی نماز جائز نہیں بلکہ گناہ ہے عالم کا کام ہے اور یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے گاؤں میں جمعہ پڑھنے کی اجازت دیدی ہے کذاب ومکار ظالم کا کام ہے۔واللہ العلیم العلام بالاحکام۔

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

۱۱ رمحرم ۱۳۸۴ھ

احکام مسجد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ

میوہ فروشوں نے باغ امرود خریدا اور انہوں نے نذر مانی کہ ہم لوگوں کے دس حصہ میں سے ایک حصہ کی غوث پاک کی فاتحہ کریں گے اب یہاں ایک مسجد تعمیر ہورہی ہے اور پیسے کی سخت ضرورت ہے اور بہت ضرورت ہے لہذا نذر والا روپیہ تعمیر مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) صدقہ عیدالفطر والا روپیہ تعمیر مسجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ فقط حاجی مکن خاں گوبند اپور بریلی شریف

الجواب: حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصال ثواب کی نیت سے مسجد میں دیدیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) صدقہ فطر کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں نہیں لگا سکتے ہیں ہاں کسی فقیر مسکین کو جو مصرف زکوۃ ہو دیدیں وہ لیکر اپنی طرف سے مسجد کی تعمیر کے لئے دیدے تو جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

مسجد میں موم بتی جلانا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ موم بتی میں چربی پڑتی ہے اور چربی ذبیحہ وغیر ذبیحہ دونوں قسم کے جانوروں سے حاصل کی جاتی ہے اور بازاروں میں بلا امتیاز مسلم وغیر مسلم دوکانوں میں اس کی خرید وفروخت ہوتی ہے ایسی صورت میں جب تک یقین نہ ہو جائے وہ ذبیحہ کی ہے کیا چربی سے بنی ہوئی موم بتی کا استعمال جائز ہے؟

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مصنفہ کتاب احکام شریعت حصہ دوم ص ۸۸، ۸۹ / مطبوعہ الیکٹرک پریس آگرہ میں مرقوم ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب اور ان کا ارشاد کس حد تک قابل اعتبار ہے۔ زید اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فتویٰ کو نہیں مانتا ہے وہ کہتا ہے کہ ذبیحہ وغیر ذبیحہ یا مسلم وکافر کے کارخانے کی بنی ہوئی کے امتیاز کی ضرورت نہیں جب کی فقہ کی عبارت الیقین لایزال بالشک (شک سے یقین زائل نہیں ہوتا) سے صاف

صراحت ہوجاتی ہے۔ پھر کسی قسم کی قید لگانے کے کیا معنی کیا موم بتی کیلئے حقیقۃً کسی قسم کی قید ضرورت نہیں ہے؟ اگر ضرورت نہیں تو پھر فقہ کی اس عبارت (الیقین لایزال بالشک) پر عمل کرکے کفار و مشرکین کے یہاں کے گوشت کا استعمال کیوں جائز نہیں قرار دیا جاتا کیا بقول زید صرف چربی ہی پر حکم لاگو کیا جاسکتا ہے گوشت پر نہیں۔ جب کی دونوں میں وہی نظر سے اوجھل (غائب) ہونے کا احتمال ہے نیز جدید دور میں غیر چربی سے بھی موم بتی تیار کرنے کا امکان ہے ایسی صورت میں موم بتی کی تحقیق اور پہچان کی کیا تحریر عمل میں لائی جائیگی۔ بینوا وتوجروا۔

المستفتی: محمد سمیع اللہ متعلم مدرسہ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول پوسٹ ومقام براؤں شریف ضلع بستی (یوپی)

الجواب: اگر یہ شبہ ہو کہ یہ موم بتی چربی کی بنی ہوئی ہے یا کسی دوسری چیز کی تو اس موم بتی کو جلانا جائز نہ ہوگا۔ کہ اس کی اصل طہارت ہے اور نجاست عارض (الیقین لایزال بالشک) لیکن اگر یہ معلوم ویقین یہ کہ یہ موم بتی چربی کی بنی ہوئی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہوسکے کہ ذبیحہ کی چربی سے بنی ہوئی ہے یا غیر ذبیحہ کی چربی سے مثلاً ہندو کے یہاں سے موم بتی ہو ایسے دوکان سے خرید کرلائی گئی ہو تو اس کا جلانا ضرور ناجائز ہے۔ کہ چربی میں اصل حرمت ہے اور حلت اس کی ذبح سے عارض ہوتی ہے۔ الیقین لایزال بالشک اس سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ زید نے الیقین لایزال بالشک کی تلاوت بے محل کیا اور امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ حق وصحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

مسئولہ: کوثر علی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کچھ لوگ ماہ محرم میں مع باجا کے کھیل تماشہ دکھا کر لوگوں سے کچھ انعام حاصل کیا ہے اس پیسہ کو مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں۔ خلاصہ جواب عنایت فرمائیں گے عین نوازش ہوگی۔ فقط محمد کوثر

الجواب: ایسی کمائی حرام ہے صدقہ کرایا جائے۔ مسجد میں نہ لگایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۳ر صفر ۱۳۸۷ھ

مسئولہ: شیر محمد موضع گونچھ ضلع پیلی بھیت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے صحن میں جو صفیں پہلے ہی قائم تھیں چند اشخاص نے صف کو ختم کرکے نئی دیوار اسی صحن میں قائم کی ہے مسجد کی صف ختم کرکے نئی دیوار قائم کرنا کیسا ہے۔ اب جو دیوار مذکور قائم کی گئی ہے اسکو توڑ کر صف صحیح کرسکتے ہیں یا نہیں۔ جو شخص اس مسئلہ کے جواب کو نہ مانے اس کے لئے شرع شریف کا کیا حکم ہے۔

الجواب: اس سوال کے ہمراہ ایک نقشہ پیش کیا گیا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے مسجد میں پہلے سات صفیں ہوتی تھیں اور اب صرف چھ صفیں ہوسکتی ہیں اور گرمی کے ایام میں آدمی زیادہ ہونے پر لوگوں کو تکلیف ہوگی ایسی صورت میں اس طرح دیوار بنانا ناجائز اور گناہ ہے اس کو توڑ کر اس طرح تعمیر کریں کہ جتنی صفیں پہلے ہوتی تھیں اتنی اب بھی ہوسکیں اور نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۴ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

مسئولہ: میکش قریشی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں کی مسجد میں تمام مسجدیت کے بعد صحن کے گوشے میں کنواں بنایا گیا تھا وہ تاہنوز باقی ہے اور ایک غسل خانہ کا دروازہ بھی مسجد کے اندر ہے یہ بھی بعد تمام مسجدیت بنایا گیا ہے دوسرا غسل خانہ مسجد کے باہر ہے۔ پہلے تو کنواں مسجد کے اندر بنانا ہی درست نہ تھا کیونکہ بہار شریعت حصہ سوم ص ۱۸۴ پر لکھا ہے کہ مسجد میں کنواں نہیں کھودا جاسکتا ہے اگر قبل مسجد وہ کنواں تھا اور اب مسجد میں آگیا تو باقی رکھا جائے گا۔ لہٰذا یہ کنواں مسجد سے قبل نہ تھا تکمیل تمام مسجدیت کے کافی عرصہ بعد یہ کنواں بنایا گیا علاوہ ازیں جنبی لوگ غسل کے لئے مسجد کے اندر داخل ہوکر کنویں سے پانی لیتے ہیں اور مسجد کے غسل خانوں میں غسل کرتے ہیں۔ کنواں مسجد کے شمالی گوشے میں ہے اور غسل خانہ مسجد کے جنوبی گوشے میں ہے۔ ناپاک آدمی کنویں سے پانی لیکر مسجد کے پورے صحن کی گردش کرتا ہوا غسل خانہ میں جاتا ہے اور اس پورے صحن میں نماز ہوتی ہے۔ مسجد کے بیرونی دروازہ کے سامنے مسجد کی کچھ افتادہ جگہ موجود ہے

جس میں غسل خانے اور وضو کی جگہ بنائی جاسکتی ہے اور وہ کنویں کے سامنے مشرق کی سمت ہے دیوار توڑ کر کنویں کو بھی باہر کیا جاسکتا ہے اور ایسی شکل پیدا ہوسکتی ہے کہ ناپاک آدمی پاک ہوکر ہی مسجد میں داخل ہوسکے گا۔اس کے متعلق امام صاحب نے لوگوں سے توجہ دلائی اور بتایا کہ ناپاک آدمی کا مسجد کے اندر قدم رکھنا حرام ہے اور سخت حرام ہے اس کنویں کو مسجد کے باہر کردیا جائے تو لوگ اس گناہ عظیم سے بچ جائیں گے لہذا لوگوں نے وصولی غلے کے چندے کی اسکیم بنائی اور غلہ وصول کیا گیا۔اب کچھ لوگ کنویں اور غسل خانے کو مسجد سے باہر کرنے کے خلاف ہیں۔بلکہ مسجد کا پختہ برآمدہ بنانے کے درپے ہیں۔ٹین کا برآمدہ موجود ہے حالانکہ ان لوگوں کو اچھی طرح سمجھایا گیا ہے یہ کام دینی نکتۂ نظر سے بہت ضروری ہے غسل خانہ اور کنواں مسجد سے باہر ہونا چاہئے لیکن وہ لوگ اس ضد پر اڑے ہوئے ہیں کہ برآمدہ بننا چاہئے لہذا مطلع فرمایا جائے۔

(۱) تکمیل مسجد کے بعد مسجد کے اندر کنواں بنانا کیسا ہے؟

(۲) جنبی آدمی کا مسجد میں داخل ہونا کیسا ہے۔وضاحت کے ساتھ جواب مرحمت ہو۔

(۳) صورت مذکورہ بالا میں کنویں اور غسل خانے کو مسجد سے باہر کرنا ضروری ہے یا برآمدہ بنانا ضروری ہے۔

(۴) جو لوگ کنویں اور غسل خانے کو مسجد سے باہر کرنے کی مخالفت کررہے ہیں اگر ان کی مخالفت بیجا ہے تو ان کو شرعی تحریر فرمایا جائے اور ان کو حکم شرع سے مطلع فرمایا جائے۔

(۵) اور کبھی کبھی بارش کے موقع پر مسجد کے برآمدے میں بیٹھکر لوگ وضو کرلیتے ہیں اور وضو کا پانی پورے فرش بہتا ہوا جاتا ہے۔اس کا حکم کیا ہے۔

الجواب: صحن مسجد مسجد ہے،لہذا صحن مسجد میں کنواں بنانا جائز نہیں ہے۔بنایا ہے تو اس کو پاٹ ڈالیں۔اور توبہ کریں۔ مسجد میں جنب کو جانا حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) ناجائز اور حرام اور بہت بڑا گناہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ناجائز اور حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) کنواں کو پاٹ ڈالنا واجب ہے اور غسل خانہ کو مسجد سے باہر کردیا جائے تا کہ کوئی ناپاک آدمی مسجد میں ہوکر غسل خانہ

میں نہ جائے واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) بلاشبہ ان کی مخالفت بیجا ہے۔ان پر لازم ہے کہ اپنی مخالفتوں سے باز آئیں۔(تنبیہ) ایک ضروری سوال جسے سائل نے چھوڑ دیا ہے یہ کہ کنواں اور غسل خانہ کو مسجد سے باہر کرنے کے لئے لوگوں سے چندہ لیا گیا اس رقم کو مسجد کا برآمدہ تعمیر کرنے میں خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔اس سوال کا جواب یہ ہیکہ اس رقم کو مسجد کا برآمدہ تعمیر کرانے میں خرچ کرنا خیانت اور گناہ ہے۔ہرگز ہرگز وہ رقم مسجد کے برآمدہ کے تعمیر میں خرچ نہ کی جائے۔واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال دوم: مسجد کے برآمدے میں بیٹھ کر وضو کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔علماء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ وضو کرنے کے بعد وضو کا پانی مسجد میں نہ جھاڑیں جیسا بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ وضو کے بعد مسجد میں ہاتھ جھاڑتے ہوئے آتے ہیں۔یہ بھی گناہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد کی آمدنی کا روپیہ کسی چندے میں دے سکتے ہیں یا نہیں اور ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں خرچ کرسکتے ہیں یا نہیں نیز مسجد کی آمدنی کا روپیہ لاوارث وغیرہ پر خرچ کرسکتے ہیں یا نہیں اور مسجد کی آمدنی سے دینی تعلیم دلاسکتے ہیں یا نہیں تفصیلاً تحریر فرمائیں۔

الجواب: مسجد کی آمدنی مسجد ہی میں خرچ ہوسکتی ہے کسی دوسرے کام میں اس کی آمدنی خرچ کرنا جائز نہیں ہے درمختار میں ہے وان اختلف احدھما بان بنی رجلان مسجدین (الی) لایجوزلہ ذالک واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۷ ذی قعدہ ۸۷ھ

مسئولہ: کفایت حسین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ موضع پچھو ضلع بریلی میں کوئی مسجد اہل اسلام کے نماز پڑھنے کے لئے نہیں ہے زید اس موضع سے ترک سکونت کر گیا جس کا مکان خالی پڑا تھا جملہ اہل اسلام نے باجازت زید اس میں مسجد بنانے کی نیت کی۔ اینٹیں لگوائیں مگر بکر جو اسی گاؤں کا رہنے والا ہے اینٹیں پھینک دیں اور اپنا مکان تعمیر کرا لیا حالانکہ اس کے پاس رہنے کو کافی بڑا مکان موجود ہے۔ ایسی صورت میں اہل اسلام بکر کے ساتھ شرعاً کیا فرائض ادا کر سکتے ہیں۔

الجواب : جب کہ زید نے اپنی مملوکہ زمین میں مسجد بنانے کی اجازت دیدی اور مسلمانوں نے مسجد بنانے کی تیاری کی تو وہ جائز و درست ہے بکر کا اس زمین پر قبضہ غاصبانہ ہے توبہ کرے اور زمین کو خالی کر دے۔ وہ اگر نہ مانے مسلمان اس سے میل جول بند کریں اور قانونی کارروائی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ☆ ۲ر ذی الحجہ ۸۷ھ

گرامی وقار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہ۔۔۔۔۔۔ سلام و رحمت

حضور والا کے زیر اثر دارالافتاء منظر اسلام کی خدمات کرتے ہوئے قریباً تیسرے سال کا عرصہ ہو رہا ہے۔ اس لئے عرض ہے

در سے چپکا ہوا ہوں کرم کیجئے ☆ نہ بہت ہو زیادہ تو کم کیجئے

غم سے دوچار ہے یہ دل ناتواں ☆ کون ہے کس سے اپنی کہوں داستاں

آسماں چھو رہی ہے گرانی حضور ☆ رنگ رخ اڑ گیا ہے نہ دل میں سرور

آپ بحر سخاوت واکرام ہیں ☆ مصدر فیض وبرکت وانعام ہیں

میری تنخواہ میں دوسو اضافہ حضور ☆ جنوری کے مہینہ سے کردیں ضرور

چشم بد سے حفاظت کرے آپ کی ☆ رحمت حق تعالیٰ دعا ہے یہی

امید کہ جواب باصواب سے جلد ہی سرفراز کریں گے۔

نیاز مند: ہاشم یوسفی غفرلہ

خادم الافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف ☆ یکم مارچ ۱۹۹۲ء

کتاب النکاح

مسئولہ عزیز میاں محلہ صوفی ٹولہ پرانا شہر بریلی

عرصہ پانچ چھ سال کا ہوا کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی جس کو صرف اس کی بیوی ہی نے سنا اور کوئی گواہ نہ تھا۔ زید طلاق دینے کے بعد لاپتہ ہوگیا زید کے دو بچے بھی تھے جن کی اس نے کوئی خبر نہ لی۔ لہذا مجبور ہو کر زید کی بیوی نے دوسری شادی قریب ایک سال کے بعد بکر سے کرلی۔ بکر نے چار پانچ ماہ تک حقوق شوہری ادا کیا۔ اور اس کے بعد اپنی بیوی کو چھوڑ کر اپنی بھاوج کو لے کر لاپتہ ہوگیا۔ بکر سے بھی ایک لڑکا ہے۔ بکر کو گئے ہوئے اب قریب تین چار سال ہوگئے زید بیوی کا پہلا شوہر جو پہلے لاپتہ ہوگیا تھا اب واپس آگیا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی بیوی اس کو مل جاوے اور بیوی بھی چاہتی ہے کہ میں زید کے ساتھ چلی جاؤں۔ لہذا واضح کریں کہ علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں۔

الجواب: جب زید نے طلاق دیدی اور عدت گزرنے کے بعد اس نے دوسرے مرد سے نکاح کرلیا تو وہ نکاح جائز و صحیح ہوا۔ اس نے طلاق نہیں دی ہے تو اس کی زندگی میں اب زید یا کسی دوسرے مرد کے ساتھ وہ عورت کیسے نکاح کرسکتی ہے۔ ایک عورت ایک مرد کے ہی نکاح میں ہوسکتی ہے۔

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۵/ ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ

مسئولہ حاجی محمد رمضان حاجی عیسیٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک عورت جس کا نام حاجن مریم ہے نے اپنے شوہر کے مرنے کے دو سال بعد سلیمان سے نکاح کیا۔ کافی عرصے تک ایک ساتھ سلیمان حاجن کے مکان پر رہا محلے والوں کی طعنہ کشی کی وجہ سے سلیمان نے حاجن سے کہا آپ میرے گھر پر رہو

مگر حاجن نہیں مانی۔ اسی بات پر ان بن ہوگئی اور سلیمان اپنے گھر پر رہنے لگا۔ کچھ عرصے بعد حاجن مریم نے پاکستان جا کر نظام الدین نام کے ایک شخص سے نکاح کرلیا۔ یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

نوٹ: سلیمان نے کوئی طلاق نہیں دی۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس شخص کے بارے میں جس کا نام حاجی مبارک ہے اس کو معلوم ہے کہ سلیمان نے حاجن مریم کو کوئی طلاق نہیں دی اور حاجن مریم کو حاجی مبارک نے بھگا کر اپنے بھانجے نظام الدین سے نکاح کروادیا۔ اور اپنے لڑکے امین کے ساتھ اس کو پاکستان بھجوادیا۔

الجواب: جبکہ مسماۃ حاجن ابھی تک سلیمان کے نکاح میں ہے اور اس نے پاکستان جا کر دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرلیا ہے تو وہ نکاح ہرگز صحیح نہیں ہوا۔ ناجائز اور حرام ہوا۔ اس پر فرض ہے کہ اس مرد سے جدا ہو جائے جس کے ساتھ پاکستان جا کر نکاح کیا ہے نیز اس مرد کو معلوم ہو جائے کہ یہ عورت سلیمان کی منکوحہ ہے تو اس پر بھی فرض ہے کہ حاجن کو جدا کرے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۷/ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ

مسئولہ سدن بیگ ولد ٹن بیگ محلہ باقر گنج بریلی شریف، تاریخ ۳۰/مئی ۱۹۶۴ء

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

میرا نکاح مسماۃ بانو ولد قمرو ساکن شاہدانہ بریلی والی کے ساتھ ہوا تھا جس کو عرصہ قریب دس ماہ ہو چکا اب عرصہ قریب چھ ماہ ہوا کہ میری بیوی مسماۃ بانو کو میرے سسرال والوں کے رشتہ داروں نے روک لیا ہے میں کئی بار محلہ کے چند آدمیوں کو اپنے ساتھ لیکر رخصت کرانے کو گیا مگر ان لوگوں نے میرے ساتھ رخصت نہیں کیا اب معلوم ہوا ہے کہ میرے خلاف ایک مولوی سے جھوٹا فتویٰ حاصل کر کے میری بیوی کا کسی دوسرے کے ساتھ کچھ روپیہ لیکر ناجائز نکاح کرنا چاہتا ہے اس صورت میں بغیر طلاق دئے ہوئے یہ بیوی دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے یا نہیں اور جن لوگوں نے یہ جھوٹا فتویٰ حاصل کیا ہے ان کو شرع کیا حکم دیتا ہے۔

الجواب: جب سائل نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے تو اس عورت کا نکاح دوسرے مرد کے ساتھ حرام ہے اگر کرے گی حرام اور گناہ میں مبتلا ہوگی۔ اور وہ نکاح ہرگز صحیح نہ ہوگا۔ اور جو لوگ اس عورت کا نکاح کرائیں گے اور جو جو اس کے نکاح میں شریک ہوگا اور جو اس عورت کے ساتھ نکاح کرے گا سب گنہگار ہوں گے۔ ان سے میل جول ناجائز ہوجائے گا ہاں جسے یہ نہیں معلوم کہ یہ عورت منکوحہ ہے یا جسے یہ دھوکہ دیا گیا کہ اس عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دیدی ہے اور اسے حقیقت حال معلوم نہیں اس پر کوئی الزام نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۵ محرم ۱۳۸۴ھ

مسئولہ عبدالرحیم مکان نمبر ۵/۷ آزادنگر واٹر پروف انڈیا

السلام علیکم بعد ادائے آداب دست بستہ عرض ہے کہ علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ بوقت عقد لڑکے کو جو کلمے شریف پڑھائے جاتے ہیں اور لڑکی کو نہیں پڑھائے جاتے ہیں اس کے متعلق معلوم کرنا ہے۔

الجواب: نکاح سے پہلے دولہا اور دولہن دونوں کو کلمہ پڑھانا مستحب ہے اگر صرف ایک کو پڑھایا تو کوئی حرج نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۲ محرم ۱۳۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس بارے میں کہ زید عرصہ تین سال سے لاپتہ ومفقود الخبر ہے اور۔۔۔ اپنی بیوی سے بے واسطہ وتعلق ہے اسی اثناء میں بکر نام کا ایک شخص ہندہ کو لے آیا اور ہندہ عرصے ۵/ ماہ سے بکر کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کررہی ہے ہندہ سے دریافت کرنے پر یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لڑکی عمر ایک سال اس کے گود میں تھی وہ زید کے بھائی کے نطفہ سے ہے۔ بکر کی خواہش ہے کہ وہ حرام کاری ختم کرے اور برادری کے دباؤ کے مطابق اگر جواز کا فتویٰ

ہوتو نکاح کرے۔

نوٹ۔ درمیانی باتیں جو کچھ ہیں ان پر نظر رکھی جائے کفارہ کی شکل میں جو ہدایت ہو واضح کر دیا جائے۔

راقم۔ چھٹن دھوبی معرفت محمد عمر خاں صاحب ممبر ٹاؤن ایریا جائس محلہ زیر مسجد ضلع رائے بریلی ۲۰/۴/۱۹۶۴ء

الجواب: بکر گنہ گار ہے توبہ کرے ہندہ بھی گنہگار ہے توبہ کرے بکر اور ہندہ آپس میں ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں ہندہ کا شوہر اگر مفقود الخبر ہے تو اس کا حکم چھپا ہوا اس کے ہمرشتہ ہے اس پر ہندہ عمل کرے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید افضل حسین غفرلہ

۱۵ ر ذی الحجہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے قصبہ میں ایک شخص قوم کا سید ہے جو کہ تمام عمر سے دھوتی، تہبند، پائجامہ وغیرہ سوائے کرتے کے کچھ نہیں پہنتا ہے۔ ننگا رہتا ہے مگر حکم خدا سے اسکی شادی ہوگئی تھی۔ اب اس کے بچے ہیں ایک لڑکی تھی جسکی عمر قریب ۱۸/۱۹ رسال کی ہے تمام گاؤں کے مسلمانوں نے زور دیا کئی سال سے کہ اس کی شادی کر دے مگر اس نے کسی کا کہنا نہیں مانا۔ مگر لڑکی کا دادا موجود ہے۔ وہ ضعیف العمر ہے۔ بہت کمزور ہے کہیں باہر آنے جانے کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے اس گاؤں میں ایک شریف لڑکے کے ساتھ شادی کرنے کو رضا مند ہو گیا مگر لڑکی کا باپ رضامند نہیں ہوا اور وہ کسی دوسرے گاؤں میں گیا گاؤں کے تمام مسلمانوں نے کوشش کی مگر وہ ایسا جاہل تھا کہ ہاں نہیں کرتا اتفاق سے ایک اہل ہنود نے اس کو رضا مند کر لیا اس سے اس نے یہ طے کیا کہ لڑکی تمہاری ہے میں نے تم کو اختیار دیا ہے چاہے تم جہاں کر دو مگر شرط یہ ہے کہ بارات میرے والد کے گھر پر یعنی لڑکی کے دادا کے مکان پر آئے گی۔ چونکہ دادا کا مکان برابر میں تھا۔ شادی منظور ہوگئی۔ گاؤں کے لڑکے کے ساتھ تاریخ مقررہ پر بارات لڑکی کے دادا کے مکان پر آئی کیونکہ لڑکی کے دادا کے ہی مکان پر ہیں نکاح ہونے سے پہلے لڑکی کی دادی اپنے بیٹے یعنی لڑکی کے باپ کے پاس واسطے بلانے کو گئی مگر وہ نہیں آیا دادا نے ایک شخص کو وکیل مقرر کر کے اور دو شاہد لڑکی کے نام کرنے کا حکم دیدیا لڑکی نے شاہد و وکیل کے پہونچنے پر بخوشی رضامندی سے نکاح کا اذن دیدیا قاضی جی نے نکاح پڑھا دیا زید کو اعتراض ہوا کہ [illegible] وقت نکاح لڑکے کے والدین موجود لڑکی کے پاس نہیں تھے۔ اس لئے یہ نکاح ناجائز ہوا۔ حضور اس کا جواب لکھدیں اور اس کی وجہ سے لڑکی کی وداعی بھی

رکی ہوئی ہے۔

الجواب: بتایا گیا کہ وہ لڑکی نکاح کے وقت بالغہ تھی اور اس نے اپنے نکاح کا وکیل بنایا ایسی صورت میں اس لڑکی کے اذن سے جو نکاح ہوا وہ صحیح اور درست ہوا اعتراض فضول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

مسئولہ: منظور احمد ٹانڈہ سادات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اب ہندہ بالغہ ہے اس کا نکاح زید کے ساتھ ہوا لیکن ہندہ نے اذن نہیں دیا اس لئے زید کے نکاح سے راضی نہیں۔ ہندہ کی بارات کو تقریباً عرصہ تین سال کا ہوا نہ رخصت ہوئی نہ اب تک زید کے گھر گئی۔ اب چونکہ زید رخصت کرانے آیا تو ہندہ زید کے ساتھ جانا نہیں چاہتی۔ صورت مسئولہ میں ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا یا نہیں عنداللہ وعندالرسول جو حکم شرع شریف سے ہو صادر فرمایا جائے۔

الجواب: اگر نکاح کے وقت ہندہ بالغہ تھی اور اس کی اجازت لئے بغیر اس کا نکاح کرادیا گیا وہ نکاح فضول ہوا۔ نکاح کے بعد نکاح کی خبر سن کر قولاً فعلاً دلالتاً کسی طرح اس نکاح کو ہندہ نے جائز کردیا ہے تو وہ نکاح جائز اور نافذ ہوگیا اور اگر جائز کرنے سے پہلے اس نے اس نکاح کو رد کردیا ہے تو وہ نکاح رد ہوگیا اور ایسی صورت میں اس کا نکاح دوسرے مرد سے کیا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

مسئولہ: علاء الدین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ناجائز نکاح مثلاً ایک ایسی لڑکی کے نکاح میں کہ جس کے شوہر اول نے طلاق نہیں دیا ہے میں شریک ہونے والے اور نکاح پڑھانے والے اور گواہان وکیل کا ازروئے شرع کیا حکم ہے اور ان کے ساتھ قطع تعلق ضروری ہے یا نہیں۔

ساتھ لیکر رخصت کرانے کو گیا مگر ان لوگوں نے میرے ساتھ رخصت نہیں کیا اب معلوم ہوا ہے کہ میرے خلاف ایک مولوی سے جھوٹا فتویٰ حاصل کر کے میری بیوی کا کسی دوسرے کے ساتھ کچھ روپیہ لیکر ناجائز نکاح کرنا چاہتا ہے اس صورت میں بغیر طلاق دئے ہوئے یہ بیوی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور جن لوگوں نے یہ جھوٹا فتویٰ حاصل کیا ہے ان کو شرع کیا حکم دیتا ہے۔

الجواب: جب سائل نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی ہے تو اس عورت کا نکاح دوسرے مرد کے ساتھ حرام ہے اگر کرے گی حرام اور گناہ میں مبتلا ہوگی۔ اور وہ نکاح ہرگز صحیح نہ ہوگا۔ اور جو لوگ اس عورت کا نکاح کرائیں گے اور جو جو اس کے نکاح میں شریک ہوگا اور جو اس عورت کے ساتھ نکاح کرے گا سب گنہگار ہوں گے۔ ان سے میل جول ناجائز ہوجائے گا ہاں جسے یہ نہیں معلوم کہ یہ عورت منکوحہ ہے یا جسے یہ دھوکہ دیا گیا کہ اس عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دیدی ہے اور اسے حقیقت حال معلوم نہیں اس پر کوئی الزام نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۵ رمحرم ۱۳۸۴ھ

مسئولہ عبدالرحیم مکان نمبر ۵۷ رآزادنگر واٹر پروف انڈیا

السلام علیکم بعد ادائے آداب دست بستہ عرض ہے کہ علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ بوقت عقد لڑکے کو جو کلمے شریف پڑھائے جاتے ہیں اور لڑکی کو نہیں پڑھائے جاتے ہیں اس کے متعلق معلوم کرنا ہے۔

الجواب: نکاح سے پہلے دولہا اور دولہن دونوں کو کلمہ پڑھانا مستحب ہے اگر صرف ایک کو پڑھایا تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۲ رمحرم ۱۳۸۴ھ

مسئولہ: سمیع اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی شادی ہوئی ہندہ کے ساتھ۔ ہندہ نے شوہر کے یہاں دس روز تک قیام کیا بعدہ اس کے والد رخصتی کرا کے لے آئے ایک ماہ کے بعد معلوم ہوا کہ زید عذاب عظیم میں مبتلا ہے۔ اور روز بروز نحیف و کمزور ہوتا چلا جارہا ہے اور اس قابل نہیں کہ زوجہ کے حقوق ادا کر سکے بایں وجہ ہندہ کے والدین نے ہندہ کا تقریباً دس سال تک آمد و رفت بند کر دیا مابین ہندہ پوری شباب پر آگئی بستی والوں نے یہ کہا کہ اب ہندہ کو زوج اول سے طلاق لیکر دوسرے مرد سے نکاح کر دو۔ ورنہ پھر شکایت کا موقع آجائے گا۔ ہندہ کے والدین نے زید سے طلاق لینے کی بہت کوشش کی حتی کہ قدموں پر گرا لیکن زید کی زبان سے یہی نکلتا رہا کہ میں مرتے دم تک طلاق نہیں دوں گا۔ آخر میں بغیر طلاق ہندہ کے والدین نے دوسری جگہ نکاح کر دیا۔ تین سال ہو رہے ہیں ہندہ شوہر کے یہاں رہتی ہے۔ دیگر شوہر سے ایک لڑکا پیدا ہوا اب دریافت امر یہ ہے کہ شرعاً ہندہ کا نکاح ثانی جائز ہوا یا نہیں۔ اور اگر نہیں ہوا تو جواز کی صورت کیا ہوگی۔ اور یہ لڑکا کیا کہلائے گا۔ بالتفصیل جواب مرحمت فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب: ایسی صورت میں ہندہ کا نکاح دوسرے مرد سے حرام حرام حرام۔ نہایت ہی برا کام ہوا نکاح کے بعد قربت کی وہ حرام ہوا۔ نکاح کرنے والے کرانے والے اس نکاح میں شریک ہونے والے سب گنہگار ہوئے۔ سب توبہ کریں ہندہ اس مرد سے علیحدہ ہو جائے اور توبہ کرے اور وہ مرد کہ جس کے پاس ہندہ اب ہے وہ ہندہ کو جدا کرے اور توبہ کرے۔ وہ لڑکا جو پیدا ہوا شرعاً حلالی ہے لیکن یہ کہ زید کا لڑکا مانا جائے یا دوسرے مرد کا۔ تو یہ تفصیل طلب ہے جسکے ساتھ دوسرا نکاح ہوا ہے کیا اس کو یہ معلوم تھا کہ اس کا شوہر زندہ ہے اور طلاق نہیں دی ہے نکاح کے کتنے عرصہ کے بعد بچہ پیدا ہوا ہے شوہر اول اگر ہندہ کا حق ادا کرنے سے قاصر ہے یا اب اس کو رکھنا نہیں چاہتا تو اس پر واجب ہے کہ طلاق دیکر آزاد کرے آدھے میں لٹکائے نہ رکھے ہندہ کو چاہئے کہ وہ یوں طلاق نہ دے تو وہ اپنا مہر معاف کر کے طلاق مانگے یعنی یہ کہے کہ میں مہر معاف کرتی ہوں تم طلاق دو۔ جب طلاق دیدے تو عدت پوری کر کے اس کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کرنا چاہے تو کر لے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

یکم ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہندہ کو اس کے شوہر اول نے طلاق نہیں دی ہے بکر ہندہ کو عرصہ پانچ سال ہوا بھگا لایا ہے اور تین چار ماہ ہوئے غلط تحریر لکھکر فتویٰ حاصل کرلیا ہے اور ہندہ کے ساتھ نکاح کرلیا ہے۔ دریافت طلب یہ ہیکہ یہ نکاح ہوا یا نہیں اور اس نکاح میں شامل ہونے والے بالخصوص نکاح خواں اور وکیل نیز گواہان وغیرہ پر شرعی کیا حکم ہے مذکورہ بالا نکاح میں زید بھی شامل تھا اس کی بیوی عرصہ پانچ سال سے اپنے باپ کے یہاں ہے نیز وہ عدالت سے اپنی آزادی بھی لے چکی ہے لیکن اس نکاح کے بعد زید کی بیوی کہتی ہے کہ میری طلاق ہوگئی۔ سوال یہ ہیکہ نکاح مذکور میں شامل ہونے سے زید کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔ نیز زید کی بیوی کسی دوسرے شخص سے اپنا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں شرع شریف کے مفصل احکام سے مطلع فرمایا جائے۔

الجواب : ہرگز وہ نکاح نہ ہوا اگر ہندہ کو اس کے شوہر نے طلاق نہیں دی ہے جن لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ ہندہ کو اس کے شوہر نے طلاق نہیں دی ہے اس کے باوجود ہندہ کے دوسرے نکاح میں شریک ہوئے وہ سب گنہگار مستحق نار ہوئے۔ اور ان میں سے کسی نے معاذ اللہ اس نکاح کو حلال جانا تو وہ ایمان سے خارج ہوگیا اس پر توبہ اور تجدید ایمان فرض ہوگیا اگر اس بیوی ہے تو اس پر تجدید نکاح بھی لازم ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جب تک یہ ثابت نہ ہوجائے کہ زید نے ہندہ کے نکاح ثانی کو حلال سمجھا یہ جانتے ہوئے کہ ہندہ کو اس کے شوہر نے طلاق نہیں دی ہے اس وقت تک زید کی منکوحہ کو آزادی حاصل ہونے کا حکم نہیں دیا جائیگا نہ دوسرے مرد سے نکاح کرنے کی اس کو اجازت دی جائے گی بے ثبوت شرعی زید کی نسبت یہ گمان کرنا کہ اس نے ہندہ کے نکاح ثانی کو حلال سمجھا غلط ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۲/ذیقعدہ ۸۸ھ

بخدمت شریف جناب مکرم و معظم مفتی صاحب السلام علیکم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید عمرو کی اہلیہ کو بھگا کر اپنے مکان میں لایا آج تقریبا تین چار سال ہو گیا عمرو سے کہتے ہیں اب تمہاری بیوی نے نکل کر دوسرے کو یعنی زید کو اپنا شوہر بنالیا اب آپ اس کو طلاق دے دیجئے۔ عمرو کہتا ہے کہ ہم ہرگز طلاق نہیں دیں گے۔ اور زید کہتا ہے کہ اب ہم جاتے ہیں عدالت میں نکاح کریں گے تو جناب سے عرض ہے کہ بغیر طلاق کے نکاح ہو گا یا حکومت کے قانون پر عمل کریں۔ حکومت اور شریعت برابر ہو سکتے ہیں کیا۔ کیا کرنے سے وہ جائز ہوگی۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ بکر نے اپنی لڑکی مسماۃ کلثوم کی شادی عمرو سے کر دی آج تقریباً گیارہ سال ہورہا ہے شادی کر کے گیا اس وقت دس روز کلثوم کو رکھا تھا کھانا پینا نہیں دیا۔ کلثوم کے والدین نے کھانا پینا قریب دس روز پہونچایا بعد اس کے کلثوم کو اسکے والدین کے یہاں عمرو نے پہونچا دیا تو ایک بار گی پانچ برس نہیں لے گیا اس کے بعد عمرو کو بہت سمجھایا مجبوراً عمرو نے کلثوم کو اپنے مکان میں رکھا مگر کھانا پینا ندارد۔ کیا کریں اس کے لئے کلثوم کے والدین نے کھانا پینا مہینہ روز تک پہونچایا پھر بھی عمرو نے نہیں رکھا اور کپڑا اور جو کچھ زیور تھا کلثوم کے نزدیک رکھ دیا اور پھر اس کے والدین کے یہاں پہونچا دیا کلثوم کو آج تقریباً چھ برس کے عرصہ ہوتا ہے لیکر نہیں گیا تب عمرو سے کہتے ہیں کہ عمرو اس کو لے جاؤ اور نہیں تو چھوڑ دو یعنی طلاق دیدو کتنا تمہارے پیچھے چلیں اور ایک کی زندگی برباد کریں ہم بھی غریب آدمی اور جوان لڑکی ہم گھر میں رکھ نہیں رکھ سکتے تب عمرو نے کہا کہ ہم لے بھی نہیں جائیں گے اور طلاق بھی نہیں دیں گے تو حضور مفتی صاحب سے عرض ہے کہ کسی مولوی نے کہا ہے کہ جہاں مسلمانی حکومت ہے وہاں قاضی شریعت ہے وہاں حد جاری کرتے ہیں وہاں خون کے بدلے خون۔ وہاں فسخ نکاح بھی کر سکتے ہیں۔ اور ہندوستان میں نہ قانون شریعت ہے نہ شریعت کا انصاف ہے زندگی بھر اگر شوہر اپنی عورت کو نہ لیجائے تو وہ عورت یا وہاں کے لوگ کچھ نہیں کر سکتے ہندوستانی عالم اس کو فسخ نکاح نہیں کر سکتے جس طرح رکھے۔ اب کیا فرماتے ہیں ہندوستان میں مسماۃ کلثوم کا کچھ انصاف ہے شریعت کے اندر جواب سے سرفراز فرمائیں۔ فقط والسلام

الجواب: جب تک عمرو طلاق نہ دے اس کی منکوحہ دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی۔ اگر کرے گی ہرگز ہرگز صحیح نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کلثوم کا شوہر گناہگار مستحق نار حق زوجہ اور حق اللہ عزوجل میں گرفتار ہے اس پر فرض ہے کہ کلثوم کو اچھی طرح رکھے

یا طلاق دیدے قال تعالیٰ فامسکوھن بمعروف اوسرحوھن بمعروف وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان اس سے میل جول بند کریں لیکن جب تک طلاق نہ دیدے اس عورت کا نکاح دوسرے مرد سے نہیں ہوسکتا ہے۔ قال تعالیٰ والمحصنٰت من النساء صورت مسئولہ میں قاضی شرع کو بھی فسخ نکاح کا حق نہیں ہے۔ تنویر الابصار میں ہے ولا یفرق بینھما بعجزہ عنھما ولا بعدم ایفانہ حقھا الخ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۳/ذیقعدہ ۸۸ھ

بخدمت جناب مولوی صاحب۔ اس مسئلہ میں اللہ اور اسکے رسول کا حکم کیونکر ہے تحریر فرمایئے۔ لڑکی اپنے حلف سے بیان کرتی ہے قرآن پڑھی ہوئی ہے لڑکی حیدرآباد کی رہنے والی ہے بیان کرتی ہے کہ اپنا عقد کرنا چاہتی ہے اور کہتی ہے کہ کنواری ہوں میری شادی نہیں ہوئی ہے میں شیخ کی لڑکی ہوں اپنا عقد اس لڑکے سے کرنا چاہتی ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ لڑکی اپنے بھائی کے ہمراہ گوا آئی تھی کسی حادثہ کی وجہ سے بھائی سے علیحدہ ہوگئی وہ بمبئی چلی گئی اور وہاں محلہ اہل ہنود میں تھی اس کو وہاں سے نکالا وہ لڑکی انہیں لڑکوں کے ساتھ بدایوں ہوکر سید پور آگئی اور کہتی ہے کہ جس نے میری جان بچائی ہے میں اسی کے ساتھ اپنا عقد کروں گی قرآن وحدیث کا حکم صادر فرمائیں کہ نکاح جائز ہے کہ نہیں والسلام۔ قاری نواب علی ساکن سید پور ضلع بدایوں

الجواب: جب کہ وہ لڑکی یہ بیان کرتی ہے کہ میں کنواری ہوں تو اسکی بات مان لی جائے صورت مسئولہ میں اس لڑکی سے نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان عورت اپنے شوہر کو چھوڑ کر ایک مہتر کے ساتھ چلی گئی تھی۔ قریب دوسال کے اس کے ساتھ رہی اور اب وہ اپنی حرکت سے توبہ کرکے مسلمان ہونا چاہتی ہے کیا وہ مسلمان ہوسکتی ہے

۔(۲) عورت مسلمان ہو کر اپنے شوہر سابقہ سے جو مسلمان ہے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ ایام عدت کی قید ہوگی یا نہیں

۔(۳) عورت مسلمان ہو کر اگر اس کے گاؤں کے مسلمان اس کو اپنی برادری میں داخل نہ کریں یا اسکو حقہ پانی نہ دیں تو وہ شرعی اصول سے گنہگار ہونگے یا نہیں۔ فقط احمد یار نیا پوروہ نانپارہ ضلع بہرائچ

الجواب: غیر محرم کے ساتھ چلی گئی گناہگار ہوئی توبہ کرے۔ اور اگر معاذ اللہ اس نے کوئی کام ایسا بھی کیا ہے۔ جس سے آدمی دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے تو تجدید ایمان بھی کرے۔ اسلام کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ جس وقت کوئی چاہے مسلمان ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر اس نے کوئی ایسا کام نہیں کیا ہے۔ جس سے آدمی دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے تو اسکا نکاح بدستور باقی ہے دوبارہ نکاح کی حاجت نہیں۔ اور اگر اس نے اپنا دین بدل ڈالا ہے تو ضرور اسلام لانے کے بعد دوبارہ نکاح کی حاجت ہے۔ جس مرد کے نکاح میں تھی اس سے دوبارہ نکاح کیلئے عدت کی حاجت نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) احکام شرعیہ مذکورہ پر عمل کے بعد اس کو برادری سے خارج رکھنا جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۵/ذی الحجہ ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میرے بھتیجے نے ڈھائی تین ماہ سے خلاف معمول خاموشی اختیار کر لی ہے عزیز واقارب نے یہ رائے قائم کی کہ اس کے بھائی کی شادی ہوگئی ہے اور اس کی شادی نہیں اس کو رنج وملال گزر رہا ہے اسی لئے یہ چپ سادھے ہوئے ہے اس کی شادی کر دینا چاہئے لہذا مجھکو سب نے مجبور کیا کہ میں لڑکی اس کے عقد میں دیدوں اور چونکہ میرا بھتیجا تھا مجھ کو بھی اس کی خاموشی دیکھ کر خیال آیا میں نے اپنی لڑکی سے اس کا عقد کر دیا۔ ۳،۴ر مہینہ لڑکی سسرال رہی شوہر کبھی اس کی طرف مخاطب نہیں ہوا۔ بلکہ کبھی تھوکتا کبھی کچھ بکتا تھا اس نتیجہ پر پہونچے کہ یہ پاگل ہو گیا ہے۔ نہ پاگل جان کر میں نے اپنی لڑکی اس کے عقد میں دی نہ میری لڑکی نے اس کو پاگل جان کر نکاح کا اذن دیا۔ اب میری لڑکی ڈھائی تین سال سے میرے گھر بیٹھی ہوئی ہے میں غریب آدمی ہوں اس کا خرچہ نہیں برداشت کر سکتا نہ کنواری لڑکی

کو بغیر شادی کے اپنے گھر میں رکھ سکتا ہوں چاہتا ہوں کہ اگر شرع حکم دے تو اس کا نکاح کسی دوسری جگہ کر دوں اس کے سسرال والے بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ تو پاگل نکل گیا کسی دوسری جگہ کر دو فقط والسلام شفاعت حسین محلہ کنگھر بریلی شریف

الجواب: اگر وقت نکاح پاگل نہ تھا یا وقت نکاح پاگل تھا اور اس کا نکاح اس کے ولی نے کرایا یا نکاح کے بعد ولی نے اس نکاح کو جائز قرار دیا تو ان سب صورتوں میں نکاح صحیح نافذ ہو چکا اب دوسری جگہ نکاح نہیں ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۵؍ذی الحجہ ۸۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک بغیر طلاق والی عورت کا نکاح پڑھایا سہواً یا عمداً اب دریافت طلب یہ ہے کہ زید نے اگر سہواً نکاح پڑھایا تو اس کے لئے شرع کا کیا حکم ہے اور عمداً نکاح پڑھایا تو کیا حکم ہے یا نکاح پڑھانے والا یعنی زید کا خود اپنا نکاح ٹوٹا یا نہیں۔ بکر کہتا ہے کہ زید کا خود کا اپنا نکاح بھی ختم ہو گیا۔ زید دوبارہ اپنا نکاح کرے یہ کہاں تک صحیح ہے جواب بہت جلد عنایت فرمایا جائے۔ بینوا وتوجروا۔

محمد قربان موضع ملینا پوسٹ پیر گنج ضلع مظفر پور بہار

الجواب: جو عورت کسی کے نکاح میں ہو اس عورت کا نکاح دوسرے مرد سے حرام ہے۔ ایسی عورت کا نکاح دوسرے مرد سے کرنے والا بھی گنہ گار ہے اور اگر حلال جان کر نکاح کرائے تو کافر مرتد ہے اور اس صورت میں اس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہے وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۶؍ذی الحجہ ۸۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ باپ کو نابالغ لڑکے کا نکاح کرنے کا اختیار ہے مگر نابالغ لڑکے ہی کا نکاح فسخ کرنے کا کوئی حق نہیں ہوتا جب کہ واقعہ اس طرح سے ہے کہ میں مسماۃ گلی (گلاب) بنت عیدو

وزوجہ ابن خواجہ کا نکاح اب سے تقریباً بارہ سال قبل ہوا تھا میں مسماۃ گلی (گلاب) کی عمر اس وقت یعنی شادی کے وقت چار سال کی تھی۔ نکاح کے فوراً بعد ہی کچھ پنچایتی جھگڑا آپس میں ہوا۔ جھگڑا ہونے کی بناء پر لڑکے کے والد نے نکاح ہونے کے بعد ایجاب وقبول کیا اور اس نے ہی نکاح کے تین چار گھنٹے بعد طلاق دیدی جو کچھ معمولی زیور چڑھایا تھا وہ زیور مہر میں ادا کردیا۔ اور واپس چلے گئے۔ اب میری عمر سولہ سال ہے۔ سوال:- ایجاب کیونکر قبول ہوا۔ جواب کیونکہ لڑکے کی عمر اس وقت پانچ سال کی تھی آپس کے جھگڑے کی بناء پر لڑکے کے والد نے مجھے طلاق دیدی۔ اور انہوں نے چار یا پانچ روز بعد ہی دوسری جگہ شادی بھی کردی۔ اب میں مسماۃ گلی (گلاب) جوان العمر ہوں اور بڑی پریشانی میں ہوں کیونکہ طلاق ہونے کے بعد سے اب تک میرا انہوں نے کوئی نان ونفقہ کا انتظام بھی نہیں کیا ہے۔ اس لئے مجھے شرعی جواب سے مطلع فرمایا جائے کہ شرعی حکم سے اب مجھے دوسرا نکاح پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

مسماۃ گلی (گلاب) بنت عیدو ولد خیرو ساکن ڈانگرہ تحصیل رام گڑھ بندہ ڈاکخانہ آندھی ضلع جے پور

الجواب: یہ صحیح ہے کہ نابالغ کا نکاح اس کا باپ کرسکتا ہے لیکن نابالغ کی منکوحہ کو طلاق نہیں دے سکتا ایسی صورت سائلہ کا نکاح ہنوز قائم ہے۔ اس پر لازم ہے اپنے شوہر سے طلاق حاصل کئے بغیر اس کی زندگی میں دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے۔ سائلہ کا شوہر اگر اس کو رکھنا نہیں چاہتا تو اس پر فرض ہے کہ سائلہ کو طلاق دیدے یوں ادھر میں لٹکائے نہ رکھے۔ قال تعالیٰ وامسکوھن بمعروف اوسرحوھن بمعروف وہ اگر سائلہ کو نہیں رکھنا چاہتا اور طلاق بھی نہیں دیتا تو برادری سے اس کو خارج کردیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۳۰ ذی الحجہ ۸۸ھ

مسئولہ: محبوب عالم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی بیوی سے جھگڑا کرکے دوسری جگہ چلا گیا۔ جس جگہ پر اس کا شوہر ہے اس کی بیوی کو اچھی طرح معلوم ہے چار برس کے بعد بیوی نے انتظار کرکے دوسری شادی کرلی اب وہ عورت مہر چاہتی

ہے اپنے پہلے شوہر سے اب شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب : جب شوہر نے طلاق نہیں دی اور دوسرے مرد سے اس نے نکاح کرلیا تو یہ نکاح ہرگز درست نہیں ہوا۔ اب وہ پہلے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہے اور اس کا پہلا شوہر رکھنا چاہتا ہے تو رکھ سکتا ہے اور پہلا شوہر رکھنا نہیں چاہتا ہے تو طلاق دے کر آزاد کردے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۶/ذی قعدہ ۷۸ھ

مسئولہ: مرتضی حسین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی زوجہ کو مارا پیٹا اور اب گھر سے مار پیٹ کر نکال دیا اب ہم سے تم سے کوئی واسطہ نہیں جبکہ ہندہ اپنے میکہ چلی آئی تو لڑکی کے ورثاء تفتیش کرنے لگے کہ آخر کیا بات ہے تو پتہ لگا کہ لڑکا نہایت بدچلن ہے جب ہندہ کو بھیجنا چاہتے ہیں تو وہ خبر بھیجدیتا ہے کہ میں نے قبل ہی کہدیا ہے کہ اس سے میرا کوئی واسطہ نہیں تو اب وہ میرے یہاں کیوں آئے گی لڑکی کے والدین سب خرچہ برداشت کررہے ہیں۔ آج تقریباً دوسال سے ہندہ کو زید اپنے میکہ میں چھوڑے ہوئے ہے اب اس صورت میں کیا کرنا چاہئے۔؟

الجواب : جب وہ اپنی بیوی کو رکھنا نہیں چاہتا ہے تو اس سے کہا جائے کہ وہ طلاق دیدے جب وہ طلاق دیدے اور عدت گزر جائے تو وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۶/ذی قعدہ ۷۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی آدمی نے اپنی بیوی سے اور بچوں سے اور دیگر عزیزوں کی رضامندی کے بغیر کسی دوسری لڑکی کو دھوکہ میں لاکر غلط بات بتاکر اپنی بیوی بچوں کو چھپا کر اس لڑکی سے شادی کرلیا یہ لڑکی اور لڑکی

والے پہلی بیوی و بچوں سے بالکل ناواقف تھے۔ خیر شادی کر کے قریب قریب تین سال گزر چکے یہ دوسری لڑکی قریب ایک سال اور دو ماہ تک اپنے شوہر کے ساتھ رہی لیکن دو سال سے شوہر نے اس دوسری بیوی کو چھوڑ رکھا ہے۔ نہ خرچہ دیتا ہے نہ خط و کتابت کرتا ہے اور نہ بیوی کا حق ادا کرتا ہے بلکہ اپنی پہلی کو اپنے ساتھ رکھتا ہے اور یہ دوسری بیوی برابر دو سال سے تکلیف پاتی ہے اور پریشان حال رہتی ہے گھر والے بھی تنگ دست ہیں اور تنگ آگئے ہیں لڑکی ہر حال میں راضی ہے لیکن شوہر کچھ بھی خیال نہیں کرتا اب لڑکی خود اپنے منہ سے کہتی ہے کہ میں دوسرے گھر جاؤں گی لڑکی بالکل جوان ہے اور کنواری ہے صرف چودہ ماہ تک اپنے شوہر کے پاس رہی اب کیا کرنا چاہئے دوسرا نکاح کروں یا نہیں جواب جلد دیں لڑکی کی زندگی خراب ہو رہی ہے۔

الجواب: اس کے شوہر پر فرض ہے کہ اس کو اچھی طرح رکھے یا اچھی طرح طلاق دیکر جدا کر دے۔ یوں اس کو لٹکائے نہ رکھے قرآن کریم کا حکم ہے فامسکوھن بمعروف اوسرحوھن بمعروف وہ اپنا فرض نہیں ادا کرتا مسلمان اس سے میل جول بند کر دیں اور اس کو مجبور کریں کہ وہ اپنا فرض ادا کرے یعنی رکھے یا طلاق دے طلاق سے پہلے آزاد نہیں ہے جب طلاق ملے گی تو آزاد ہوگی اور عدت کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کر سکے گی واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۶ رذی قعدہ ۸۷ھ

مسئولہ: اقبال حسین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں یعنی زید کہتا ہے کہ ہم جب اپنے چچا یعنی حقیقی چچا کی لڑکی سے شادی کر سکتے ہیں تو چچا کی لڑکی کی لڑکی سے شادی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: چچا کی لڑکی سے جس طرح نکاح حلال ہے اسی طرح چچا کی نواسی سے بھی نکاح حلال ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۷ رذی الحجہ ۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص اپنی بیوی کی زندگی میں اپنی بیوی کی حقیقی بہن سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔ اگر اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے تب بھی اسکے ساتھ اگر ناجائز تعلق رکھے تو پہلی بیوی سے نکاح رہا یا نہیں۔ اور اسکی اولاد ناجائز تعلق کے بعد ہوئی تو وہ حلال رہے گی یا حرامی۔

الجواب: جس مرد کے نکاح میں عورت ہو وہ مرد اس عورت کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا سالی سے زنا کرنے پر نکاح میں کچھ خلل نہیں آتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۴ رذی الحجہ ۷۸ھ

مسئولہ: اچھن خاں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا ایک بیوہ عورت سے ناجائز تعلق ہوگیا اب اس کے حمل قائم ہوگیا زید نے اس عورت سے نکاح کرلیا حکم فرمائیں۔

الجواب: نکاح صحیح ہے لیکن ناجائز تعلق رکھنے سے زید اور وہ عورت دونوں توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۴ رذی الحجہ ۷۸ھ

مسئولہ: افروز علی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کی شادی زید سے ہوئی زید نے بہ رضا و رغبت بلا اکراہ و اجبار ہندہ کو تحریری اختیار دیا کہ اگر کسی وقت زید کی حرکات غلط و نامناسب عمل سے عاجز ہوکر ہندہ یہ طے کرے کہ اس کا نباہ زید کے ساتھ نہیں ہوسکتا تو ہندہ خود کو اپنے شوہر زید کی طرف سے طلاق بائن شرعی دے لے۔ اور اس طرح زندگی میں زوجیت سے آزاد ہوجائے۔ اب ہندہ زید کی حرکات ناشائستہ سے عاجز ہے۔ اور یہ طے کرچکی ہے کہ اس کا نباہ زید کے ساتھ نہیں

ہوسکتا۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ آیا اقرار نامہ مذکور اور اس رو سے ہندہ اختیارات تفویض شدہ کے ذریعہ اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے یا نہیں۔ اور ایسی طلاق شرع شریف کی نظر میں جائز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: اگر وہ تحریر مصدر ومعنون ہے یعنی دستور ورواج کے مطابق تحریر کی ابتداء ہے تو جس وقت زید کی حرکات غلط وناسب عمل سے عاجز ہوکر ہندہ نے یہ طے کیا کہ اسکا نباہ زید کے ساتھ نہیں ہوسکتا اس وقت اس کو اختیار حاصل ہوا کہ وہ خود کو طلاق بائن دے لے۔ اور جب اس وقت ہندہ نے خود طلاق بائن نہیں دی تو اب اس کو یہ اختیار نہ رہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۶ رذی الحجہ ۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمیٰ محمد صدیق ابن نبی بخش قوم گھوسی مسکنہ جودھپور کی شادی مسمات میمونہ بنت اللہ دین قوم گھوسی مسکنہ جودھپور سے ۱۹۶۱ء میں ہوئی جب کہ محمد صدیق کی عمر چودہ برس اور میمونہ کی عمر آٹھ سال کی تھی۔ بعد نکاح محمد صدیق ومیمونہ میں مباشرت بھی ہوئی جبکہ دونوں بالغ ہوگئے۔ مباشرت ہونے کے بعد میمونہ کے والد اللہ دین نے محمد صدیق واپنی لڑکی میمونہ کو پولیس کے ذریعہ گرفتار کروایا اور یہ الزام لگایا کہ وہ اللہ دین کی لڑکی کو گرفتار کر کے لے گیا۔ عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے۔ اللہ دین نے اپنی بریت میں یہ پیش کیا ہے چونکہ میمونہ کا نکاح آٹھ سال کی عمر میں ہوچکا تھا اس لئے اس کو فسخ نکاح کا حق ہے اس لئے جواب طلب ہے کہ جبکہ دونوں میں مباشرت ہوچکی ہے اس کے والد کا یہ مطالبہ کہاں تک درست ہے از روئے شرع مطلع فرمائیں۔۔ محمد عمر ابن نبی بخش قوم گھوسی۔

الجواب: باپ کا کرایا ہوا نکاح لازم ہوتا ہے بالغہ ہونے پر فسخ نکاح کا حق نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۰ رذی الحجہ ۸۷ھ

کتاب الطلاق

محترم ناظم اعلیٰ صاحب السلام علیکم

خیریت ہے خیریت کا طالب! ضروری تحریر یہ ہے کہ یہاں دو شخصوں میں طلاق کا معاملہ لیکر جھگڑا ہوگیا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ عورت بھی طلاق دے سکتی ہے جیسے مرد دیتے ہیں۔ کیونکہ دونوں کے حقوق برابر ہیں۔ مگر دوسرا کہتا ہے کہ حق تو برابر ہے میں مانتا ہوں مگر عورت کو حکم نہیں ہے کہ وہ طلاق دے۔ آپ برائے مہربانی اس کا جواب دیں کہ عورت طلاق دے سکتی ہے یا نہیں؟ اگر دے سکتی ہے تو کیوں؟ اور نہیں دے سکتی ہے تو کیوں؟ مثال کے ساتھ سمجھا کر جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں عین نوازش ہوگی۔ فقط والسلام۔ آپکا محمد رشید

الجواب: عورت اور مرد کے حقوق برابر سمجھنا خطا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے الرجال قوامون علی النساء کتب فقہ میں تصریح ہے کہ مرد جب چاہے اپنی عورت سے ہمبستر ہوسکتا ہے عورت انکار نہیں کرسکتی۔ اور عورت چاہے تو مرد انکار کرسکتا ہے تو دونوں کے حقوق برابر کہاں رہے۔ عورت پر گھر کا کام واجب ہے مرد پر نہیں تو دونوں برابر کہاں رہے۔

عورت کا نفقہ اور مہر شوہر پر واجب ہے۔ مرد کا عورت پر واجب نہیں تو دونوں برابر کہاں ہوئے۔ اور اگر یہ مان بھی لیجئے کہ عورت و مرد کے حقوق برابر ہیں تو طلاق کو مستثنٰی مانئے کیونکہ قرآن کریم میں آیا ہے بیدہ عقدة النکاح مرد کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ اور حدیث شریف میں الطلاق لمن اخذ بالمساق کہ طلاق کا مالک صرف شوہر ہی ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

۷؍ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو ایک عورت اور ایک مرد کے سامنے تین طلاق دی۔ اور اتنی زور سے دی کہ پڑوسن نے بھی سنا اور اسی وقت ہندہ کو مکان سے نکالدیا۔ اور فی الحال تین بچے ہیں۔ اور ہندہ کا سرپرست ایک بھائی ہے اور وہ بھی غریب۔ اس کا کوئی وارث نہیں۔ جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں فقط

شکوت بیگم محلہ جگت پور ضلع بریلی شریف

تاریخ ۲۹/ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ

الجواب: فی الحال تین بچے ہیں اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ بچے زید ہی سے ہیں ایسی صورت میں زید نے اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دی ہیں تو اب اس کے لئے وہ حلال نہیں۔ حلالہ کے بعد اس عورت سے زید کا نکاح حلال ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

۵/ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید کی زوجہ ساجدہ خانم اپنے میکہ میں تخمیناً آٹھ دس ماہ سے مقیم تھی۔ زید بغرض رخصتی اپنی سسرال گیا اور اپنی اہلیہ ساجدہ سے کہا میرے گھر چلو۔ ساجدہ نے اپنے والدین کے سامنے جواب دیا کہ کچھ دنوں بعد آئیے تو میں آپ کے مکان جاؤنگی۔ زید اس کے بعد تین چار بار اپنی زوجہ کو لانے کی غرض سے اپنی سسرال گیا۔ لیکن ساجدہ نے اپنے ماں باپ کے ساتھ متفق ہوکر ہر بار حسین بہانہ بنا کر اپنے خاوند کے ساتھ جانے سے انکار کیا۔ اور اس طرح سال بہ سال کر کر کے اپنے میکے ہی میں مقیم رہی۔ ایک دن زید جب پھر اپنی اہلیہ ساجدہ کو اپنے مکان پر لانے کی غرض سے اس کے گھر گیا تو ساجدہ نے صاف انکار کردیا کہ اب میں آپ کے یہاں نہیں جاؤنگی۔ زید نے جب اپنی اہلیہ وخسر اور خواشدامن وغیرہ سے بار بار اصرار رخصتی کرنے کے باوجود نفی میں ترش روئی کے ساتھ جواب پایا تو زید نے اپنی زوجہ ساجدہ خانم کو اسکے والدین اور عزیزوں کے سامنے ہوش وحواس کے عالم میں تین بار صاف صاف کہدیا کہ میں نے تم کو فارقتی دیا میں نے تم کو فارقتی دیا میں نے

تم کو فارقتی دیا زید نے یہ جملہ استعمال کرنے کے بعد اسی دن اپنے عزیز و اقارب کو بھی اس بات سے مطلع کر دیا اور زید نے اپنے عزیزوں سے یہ بھی کہا کہ میں نے بہ نیت طلاق یہ جملہ بہ آواز بلند استعمال کیا ہے۔ اور اب میں کسی بھی حالت میں ساجدہ کو اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔

لیکن زید اپنے اور اپنی اہلیہ کے کچھ عزیزوں اور رشتہ داروں کے سمجھانے بجھانے پر اپنی اہلیہ ساجدہ کو تین چار دنوں قبل اپنے گھر لے آیا ہے۔ اور پہلے کی طرح زید اپنی زوجہ کے ساتھ بات چیت میل ملاپ اور تعلقات رکھے ہوئے ہے۔ تو دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ زید کا یہ فعل وعمل شرعاً حلال ہے یا حرام؟ اور کیا زید اپنی زوجہ کو کچھ کفارہ نکال کر یا زکوۃ و خیرات کر کے اپنے ہمراہ اپنی زوجیت میں رکھ سکتا ہے کہ نہیں؟ کیونکہ اب زید کہتا ہے کہ میں نے بہ نیت طلاق صرف ایک ہی بار کہا تھا۔ کہ میں نے تم کو فارقتی دیا براہ کرم قرآن پاک وحدیث شریف کی روشنی میں مندرجہ بالا مسئلہ کا جواب تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ فقط محمد حسین خاں ساؤنڈ ہاؤس گریڈیہہ

الجواب لفظ صحیح فارغخطی ہے اس کو بگاڑ کر کوئی فارخطی، کوئی فارکھتی، کوئی فارقتی کہتا ہے۔ آپ کے علاقہ میں یہ لفظ زیادہ تر کس معنی میں بولا جاتا ہے آپ نے نہیں لکھا۔ اگر یہ لفظ طلاق ہی کے معنی میں بولا جاتا ہے یا زیادہ تر طلاق کا معنی مراد ہوتا ہے تو ایسی صورت میں یہ لفظ صریح ہے۔ اور وہ عورت مدخولہ ہے تو تین طلاقیں ہو گئیں۔ خواہ زید کی نیت کچھ بھی ہو اور اگر مدخولہ نہیں تو صرف ایک بائن ہوئی اور اگر یہ لفظ طلاق کے معنی میں بہت کم بولا جاتا ہے تو یہ لفظ کنایہ ہے۔ ایک بار طلاق کی نیت کا زید کو اقرار ہے لہذا اگر وہ عورت مدخولہ نہیں ہے تو ایک طلاق بائن ہوئی۔ اور اگر مدخولہ ہے تو زید سے پوچھے کہ لفظ تم نے کتنی بار کہے ہیں اور طلاق کی نیت صرف ایک بار کی ہے تو یہ بتاؤ کہ پہلی بار سے طلاق کی نیت کی تھی یا دوسری بار سے یا تیسری بار سے جو جواب وہ دے اس کو لکھ کر سوال کیجئے۔ ایک بائن کا حکم یہ ہے کہ زید اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ حلالہ کی حاجت نہیں۔ تین طلاقوں کا حکم یہ ہے کہ حلالہ سے قبل اس عورت کے ساتھ زید کا نکاح حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

۷؍ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں

زید نے اپنی بیوی کو غصہ میں دو یا تین چپت مار دیئے اور کہا کہ نکل جا گھر سے زید کی بیوی ہندہ بولی مجھ کو چھوڑ دے۔ زید نے کہا جا میں نے چھوڑ دیا۔ یہ گفتگو ہوتے ہی ہندہ مکان سے چلی گئی۔ اور ایک شخص زید کے مکان پر شروع سے آخر تک بیٹھا تھا۔ ہندہ نے بستی میں جا کر دو چار جگہ افواہ گرم کی کہ میرے شوہر زید نے مجھے تین مرتبہ کہدیا کہ جا تجھ کو طلاق دی۔ بستی والوں نے ہندہ سے دریافت کیا کہ کس کے سامنے تین مرتبہ زید نے تجھے طلاق دی۔ ہندہ نے جو کہ ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اس کا نام لیا۔ کہ اسکے سامنے کہا ہے اس شخص سے معلوم کیا گیا کہ تمہارے سامنے تین مرتبہ کہا ہے اس شخص نے جو واقعہ تھا صحیح کہدیا کہ میرے سامنے ہندہ نے زید سے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دے۔ زید نے کہا میں نے چھوڑ دیا اتنے میں ہندہ باہر چلی گئی اور میرے سامنے کوئی بات نہیں آئی۔ بستی والے اس شخص کی بات تسلیم نہیں کرتے ہیں اور اس گواہ کو جھوٹا مانتے ہیں۔ اب زید بہت پریشان ہے اور منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے۔ کچھ آدمی بستی کے ہندہ سے کہتے ہیں کہ اپنے شوہر پر اتنا بھاری الزام لگا دیا اور پھر اپنے شوہر کے پاس آئی۔ یہ تیری کیا بے حیائی ہے۔ ہندہ کہتی ہے کہ میں نے غصے میں کہدیا تھا۔ بستی کے آدمی کہتے ہیں کہ سب تمہاری مطلب پرستی ہے۔ ہم تمہاری ایک بات نہیں مانیں گے۔ ایسی صورت میں شرع شریف کا کیا حکم ہے آیا یہ طلاق ہوئی یا نہیں ہندہ کا شوہر بستی کے سامنے کیسے سر خرو ہے اور کیسے اپنی سچائی ظاہر کرے۔ شرع شریف سے یہ سب سمجھا دیجئے اور ایسی عورت شرع شریف کے حکم سے کیسی ہے یہ سب تحریر فرما دیجئے۔

فقط عبدالرشید چھپر مین ٹانڈہ پوسٹ سیتھل ضلع بریلی

الجواب: جا میں نے تجھے چھوڑ دیا کہنے سے ایک طلاق رجعی ہوگی اور اگر مذ خولہ ہے اور جا سے علیحدہ طلاق کی نیت ہو تو اس صورت میں دو بائن ہوئیں رجعی کی صورت میں عدت کے اندر رجعت کر سکتا ہے۔ رجعت قول سے بھی ہوتی ہے اور فعل سے بھی۔ اگر طلاق رجعی کے بعد اس عورت سے ہمبستر ہوا ہے عدت کے اندر یا کوئی ایسا فعل کیا ہے عدت کے اندر کہ جس سے حرمت مصاہرت ثابت ہے تو رجعت ہوگئی۔ عورت نے تین طلاقوں کا دعویٰ کیا تھا اور کوئی ثبوت اسکے پاس نہ تھا تو اس کا دعویٰ غلط مانا جائے۔ جو لوگ بے ثبوت تین طلاقیں مان رہے ہیں وہ خطا پر ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف ---- ۱۵ رذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں

کہ زید نے اپنی بیوی کے کسی وجہ سے ایک طمانچہ ماردیا اس پر زید کی بیوی نے کہا چھوڑ دو، اس کے بعد زید نے بیوی کے سامنے تین مرتبہ لفظ چھوڑ دیا کہدیا۔ زید کا منشاء لفظ چھوڑنا سے طلاق سے نہیں ہے اور نہ طلاق کی نیت سے کہا ہے زید کی بیوی عرصہ پانچ ماہ سے حاملہ ہے۔ بیوی کا کہنا ہے کہ میں نے جو لفظ چھوڑ دو کہا ہے وہ طلاق نہیں ہے اور نہ میں سمجھتی تھی۔ کہ لفظ چھوڑ دو کا منشاء طلاق ہے۔ زید کی بیوی اور زید میں کسی قسم کی لڑائی جھگڑا نہیں ہے۔ اہل محلہ کے کہنے پر حضور سے اس کے متعلق معلوم کرنے کی ضرورت سمجھی گئی برائے کرم جواب سے مطلع فرمایا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

خاکسار لیاقت حسین ساکن قصبہ سیتھل یکم مئی ۶۴ء

الجواب : زید کی بیوی نے کہا کہ چھوڑ دو۔ کیا چیز چھوڑ دو سوال میں مذکور نہیں ہے زید نے اپنی بیوی کے سامنے تین مرتبہ لفظ چھوڑ دیا کہا۔ کس کو چھوڑ دیا سوال میں مذکور نہیں ہے ایک شخص کہ جس نے اپنا نام انوار حسین بتایا اس نے اقرار کیا کہ میں نے اپنی بیوی سے تین مرتبہ لفظ چھوڑ دیا کہا اس سے پوچھا گیا کہ کس کو چھوڑ دیا تو جواب دیا کہ مارنا چھوڑ دیا لیکن یہ ظاہر کے خلاف ہے اور سیاق ولحاظ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مراد نہیں۔ بلکہ بیوی کو چھوڑنا مراد ہے۔ لھذا اگر فی الواقع بیوی کو چھوڑنے کی نیت تھی تو تین طلاقیں ہو چکیں۔ خواہ طلاق کی نیت تھی یا نہ تھی۔ اسلئے کہ یہ لفظ صریح ہے جس میں نیت شرط نہیں اور اگر بیوی کو چھوڑنے کی نیت نہ تھی تو طلاق نہ ہوئی۔ لیکن حلال وحرام کا معاملہ ہے۔ خدائے عزوجل علیم وخبیر ہے جس سے کسی کے دل کا ارادہ پوشیدہ نہیں اور اس کے قہر وعذاب سے ڈرنا لازم ہے اور جو نیت تھی اس کو چھپانے سے احتراز لازم ہے۔ اور جو چیز حرام ہو چکی ہے نیت چھپا کر حلال نہیں ہو سکتی واللہ تعالیٰ اعلم۔

سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

۲۸ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

مسئولہ فرید حسین خاں روہلی ٹولہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں

کہ نکاح کے وقت رئیس جہاں نام سے نکاح ہوا۔ طلاق دیتے وقت اس کے چھوٹے نام ننھی بی کہہ کر طلاق دی ایسی صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب: رئیس جہاں ہی کا دوسرا نام ننھی بی ہے۔ تو صورت مسئولہ میں طلاق ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

۲۸/ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

مسئولہ لئیق حسن خاں ولد سلطان احمد خاں ساکن شہر بریلی محلہ کانکرٹولہ شہر کہنہ بریلی، ۱۵/ مئی ۱۹۶۴ء

اس مسئلہ میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں۔

میں لئیق حسن خاں نے اپنی بیوی مسماۃ قیصر جہاں بیگم بنت جمعہ خاں ساکن شہر بریلی محلہ کانکرٹولہ اس کے چال چلن خراب ہونے پر طلاق دیدی ہے ہوش وحواس درست ہیں یہ طلاق دی ہے۔ لہذا علمائے دین اس مسئلہ پر کیا فرماتے ہیں یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ یہی الفاظ کہکر دی طلاق۔

الجواب: ایک شخص کہ جس نے اپنا نام لئیق حسن خاں بتایا بیان دیا کہ اس نے تین مرتبہ اپنی بیوی کو طلاق دی اور اس کی بیوی مدخولہ ہے ایسی صورت میں اس کی بیوی پر تین طلاقیں ہوگئیں اب حلالہ کے بغیر اسکے لئے اس عورت سے نکاح حلال نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

یکم محرم ۱۳۸۴ھ

عشق علی شاہ موضع پورنپور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ

رمضان شاہ نے اپنی بیوی بانو کو طلاق بائن تین مرتبہ بہ موجودگی حفیظ اللہ شاہ ساکن قصبہ بیسلپور و عشق علی شاہ والد مسماۃ

مذکورہ ساکن پورنپوروی جس کو عرصہ تین سال ہوا ایسی صورت میں مسماۃ کا باپ غریب آدمی ہے اس کو نکاح ثانی اپنی لڑکی کا کر دینا چاہئے یا نہیں۔ شرع شریف کا کیا حکم ہے بینوا و توجروا

الجواب : اگرفی الواقع رمضان شاہ نے اپنی بیوی کو طلاق بائن دیدی ہے اور عدت بھی گزر چکی ہے تو وہ دوسرے مرد کے ساتھ اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن اگر رمضان شاہ طلاق کا منکر ہو تو ثبوت کے لئے شہادت شرعیہ درکار ہوگی۔ ثبوت نہ ہونے پر طلاق کا دعویٰ غلط مانا جائے گا۔ اور عورت کو رمضان شاہ کے حوالہ کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

۱۴ر محرم ۱۳۸۴ھ

مسؤلہ قیس محمد خاں قادری رزاقی غفرلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ میں

کہ زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو نشہ کی حالت میں طلاق دی اور پھر اس سے رجوع کر لیا اس معاملہ کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے زید نے ہندہ کو نشہ کی حالت میں زدوکوب کیا اس کے بعد طلاق دی شوروغل سن کر دوڑنے والوں کے بیانات میں بھی اختلاف ہے۔ کثیر تعداد میں لوگوں نے یہی سنا کہ زید نے ہندہ کو ایک طلاق دی ان سے کم تعداد میں لوگوں نے دوبار لفظ طلاق استعمال کرتے سنا اور تین طلاقوں کا بیان صرف ایک شخص کا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

(۲) زید کا ہندہ سے رجوع کر لینا اور شوہر کا اپنی بیوی سے حسب معمول سابقہ تعلقات قائم رکھنا درست ہے یا نہیں؟

(۳) کثیر تعداد میں بیان کرنے والوں کے بیان کو قابل قبول سمجھا جائے گا یا قلیل واقل تعداد والوں کے بیان پر عمل کیا جائے گا۔

(۴) اگر بالفرض دو طلاقوں کے بیان کو بھی صحیح تسلیم کر لیا جائے تو کیا دو طلاقوں کے بعد بھی شوہر کو اپنی بیوی سے رجوع کرنے کی اجازت نہیں ہے اور کیا زید پر ہندہ حرام ہو جائے گی؟

(۵) اتنے بڑے مجمع میں صرف ایک شخص کا یہ کہدینا کہ زید نے ہندہ کو تین طلاقیں دی ہیں کیا عندالشرع مقبول ومسموع قابل عمل سمجھا جائے گا۔ شریعت مطہرہ اور حنفی مسلک کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب: شراب، تاڑی وغیرہ بے عذر حرام ہے۔ اور حرام طریقے پر نشہ پیدا ہو تو طلاق دینے سے واقع ہو جاتی ہے۔ صورت مستفسرہ میں جبکہ طلاق کی شمار میں اختلاف ہے اور زید تین طلاقوں سے منکر ہے۔ تو دو عادل ثقہ قابل قبول شرع یا ایسی ہی دو عورتوں اور ایک مرد کی شہادتوں سے تین طلاقوں کا ثبوت ہوگا۔ یونہی دو طلاقوں کا ثبوت بھی زید کے اقرار یا شرعی شہادتوں سے ہوگا۔ سامعین کی قلت وکثرت کا کوئی اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر ایک رجعی یا دو رجعی طلاقیں دی ہیں تو عدت کے اندر رجوع کر لینا درست ہے اور رجوع صحیح ہو تو بیوی سے ازدواجی تعلقات قائم رکھنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) شرعی شہادتوں پر واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) دو رجعی طلاقیں ہوں تو عورت حرام نہیں ہوتی عدت کے اندر رجعت جائز ہے اور عدت گزر جانے پر عورت راضی ہو تو نکاح جدید کر کے بھی اس کو رکھ سکتا ہے حلالہ کی حاجت نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) ایک آدمی کے کہنے سے تین طلاقیں ثابت نہ ہوں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

۵ محرم ۱۳۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور بعد عدت گزرنے کے پھر اسی عورت سے عقد کرنا چاہا بستی کے لوگوں نے علماء کا مسئلہ سامنے رکھا یہاں تک کہ فتویٰ بھی منگایا گیا اس میں حلالہ کا حکم تحریر تھا لہذا زید نے اپنے چھوٹے بھائی سے عورت کا نکاح کر دیا مگر اس کے بھائی نے عورت سے مباشرت نہیں کی کافی زور دینے پر بھی وہ کام کیلئے راضی نہیں ہوا زید نے اپنے بھائی سے جبراً طلاق دلوا کر بعد عدت گزرنے کے پھر اپنے ساتھ نکاح کا عہد کیا لوگوں نے حکم شرع سامنے رکھا اور کہا کہ ابھی حلالہ نہیں ہوا ہے اور بغیر حلالہ تو ہرگز نکاح نہیں ہو سکتا اور نہ تو کر سکتا تو زید

نے کہا کہ حلالہ کرا کے میں اپنے بھائی کو مرواڈالوں اور حلالہ والا کوئی چیز نہیں ایسی تیسی میں جائے حلالہ میں سب کچھ دیکھ لوں گا۔ دیکھئے میرا کوئی کیا کرے گا۔ اور زید کے معاون ومددگار بستی کے چھ افراد اور ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تیرے ساتھ ہر طرح سے شریک اور تیری مدد کریں گے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر شریعت کا حکم کیا ہے مطلع فرمائیں۔ زید اور اس کے معاونین کے ساتھ بستی والوں کو کیا برتاؤ کرنا چاہیے۔

الجواب: صورت مسئولہ میں زید پر توبہ لازم ہے۔ اس قول سے جو اس نے کہا اور اس فعل سے جو اس نے کیا زید اور زید کے حامی ومددگاروں سے میل جول بند کیا جائے توبہ کریں تو ان سے میل جول رکھا جائے ورنہ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۰ ر صفر ۱۳۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک دیہاتی اور معمولی پڑھا ہوا کاشتکار ہے جو روزمرہ کے ضروری مسائل روزہ، نماز وغیرہ سے بھی ناواقف ہے اس نے اپنی بیوی کلثوم کو طلاق دی جب گاؤں میں یہ بات مشہور ہوئی تو لوگوں نے پوچھا کہ تم نے اپنی بیوی کو طلاق دیدیا جواب میں زید نے ہر شخص سے ہاں کہا۔ ان گرامیوں سے مولوی محمد جنت حسین صاحب نے بھی دریافت فرمایا تو ان کے جواب میں بھی ہاں کہا پھر مولوی صاحب موصوف نے پوچھا کہ کتنی طلاق دیا تو اس کے جواب میں زید نے کہا کہ تین طلاق دیدیا ہے۔ اس کے بعد کئی اور لوگوں نے پوچھا تو یہ کہا کہ غصہ اور رنجش میں تین چار دفعہ طلاق دیدیا ہے اور اس واقعہ کو عرصہ پانچ چھ مہینہ کا ہوتا ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کلثوم زید کی زوجیت میں کس طرح آسکتی ہے اس مسئلہ کے متعلق بابو محمد نور عالم صاحب نے اس طرح کا ایک سوال جو مندرجہ ذیل ہے تحریر کر کے جواب طلب فرمایا۔ حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عرفان نے اپنے چند دوستوں کے سامنے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی بار بار چند لوگوں کے پوچھنے پر بھی اس نے اقرار کیا لڑکی کے والد کو جب معلوم ہوا تو اس نے گاؤں کے برسراقتدار لوگوں کو جمع کر کے پنچایت بٹھائی پنچوں کے پوچھنے پر اسنے اقرار کیا کہ میں نے ایکبار طلاق دیدیا ہے۔ جرح کرنے پر عرفان نے

کہا میری نیت ایک طلاق دینے کی تھی مولوی جنت حسین صاحب کہتے ہیں کہ اس نے میرے سامنے تین بار طلاق دینے کا اقرار کیا ہے۔ مولوی صاحب نے کبیرالدین کو گواہ رکھا کہ میری اور عرفان کی بات کبیرالدین کی موجودگی میں ہوئی ۔کبیرالدین سے پوچھنے پر کبیرالدین نے کہا کہ طلاق کے متعلق تو بات ہو رہی تھی پر کیا بات ہوئی۔ میں نہیں سن سکا اپنے کام میں لگا ہوا تھا اس واقعہ کو قریب چھ ماہ گزر چکا ہے۔

الجواب: صورت مسئولہ میں عرفان خان کی بیوی کو ایک طلاق رجعی ہوگئی ہے۔ اور چونکہ چھ ماہ گزر چکے ہیں لہذا عدت گزر گئی ۔رجعت کا وقت ختم ہو چکا۔ اس لئے تجدید نکاح کیا جائے۔ یعنی پھر عقد پڑھایا جائے حلال ہو جائے گی۔ فقط محمد زکریا۔

نوٹ: بابو محمد نور عالم کے سوال میں یہ درج ہے کہ حرام ہے اس پر عرفان کہتا ہے کہ میری نیت ایک طلاق دینے کی تھی خود نور عالم صاحب نے اپنے سوال میں یہ تحریر کیا کہ اس نے اقرار کیا اور کہا کہ میں نے ایک بار طلاق دیا پھر جرم کیا ہے گزارش ہے کہ جو انسان مشہور و معروف مسائل کو نہ جانے وہ طلاق کے ان مسائل پر بھی کس طرح نگاہ لے جا سکتا ہے کہ اگر سو بار کہدیں اور نیت ایک کی کریں تو ایک واقع ہوگی۔ جہاں تک جلد ممکن ہو جواب بالصواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: اگر کلثوم نے اپنے شوہر کی زبان سے ایسے الفاظ سنے ہیں جس سے کلثوم پر تین طلاقوں کا حکم ہو یا کلثوم کو کسی عادل کے بتانے سے ایسا معلوم ہوا ہے تو اب ہرگز ہرگز کلثوم کو اس مرد سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے کلثوم پر فرض یہ ہے کہ اس مرد سے اس طرح بھاگے جیسے کوئی سانپ یا شیر سے بھاگتا ہے اور وہ اس مرد سے نکاح کرے گی تو گنہگار مستحق نار سزاوار قہر قہار ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

المستفتی: رونق شاہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رونق شاہ کی لڑکی کا بندہ علی کے ساتھ نکاح ہوا تقریبا سات آٹھ ماہ ہو چکے کہ میاں بیوی کے درمیان نفاق پیدا ہو گیا اسی نفاق کے باعث بندہ علی نے اس لڑکی کو اپنے مکان سے نکال دیا اور بندہ علی نے کہا کہ میں اس کو اپنے گھر نہیں رکھوں گا اور میں نے اس کو طلاق دیدی۔ پھر ایک شخص نے کہا کہ کیا الفاظ ادا کرتا ہے تو

پھر اس کے شوہر نے یہی الفاظ کہے کہ میں اس کو نہیں رکھوں گا میں صدق دل سے کہتا ہوں کہ میں نے اس کو طلاق دی تو وہ لڑکی وہاں سے اپنی بہن کے گھر آکر رہی پھر رونق شاہ کو خبر لگی تو اس کے پاس گئے اور بندہ علی کو سمجھایا تو پھر بندہ علی نے یہی الفاظ کہے کہ میں نے تمہاری لڑکی کو طلاق دی میں اس کو اپنے گھر میں نہیں رکھوں گا پھر رونق شاہ اس لڑکے کے باپ کے پاس گئے تو پھر لڑکے نے یہی جواب دیا کہ میں نے تو اس کو پہلے ہی طلاق دیدی ہے میں اس کو نہیں رکھوں گا۔ اگر تم کو کوئی شک ہو تو مجھ سے نشان لے لو۔ تو بندہ علی سے نشان لے لیا گیا۔ اب رونق شاہ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا چاہتا ہے جواحکام شرع ہوں فرمائیں۔

الجواب: اگر بندہ علی نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے اور عدت بھی گزر چکی ہے تو دوسرے مرد سے وہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر ابھی عدت نہیں گزری ہے تو عدت بھر دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۴ رصفر ۱۳۸۷ھ

مسئولہ: نواب جان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے ساتھ مسماۃ تفریقن کا نکاح ہوا تھا جس کو عرصہ قریب تین سال کا ہوا۔ اب عرصہ قریب ایک سال کا ہوا کہ جھگڑا ہونے کی وجہ سے مار پیٹ کر مکان سے نکال دیا تھا۔ لہذا انتظار کرتے کرتے بکر نے مجبور ہو کر نواب جان و کول بڑھئی گاؤں کے دو آدمیوں کو زید کے پاس بھیجا کہ تم اپنی بیوی کو لیکر ہمارے ساتھ چلو اور اپنی رخصت کرلو لہذا زید نے جواب دیا کہ ایک سال ہوا کہ میری بیوی نہیں ہے میں مسماۃ تفریقن کو تین مرتبہ طلاق دے چکا ہوں وہ میری بیوی نہیں ہے اب ایسی صورت میں یہ بیوی زید کے نکاح میں رہی یا نہیں۔ اگر زید کے نکاح میں نہ رہی تو کسی دوسرے مرد کے ساتھ اس کا نکاح کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر فی الواقع زید نے کہا کہ میں مسماۃ تفریقن کو تین مرتبہ طلاق دے چکا ہوں تو اس کے اقرار کے بموجب اس کی بیوی مطلقہ ہوگئی اور عدت پوری ہو چکی ہے تو دوسرے مرد سے نکاح ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۵ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

مسئولہ: محمد حنیف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی بیوی سے یہ کہتا ہے کہ میرا ایک دوست ہے جسے میں جان سے زیادہ عزیز سمجھتا ہوں جس طرح تم پر ہر طرح کا حق ہے اسی طرح میرے دوست کا تم پر پورا حق ہے۔ میرے دوست کو تم پر یوں اختیار ہے تم کو اس کے ساتھ ہمبستر ہونا پڑے گا میں خدا و رسول کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو میں تم کو طلاق دیدوں گا۔ یا قتل کردوں گا اس کی بیوی عرصہ نو سال ہونے کو ہے اس خوف کی وجہ سے اپنے والد کے یہاں مقیم ہے بیوی دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے۔ اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب: شوہر کی زندگی میں اس سے طلاق حاصل کئے بغیر رہائی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اور جب تک نکاح باقی ہے دوسرے مرد سے نکاح حرام ہے۔ قرآن کریم میں ہے **والمحصنت من النساء** اس نے اگر اپنی بیوی کو گناہ پر مجبور کیا تو گنہگار مستحق نار ہوا، دیوث بنا، توبہ کرے اور اس عورت کو رکھنا چاہے تو طلاق دیدے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۴ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حمید اللہ نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تھی اور گواہ بھی موجود ہیں لہذا اس عورت کا نکاح ثانی نہیں ہوا ہے بغیر حلالہ کے حمید اللہ نے پھر اپنی اسی عورت کو رکھ لیا ہے لہذا ان دونوں مرد و عورت کی کیا سزا ہے۔ تحریر فرمائیں۔

الجواب: اگر فی الواقع حمید اللہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں جن سے وہ حمید اللہ پر ایسی حرام ہو چکی ہے کہ حلالہ کے بغیر حلال نہیں ہو سکتی اب وہ اس عورت کو حلالہ کے بغیر اپنے پاس رکھے ہوئے ہے اور میاں بیوی کی طرح رہتا ہے تو

ایسی صورت میں وہ دونوں گنہ گار مستحق نار ہیں اور حمید اللہ پر الزام شرعی طریقے پر ثابت ہو جائے اور وہ توبہ نہ کرے تو اس سے میل جول سلام وکلام بند کرنے کا حکم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۷ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

مسئولہ: محمد رفیق

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید سے طلاق لینے کے لئے طلاق نامہ لکھایا گیا اور زید کو مجبور کیا گیا کہ اس پر دستخط کرے اور اسکو تحریر ذیل پڑھکر سنائی گئی تحریر سننے کے بعد زید نے کہا لاؤ جو لکھا ہے ٹھیک ہے۔ ہم دستخط کردیتے ہیں اور زبان سے لفظ طلاق وغیرہ کچھ نہیں کہا دریافت طلب یہ ہیکہ تحریر کو سنکر دستخط کردینے سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور ہوئی تو کس قسم کی اور اس کی بیوی تحریر کے وقت حاملہ تھی اب وضع حمل ہو چکا ہے اور از روئے شرع اس کا کیا حکم ہے۔ بینوا وتوجروا

طلاق نامہ کی عبارت یہ ہے۔ باعث تحریر اینکہ میری شادی عرصہ سات سال مسماۃ خیر النساء بنت عاشق علی سے از روئے شرع محمدی ہوئی تھی مگر میں ان کا کھانا کپڑا چلانے میں اس وقت تک مجبور رہا اس وجہ سے میری زوجہ مذکور کی آئندہ زندگی بسر ہونا ناممکن ہوگئی ہے اس لئے ہم دونوں میں سے متفق ہیں کہ علیحدگی اختیار کرلیں میرے نطفے سے ایک بچہ ہے جس کا نام آفتاب عالم ہے۔ جس کی عمر تین سال کی ہے میری زوجہ مذکور کے زیر پرورش ہے لہذا اب بہ نظر دفع شر درستی ہوش وحواس بلا دباؤ ناجائز یہ طلاق نامہ لکھدیا تا کہ سند رہے وقت ضرورت کام آئے۔ آج کی تاریخ سے مسماۃ خیر النساء میری زوجیت سے علیحدہ ہوئی اور اس کو آئندہ اپنی زندگی گزارنے کا پورا پورا حق ہے اس میں میں کسی طرح مزاحمت کا مجاز نہ ہونگا، اور اگر کوئی مزاحمت کریں تو بروئے تحریر ہذا نا قابل سماعت ہے۔ گواہ تحریر۔ محمد نظیر، محمد خلیل،

الجواب: صورت مسئولہ میں زید کی بیوی ایک طلاق بائن سے مطلقہ بائنہ ہوگئی عدت گزر جانے پر دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے اگر زید کے ساتھ نکاح کرنا چاہے تو عدت کے اندر بھی اس سے نکاح کرسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۸ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

مسئولہ: للوشاہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میرے شوہر نے مجھے اپنی زبان سے کئی بار کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی لیکن میں نے اس کے کہنے پر کچھ دھیان نہ دیا اور اپنے میکے چلی گئی۔ اب قریب دو سال سے وہ مجھے لینے بھی نہیں آیا اور میرا کوئی سہارا بھی نہیں والد انتقال کر چکے ہیں اور والدہ اندھی ہے۔ اور میرا کوئی بھائی بہن بھی نہیں ہے اس لئے اب آپ سے عرض ہے کہ اس صورت میں کیا کروں۔

الجواب: اگر سائلہ مدخولہ ہے اور اس کو اس کے شوہر نے تین بار یہ کہا ہے کہ میں نے تجھے طلاق دی تو ایسی صورت میں وہ اپنے شوہر پر حرام ہو چکی ہے عدت گزر گئی ہو تو دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور عدت نہ گزری ہو تو جب عدت گزر جائے دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

مسئلہ: نور الٰہی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی زوجہ ہندہ سے صرف ایکبار کہا کہ "میں نے تجھے طلاق دی" اس کے بعد زید نے کئی بار اپنے اعزا اور احباب سے کہا کہ میں نے ہندہ کو طلاق دیدی ہے اگر اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی تو کیا رجعت ہو سکتی ہے۔ اس واقعہ کو تقریباً چار سال ہو گئے۔ اگر رجعت ہو سکتی ہے تو کسطرح؟

الجواب: زید نے اپنے اعزا اور احباب سے کئی بار کہا کہ میں نے ہندہ کو طلاق دیدی ہے یہ طلاق کی خبر ہے نہ کہ انشاء طلاق لہذا صورت مسئولہ میں صرف ایک طلاق ہوئی اگر وہ عورت مدخولہ ہے تو عدت کے اندر رجعت ہو سکتی ہے۔ واللہ

تعالی اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۳ ربیع الاول ۷ ۱۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ چنکو کا نکاح بکر کے ساتھ ہوا تھا جس کو عرصہ قریب دس سال ہوا نکاح ہونے کے بعد بکر کچھ حرام کاری وغیرہ میں مبتلا ہو گیا جس کی وجہ سے مکان میں جھگڑا ہو گیا تھا بعدہ کچھ لوگ بکر کے پاس گئے اور سمجھایا تو بکر نے جواب دیا کہ میں اس کو چھوڑ چکا ہوں اور تین طلاق دے چکا ہوں اور میں نے اپنی دوسری شادی کر لی ہے مجھ کو اس سے کوئی مطلب نہیں لہذا وہ اپنا کسی اور سے نکاح کر لے۔ اب ایسی صورت میں یہ بیوی بکر کے نکاح میں رہی کہ نہیں اور وہ کسی دوسرے کے ساتھ اپنا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر اس نے اپنی بیوی کے بارے میں یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں اسکو چھوڑ چکا ہوں اور تین طلاق بھی دے چکا ہوں تو ایسی صورت میں وہ عورت مطلقہ مانی جائے عدت گزر گئی ہو تو دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

یکم ربیع الغوث ۷ ۱۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی سے جھگڑا کرتے کرتے غصہ کی حالت میں کہا کہ تم کو میں نے چھوڑ دیا ایک مرتبہ پھر دوسری مرتبہ کہا کہ تم میرے گھر سے نکل جاؤ پھر ایک مرتبہ کہا کہ تم کو میں نے طلاق دی صرف ایک مرتبہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور کتنی طلاق واقع ہوئی جواب مرحمت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

الجواب: یوپی کے عرف میں تم کو میں نے چھوڑ دیا ایسا ہی صریح ہے جیسا کہ ''تم کو میں نے طلاق دی'' اس لئے یہاں کے عرف کے مطابق صرف دو رجعی طلاقیں ہوئیں اگر مدخولہ ہے اور اگر اس نے یہ لفظ بہ نیت طلاق کہا ہے کہ تم میرے گھر سے نکل جاؤ تو تین طلاقیں ہو گئیں۔ اور اس صورت میں حلالہ سے پہلے اس عورت کا نکاح اس مرد سے نہیں ہو سکتا ہے

۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

یکم ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا آپس میں دونوں اخلاق ومحبت کی زندگی گزارتے تھے۔ زید اور ہندہ دونوں ماموں زاد بہن بھائی ہیں۔ زید کے ماموں سے کچھ رنجش ہوگئی تو زید کے ماموں اور ہندہ کے بھائی نے زید سے زبردستی طلاق کا مطالبہ کیا حالانکہ زید کسی طرح بھی طلاق دینے پر رضامند نہ ہوا۔ اس پر بہت زبردستی کی تو اس نے اس جگہ الفاظ طلاق بخوف اپنے ماموں وغیرہ کے اپنی زبان سے نکال دیئے۔ طلاق دیا، طلاق دیا، طلاق دیا۔ بعد میں زید اور ہندہ نے آپس میں میل کر لیا ایسی صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ ہندہ کا باپ اس واقعہ کے برخلاف تھا ہندہ کے باپ کے بھائی نے اور ہندہ کے بھائی نے دھمکا کر الفاظ طلاق زید کی زبان سے نکلوائے۔ فقط جمیل احمد

الجواب: زید سے ہندہ کو طلاق دینے کا مطالبہ کئے جانے پر زید نے اگر یہ کہا ہے کہ طلاق دیا، طلاق دیا، طلاق دیا۔ اور سوال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خلوت ہوچکی ہے تو ایسی صورت میں تین طلاقیں ہوگئیں عدت گزار کر دوسرے مرد سے نکاح ہوسکتا ہے۔ دھمکی سے طلاق دلوانے سے ہوجاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۱ رذیقعدہ ۸۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا نکاح نابالغی میں زید کے ساتھ ہوا۔ زید نے ہندہ کے ماں باپ کو فریب دیا کہ میرے پاس کافی آراضی ہے اور نان ونفقہ کی بہت آسانی ہے۔ عقد کے بعد پھر سب باتیں فرضی ثابت ہوئیں ہندہ کا نکاح تو ہوگیا۔ مگر زید کے ساتھ رخصتی ابھی نہیں ہوئی۔ اب عرصہ قریب چھ ماہ کا ہوا کہ زید نے ہندہ کے ماں

باپ سے کہا کہ ہم کو تمہاری لڑکی کی ضرورت نہیں ہے نہ ہم اسکولیجائیں گے ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ پھر یہ جملہ متعدد بار زید نے ہندہ کیلئے اپنی زبان سے کہا ایسی صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں ہندہ نے اسی تاریخ سے ایام مدت پوری کردی ہے اب ہندہ اپنا دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں فقط نکوسائیں

الجواب : میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ طلاق صریح مانا گیا ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں ہندہ کا عقد دوسرے مرد سے ہوسکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۱ رذی قعدہ ۸۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی صابرہ کو تین طلاقیں دیکر دو تین یوم کے بعد اپنے گھر سے نکال دیا صابرہ کچھ دنوں اپنے والد کے مکان پر رہی لیکن کچھ عرصہ کے بعد زید اپنی بیوی صابرہ کو پھر اپنے مکان لے آیا اور تقریباً چھ سات ماہ تک اپنے گھر میں رکھا جب لوگوں کو معلوم ہوا تو زید سے دریافت کیا زید نے اقرار کیا۔ کہ میں نے اس کو تین طلاقیں دی ہے۔ اس پر صابرہ اور زید میں تفریق کردی گئی اب دریافت طلب یہ ہے کہ زید نے صابرہ کو بعد طلاق اتنے دن رکھا اس پر از روئے شرع شریف کیا حکم ہے۔

الجواب : اپنے گناہ سے زید بھی توبہ کرے اور صابرہ بھی واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۳ رذیقعدہ ۸۲ھ

مکرمی محترمی جناب مفتی صاحب السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکے زید کا نکاح مسماۃ سعیدہ سے عرصہ تقریباً پانچ سال ہوا۔ اور وہ لڑکا نکاح کے بعد بدچلنی کی وجہ سے کہیں باہر چلا گیا پانچ سال سے ابتک اس کا کہیں پتہ نہیں ہے وہ لڑکا

چوراور بدچلن بھی تھا۔اب لڑکی بالغ ہے اوراس نے کچہری میں درخواست دیکر اپنا نکاح فسخ کرالیا ہے اب وہ دوسری جگہ اپنا نکاح کرنا چاہتی ہے ایسی صورت میں نکاح فسخ ہوایانہیں اوروہ کسی دوسرے کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے کہ نہیں۔برائے کرم جواب عنایت ہو بندہ جواب کا منتظر ہے والسلام مع الاکرام :ڈاکٹر رفیق احمد قادری

الجواب : کچہری سے فسخ نکاح کی ڈگری ملنے پر عورت کو آزادی حاصل نہیں ہوتی ایسی صورت میں اس کا نکاح بدستور باقی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۶/ذیقعدہ ۸۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید موضع چھنکی ڈاکخانہ درو ضلع نینی تال کا باشندہ ہے زید کی اہلیہ سے کسی عورت نے ازراہ تمسخر دل لگی اور تماشہ دیکھنے اور دونوں میاں بیوی میں لڑائی کرانیکے لئے جھوٹ یہ کہدیا کہ تمہارے شوہر کا ایک بیگانی عورت سے ناجائز تعلق بہت دنوں سے ہے۔اب وہ اس عورت سے اپنا عقد ثانی بھی کرنے کو تیار ہے زید کی اہلیہ نے اس عورت کی کہی ہوئی باتوں کو قطعی سچ مانا۔اوراپنے شوہر زید پر بیحد خفا ہو کر زید سے بہت دیر تک جھگڑا کرتی رہی زید بھی اپنی اہلیہ کی اس بدگمانی کرنے پر بہت دیر تک اپنی اہلیہ سے لڑائی لڑتا اور اس پر ناراض ہوتا رہا۔زید اور اس کی اہلیہ کی اس خانہ جنگی نے یہاں تک طول پکڑا اور یہاں تک لڑائی کی نوبت پہونچی کہ زید نے مجبور ہو کر اپنی اہلیہ سے یہ کہا کہ تو اگر اس طرح کی بدظنی اور بدگمانی کو اپنے دل سے نہ نکالے گی تو میں تجھ کو تین طلاق دیدونگا۔اور اپنی اہلیہ کو ڈرانے دھمکانے کیلئے کچھ روپے بھی دیکر یہ کہا کہ تو مجھ کو اگر زانی سمجھے گی یا خیال کرتی رہے گی تو میں تجھ کو چھوڑ کر عقد ثانی کرلوں گا تو انہیں روپیوں کو اپنا مہر بھی سمجھ لینا۔اور میں بھی پھر تجھ کو طلاق مغلظہ ہی دونگا۔اہلیہ زید خوف زدہ ہو کر فوراً خاموش ہوگئی اوراس نے وہ روپے بھی پلنگ سے نہیں اٹھائے اوراپنے شوہر سے اہلیہ زید نے لڑائی لڑنا بھی موقوف کردیا اس پر زید بھی خاموش ہوگیا اوران دونوں زن وشوہر کی خانہ جنگی فوراً بند ہوگئی۔نہ تو زید ہی اپنی اہلیہ کو مغلظ طلاق دینے کا اقرار کرتا ہے اور نہ ہی اہلیہ زید یہ کہتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھ کو اعلانیہ یا پوشیدہ طلاق مغلظہ دی ہے۔لیکن وہ

عورت جس نے سخن چینی کر کے ان دونوں میں لڑائی کرائی تھی اسنے تمام گاؤں میں خود یہ مشہور کر دیا ہے کہ زید نے اپنی منکوحہ بیوی کو طلاق مغلظہ دیدی ہے اور اس عورت نے گاؤں میں یعنی چھنکی کے چند آدمیوں کو اپنا ہم خیال بنا کر سب میں زید کو یہ کہکر بدنام و رسوا کر دیا ہے کہ زید نے اپنی اہلیہ کو مغلظہ طلاق دیدی ہے زید اور زید کی اہلیہ اب بھی برابر یہ ہی کہہ رہے ہیں کہ مغلظہ طلاق دی نہیں ہے بلکہ یہ کہا تھا کہ اگر تو اس عورت کی لگائی بجھائی کرنے سے باز نہ آئی اور مجھ سے اسی طرح لڑائی لڑتی رہے گی ناراض ہوتی رہے گی تو میں تجھ کو طلاق دیدونگا۔ اور مہر کے یہ روپے بھی ابھی لے لے جب کہ تجھ کو مغلظہ دیدوں گا۔ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور جس کی عورت نے جھوٹی باتیں کر کے زید اور اسکی اہلیہ کو یوں بدنام و رسوا کیا اور تمام گاؤں کے لوگوں میں غلط خبر اڑا کر ورغلایا کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے اس عورت کے ایسا کرانے پر وہ عورت کس جرم کی مرتکب ہے اور گاؤں والوں کے لئے کیا شرعی حکم ہے اس کا جواب برائے کرم مرحمت فرمایا جائے۔ سائل منشی نور محمد انصاری بریلی شریف

الجواب: صرف ایک عورت کے کہنے سے کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دیدی ہے طلاق ثابت نہیں ہوسکتی۔ اگر وہ عورت دیدہ و دانستہ جھوٹ بولتی ہے کہ زید نے طلاق دیدی ہے۔ تو گناہگار مستحق نار ہے توبہ کرے جھوٹ بولنا چغلی کرنا حرام و گناہ ہے اس لئے جھوٹ اور چغلی دونوں باتوں سے وہ عورت توبہ کرے گاؤں کے لوگ تنہا اس عورت کی بات پر کان نہ دھریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

یکم ذی الحجہ ۸۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے شادی کی کچھ عرصہ کے بعد زید کا بڑا لڑکا مرگیا اس مرحوم کی بیوی سے زید نے شادی کی اور وہ بہت غریب ہے دو بیوی کا خرچ برداشت نہیں کرسکتا ہے اس لئے ہندہ کے والد بوجہ زید کی تنگ دستی اور چالبازی سے اب یہ چاہتے ہیں کہ طلاق لیں مگر زید انکار کرتا ہے اور لڑکی کے والدین کی خواہش ہے کہ خلع کرالیں یا اور کوئی صورت ہو جس سے زید سے چھٹکارہ پاویں اور دوسری شادی کردیں خلع کے متعلق

لین دین کا کیا معاملہ ہے خلاصہ تحریر فرمائیں اور لڑکا خلع کے لئے راضی نہ ہو تو کون سا طریقہ اختیار کریں۔ (۲) محمود شادی کر کے کچھ عرصہ بعد تک اپنی بیوی کے ساتھ رہا کچھ دنوں کے بعد وہ دوسری لڑکی کو لیکر یہاں سے چلا گیا اور اس کا نہ پتہ معلوم ہے اور نہ گھر پر کچھ چھوڑا اور نہ وہاں سے نان ونفقہ کا انتظام کر رہا ہے اور نہ وہ طلاق دے رہا ہے اس حالت میں لڑکی کیا کرے۔

الجواب: عورت مہر کے عوض تین طلاقیں مانگے۔ اور مرد طلاق دے تو یہ خلع ہے۔ مرد اگر خلع کے لئے آمادہ نہ ہو تو عورت طلاق کے انتظار میں بیٹھی رہے اس لئے کہ طلاق کے بغیر شوہر کی زندگی سے رہائی کی کوئی صورت نہیں قرآن کریم میں ہے بیدہ عقدۃ النکاح۔ اور زید نے جو اپنے مرحوم بیٹے کی بیوہ بیوی سے نکاح کیا تو وہ محض باطل حرام قطعی ہوا زید پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور اس بیوہ کو اپنے چنگل سے آزاد کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) طلاق حاصل کرے یا صبر کرے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ۵ رذی الحجہ ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے شادی کی کچھ عرصہ گزرنے کے بعد میاں بیوی کے درمیان نااتفاقی ہوئی اس پر ہندہ کے والد نے زید سے کہا کہ تم میری لڑکی کو چھوڑ دو بار بار اس جملہ کو استعمال کرنے لگا اس کے بعد ہندہ بھی ہمیشہ یہی کہتی رہی کہ مجھے طلاق دو دین مہر ادا کرو تمہارے گھر نہیں رہیں گے۔ الغرض مجبور ہو کر زید نے حالت غصہ میں ہندہ کو مارتے ہوئے کہا کہ طلاق، طلاق، طلاق، دریافت طلب یہ ہے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر طلاق واقع ہوگئی تو کون سی اسکا مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔ محمد گلزار پورنیہ بہار

الجواب: اگر اس نے اپنی بیوی پر طلاق واقع کرنے کی نیت سے کہا ہے طلاق، طلاق، طلاق، اور وہ مدخولہ ہے تو تین طلاقیں ہوگئیں۔ بزازیہ میں ہے فرت ولم یظفر بھا فقال طلاق ان قال اردت امراتی یقع والا لا ایسی صورت میں حلالہ سے پیشتر اس مرد کا نکاح اس عورت سے حلال نہ ہوگا اور اگر طلاق دینے کی نیت نہ تھی تو طلاق نہ ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۵/ ذی الحجہ ۸۴ھ

از طرف مولوی عبدالحمید

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ

(۱) ایک شخص تقریباً نو یا دس سال سے نہ تو اپنی بیوی کو کھانا دیتا ہے اور نہ دیگر کسی قسم کا خط و کتابت ہے اس حالت میں لڑکی طلاق لے سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) ایک شخص اپنی بیوی کو دو مرتبہ طلاق دے چکا ہے بیوی نے کہا تیسری طلاق کیوں باقی رکھا ہے۔ اس پر اس نے تیسری طلاق بھی دیدی۔ لیکن جبکہ اس نے لفظ طلاق زبان سے ادا نہیں کیا تو اس صورت میں وہ دوبارہ اپنی بیوی سے امور خانہ داری یا کسی قسم کا ازدواجی تعلق قائم کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :اس کا شوہر اگر اس کو کھانے پینے کو نہیں دیتا ہے تو اس سے طلاق مانگ سکتی ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۲) سوال میں یہ لکھا کہ تیسری طلاق بھی دیدی۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ لفظ طلاق زبان سے ادا نہیں کیا۔ تو تیسری طلاق کیسے دی؟ کیا لکھ کر دی ہے اگر لکھ کر دی ہے تو پورا مضمون نقل کر کے بھیجئے۔ فقط

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۵/ ذی الحجہ ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک سال پہلے ایک مرتبہ طلاق دی پھر رجوع کرلیا ایک سال بعد دو طلاقیں دیں اس وقت بیوی کو قریب ڈھائی مہینہ کا حمل ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ (۱) طلاق ہوئی یا نہیں (۲) بچہ پیدا ہونے کے بعد اس بچہ کا کون حقدار ہوگا بروئے شریعت اس کا کیا طریقہ ہے؟

فقط محمد خالد محلہ اعظم نگر

الجواب: اگر وطی یا خلوت صحیحہ کے بعد پہلی مرتبہ طلاق دی تھی اور اب ایک سال کے بعد دو طلاقیں دی ہیں تو سب ملکر تین طلاقیں ہوگئیں اب حلالہ سے پہلے اس عورت کا نکاح اس مرد سے نہیں ہوسکتا۔ عدت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بچہ اسی شخص کا ہے وہی اس کا حقدار ہے لیکن سات سال کی عمر تک ماں کی پرورش میں رہے گا اگر کوئی وجہ شرعی اس کے اس حق میں ختم کرنے والی نہ پائی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۶ ذی الحجہ ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمی منشی خاں ولد عباس خاں قوم سدھن ساکن منجوٹ کا نکاح مطابق نقل حذا کے ہوا تھا۔ اور عرصہ تین سال سے وہ اپنی منکوحہ کو اپنے گھر سے بدر کر رکھا ہے اور منکوحہ مسماۃ رمضان بیگم کے زیورات بھی مذکور نے اتار لئے ہیں اور دوسری شادی بھی کرلی ہے اور بغیر کسی نان ونفقہ کے منکوحہ آج تک اپنی والدہ کے پاس رہ رہی ہے اس کا خرچہ وغیرہ اپنی والدہ کے ساتھ ہے اور منکوحہ کا والد فوت ہوگیا ہے اور مسماۃ کے چھوٹے چھوٹے یتیم برادر ہیں وہ مسماۃ مذکور کا نان ونفقہ برداشت نہیں کرسکتے۔ اور مسماۃ بڑی تکلیف میں ہے جس کی وجہ وہ اسلامی حدود میں مجبور ہے۔ مسماۃ ایک دن ایسی تنگدستی سے شرعی حدود توڑ دینے پر مجبور ہوجائیگی اور اس فتویٰ کے ساتھ دو نقلیں بھی ارسال کیجاتی ہیں جو فتویٰ حذا کے ساتھ چسپاں ہیں اس لئے علمائے دین کی خدمت اقدس میں یہ چند التماس ہیں کہ ان شرائط سے منکوحہ مسماۃ کا نکاح باقی ہے یا نہیں از روئے شرع احکام مسئلہ حق بیان کر کے قلمبند کیا جائے۔

ہم ممبران علاقہ حذا تصدیق کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا تحریر بالکل صحیح اور درست ہے کہ مسماۃ مذکورہ کو واقعہ عرصہ تین سال سے مسمی مذکور نے بدر کر رکھا ہے اور مذکورہ اپنی والدہ کے پاس رہائش پذیر ہے اس لئے شرعی احکام سے فوراً صادر کر کے مذکور کے بارے میں فیصلہ کریں۔ میں کہ منشی خاں ولد عباس خاں قوم سدھن تحصیل کوٹلی ضلع میر پور روبرو حاضرین بوقت نکاح مسماۃ رمضان بیگم دختر محمد حسین چار صد روپیہ حق مہر مقرر ہوا ہے جو تفصیل ذیل زیور دوصد ستائیس روپیہ تفصیل

کنگن نقرہ ایک جوڑی سیری نقرہ یک عدد لونگ ٹیکہ ایک عدد ٹیکہ طلا ایک عدد چوڑیاں نقرہ چار عدد بالیاں چار عدد باقی زمین خشکی سیلی دو کنال ادا کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ اگر میں اس مہر میں دی ہوئی کسی شئی کو بلا رضامندگی مسماۃ مذکورہ اپنے تصرف میں لاؤں تو وہ عدالت میں بنالش دیوانی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد سے وصول کرسکتی ہے۔ نیز اپنا نکاح فسخ کرانے کا بھی اسے حق حاصل ہے۔ یہ اقرارنامہ روبرو گواہان بلا جبر واکراہ بطور سند تحریر کرتا ہوں، تحریر ۵۴،۱۲،۹/العبد منشی خاں ولد عباس خاں

میں کہ منشی خاں ولد عباس خاں قوم سدھن تحصیل کوٹلی کا رہنے والا ہوں سطور ذیل بطور بیان نامہ بتقریب شادی خود تحریر کرتا ہوں مسماۃ رمضان بیگم دختر محمد حسین کے ساتھ نکاح کے بعد شرائط ذیل کا پابند رہوں گا۔ اور ان میں سے کل یا ایک کی خلاف ورزی کرنے سے طلاق بائنہ تصور ہوگی۔ (۱) لاپتہ ہوجانا جس کی مدت زیادہ سے زیادہ تین سال (۲) دوسرا نکاح کرکے مذکورہ کو ناجائز تکلیف دوں یا ظلم کروں، (۳) حقوق شرعی کے ادا کرنے میں پس وپیش کرکے ذلیل کروں، سطور بالا بلا جبر واکراہ روبرو گواہان بطور سند تحریر کی ہے۔ العبد منشی خاں ولد عباس خاں

الجواب: ہر شتہ دو نقلوں میں سے کسی نقل کی عبارت پر طلاق کا حکم نہیں ہے۔ ایک نقل کی عبارت یہ ہے کہ "اپنا نکاح فسخ کرانے کا اسے حق حاصل ہے" یہ عبارت طلاق کے لئے مفید نہیں اور دوسری نقل کی عبارت یہ ہے کہ "خلاف ورزی کرنے سے طلاق بائنہ تصور ہوگی" یہ عبارت بھی طلاق کے لئے مفید نہیں ہے خانیہ وغیرہ میں ہے ولو قال الزوج داده انکار اوقال کره انکار لایقع الطلاق وان نوی کانه قال لها بالعربیة احسبی انک طالق۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۷ رذی الحجہ ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں (۱) زید نے اپنی عورت کو طلاق بائنہ دو طلاقیں دی ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے اب تو مجھ پر میری ماں، بہن کی طرح ہوگئی ہے۔ اور زید نے جو اپنی عورت کو ماں، بہن کہا اس سے

اسکی مراد یہ ہے کہ تم مجھ پر حرام ہوگئی ہو۔ زید نے جو کہا ان دونوں صورتوں میں زید کی نیت صرف طلاق بائنہ یعنی دو طلاقوں کی تھی لہذا گزارش ہے کہ زید کے لئے کیا حکم ہے زید نکاح کرسکتا ہے یانہیں اور زید کتنی طلاق کا مالک ہے حکم شرعی نافذ فرمایا جائے۔

الجواب: طلاق بائن ایک بھی ہوتی ہے اور دو بھی اور تین بھی اگر اس نے پہلے دو بائن طلاقیں دیں اور اس کے بعد یہ کہا کہ اب تو مجھ پر میری ماں بہن کی طرح ہوگئی ہے۔ تو اس صورت میں صرف دو بائن طلاقیں ہی رہیں اس لئے کہ آخری جملہ کہ اب تو مجھ پر میری ماں بہن کی طرح ہوگئی ہے۔ حرمت کی خبر ہے جو طلاق بائن سے ثابت ہوئی ہے۔ لیکن اگر اس نے آخری جملہ سے حرمت کی خبر کا قصد نہ کیا ہو بلکہ طلاق جدید کی نیت کی ہو اور وہ عورت مدخولہ ہے تو یہ تیسری طلاق ہوئی اور اب حلالہ سے پیشتر اس عورت سے مرد کا نکاح حلال نہ ہوگا۔ صرف بائن طلاقیں ہوئی ہوں تو عورت کی رضامندی سے نکاح کرسکتا ہے۔ عدت کے اندر بھی اور عدت کے بعد بھی اور اب صرف ایک طلاق کا مالک رہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۷ رذی الحجہ ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مندرجہ ذیل میں کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں جھگڑے کی حالت میں دے دیں اس کو گھر سے نکال بھی دیا پھر شام کو اس کے گھر والے بلا کر لے آئے اور ایک کمرے میں دونوں رہتے ہیں اور دونوں میں علم کی تعلیم نہیں ایک ہی جگہ رہتے ہیں کھانا پینا سب ہوتا ہے کوئی پرواہ نہیں اور کوئی عمل نہیں روزہ نماز کے بھی قائل نہیں نہ کوئی دینی کام کی طرف رغبت ہے تو ان کی طلاق اور رہنا اور کھانا پینا شرعاً کیا حکم ہے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟

الجواب: تین طلاقوں کے بعد عورت حرام ہو جاتی ہے ایسی کہ حلالہ سے قبل اس سے اس مرد کا نکاح بھی حلال نہیں ہوتا۔ اگر فی الواقع تین طلاقیں دیدی ہیں تو اس پر فرض ہے کہ اس عورت کو جدا کرے اس کو بیوی کی طرح رکھے ہوا ہے تو گناہگار ہے توبہ کرے۔ اگر توبہ نہ کرے تو اس سے میل جول سلام وکلام بند کیا جائے۔ جو آدمی نماز کو فرض مانے اور نہ

پڑھے وہ گناہگار ہے اور جو فرض نہ مانے وہ کافر و مرتد ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۷ر ذی الحجہ ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی شادی ہندہ سے ہوئی اور اس کے نطفے سے دو بچے بھی ہوئے اس درمیان میں زید کا دماغ خراب ہو گیا عرصہ تک ماہر حکیم ڈاکٹروں کا علاج بھی کراتا رہا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اسی درمیان میں ہندہ کا باپ زید کو پکڑ کر لے گیا اور زید سے طلاق لے لیا جب کہ زید ہر وقت جنونی حالت میں رہتا تھا افاقہ بھی نہیں ہوتا تھا۔ آیا اس حالت میں طلاق ہوئی کہ نہیں جواب مرحمت فرمائیں۔ نوٹ: ہندہ کا باپ کسی دینی معاملہ میں گواہی دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب جنون کی حالت میں طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی واللہ تعالیٰ اعلم

مجنوں کی طلاقیں نہیں ہوئیں اس لئے مجنوں سے طلاق لینا عیب ہے لیکن طلاق لینے والے کی گواہی مردود نہیں وہ دینی معاملہ میں گواہی دے سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۹ر ذی الحجہ ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کسی کام سے گاؤں سے باہر گیا اور اپنے سالہ سے کہہ گیا کہ فلاں کام کر لینا شام کو جب زید آیا تو معلوم ہوا کہ وہ سالہ نے نہیں کیا اس پر زید نے اپنے سالہ کو برا بھلا کہا تو زید کی بیوی نے بھائی کی حمایت میں کہا کہ اس نے وہ کام نہیں کیا تو میں کیا کروں اس پر زید نے چاہا کہ بیوی کو ماروں دو شخص محمود و خلیل بیٹھے تھے محمود نے کہا کہ جب تو اسکو مارتا ہے یا گالیاں دیتا ہے تو استعفیٰ دیدے زید نے فوراً یہی لفظ کہہ دیا کہ استعفیٰ دیا دیا دیا زید کی طبیعت خراب تھی اس صورت میں زید کی بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہیں حکم شرع سے اطلاع فرمایئے

کیا حلالہ کرنا ہوگا یا کیا صورت ہوگی تحریر فرمایا جائے دونوں مذکور گواہ یہی گواہی دے رہے ہیں جو زید نے کہا ہے بینوا وتوجروا۔ مسلمانان قصبہ کچھا نینی تال

الجواب: استعفیٰ دیا کنایات طلاق میں سے ہے دریافت کرنے پر زید نے بتایا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کی نیت سے مذکورہ الفاظ کہے تھے ایسی صورت میں ایک بائن طلاق ہوگئی۔ عورت راضی ہو تو اس سے نکاح کرسکتا ہے عدت کے اندر اور عدت کے بعد بھی حلالہ کی حاجت نہیں۔ عدت گزرنے کے بعد وہ عورت دوسرے مرد سے بھی نکاح کرسکتی ہے ۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۶ رذی الحجہ ۸۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے ہندہ سے شادی کرنے کے ڈیڑھ سال بعد دوسری شادی کی اور اس کے بعد ہندہ سے ہمیشہ لڑائی جھگڑا کرتا رہتا ہے اور یہ معاملہ تقریباً آٹھ سال سے ہے۔ اور نہ آٹھ سال سے ہندہ کو نان ونفقہ دیتا ہے جبکہ ہندہ زید سے نان ونفقہ طلب کرتی ہے تو زید گالی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جاؤ میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتا میں نے تمہیں خوشی سے طلاق دی۔ اور یہ الفاظ آٹھ سال سے جاری ہیں اور اسی کے درمیان زید ہزاروں مرتبہ طلاق دے چکا ہے اور ہندہ کا زید سے تعلقات چار سال سے قطعاً نہیں ہے۔ بینوا وتوجروا۔ محمد عبدالقیوم محلہ شاہ آباد ضلع بریلی شریف

الجواب: اگر فی الواقع زید نے ہندہ کو طلاق دیدی ہے تو وہ مطلقہ ہوچکی ہے عدت گزر گئی ہو تو دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے ورنہ عدت گزر جانے کے بعد واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۷ رذی الحجہ ۸۲ھ

علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک عورت جس کا شوہر دہلی میں ہے ہدایت نامی ایک شخص نے اس کو گھر میں رکھ لیا۔ عورت سے ایک فعل مختاری کی درخواست کچہری میں دلوادی شوہر نے طلاق نہیں دی۔ ہدایت برابر اس سے زنا کرتے رہے لوگوں نے سمجھایا کہ اس کو کسی صورت سے طلاق دلوا کر شادی کرلو۔ اگر شوہر طلاق نہ دے تو ہم کچھ خرچ کر کے طلاق حاصل کرلیں گے۔ ہدایت نے محمود نامی ایک شخص سے کہا کہ آٹھ سال سے میرا اس سے تعلق ہے اور برابر میں اس کا خرچہ برداشت کر رہا ہوں پھر ہدایت سے کہا گیا کہ خدا اور سول کو پہچانو حرام نہ کرو اس پر ہدایت نے کہا کہ میں خدا اور سول کو نہیں جانتا میں ہرگز نہ چھوڑوں گا جب قیامت آئے گی تو دیکھا جائے گا۔ عابد حسین نامی ایک میلاد خواں سے ہدایت نے کہا کہ میرا اس سے حرام ہو چکا ہے عابد میلاد خواں نے محمد بخش سے کہا اور محمد بخش نے اعجاز سے کہا خدا اور سول کے بارے میں جو ہدایت نے غلط الفاظ کہے تھے اس کی توبہ ہدایت نے جمعہ کے دن مسجد کے اندر کرلی ہے ۔لیکن وہ عورت اس کے پاس برابر رہی اور اس سے ایک لڑکا بھی ہوا جو زندہ ہے اور دوسرا حمل موجود ہے اس عورت نے قرآن شریف کی قسم کھا کر کہا کہ میرے دہلی والے شوہر نے دو طلاقیں دیدی ہیں ہدایت نے اس عورت سے نکاح کرلیا بعد نکاح اس سے ایک لڑکا ہوا جو زندہ ہے اب دوسرا حمل پیٹ میں ٹھہر چکا ہے خدا اور سول کے بارے میں ہدایت نے چند لوگوں کے سامنے جو توبہ کی تھی اور لوگوں نے ان کی توبہ کا اعتبار نہیں کیا لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ واضح رہے کہ ہدایت نے حرام کی توبہ نہیں کی تھی بلکہ خدا اور سول کی شان کے خلاف جو الفاظ کہے تھے اس کی توبہ کی تھی اب دہلی والے اصلی شوہر نے طلاق دیدی ہے اور ہدایت توبہ کرنے کے لئے تیار ہے۔

الجواب: ایک شخص نے دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی میں حاضر ہو کر اپنا نام ہدایت اللہ بتایا اور جرم مذکور سے توبہ کی ایک اور شخص کہ جس نے اپنا نام اعجاز بتایا اس جرم سے توبہ کی کہ وہ ہدایت اللہ سے ملتا جلتا رہا مولی تعالی ان دونوں کی توبہ قبول فرمائے۔ اب دونوں کو برادری میں شامل کرلیا جائے توبہ کرلینے کے بعد آدمی گناہ سے بالکل پاک وصاف ہوجاتا ہے اس عورت کو جب کہ اس کے شوہر نے طلاق دیدی ہے تو عدت گزر جانے پر ہدایت اللہ کے ساتھ اس کا نکاح ہوسکتا ہے۔ وہ عورت حاملہ بتائی گئی ہے ایسی صورت میں جب تک بچہ نہ ہو عدت پوری نہ ہوگی۔ ہدایت اللہ پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور اس عورت کو اپنے پاس سے جدا کرے۔ جب اس کی عدت گزر جائے اور اس کے ساتھ ہدایت

اللہ کا نکاح ہو جائے تو وہ اس عورت کو رکھ سکتا ہے۔ اس سے قبل نہیں رکھ سکتا واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۹ / ذی الحجہ ۸۴ھ

حضرت مفتی صاحب مدظلہ السلام علیکم

مفتیان شرع متین کا اس صورت مسئلہ کا کیا جواب ہے

صورت مسئلہ: زید اپنے گھر شب کے تقریباً گیارہ بجے پہنچا۔ اس وقت وہ پہلے سے نشہ میں تھا ہوش وحواس باقی تھے۔ بیوی سے کسی بات پر ان بن ہو گئی۔ غصے اور اسی پہلے سے نشہ کی حالت میں اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں۔ اس واقعہ کے دو عینی شاہدین بھی موجود ہیں ایک زید کی خوشدامن بی بی زیتون دوسرے گاڑھو میاں یہ زید کے چچازاد بھائی ہیں رجوع یا نکاح کی کوئی صورت باقی رہ گئی ہے جواب صواب سے ازراہ کرم جلد از جلد مطلع فرمائیں معاملہ کی نزاکت بڑھتی جارہی ہے۔ فقط

الجواب: زید کو نشہ کیسے ہوا۔ زید تین طلاقیں دینے کا اقرار کرتا ہے یا نہیں۔ زید نے نکاح کے بعد اپنی بیوی سے ہمبستری کی ہے یا نہیں۔ اور اگر ہمبستری ہوئی ہے تو خلوت صحیحہ بھی ہوئی ہے یا نہیں طلاق کے الفاظ کیا تھے۔ ہو بہو تحریر بھیجئے فقط

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۷ / ذی الحجہ ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی کو بکر کے مکان پر بیٹھ کر دوسری عورتوں کو مخاطب کر کے اور اپنی زوجہ کو مخاطب کر کے بہ آواز بلند طلاق دی جس کو کہ ہر عورت نے بخوبی سنا زید نے جس وقت طلاق کے الفاظ ایک دم تین چار مرتبہ دہرایا اس وقت زید کے ہوش وحواس درست تھے۔ صرف کچھ غصہ تھا جو زید اور اس کی بیوی کے درمیان خانگی معاملات میں ہو گیا تھا اس جھگڑے کو مٹانے کی غرض سے زید کی بیوی اپنے بھائی یعنی بکر کے یہاں چلی گئی تھی زید کی

بیوی الفاظ طلاق سننے کے بعد اپنے والدین کے یہاں آگئی اور ہمراہ دو بچے ایک لڑکی کم از کم ساڑھے تین سال اور ایک لڑکا کم از کم ایک سال چار ماہ لے آئی چار بچے زید کے پاس چھوڑ آئی اب صرف سوال اس امر کا ہے کیا مندرجہ بالا دو بچوں کی پرورش کا خرچ شرعی مقرر ہو اس کو باضابطہ زید سے وصول کیا جائے جواب بہت جلد مرحمت فرمادیں۔ محمد جمال بریلوی

الجواب: لڑکی نو سال کی عمر اور لڑکا سات سال کی عمر تک ماں کے پاس رہے گا اگر درمیان میں کوئی وجہ ایسی نہ پائی جائے جو ماں کے حق کو ختم کردے (ماں کے حق ختم ہونے کا بیان بہار شریعت کے آٹھویں حصہ میں دیکھئے) نابالغ بچوں کا نفقہ باپ پر واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۳۰ رذی الحجہ ۸۲ھ

مسئولہ: عین الحق

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہم اپنی بیوی سے جھگڑا کر رہے تھے اسی درمیان میں بیوی نے ہم سے کہا کہ ہمکو چھوڑ دو اگر نہیں چھوڑو گے تو تم اپنی ماں سے زنا کرو گے اس کے بعد ہم نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں۔ اب دوبارہ اس کو رکھنا چاہتے ہیں جائز ہوگا یا نہیں اور جائز ہوگا تو کس صورت میں جائز ہوگا۔ اور لڑکی حاملہ ہے۔

الجواب: جب کہ سائل نے اپنی منکوحہ بیوی کو تین طلاقیں دیدی ہیں تو اب بغیر حلالہ کے وہ سائل کے نکاح میں کسی طرح نہیں آسکتی جب کہ وہ عورت حاملہ ہے تو وضع حمل سے اس کی عدت پوری ہوگی اس کے بعد وہ عورت کسی مرد سے نکاح صحیح کرے اور پھر وہ مرد اس عورت سے صحبت کرے اس کے بعد طلاق دیدے یا وہ مرجائے پھر وہ عورت عدت گزارے اس کے بعد چاہے تو اپنے پہلے شوہر سے نکاح کرے اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت پہلے شوہر سے نکاح کرنے کی نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۵ رذی قعدہ ۸۷ھ

مسئولہ:: ضمیر الدین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اپنی بیوی ہندہ کو بہت زیادہ تنگ کرتا ہے اور مار پیٹ بھی کرتا ہے کھانے پینے کو نہیں دیتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ تم کو طلاق دیدیں گے چند مرتبہ ایسا کہا ایک دن اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ تم کو طلاق دیدی۔ دومرتبہ کہا اس وقت کوئی موجود نہیں تھا ہندہ قسم کھا کر کہہ رہی ہے کہ مجھ کو دو طلاقیں دیدیں۔ آخر کار مجبور ہوکر اپنی ماں کے یہاں آگئی ہے۔ آج قریب تین سال سے زائد ہو رہا ہے کہ نہ وہ لینے آتا ہے اور نہ کھانے پینے کے اخراجات دیتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے طلاق واقع ہوئی یا نہیں از روئے شرع جواب عنایت فرمادیں۔

الجواب: اگر فی الواقع اس نے اپنی بیوی سے یہ کہا ہے کہ تم کو طلاق دیدی، طلاق دیدی، تو اسکی بیوی دو طلاقوں سے مطلقہ ہوگئی۔ اور عدت کے اندر رجعت نہیں کی تو عدت گزرتے ہی بائنہ ہوگئی۔ بائنہ ہوجانے کے بعد اس کو دوسرے مرد سے نکاح کرنا حلال ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ☆ ۲۰ رذی الحجہ ۸۷ھ

کتاب الانجاس

مسئولہ رحمت حسین خاں محلہ ملوکپور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کے پاس ایک مٹی کا لوٹا ہے اور وہ جب پاخانہ کو جاتا ہے تو ڈھیلے لیکر جاتا ہے اور پھر اس لوٹے سے آبدست کرتا ہے اس کے بعد وضو اس لوٹے کو وضو کرنے کے کام میں لاتا ہے وہ لوٹا پاک رہا یا پلید ہوگیا اس کو صاف صاف تحریر کر دیجئے۔

الجواب: جب لوٹے میں نجاست نہیں لگی تو وہ ناپاک کیسے ہوگیا۔ وہ لوٹا پاک ہی ہے استنجا کرنے سے لوٹا ناپاک نہیں ہوتا مٹی کا ہو یا دھات کا سب کا ایک ہی حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف ☆ ۷ رمحرم ۱۳۸۳ھ

باب المہر والجہاز

بخدمت شریف جناب اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند دام ظلکم

السلام علیکم:۔خدمت میں گزارش ہے کہ ہم مسلمانان ڈھکیا کو آپ کے یہاں کا ایک فتویٰ درکار ہے امید ہے کہ آپ جواب باصواب سے مستفیض فرمائیں گے رحمت کی ایک شادی شدہ لڑکی جس کی شادی کو عرصہ دس سال ہوا۔ وہ اپنے شوہر سے کچھ ناراض رہتی تھی جب کہ وہ اپنے شوہر کے یہاں کافی مدت رہی شوہر کے یہاں رہتے ہوئے ہی وہ بیمار ہوگئی اس بیماری کی حالت میں لڑکی کے والد اسکو اپنے گھر لے آئے علاج معالجہ کرایا مگر وہ قضائے الٰہی سے مرگئی۔ جب کہ اس کا شوہر وہاں موجود نہیں تھا اس کے شوہر نے بیماری اور صحت دونوں حالتوں میں اپنی زوجہ سے مہر معاف کرانے کی کوشش کی مگر ناراضگی کے باعث لڑکی نے مہر معاف نہیں کیا اور وہ مرگئی۔اب اس کا شوہر لڑکی کے ماں باپ (ساس، سسر) سے مہر معاف کرانا چاہتا ہے۔والدین (لڑکی) کہتے ہیں کہ شریعت میں اگر ہمیں مہر معاف کرنے کا حق ہے تو ہم قطعی مہر معاف کرنے کو تیار ہیں۔کیوں کہ ہمیں اپنے داماد سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ازروئے شریعت اس لڑکی کے والدین مہر معاف کرسکتے ہیں یا نہیں۔ مطلع فرمایا جاوے۔

الجواب: اگر وہ کوئی اولاد چھوڑ کر نہیں مری ہے تو نصف مہر کا مستحق اس کا شوہر خود ہوگیا باقی نصف مہر کے وارث اس عورت کے ماں باپ ہوئے، ماں باپ اگر اپنا اپنا حق معاف کریں گے تو معاف ہوجائے گا۔مہر کتنا تھا لکھ کر بھیجے تو یہ بتایا جائے گا۔ماں کتنے کی مستحق ہے اور باپ کتنے کا۔پھر وہ خود اپنا اپنا حق معاف کردیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۲ر ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

مسجد میں بلا اذان واقامت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(عالمگیری)

عدت

مسئلہ: شیخ صابر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تجمل نے قدرت سے شادی کی تھی۔ اس کی زبان درازی اور برے الفاظ کی وجہ سے طلاق کی نوبت آئی۔ بہر حال اس وقت اس کے پاس دو سال کی ایک بچی ہے لوگ کہتے ہیں کہ بچی کی پرورش کے لئے تجمل کو بیس روپیہ ماہوار دینا پڑے گا۔ مگر میاں تجمل کا کہنا ہے کہ ایک بدچلن عورت جس کی زبان اور الفاظ سے بد چلنی کا ثبوت ملتا ہے اس کے ساتھ بچی رہ نہیں سکتی۔ مثلا قدرت کئی بار دیوار ٹھونک کر اور زمین ٹھونک کر یہ کہہ چکی ہے۔

(۱) مقصد سے نکاح کر کے تجمل کو مروا دونگی۔

(۲) بستی کے سردار کے پاس جا کر بولی کہ وہ دوسری شادی کر کے عورت لیکر فیاض کے نصف جائداد میں ناچ رہے ہیں۔ میں مقصود سے نکاح کر کے یٰسین کے نصف جائداد میں ناچونگی۔

(۳) تجمل کو دھمکی بھی دے چکی ہے کہ بچوں کے ذریعے زہر دے کر مار ڈالوں گی۔

(۴) شوہر کے روبرو کہی قسم قرآن کی قسم بچوں کی میں تیرے منہ میں پیشاب کرتی ہوں۔ جب سے یٰسین مر گیا اب میں تیرے ہاتھ آنے کی نہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان سب باتوں سے کیا ثبوت ملتا ہے۔ انہیں باتوں کی وجہ سے طلاق ہوئی۔ طلاق تحریری دی دوسری بات یہ ہے کہ جو بچی قدرت کے پاس ہے اس سے قبل دو بچے ایک چار ماہ کا تھا چھوڑ کر کلکتہ آئی اور چار ماہ رہی بچوں کی تجمل کی ماں نے پرورش کی اور ایک دو ماہ کے بچے کو لیکر گھر سے بھاگ گئی اور ایک ماہ دوسرے کے گھر جا رہی اس بچے کو بھی تجمل کی ماں نے پرورش کی تو کیا یہ دو سال بچی کی پرورش نہیں کر سکتی ہے۔ اوپر فیاض اور یٰسین کا نام لکھا جا چکا ہے۔ یہ دو بھائی ایک ہی لڑکا تجمل ہے۔ مقصود تجمل کا پھوپھی زاد بھائی ہے۔ پورا نام مقصود علی ہے۔ اس حالت میں عورت مہر کی حقدار ہو سکتی ہے جب کہ اس کی بدچلنی سے اس کو طلاق دیدی گئی۔ جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب: ہاں پرورش کا حق ماں ہی کو ہے مگر جب تک عدت میں ہے۔ پرورش کی اجرت نہیں لے سکتی ہے۔ عدت کے

بعد پرورش کی اجرت لے سکتی ہے۔ لیکن اجرت مثل سے زیادہ طلب کرنے کا اس کو حق نہیں ہے اجرت مثل پر پرورش کرنے پر راضی نہ ہو تو دوسری عورت کی پرورش میں بچی رکھی جائے گی جسکو ماں کے بعد پرورش کا حق پہونچتا ہے۔ طلاق دینے سے مہر ساقط نہیں ہوتا اس لئے مہر جتنا باقی ہے وہ باقی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۲ر صفر ۱۳۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کی طلاق عدت کے گزارنے میں صرف پندرہ دن باقی تھے اس وقت اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ برائے کرم یہ تحریر فرمائیں کہ ہندہ طلاق کی عدت کے دن پورے کرکے نکاح کرے یا اب اس کی عدت وفات گزارنی چاہئے۔ ویسے اس کی عدت طلاق ۳۰ر اپریل کو پوری ہو گئی۔ اور شوہر کا انتقال پندرہ اپریل کو ہوا۔ اور ۲۷ر جنوری کو اس نے ان الفاظ سے اسکو آزاد کیا کہ میں تم کو اپنے نکاح سے آزاد کرتا ہوں برائے کرم جواب جلد مرحمت فرمائیں۔

الجواب: اگر طلاق رجعی کی عدت تھی جب تو عدت وفات گزارنے کا حکم ہے اور اگر طلاق بائن تھی خواہ ایک یا دو یا تین مگر طلاق بائن دی تھی تو طلاق کی عدت پوری کرنے کا حکم ہے اور اگر مرض الموت میں طلاق بائن دی تھی تو موت کی عدت گزارنے کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۶ر صفر ۱۳۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں شریعت مطہرہ کے دلائل سے مرحمت فرمائیں

(۱) ایک عورت مطلقہ ہے جس کی عدت ابھی نہیں گزری ہے اور زید اسے نکاح کے ارادہ سے اپنے گھر لاتا ہے اور عدت کے اس سے نکاح کر لیتا ہے آیا زید کا یہ فعل لائق گرفت ہے یا نہیں اور وہ قسم کھاتا ہے کہ میں نے عدت کے اندر

سے کوئی تعلق نہیں رکھا۔ اب برادری کے لوگ اس پر مالی جرمانہ کرتے ہیں محض شبہ کی بناء پر کہ اس نے ضرور عورت مطلقہ سے صحبت کی ہے قبل نکاح۔ آیا برادری کا یہ دباؤ و جرمانہ جائز ہے یا نہیں۔ المستفتی عبداللطیف ٹیلر ماسٹر کبڑی بازار ضلع فیض آباد یوپی

الجواب: (۱) معتدہ کو جہاں عدت گزارنے کا حکم ہے وہاں سے دوسری جگہ لیجانا ضرور گناہ ہے غیر محرم عورت کو اپنے گھر لاکر رکھنا بھی گناہ ہے زید پر ان دونوں گناہوں سے توبہ لازم ہے توبہ نہ کرے تو اس سے میل جول بند کیا جائے۔ مالی جرمانہ حرام ہے لیا ہو تو واپس کرنا واجب ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۸ر ذی الحجہ ۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں مطلقہ عورت تین حیض گزار کر نکاح کرسکتی ہے اور بیوہ صرف تین حیض گزار کر نکاح نہیں کرسکتی ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ حالانکہ استبراء رحم دونوں میں یکساں ہوجاتا ہے اگر بیوہ کو دو ماہ میں تین حیض آجاویں اور چالیس دن وہ سوگ کے زائد گزار کر نکاح کرے تو درست ہے اس میں کیا حرج ہے۔

فقط والسلام احمد الدین احسان الٰہی

الجواب: عدت واجب ہونے کی وجہ استبراء رحم نہیں استبراء تو صرف ایک ہی حیض سے ہوجاتا ہے اور صغیرہ پر بھی عدت واجب ہوتی ہے حالانکہ صغیرہ سے استبراء رحم کی حاجت نہیں۔ فرمان شرع ہے کہ طلاق کی عدت حیض والی کے لئے جو حاملہ نہ ہو تین حیض ہے۔ موت کی عدت چار مہینے دس دن جبکہ بچہ نہ ہو سبب اس کا اللہ علیم و خبیر جانے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۳ر ذی قعدہ ۸۴ھ

باب الفرائض (ترکہ)

مسئولہ محمد عاشق محلہ بھورے خاں پیلی بھیت شریف۔ تاریخ ۶/اپریل ۱۹۶۴ء

کیا فرماتے حضرات علمائے شریعت ومفتیان شرع متین برکاتہم القدسیہ مسئلہ ھذا میں کہ۔

متوفی نے ایک لڑکی اور دوسری لڑکی جو اس کے سامنے فوت ہوچکی تھی اس کے تین لڑکے جو اس کے نواسہ ہوئے اور دو حقیقی بھائی چھوڑے، اولاد ذکور میں کوئی نہیں ہے۔ لہذا متوفی کی جائداد کا ترکہ کس طرح اور کس کس کو کتنا کتنا تقسیم ہوگا بینوا وتوجروا

الجواب: نواسے مجوب ہیں نصف کی مستحق لڑکی ہے اور نصف کے مستحق دونوں بھائی ہیں وھذا کلہ علیٰ تقدیر صدق السوال وانحصار الورثۃ فی المذکورین وبعد استجماع شرائط الارث وتقدیم ما بعدم علیہ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۷/ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے پہلی شادی کی اور اس سے تین لڑکیاں پیدا ہوئی ہیں اور پھر زید کی پہلی بیوی کا انتقال ہوگیا اس کے بعد زید نے دوسری شادی کی۔ جو حیات ہے اور اس سے ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے اس کے بعد زید کا انتقال ہوگیا لہذا زید کی جائداد کو از روئے شریعت کس طرح تقسیم کیا جائے؟

الجواب: اگر زید نے اپنی وفات پر صرف ایک بیوی اور ایک لڑکا اور چار لڑکیاں وارث چھوڑے ہیں تو اس کی جائداد متروکہ اڑتالیس سہام پر منقسم ہوکر چھ سہام اس کی موجودہ بیوی کو ملیں گے اور چودہ سہام زید کا لڑکا پائیگا اور سات سات سہام چاروں لڑکیاں پائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۰رذی قعدہ ۷۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے دولڑکے اور تین لڑکیاں ہیں لڑکوں کے نام یہ ہیں بکر اور خالد لڑکیوں کے نام یہ ہیں اختری، ننھی، وغیرہ جس میں زید نے اپنی زندگی میں تینوں لڑکیوں اور بکر کی شادی کردی بکر کی بیوی کے نام نصف مکان کا بیع نامہ کردیا اور اب خالد کا انتقال ہوگیا اس کے بعد زید کا بھی انتقال ہوگیا بکر کے دولڑکے پیدا ہوئے اس نے دونوں لڑکوں کی شادی کردی اس میں سے ایک بیرون ملک چلا گیا اور دوسرے لڑکے سے ایک لڑکا پیدا ہوا لہذا دوسرے لڑکے کا انتقال ہوگیا اس کا لڑکا باقی رہا۔ بکر کی بہن ننھی بھی بیرون ملک چلی گئی لہذا یہاں پر دو بہنیں ایک بکر اور ایک پوتا موجود ہیں ان کو حق وراثت میں کتنا کتنا دیا جائے گا تحریر فرمائیں؟

الجواب: اگر زید نے اپنی وفات کے وقت صرف چار وارث چھوڑے ہیں ایک لڑکا بکر اور تین لڑکیاں اختری، تمیزن، ننھی تو اس کا متروکہ پانچ سہام پر منقسم ہو کر دو سہام بکر کو اور ایک ایک سہم تینوں لڑکیوں کو ملے گا اور ننھی جو بیرون ملک چلی گئی ہے اس کا حصہ محفوظ رکھا جائے گا خواہ وہ اپنا حصہ کسی کے ہاتھ بیع کرے یا کسی کو ہبہ کرے یا جو چاہے کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۷رذی قعدہ ۷۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی دو بیوی ہیں پہلی بیوی سے دولڑکے ایک لڑکی ہیں اور دوسری بیوی سے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہیں۔ (۲) زید نے اپنی زندگی میں اپنی زمین کا آدھا حصہ اپنے داماد کو دیدیا تھا جس پر زید کے داماد اور ان کے بعد ان کا لڑکا قابض رہا لڑکے کے انتقال کے بعد اس لڑکے کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی اور بیوی موجود ہیں یہ تینوں صاحبان اپنے نصف حصہ پر قابض ہونے کے بعد اب یہ چاہتے ہیں کہ نصف دوسرا حصہ جس سے زید کی بیوی اور

بچوں کو حصہ ملے گا ان میں ان تینوں کو حصہ ملے لہذا از روئے شریعت تحریر فرمائیں کہ مذکورہ جائداد سے کس کو کتنا حصہ ملے گا؟

الجواب: جب زید خود زندہ ہے تو اسکی ملکیت میں کسی کا کچھ حق نہیں وہ جو چاہے کرے اس کو اختیار ہے اور اگر وہ فوت ہو گیا ہے تو اس کے متروکہ میں اس کے تمام وارث حسب سہام شرعی حصہ پانے کے حقدار ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۷ر ذی قعدہ ۷۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہم لوگ اپنے ماں باپ کے چار بہن اور دو بھائی ہیں یعنی کل چھ اور ماں باپ کا ورثہ میں چھوڑا ہوا ایک مکان اور ایک دوکان ہے اور اب ارادہ یہ ہے کہ جائداد کو فروخت کر کے آپس میں حصہ کر کے آپس میں تقسیم کرلیں شریعت کے مطابق تقسیم فرمادیں۔

الجواب: جس کے وارث صرف دولڑکے اور چار لڑکیاں ہوں اس کی جائداد متروکہ آٹھ حصوں پر منقسم ہو کر دو دو حصہ دونوں لڑکوں کو ملیں گے اور ایک ایک حصہ چاروں لڑکیوں کو ملے گا پھر جو لڑکا فوت ہو گیا ہے اور اس نے اپنی بیوی اور دو لڑکیاں اور ایک لڑکا وارث چھوڑے ہیں تو اس کا حصہ ۳۲ رٹکڑوں پر منقسم ہو کر چار ٹکڑے اس کی بیوی کو اور سات سات ٹکڑے اس کی دونوں لڑکیوں کو اور چودہ ٹکڑے اس کے لڑکے کو ملیں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۹ر ذی الحجہ ۷۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام شرع متین اس مسئلہ میں کہ میر وزیر کا انتقال ہوا اس نے ایک بھائی میر بدھو کو چھوڑا کل جائداد کے مالک میر وزیر تھے۔ مگر میر وزیر کی کوئی بھی اولاد یا بہن وغیرہ نہیں تھی تو اس جائداد کے مالک میر بدھو ہوئے اور میر بدھو کا انتقال ہوا اس نے دولڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑیں ان میں کسکو کتنا حصہ ملے گا۔ بینوا توجروا۔

الجواب: بر تقدیر صدق سوال متروکہ بدھو متوفی آٹھ سہام پر منقسم ہو کر دو دو سہام اس کے دونوں لڑکوں کو اور ایک ایک

سہم چاروں لڑکیوں کو ملے گا۔ یعنی فی روپیہ چار چار آنے دونوں لڑکوں کو اور دو دو آنے چاروں لڑکیوں کو دیئے جائیں گے

۔وھذا کلہ بعد تقدیم ماتقدم علی الارث واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۶ / ذی قعدہ ۸۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زبیدہ خاتون کا انتقال ہوا اس نے ایک پوتی جس کا نام ہندہ اور دو لڑکیاں جس کا نام کلثوم اور زیتون کو چھوڑا ان تینوں میں کس کو کتنا ترکہ ملے گا۔ بینوا توجروا

الجواب: صورت مسئولہ میں پوتی کو کچھ نہ ملے گا دونوں لڑکیاں آدھا آدھا پائیں گی واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۶ / ذی قعدہ ۸۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ ضامن علی فوت ہوئے۔ ضامن علی کے انتقال کے بعد ان کی ایک لڑکی حاجن بیگم اور ایک لڑکا امداد علی وارث چھوڑا اس کے بعد امداد علی کا انتقال ہوا انے وارث ایک لڑکا لیاقت اور لڑکی بسم اللہ چھوڑی ۔اس کے بعد حاجن بیگم کا انتقال ہوا اس نے ایک لڑکا ولی نامی چھوڑا۔ اس کے بعد بسم اللہ کا انتقال ہوا اور اس نے وارث دو لڑکے صدیق علی و عاشق علی چھوڑے اس کے بعد لیاقت مرے اور بیوی پہلے فوت ہوگئی لاولد مرے لہذا جواب دیکر ممنون فرمائیں ۔صدیق علی و عاشق علی کا کتنا حصہ ہوا جواب دیکر ممنون فرمائیں۔

الجواب: برتقدیر صدق سوال و ترتیب اموات حسب بالا بعد تقدیم ماتقدم علی الارث ضامن علی کا متروکہ ۹/ سہام پر منقسم ہوکر تین سہام ولی پسر حاجن بیگم کو ملیں گے اور تین تین سہام صدیق علی اور عاشق علی پسران بسم اللہ کو ملیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۵ / ذی الحجہ ۸۸ھ

کیا فرماتے ہیں اس مسئلے میں علمائے دین شرع متین کہ زید نے اپنی پیدا کردہ کمائی سے ایک مکان نوسو روپیہ میں اپنے نام سے خرید لیا اور اپنی ہی کمائی سے یکے بعد دیگرے دو مکان جس کی قیمت تقریباً دس ہزار روپے ہے اپنی بیوی کے نام خرید لیا۔ زید کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب صرف زید کی بیوی اور زید کی بہن حیات ہیں اور کوئی بھی وارث زید کی جائداد کا نہیں ہے۔

دریافت طلب یہ ہے کہ از روئے شریعت زید کی بیوی اور زید کی بہن کا ہر تینوں مکان پر کتنا کتنا حق پہنچتا ہے۔ جواب سے جلد مطلع فرمائیں اور شکریہ کا موقع دیں۔ بینوا وتوجروا۔

فتح محمد کرنیل گنج بذریہ کانپور

الجواب: زید نے مکان اپنے نام خرید کیا وہ اس کا متروکہ ہے بر تقدیر صدق سوال وحسب شرائط فرائض اس مکان میں ایک چوتھائی کی مستحق بیوی ہے اور باقی تین چوتھائی کی مستحق زید کی بہن ہے۔ جو مکانات زید نے اپنی بیوی کے نام سے خرید کئے اور قیمت اپنے پاس سے ادا کی ہے وہ اس کی بیوی کی ملک ہے ان میں زید کی بہن کو کچھ نہ ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۵ رذی الحجہ ۸۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک بہن اور بیوی چھوڑ کر انتقال کر گیا لہذا دریافت طلب اینکہ زید کے مال متروکہ سے ان کی بہن کو کتنا ملے گا اور ان کی بیوی کو کتنا ملے گا۔ جواب عنایت فرمائیں۔

العبد ضیاء اللہ محلہ کوند پور ضلع بریلی شریف

الجواب: اگر صرف یہی دو وارث ہیں تو بر تقدیر صدق سوال وحسب شرائط وفرائض متروکہ زید متوفی چار سہام پر منقسم ہو کر ایک سہم اس کی بیوی کو ملے گا اور تین سہام زید کی بہن کو ملیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جمیل احمد مرحوم کی پہلی بیوی مرحومہ سے ایک لڑکا دوسری بیوی سے جو موجود ہے اس سے دولڑکے اور چار لڑکیاں موجود ہیں ترکہ مندرجہ ذیل کو کس طرح تقسیم کیا جائے گا۔(۱) مکان پختہ (۲) سمنٹ کمپنی کے حصے دس ہزار روپے کے (۳) ایک باغ مع زمین (۴) تین چکیوں میں شرکت ہے وارثوں میں کس طرح تقسیم ہوگا؟

الجواب: جب کہ زید صرف ایک بیوی (زوجہ ثانیہ) اور تین لڑکے چار لڑکیاں وارث چھوڑے ہیں تو اس کا متروکہ اسی (۸۰) سہام پر منقسم ہوکر دس سہام اس کی زوجہ ثانیہ کو ملیں گے اور چودہ چودہ سہام تینوں لڑکوں کو ملیں گے اور سات سات سہام چاروں لڑکیوں کو ملیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جمیل احمد مرحوم کی پہلی بیوی مرحومہ سے ایک لڑکا قدیر احمد ہے اور دوسری بیوی سے دولڑکے اور چار لڑکیاں اور دوسری بیوی موجود ہیں ان کے بانٹ کے تیرہ سو روپے ان وارثوں کو کس طرح تقسیم ہونگے بینوا توجروا۔

الجواب: جب کہ صرف ایک بیوی (زوجہ ثانیہ) اور تین لڑکے اور چار لڑکیاں وارث چھوڑے ہیں تو اس کا متروکہ اسی (۸۰) سہام پر منقسم ہوکر دس سہام اسکی بیوی کو ملیں گے اور چودہ چودہ سہام تینوں لڑکوں کو ملیں گے اور سات سات سہام چاروں لڑکیوں کو ملیں گے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۲ محرم ۸۸ھ

حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا کہ جیسے اس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (حدیث)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکا تھا نو سال کا۔ زید نے اپنے پیسے سے ایک مکان خرید ازید نے اس مکان میں اپنے لڑکے بکر کا نام ڈلوادیا آدھے میں پھر زید نے بکر کی شادی کی۔ اٹھارہ انیس سال کی عمر میں اس میں بھی زید نے اپنی کمائی کا پیسہ خرچ کیا پھر بکر بیمار ہوگیا اس کی بیماری میں زید ہی نے اپنے پاس سے پیسہ خرچ کیا پھر بکر مرگیا پھر بھی زید ہی نے اس کی میت میں روپیہ خرچ کیا اور بکر کو پھر ایک لڑکی ہوئی ہے اور بیوی بھی ہے۔ اور بکر کے مرنے کے بعد خالدہ بکر کی بیوی بکر کا مہر دین معاف نہیں کیا اور جس وقت بکر کا انتقال ہوا تو خالدہ اپنے باپ کے گھر تھی۔ جب بکر کے انتقال کی خبر سنی تو خالدہ آئی اور بکر کے کفن دفن کے بعد پھر خالدہ اپنے باپ کے گھر چلی گئی۔ اب زید اس مکان کو مسجد کے نام کرنا چاہتا ہے بکر کے نام پر جو مکان تھا اس میں سے کتنا بکر کی بیوی کا حق ہے۔ اور بکر کی لڑکی کا کتنا حق ہے حکم شرعی تحریر فرمائیں۔

الجواب: بکر نے اپنی وفات پر اگر صرف تین وارث چھوڑے ہیں ایک بیوی ایک لڑکی اور باپ تو بر تقدیر صدق سوال بکر کے متروکہ میں سے پہلے اس کی بیوی کا مہر دین ادا کیا جائے گا۔ جو باقی بچے اس میں سے اس کی بیوی فی روپیہ دو آنے اور لڑکی فی روپیہ آٹھ آنے اور بکر کے باپ کو فی روپیہ چھ آنے ملیں گے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲ر صفر ۱۳۸۷ھ

مسئولہ: محمد ایوب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے انتقال کیا اور وارث چھوڑا اور ایک بیوی اور ایک بیٹی اور دو بہن اور ایک بھتیجا لہذا دریافت طلب یہ ہے کہ ان ورثا میں ترکہ میت جو چون ۵۴ ر بیگھہ زمین ہے کس طرح تقسیم ہوگا مطلع

فرمائیں۔۔

الجواب: برتقدیر صدق سوال وانحصار ورثہ فی المذکورین وحسب شرائط فرائض زید متوفی کے متروکہ فی روپیہ دوآنے اس کی بیوی کوملیں گے اور آٹھ آنے بیٹی کواور تین تین آنے دونوں بہنوں کوملیں گے اور بھتیجا مجوب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲/صفر ۱۳۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حامد خاں کا ایک ہندو عورت سے جس کا نام دلاری تھا تعلق ہوگیا اور اس ناجائز تعلقات کے دوران میں حامد خان کے نطفہ سے دلاری کے بطن سے ایک لڑکا جس کا نام اسلام نبی خاں اور دولڑکیاں ممتاز بیگم اور امتیازی بیگم پیدا ہوئیں اس ہندو عورت دلاری سے ناجائز تعلقات کے دوران میں حامد خاں کا نکاح مسماۃ قریشی بیگم سے بالعوض دین مہر مبلغ دس ہزار روپے عندالطلب ہوگیا۔ اور قریشی بیگم کے بطن سے حامد خان کے نطفے سے دولڑکے پیدا ہوئے جو کچھ عرصہ کے بعد فوت ہوگئے جب اسلام نبی خاں جو کہ ہندو عورت کے بطن سے پیدا ہوا تھا تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہوا تو اسکو اسکول میں داخل کردیا گیا اور اس کی ولدیت اسکول میں حامد خاں لکھوائی گئی۔ اور جب ممتاز بیگم شادی کے قابل ہوئی تو اس کی شادی کے وقت قاضی کے نکاح رجسٹر میں ولدیت حامد خاں ہی لکھی گئی جو کہ اس وقت زندہ ہے اسلام نبی خاں کی جب شادی ہوئی تو اس کی بھی ولدیت قاضی کے رجسٹر میں حامد خاں ہی لکھی گئی۔ اسلام نبی خاں بعد شادی اپنی بیوی کولیکر پاکستان چلے گئے اور پاکستان میں اسلام نبی خاں کے ایک لڑکا اسلام حامد خاں اور ایک لڑکی حامدہ بیگم پیدا ہوئی جب یہ پاکستان میں تھے تب حامد خاں اسلام نبی خاں کو خط بطور اپنے لڑکے کے لکھا کرتے تھے اور اسلام نبی خاں کے لڑکے ولڑکی کی خیریت حامد خاں بطور پوتا پوتی منگواتے رہتے تھے ان کو دعا و پیار بھی لکھا کرتے تھے کچھ دن بعد اسلام نبی خاں کا انتقال حامد خاں کی زندگی میں پاکستان میں ہوگیا اسلام نبی خان کے انتقال کے بعد حامد خاں نے اپنے پوتا پوتی کو گورنمنٹ سے لکھت پڑھت کرکے ہندوستان مستقل رہائش کے لئے اپنے پاس بلوالیا اور تاحیات اپنے پاس بطور پوتا پوتی رکھا۔ اسلام نبی خاں کے انتقال کے بعد ۱۹۶۴ء میں حامد خاں کا انتقال ہوگیا اور حامد خاں مرحوم

نے منقولہ و غیر منقولہ جائداد میں کچھ اپنا حصہ چھوڑا جو کہ ان کے حقیقی بھائی اویس خاں کے قبضے میں ہے۔ بعد انتقال حامد خاں ان کی منکوحہ بیوی قریشی بیگم نے جن کے بطن سے سوائے اس اولاد کے جو کہ ایک ہندو عورت دلاری غیر منکوحہ کے بطن سے تھی کوئی اولاد نہ تھی۔ حامد خاں مرحوم کو لاولد قرار دے کر اپنے مہر کا جو دس ہزار روپیہ عند الطلب تھا اس میں چوتھائی چھوڑ کر سات ہزار پانچ سو روپے کا دعویٰ اویس خاں برادر حقیقی حامد خاں پر کر دیا اور جائداد میں سے چوتھائی حصہ طلب کیا۔ اویس برادر حقیقی حامد خاں مرحوم نے یہ اعتراض کیا کہ حامد خاں مرحوم لاولد نہیں مرے ہیں بلکہ ان کی ایک لڑکی ممتاز بیگم جو کہ حامد خاں کے نطفے اور دلاری کے بطن سے پیدا ہوئی تھی اور جس کو وہ بطور اولاد رکھتے تھے اور جس کی شادی بھی بطور اپنی جائز لڑکی کے کی ہے۔ وہ زندہ ہے اور حامد خاں مرحوم کی جائداد کی صحیح وارث ہے۔ اور اسلام نبی خاں جو کہ حامد خاں کے نطفے اور دلاری کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ جس کی حامد خان مرحوم نے بطور اپنے لڑکے کے پرورش وغیرہ کی۔ اسلام نبی خاں کے نطفے سے ایک لڑکا اسلام حامد خاں اور ایک لڑکی خالدہ بیگم پیدا ہوئے تھے جو کہ زندہ ہیں اور حامد خاں مرحوم کے پوتا پوتی ہوتے ہیں جن کو حامد خاں مرحوم اپنی زندگی میں پوتا پوتی کہا کرتے تھے وہ ان کی جائداد کے صحیح وارث ہیں اور بعد انتقال حامد خاں مرحوم یہ دونوں نابالغ بچے میرے پاس ہیں اب آپ سے ان مندرجہ بالا واقعات کے پیش نظر یہ معلوم کرنا ہے کہ

(۱) کیا ممتاز بیگم جو کہ ہندو عورت غیر منکوحہ کے بطن سے ناجائز تعلقات کے دوران پیدا ہوئی تھی اور جس کو حامد خاں مرحوم تاحیات بطور اپنی اولاد سمجھتے رہے وہ حامد خاں مرحوم کی جائز وارث کہلانے کی مستحق ہے۔ اور جائداد منقولہ و غیر منقولہ میں اپنا ترکہ پانے کی مستحق ہے اگر پانے کی مستحق ہے تو کس حساب سے پانے کی مستحق ہے؟

(۲) وہ اسلام نبی خاں جو کہ ہندو عورت غیر منکوحہ کے بطن سے اور حامد خاں کے نطفہ سے پیدا ہوا تھا اس (اسلام نبی خاں) کی اولاد اسلام حامد خاں لڑکا اور خالدہ بیگم لڑکی حامد خان مرحوم کی زندگی میں اسلام نبی خاں مرحوم کی وفات کے بعد اور پھر اپنے دادا حامد خاں مرحوم کے انتقال کے بعد حامد خاں مرحوم کی جائز وارث کہلانے کی مستحق ہے اور جائداد منقولہ و غیر منقولہ میں سے اپنا ترکہ پانے کی مستحق ہے۔ اگر پانے کی مستحق ہے تو کس حساب سے؟

(۳) اور قریشی بیگم جو کہ حامد خاں مرحوم کی منکوحہ بیوی تھی اور لاولد ہونے کی صورت میں اپنے مہر دس ہزار روپے عند

الطلب وجائداد وغیرہ میں سے کس حساب سے اپنا مہر حصہ پانے کی مستحق ہے۔ برائے کرم اس کا مفصل جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

نوٹ: جو بھی جواب ہو اس کو دلائل کے ساتھ ضرور تحریر فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

الجواب: اگر سوال صحیح اور درست ہے تو وہ ہرگز وارث نہیں ہے۔ حدیث میں ہے وللعاھر الحجر مرقاۃ الفرائض میں ہے

ویرث ولد الزنا وللعان بجهت الام فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر سوال صحیح اور درست ہے تو وہ ہرگز وارث نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) قریشی بیگم کا جتنا مہر باقی واجب الادا ہو۔ وہ اپنے شوہر متروکہ سے پانے کی مستحق ہے۔ جب تک اس کا دین مہر ادا نہ ہو جائے کسی وارث کو کچھ نہیں دیا جائے گا اور دین مہر وغیرہ ادا کرنے کے بعد جو مال بچے گا اسمیں سے فی روپیہ چار آنے پانے کی مستحق قریشی بیگم ہوگی خلاصہ یہ ہے کہ قریشی بیگم اپنا کل مہر واجب الادا پانے کی مستحق ہے خواہ حامد خاں کی کوئی اولاد نہ ہو جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے یا کوئی اولاد ہو بہر حال دین مہر سب ادا کرنا لازم ہے۔ دین مہر کی ادائیگی کے بعد جو مال بچے اگر حامد خاں کی کوئی اولاد نہیں ہے تو قریشی بیگم کو اس باقی مال سے ایک چوتھائی ملے گا اور کوئی اولاد ہو تو ایک بٹے آٹھ ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۷ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے تین شادیاں کیں پہلی بیوی سے ایک لڑکی موجود ہے اور دوسری بیوی سے جو پہلی بیوی کے فوت ہونے پر شادی کی اس سے ایک لڑکی موجود ہے دوسری بیوی کے فوت ہونے پر تیسری شادی کی جس سے دو لڑکے موجود ہیں اور بیوی بھی۔ زید اپنی جائداد تینوں لڑکوں میں تقسیم کرنا چاہتا ہے تو کتنا ترکہ یا حصہ لڑکوں کو ملے گا از راہ کرم مطابق شرع شریف جواب سے مشرف فرمائیں۔

الجواب: جب زید زندہ ہے تو ترکہ کی تقسیم کیا معنی۔ زید جس کو جتنا دیکر مالک وقابض بنادے گا وہ اتنے کا مالک

وقابض ہو جائے گا لیکن زید کو چاہئے کہ اپنی سب اولاد کو برابر برابر دے۔لڑکے اور لڑکی میں فرق نہ کرے اور کسی خاص وجہ سے کسی کو زیادہ دینا چاہتا ہے تو وہ وجہ لکھ کر سوال کرے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

یکم شوال المکرم ۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

حاجی ہدایت حسین صاحب اپنے انتقال پر سجاد حسین، اشفاق حسین، ابرار حسین، انوار حسین، صفات حسین، پانچ پسران و سروری بیگم، کشوری بیگم، چندو بی، تو ابی چار دختران وقادری بیگم بیوہ کو وارث چھوڑا مندرجہ ذیل متروکہ چھوڑا۔

دریافت طلب یہ ہے کہ مسماۃ سروری بیگم کو متروکہ حاجی ہدایت حسین کس قدر اور کتنا حصہ از روئے شریعت مطہرہ ملے گا

۔سروری بیگم دختر حاجی ہدایت حسین

معرفت: حمد اللہ خاں

تفصیل متروکہ حاجی ہدایت حسین۔ جائداد غیر منقولہ: ایک قطع مکان اور ایک قطع دوکان

جائداد منقولہ: تمبا کو گودام میں تخمیناً ۲۰۰۰۰ر بیس ہزار روپے۔ نقد پچاس ہزار روپے۔ زیورات بیس ہزار روپے۔ سامان برق وکپڑا فرنیچر وغیرہ تخمیناً ۵۰۰۰ر سامان دوکان گرجہ گھر ۲۰۰۰ر ہزار روپے۔ گڈول دوکان چھ ہزار روپے۔

الجواب: اگر صرف دس ہی وارث چھوڑے ہیں ایک بیوی چار لڑکیاں اور پانچ لڑکے تو بر تقدیر صدق سوال وہ حسب شرائط فرائض متروکہ حاجی ہدایت حسین صاحب ایک سو بارہ سہام پر منقسم ہو کر چودہ سہام اس کی بیوی کو ملیں گے اور سات سات سہام چاروں لڑکیوں کو ملیں گے اور چودہ چودہ سہام پانچوں لڑکوں کو ملیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۵ر شوال ۸۳ھ

کتاب الوقف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک باغ مع مکان ہے جو ایک مسجد میں وقف ہے جسے ایک مسلم نے خرید لیا ہے اور واقف مرحوم کے خاندان والوں نے بیچا ہے لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ بیع صحیح ہوئی یا نہیں۔ یہ معلوم ہونے پر کہ باغ مع مکان وقف ہے۔ خرید کرنے والے کا فرض ہے شئی موقوفہ اب بھی مسجد میں سمجھی جائے گی یا مشتری کی ملک ہوگی۔ مفصل وحوالہ کتب تحریر ہو۔

احقر شاہ محمد خان معرفت جناب عزیز امام صاحب ایم ایل اے رام باغ شاہ مرزاپور، ۱۳ ؍فروری ۶۴ء

الجواب: وقف کی بیع باطل ہے شامی میں شرنبلالیہ سے ہے لاخلاف فی بطلان بیع الوقف لانہ لایقبل التملیک والملک لہذا جو باغ ومکان مسجد پر وقف ہے ہنوز وہ ملک مسجد ہی ہے واقف کے خاندان والوں نے اگر بیع کیا ہے تو بیچنا ناجائز ہے اور خریدار ہرگز اس کا مالک نہیں ہوا اس پر فرض ہے کہ اس باغ ومکان پر اپنا قبضہ نہ رکھے مسجد کے حوالہ کردے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۵ ؍شوال ۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کے مسائل میں کہ

(۱) شہر غازیپور کے اندر ایک زمین بصورت کھنڈر افتادہ تھی جو کہ ایک مسلم خاندان کے افراد کی ملکیت تھی اس زمین کے پچھم طرف ایک مسجد ہے۔

اس زمین کو موقع پا کر متصل کی ایک سرکاری اسکول کی حد میں بدنیتی سے مع مسجد مظہرہ بحرف الف شامل کرلیا گیا۔ شہر کے معززین نے اس وقت کے کلکٹر ضلع سے احتجاج کیا جنہوں نے درمیان پڑ کر مسجد مذکور اور اس کے سامنے کی زمین

پورب طرف مظہرہ بحرف (ب) کو درگزر کر کے بہ نیت رفع شر مسلم معززین کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد دوسرے ہی روز مظہرہ بحرف (ب) پر ایک "مسلم مسافر خانہ" کی بنیاد ڈال دی گئی یہ فعل اصل مالکان زمین کی بغیر اجازت عمل میں لایا گیا تعمیر کا یہ سلسلہ دوڈھائی برس تک مسلمانوں کے عام چندہ سے جاری رہا ان مذکورہ حالات کے پیش نظر کیا کلکٹر صاحب ضلع کا فیصلہ اصل مالکان آراضی کی عین مرضی متصور ہو سکتا ہے

یا ہنوز اس امر کی ضرورت باقی رہتی ہے کہ وارثان کی بھی اجازت حاصل کر لی جائے اس کے بابت شریعت کا واضح حکم درکار ہے۔

(۲) سلسلہ بالا عرض ہے کہ دوڈھائی سال سلسلہ تعمیر گزر جانے کے بعد جب منتظمین مسافر خانہ نے محسوس کیا کہ اصل مالکان زمین کی اجازت بھی ضروری ہے تو تمام شرکاء زمین کو رضامند کر کے مذکورہ زمین کو بنام اللہ تعالیٰ بحق "مسلم مسافر خانہ" وقف کرالیا اور یہ کہ واقفان آراضی نے ایک شخص مسمیٰ زید (ناظم مسافر خانہ) کو زمین موقوفہ کا متولی قرار دیدیا اور بغیر اجازت تمام سابقہ تصرف کو معاف کر دیا۔ تو ایسی صورت میں جو وقف عدم اجازت کا گزر چکا ہے اس عمارت تعمیر شدہ کے بارے میں شریعت کا کیا منشاء ہے۔ عنایت فرمائیں۔

(۳) سلسلہ بالا یہ امر بھی دریافت طلب ہے کہ زمین موقوفہ مذکورہ پر عام مسلمانوں کے چندے سے جو عمارت مسلم مسافر خانہ کے لئے تعمیر ہو چکی ہے وہ بھی بنام اللہ تعالیٰ وقف ہی قرار پائے گی اور کیا مسمی زید ہی مسلم مسافر خانہ کا متولی متصور ہوگا۔ جس کو واقفان آراضی نے ابتداً متولی مقرر کر دیا تھا۔ باادب گزارش ہے کہ سوالات بالا کے جوابات ترتیب وار اور واضح آخری ہفتہ دسمبر ۱۹۶۳ء کے اندر ہی اندر عنایت ہوں۔ کیونکہ ان کی اشد ضرورت ہوگی ورنہ نقصان ہو جائے گا۔ احتیاطاً جوابی لفافہ (ایکسپریس) ارسال خدمت کر رہا ہوں والسلام۔ خادم محمد وحید اللہ محلہ قاضی ٹولہ غازی پور۔ ۶ ر دسمبر ۱۹۶۳ء

الجواب: اس زمین کے جتنے وارثین ہیں سب کی اجازت درکار تھی ان کی اجازت کے بغیر اس زمین میں تصرف ناجائز اور حرام ہوا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے۔ اذالمعنی لاتاکلوا لبعضکم اموال بعض بالباطل کالسرقة والغصب الخ درمختار میں ہے ولا یجوز تصرف فی مال غیرہ بلااذنه ولا ولایة الا فی مسائل الخ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) تعمیر کے بعد وارثین نے زمین وقف کر دی تو وقف جائز صحیح ہو گیا۔ وقف کیے جانے سے پہلے اس میں جو تصرف

ہوناجائزاور باطل ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) زمین تو وقف ہوگئی ہے اس زمین پر جو عملہ ہے وہ مسافر خانہ کی ملک ہے ایسا کسی کتاب میں یاد نہیں ہوتا ہے کہ زمین کا ایک شخص متولی ہو اور عملہ کا متولی دوسرا کوئی شخص ہو۔ نہ چندہ دہندگان کی یہ نیت ہوتی ہے کہ وہ عملہ کا متولی جدا بنائیں گے اس لئے صورت مسئولہ میں زید ہی زمین وعملہ سب کا متولی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۳ر شوال ۸۲ھ

مسئولہ: عبدالروف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ایک مکان مسجد محلہ بھوڑ قصبہ گولا کے حق میں وقف علی اللہ کیا گیا اور جب سے ہی کرایہ دار اس میں رہتے ہیں اب بھی ایک صاحب بطور کرایہ دار رہتے ہیں اس مکان کے صحن کے پختہ چہار دیواری جو کہ سب بوسیدہ وشکستہ ہوگئی تھی کرایہ دار کے اصرار پر وہ دیواریں دوبارہ بنوادینے کے لیے گرائی گئیں چاہئے تو یہ تھا کہ انہیں بنیادوں پر دوبارہ دیوار تعمیر کرادی جائے لیکن بعض لوگوں نے دوسرے بعض لوگوں کے کہنے سے تین فٹ چوڑی جگہ چھوڑ دی اور ان لوگوں کے استعمال کے لئے گلی قائم کردی۔ اس طرح وہ زمین قبضہ مسجد ووقف علی اللہ سے الگ ہوگئی کیا ایسا کردینا شرعاً جائز ہے اگر ایسا کردینے کا کسی کو حق نہیں پہونچتا تو جن لوگوں نے ایسا کیا ان کے بارے میں کیا حکم شرعیہ ہے۔ جواب باصواب سے جلد از جلد مطلع فرمائیں۔

الجواب: وقف خاص ملک خدائے عزوجل ہے اس پر قبضہ جمانا یا اس پر اپنا راستہ قائم کرنا حرام ہے اور بہت بڑا گناہ ہے جو لوگ ایسا کرتے ہیں توبہ کریں ورنہ ان سے میل جول بند کیا جائے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۳ر ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کی پٹیاں ہیں جن کو مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے فرش جمایا گیا تھا اور اس پر نماز پڑھی جاتی تھی۔اب اس کو متولیان نے نکال لیا ہے اور اس جگہ پر اچھا اور چکنا فرش بنادیا اب سوال ان پٹیوں کا ہے کہ ان پٹیوں کو کیا کیا جائے یعنی فروخت کیا جاسکتا ہے کسی کے بھی ہاتھ اور فروخت کی رقم مسجد میں لگا دیجائے اب رہا سوال احترام کا چونکہ اس پر نماز پڑھی جاچکی ہے۔

الجواب: اگر وہ پٹیاں مسجد کی حاجت سے فاضل ہیں اور کبھی مسجد کے کام میں آنے والی نہیں ہیں یا اس وقت تک محفوظ نہیں رکھی جاسکتیں تو انہیں فروخت کرنا جائز ہے۔خریدار کو چاہئے کہ کسی ناپاک یا تحقیر کی جگہ نہ لگائے۔اور اس کا احترام ملحوظ رکھے۔مسجد کی ملکیت قبرستان میں نہیں لگائی جاسکتی۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۰/ذی قعدہ ۷۸ھ

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ھذا میں کہ

ایک جماعت مسلمہ گزشتہ آٹھ سال سے ایک وقف کردہ زمین میں نماز عید ادا کرتی تھی لیکن امسال وہاں سے منتقل ہوجانا چاہتی ہے اس لئے کہ اس کے آگے ایک نہر جاری ہے جس میں گروہ مسلمہ وضو کیا کرتی تھی لیکن اب اس میں ہندو اپنے مردے کو پھینکتا ہے اور جلاتا ہے۔صورت مذکور کی بنیاد پر دوسری جگہ اختیار کرنا درست ہے یا نہیں۔اور موقوفہ زمین کو آباد کیا جاسکتا ہے یا نہیں نیز مسجد کا مصلی اور خطبہ کی کتاب عید گاہ لیجانا درست ہے یا نہیں۔جبکہ فارغ ہونے کے بعد اس کو مسجد میں باحفاظت پہونچا دیا جاتا ہے۔بینوا وتوجروا

المستفتی: منشی محمد ابراہیم متھور ضلع پورنیہ بہار

الجواب: اگر وہاں پاک پانی میسر نہیں ہے یا وہاں پر فتنہ کا اندیشہ ہے تو دوسری جگہ عیدین کی نماز پڑھا کریں لیکن جو جگہ عیدین کی نماز کے لئے وقف ہے اس میں کاشت جائز نہیں کتب فقہ میں ہے لایجوز تغیر الوقف عن هیئاته۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۰/ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ موضع بسڈیلہ ضلع بستی کے مسلمانوں نے ایک مذہبی درسگاہ بنام تدریس الاسلام کے لئے ایک قطعہ زمین دیدیا اور اس مدرسہ کا اس قطعہ زمین پر قبضہ بھی ہوگیا۔ اب اس زمین کے ایک قطعہ پر ایک صاحب مسجد تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ اراکین مدرسہ کی نظر میں وہ قطعہ زمین مدرسہ کی ضرورت سے فی الحال زائد ہے کیا اس حصہ زمین پر مسجد تعمیر کی جاسکتی ہے۔ بحوالہ کتب فقہ جواب تحریر فرمایا جائے۔ فقط والسلام: اعجاز احمد مدرسہ اہلسنت تدریس الاسلام موضع بسڈیلہ ضلع بستی

الجواب: اگر وہ زمین وقف ہے مدرسہ پر جب تو ظاہر ہے کہ اس کو مسجد بنانا جائز نہیں کہ یہ اصل مقصود واقف سے دور ہے۔ عالمگیریہ میں ہے لایجوز تغیر الوقف عن هيئاته فلایجعل الدار بستانا ولا الخان حماما ولا الرباط دكانا الا اذا جعل الواقف الى الناظر مايرى فيه مصلحة الوقف الخ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں اقول هذا فی تغنير الهيئاته فماظنک بتغنير اصل المقصود اور اگر وہ وقف نہیں بلکہ ملک مدرسہ ہے جب بھی اس میں ایسا تصرف جس سے مدرسہ کو انتفاع نہ ہو کیسے جائز ہوگا۔ علاوہ بریں مسجد کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ مالک زمین ہی زمین کو وقف کرے مسجد بنائے۔ مدرسہ خود واقف اور بانی ہو نہیں سکتا نہ متولی کو یہ حق ہے ایسی صورت میں اس زمین کو مسجد نہیں بنا سکتے ہاں اگر متولی مدرسہ کو اس زمین کے بیچنے کا حق ہے تو وہ بیچے کوئی خرید کر اس کو مسجد بنائے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۰/ذی قعدہ ۸۸ھ

باب الصدقہ

مسئولہ: محمد حمید اختر پورنوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

یعنی صدقۂ واجب میں سے اپنے خونی رشتہ دار یعنی نسبی کو جو اہل نصاب نہ ہو اسے دینا جائز ہے یا نہیں۔ لھذا حضور پر نور سے گذارش ہے کہ اس کا جواب جلد از جلد دیں مہربانی وقدر دانی ہوگی بینوا وتوجروا۔

الجواب: اپنی اولاد کو صدقات واجب دینا جائز نہیں یونہی خود جس کی اولاد میں ہو انہیں بھی دینا جائز نہیں یونہی بیوی اپنے شوہر کو اور شوہر اپنی بیوی کو نہیں دے سکتا باقی دیگر رشتہ داروں کو دینا جائز بلکہ احسن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲ رذی قعدہ ۸۳ھ

سب سے پہلے

☆سب سے پہلے قیامت کے دن قبر سے ہمارے نبی کریم ﷺ اٹھیں گے۔

☆سب سے پہلے دنیا میں اذان حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑھی۔

☆سب سے پہلے اللہ اکبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔

☆سب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حضرت سلیمان علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی۔

☆سب سے پہلے مسواک (دتون) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی۔

(اسلامی تاریخی معلومات)

کتاب البیوع

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عمارت موسوم یازدہ گیارھویں شریف جس میں زائد پچاس سال سے حضرت غوث اعظم قدس سرہ کا عرس ہوتا چلا آرہا ہے اور بانی عرس شریف نے بڑی عقیدت سے قائم کیا تھا شایان شان عمارت بنوائی اور اپنی حیثیت کے مطابق ہمیشہ صرف کثیر کرتا رہا بعدہ اس کے ورثاء بھی اس پر قائم رہے البتہ حالات کے اعتبار سے اخراجات میں ضرور کم وبیشی ہوتی رہی لیکن بانی عمارت مذکور کی وجہ سے کوئی باقاعدہ وقف نامہ نہ تحریر کر سکے مگر وہ عمارت ہمیشہ اسی ایک نیک مقصد کے لئے استعمال ہوتی رہی اب وارث موجودہ کی حالت اس طرح کی نہیں رہی جیسی اس کے بزرگوں کی تھی وہ اپنی ضرورتوں کے خیال سے عمارت مذکورہ کو اپنی موروثی جائداد ظاہر کر کے فروخت کرتا ہے اس پر ایک دوسرا شخص ابومحمد کے ذریعہ عدالت محاذ چارہ جوئی کرتا ہے یہ جائداد اپنے استعمال سے ایک مذہبی وقف ہے اس کو فروخت کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں۔

(۱) کیا وارث بانی عمارت کو اس کے فروخت کرنے کا حق ہے وہ اس کی موروثی جائداد ہے

(۲) کیا ابومحمد کو از روئے شرع محمدی اس مقدمہ بازی کا حق ہے۔ کیا یہ کسی درجہ میں عمل نیک کہا جا سکتا ہے۔ اور یہ کار ثواب متصور ہو سکتا ہے۔

(۳) کیا ابومحمد اخراجات مقدمہ کے لئے مد زکوٰۃ اور فطرہ کی رقم بھی صرف کر سکتا ہے۔

الجواب: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ عمارت وقف ہے تو اسے بیچنا جائز نہیں اس کی بیع باطل ہوگی۔ اور اس کو واگزاشت کی ہر ممکن کوشش کرنے کا حکم ہے۔ مقدمہ بازی بھی کی جا سکتی ہے لیکن فطرہ اور زکوٰۃ کی رقم مقدمہ کے خرچ میں نہیں آسکتی۔ ہاں فطرہ وزکوٰۃ کسی فقیر کو جو اس کا مصرف ہو دیکر مالک بنادیں اور وہ لیکر اپنی طرف سے مقدمہ کے خرچ کے لئے دیدے تو مقدمہ کے خرچ میں لانا جائز ہوگا۔ اور اگر یہ ثابت نہیں کہ وہ عمارت وقف ہے تو وارثین اسے بیچ سکتے ہیں۔ وقف کا ثبوت شرعاً شہرت سے بھی ہو جاتا ہے وقف کے ثبوت کے لئے واقف کی تحریر شرط نہیں اگر یہ مشہور ہے کہ وہ عمارت وقف ہے تو وقف مان لیا جائے۔ اور اگر یہ مشہور نہیں نہ کوئی دیگر ثبوت ہے تو صورت مسئولہ میں اس عمارت کو وقف بتانا حق تلفی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ ☆ دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ☆ یکم ذی قعدہ ۸۳ھ

زکوٰۃ، عشر، صدقہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قصبہ میرگنج ضلع بریلی میں جو قدیمی مسجد ہے اس مسجد میں نماز پنجگانہ ہوا کرتی تھی اب پنجگانہ نماز تو نہیں ہوتی بہت دنوں سے عیدین کی نماز ہوا کرتی ہے اس مسجد کی عمارت بہت شکستہ حالت میں ہے اور اس کے منہدم ہونے کا بہت اندیشہ ہے اسی مسجد کے قریب میں بہت افتادہ زمین بھی موجود ہے اگر اس افتادہ کو مسجد میں شامل کر کے مسجد کی توسیع کرادی جائے تو مسجد بہت وسیع ہو جائے اور اسی مسجد کے قریب میں قبرستان بھی ہے عیدین کی نماز پڑھنے کے لئے جو نمازی آتے ہیں تو مسجد میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے نمازیوں کی کثرت سے قبریں بھی پائمال ہوتی ہیں۔ ۱۰، ۱۲ سال سے اس کی مرمت بالکل نہیں ہوئی ہے۔ منتظم اور متولی مسجد اور پیش امام نہ تو اس مسجد کی توسیع کراتے ہیں اور نہ مرمت ہی کراتے ہیں۔ اسی مسجد میں ایک درخت نیم اور ایک درخت گولر کا تھا اس کو فروخت کر کے وہ تمامی روپے اور صدقہ فطر و قربانی کی کھالیں وغیرہ بھی سب مدرسہ میں خرچ کرتے ہیں نیز مسجد کی مرمت کے لئے عیدین کے نمازیوں سے جو چندہ لیا جاتا ہے وہ بھی مدرسہ میں خرچ کرتے ہیں مسجد کے لئے جو چندہ لیا جائے وہ چندہ مدرسہ میں ازروئے شرع شریف خرچ کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ مدرسہ کے لئے مسجد میں چندہ کرنا چاہئے کہ نہیں۔ صدقہ فطر و پوست قربانی اور مسجد کے درخت فروخت کر کے مدرسہ میں لگانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب: (۱) مسجد کا چندہ مدرسہ میں خرچ کرنا گناہ ہے تاوان واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) مدرسہ کے لئے مسجد میں چندہ کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) صدقہ فطر نہ مسجد میں لگانا جائز ہے نہ مدرسہ میں ہاں حیلۂ شرعیہ کے بعد مسجد و مدرسہ میں لگا سکتے ہیں پوست قربانی مسجد و مدرسہ اور ہر کار خیر میں لگا سکتے ہیں مگر قربانی نذر ہو تو اس کا تصدق واجب ہی ہے مسجد کا درخت فروخت کر کے مدرسہ میں لگانا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) منتظم اور متولی اور پیش امام عیدگاہ اور جملہ مسلمانوں کو چاہئے کہ مسجد کی مرمت اور درستگی اور توسیع کی حاجت ہو تو توسیع کرائیں۔ قبروں کو پائمال ہونے سے بچائیں ان امور سے غفلت و لاپرواہی نہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۰ ذی الحجہ ۸۷ھ

مسئولہ: محمد اسماعیل

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بریلی سے ایک اشتہار صدقہ فطر کے بارے میں شائع ہوا ہے کہ قیمت بازار بھاؤ سے ادا کیجائے، کنٹرول بھاؤ کا اعتبار نہیں اب کہنا یہ ہے کہ نومبر میں گیہوں ڈھائی روپے، تین روپے سیر تھا ۔دسمبر میں کچھ دن بازاری بھاؤ دو روپے پونے دو روپے رہا پھر کچھ دن کے بعد تین روپے سیر لگ گیا پھر ڈیڑھ پونے دو روپے ہوگیا۔ اب اس صورت میں کیسے بازار بھاؤ قیمت ادا کی جائے۔ حالانکہ کنٹرول بھاؤ میں اتنی کمی بیشی نہیں ہوتی ہے اگر کتب شرع میں ہے کہ کنٹرول کا اعتبار نہیں تو مع عبارت کتب تحریر فرمائیں۔ کنٹرول بھاؤ سے قیمت ادا کرنی جائز ہے یا نہیں تحریر فرمائیں۔

الجواب: کنٹرول بھاؤ سے غلہ نہ ہر دوکان پر ملتا ہے نہ لینے والے کی خواہش کے مطابق ملتا ہے بلکہ گورنمنٹی کارڈ پر محدود مقدار میں ملتا ہے اس لئے کنٹرول بھاؤ سے جو دام ہے وہ مالیت میں کم ہے۔ مثلاً نصف صاع گیہوں کا دام بازار بھاؤ سے فرض کیجئے ڈھائی روپے اور کنٹرول بھاؤ سے فرض کیجئے ڈیڑھ روپے ہو تو نصف صاع گیہوں کی مالیت ڈھائی روپے کے برابر ہوگی۔ اور اس کی مالیت ڈیڑھ روپے سے زائد ہوگی یہی وجہ ہے کہ ہر آدمی کنٹرول بھاؤ سے غلہ بیچنے کو خسارہ سمجھتا ہے۔ لہذا کنٹرول بھاؤ سے نصف صاع گیہوں کا دام صدقہ فطر میں دینے سے واجب ادا نہیں ہوگا اسلئے کہ نصف صاع گیہوں کی مالیت سے اسے کم دیا۔ علاوہ بریں صدقہ فطر میں قیمت ادا کرنے سے واجب ادا ہوتا ہے اور قیمت وہی ہے جو مالیت میں برابر ہو در مختار میں ہے وجاز دفع القیمة فی زکاة وعشر وخراج وفطرة شامی میں ہے۔ والفرق بین الثمن والقیمة ان الثمن ماتراخی علیه المتعاقدان سواء زاد علی القیمة اونقص والقیمة مایقوم به الشئی بمنزلة المعیار من غیر زیادة ونقصان ۔عید ہی کے دن کا بھاؤ معتبر ہے۔ نہ کہ قبل کا نہ کہ بعد کا۔ در مختار میں ہے تعتبر القیمة یوم الوجوب جو لوگ یہ

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۰ ذی الحجہ ۸۷ھ

مسئولہ: محمد اسماعیل

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بریلی سے ایک اشتہار صدقہ فطر کے بارے میں شائع ہوا ہے کہ قیمت بازار بھاؤ سے ادا کیجائے، کنٹرول بھاؤ کا اعتبار نہیں اب کہنا یہ ہے کہ نومبر میں گیہوں ڈھائی روپے، تین روپے سیر تھا۔ دسمبر میں کچھ دن بازاری بھاؤ دو روپے پونے دو روپے رہا پھر کچھ دن کے بعد تین روپے سیر لگ گیا پھر ڈیڑھ پونے دو روپے ہوگیا۔ اب اس صورت میں کیسے بازار بھاؤ قیمت ادا کی جائے۔ حالانکہ کنٹرول بھاؤ میں اتنی کمی بیشی نہیں ہوتی ہے اگر کتب شرع میں ہے کہ کنٹرول کا اعتبار نہیں تو مع عبارت کتب تحریر فرمائیں۔ کنٹرول بھاؤ سے قیمت ادا کرنی جائز ہے یا نہیں تحریر فرمائیں۔

الجواب: کنٹرول بھاؤ سے غلہ نہ ہر دوکان پر ملتا ہے نہ لینے والے کی خواہش کے مطابق ملتا ہے بلکہ گورنمنٹی کارڈ پر محدود مقدار میں ملتا ہے اس لئے کنٹرول بھاؤ سے جو دام ہے وہ مالیت میں کم ہے۔ مثلاً نصف صاع گیہوں کا دام بازار بھاؤ سے فرض کیجئے ڈھائی روپے اور کنٹرول بھاؤ سے فرض کیجئے ڈیڑھ روپے ہو تو نصف صاع گیہوں کی مالیت ڈھائی روپے کے برابر ہوگی۔ اور اس کی مالیت ڈیڑھ روپے سے زائد ہوگی یہی وجہ ہے کہ ہر آدمی کنٹرول بھاؤ سے غلہ بیچنے کو خسارہ سمجھتا ہے۔ لہذا کنٹرول بھاؤ سے نصف صاع گیہوں کا دام صدقہ فطر میں دینے سے واجب ادا نہیں ہوگا اسلئے کہ نصف صاع گیہوں کی مالیت سے اسے کم دیا۔ علاوہ بریں صدقہ فطر میں قیمت ادا کرنے سے واجب ادا ہوتا ہے اور قیمت وہی ہے جو مالیت میں برابر ہو در مختار میں ہے وجاز دفع القیمة فی زکاة وعشر وخراج وفطرة شامی میں ہے۔ والفرق بین الثمن والقیمة ان الثمن ماتراخی علیه المتعاقدان سواء زاد علی القیمة اونقص والقیمة مایقوم به الشئی بمنزلة المعیار من غیر زیادة ونقصان۔ عیدی کے دن کا بھاؤ معتبر ہے۔ نہ کہ قبل کا نہ کہ بعد کا۔ در مختار میں ہے تعتبر القیمة یوم الوجوب جولوگ یہ

کہتے ہیں کہ کنٹرول بھاؤ کا اعتبار ہے اب وہ کسی کتاب کی عبارت نقل کریں جس میں یہ ہو کہ کنٹرول بھاؤ کا اعتبار ہے
۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۶ رذی الحجہ ۸۷ھ

علمائے دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں مسائل ذیل میں کہ
زید کہتا ہے کہ عشر کا نکالنا تو جناب رسول اللہ ﷺ کے وقت تھا مگر اب ہندوستان کے اندر رہنے والے مسلمانوں پر عشر واجب نہیں کیونکہ ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنی زمین کا لگان دینا ہوتا ہے۔کیا زید کا یہ قول صحیح ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں پر عشر نکالنا واجب نہیں۔کیا عشر عربی مدارس میں لگ سکتا ہے یا نہیں اگر لگ سکتا ہے تو کس طرح لگ سکتا ہے بحوالہ کتب جواب عنایت فرمائیں۔
(۲) زید کہتا ہے کہ کھیت کو ایک مرتبہ آب پاشی کی تو نصف عشر نکالا جائے اور کئی مرتبہ آب پاشی کی تو کم عشر نکالا جائے گا کیا یہ زید کا قول صحیح ہے۔بینوا وتوجرا

الجواب: ہندوستان کی عشری زمینوں کی پیداوار میں عشر واجب ہے لگان ادا کرنے سے عشر کا وجوب ساقط نہیں ہوتا۔ عشر کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے مصارف ہیں درمختار میں ہے باب الصرف ای مصروف الزکوۃ والعشر ھو مصروف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذالک من الصدقات الواجبہ کمافی القھستانی۔لہذا حیلہ شرعیہ کے بغیر مدرسہ میں نہیں لگا سکتے واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) نصف عشر سے کم کسی حال میں واجب نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ☆ ۲۹ رذی قعدہ ۸۸ھ

کتاب الاضحیہ

مرسلہ: ابرار الحسن

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چرم قربانی کی رقم کو مدرسہ میں مدرسہ کی عمارت میں مدرسین کی تنخواہ میں صرف کر سکتے ہیں کہ نہیں۔ زکوۃ، فطرہ کی طرح سے اس میں بھی حیلہ شرعی درکار ہے یا بغیر حیلہ شرعی اس رقم کا صرف کرنا جائز ہے؟

الجواب: چرم قربانی کو جب کار خیر میں لگانے کے لئے فروخت کیا ہو تو اس کی قیمت مدرسہ کو دے سکتے ہیں مدرسہ کا مہتمم عمارت میں لگائے یا مدرسین کی تنخواہ دے سب جائز ہے۔ زکوۃ، فطرہ کا حکم اس کا نہیں ہے۔ ہاں جو قربانی نذر سے واجب ہو تو اس کی کھال کا وہی حکم ہے کہ فقراء وغیرہ کو دینے سے واجب ادا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۶/ذی الحجہ ۷۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک اشتہار مسائل قربانی کے متعلق میری نظر سے گزرا جس میں قربانی کے گوشت کی تقسیم کے متعلق یہ تحریر تھا اگر گوشت زیادہ ہو تو بہتر ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے اگر گوشت کم ہے یا گھر کے آدمی زیادہ ہیں تو بہتر یہی ہے کہ اہل وعیال کو بافراغت کھلائے۔ کیا گوشت کی مقدار کم ہونے پر سارا گوشت مذکورہ تحریر کے مطابق گھر میں صرف کر دینا جائز ودرست ہے۔ حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط سائل نثار احمد انصاری

الجواب: اشتہار کا منقولہ مسئلہ درمختار، بدائع، عالمگیری وغیرہ میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ☆ ۲۰/ذی الحجہ ۷۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ غریب آدمی اگر قربانی کرے تو اس قربانی کا گوشت خود کھا سکتا ہے کہ نہیں اور چمڑا اپنے استعمال میں لا سکتا ہے یا نہیں اور یہ گوشت امیروں اور غریبوں میں تقسیم کر سکتا ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: اگر اس نے نذر نہیں مانی ہے تو کھا سکتا ہے۔ امیروں میں بھی تقسیم کر سکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۳ رذی قعدہ ۸۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایسی بھینس یا بکری کی قربانی جائز ہے کہ جس کا ایک سینگ ٹوٹ گیا ہو اندر کا حصہ بھی، گودا جو سینگ کے خول میں ہوتا ہے دو بٹا تین باقی ہو مگر سینگ کا خول بالکل نہ ہو یا گودا کل باقی ہو مگر سینگ کا خول بالکل نہ ہو یا گودا ایک بٹا تین ہو اور سینگ کا خول کل موجود ہو یا صرف سینگ کا خول ہو گودا نہ ہو۔ (۲) ایک ضرورت مند کاشتکار اپنی آراضی کو جو پچاس روپے کے پٹہ پر اٹھتی ہے پانچ روپے کے پٹہ پر دیکر پانچ سو روپے غیر معینہ مدت کے لئے قرض لیتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر بغیر معینہ مدت کے آپ ناجائز سمجھتے ہیں تو پانچ روپیہ پٹہ ملا کر بیچئے اور جس وقت میں آپ کا پانچ سو روپیہ دے دوں اس وقت مجھے واپس کر دیجئے اور جب تک آراضی آپ کے پاس ہے آپ جوتیں اور بوئیں اور کاٹیں اور فائدہ اٹھائیں۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب: سینگ جب تک بالکل جڑ سے نہ ٹوٹے قربانی ناجائز نہ ہوگی۔ خواہ پورا خول اتر گیا ہو۔ یا اندر سے کچھ گودا ایک تہائی دو تہائی ٹوٹ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) قرض اس شرط پر لے کہ زمین پانچ روپے پٹہ پر دے گا ناجائز ہے ہاں کوئی اپنی زمین پٹہ مقرر کر کے دے اور پیشگی پٹہ کے روپے لے لے تو یہ جائز ہے پٹہ کی میعاد سے پہلے اگر زمین آپس کی رضامندی سے واپس ہو تو آئندہ زمانہ کی رقم حساب کر کے واپس کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ☆ ۲۳ رذی قعدہ ۸۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسئلہ ذیل میں

زید کا عقیقہ نہیں ہوا ہے اور اب زید قربانی کرنا چاہتا ہے حالانکہ بکرا لایا گیا مگر چند لوگوں نے اعتراض کیا کہ زید کا عقیقہ نہیں ہوا اس لئے قربانی نہیں کرسکتا ہے۔ اس پر زید کو رکنا پڑا۔ قربانی نہیں کی، لہذا کیا حکم ہے فقط والسلام

سائل: محمد سہراب علی قادری رضوی حشمتی

الجواب: عقیقہ پر قربانی موقوف نہیں جس کا عقیقہ نہیں ہوا ہو وہ قربانی کرسکتا ہے۔ زید اگر صاحب نصاب تھا تو اس پر قربانی واجب تھی ایسی صورت میں جس نے زید کو قربانی سے روکا وہ بھی گنہ گار ہے۔ اور زید بھی، سب توبہ کریں۔

اور اگر زید صاحب نصاب نہ تھا لیکن اس نے قربانی کی نیت سے بکرا خریدا تو اس صورت میں بھی زید پر قربانی واجب ہوگئی۔ لہذا قربانی سے روکنے والے توبہ کریں اور زید بھی توبہ کرے۔ اور بہر حال وہ جانور زید اب صدقہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۵ رذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

ارشادات اعلیٰ حضرت قدس سرہ

☆ ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لے جانا ناجائز ہے۔

☆ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں، باپ، نانا، نانی، دادا، دادی، ماموں، چچا وغیرہ سب کھا سکتے ہیں۔

☆ وہابی وغیرہ مرتدین کے جنازہ کی نماز انہیں ایسا جانتے پڑھنا کفر ہے۔

☆ نکاح کسی مہینے میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے کہ محرم وصفر میں نکاح کرنا منع ہے۔

☆ وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا حرام ہے۔ (الملفوظ، احکام شریعت)

کتاب السیر

مسئولہ بلال حسین ساکن کنتھر ضلع پونچھ ریاست جموں کشمیر

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں

(۱) کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) مومن کی روح مرنے کے بعد گھر پر آسکتی ہے یا نہیں؟

(۳) درود شریف بلند آواز سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) دیوبندی عقائد والے کو سنی کہتے ہیں یا وہابی؟

(۵) کالے کوے کو حلال جاننے والے کے ساتھ نکاح وغیرہ کا کیا حکم ہے اور کالا کوا جو مشہور تر ہے اس کو حلال جاننے والا کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ کس مذہب والے نے اس کو حلال لکھا ہے؟

(۶) گیارہویں شریف دلانا جائز ہے یا بدعت ہے؟

(۷) نفلی صدقہ خرچ کرنے کے لئے دن مقرر کرنا کیسا ہے؟

(۸) جس ملک میں یہ رواج ہو کہ شادی کے وقت لڑکی والا لڑکے والوں سے خرچ لیکر خرچ کرتا ہو تو شرعا یہ رواج جائز ہے یا نہیں اور ایسا کھانا حرام ہے یا حلال، یا مکروہ یا مباح مذکورہ بالا مسئلوں پر روشنی ڈال کر جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اشباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں تحریر فرماتے ہیں ہر قدر شرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموما بخوانند شاہ عبد العزیز صاحب محدث فتاویٰ عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں بعد ازاں ختم قرآن پنج آیت خوانده بر ماحضر فاتحہ نموده می آید نیز فتاویٰ عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرات امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نمایند بر آں فاتحہ وقل و درود خوانند تبرک می شود خوردن او بسیار خوب است مزید تفصیل امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے رسالہ الحجۃ الفاتحہ لطیب التعین والفاتحہ میں ملاحظہ ہو۔ نیز دیگر علمائے اہلسنت کی کتابوں اور رسالوں میں مثلاً انوار ساطعہ در بیان مولود وفاتحہ اور فاتحہ وایصال ثواب کا مکمل ثبوت

اور جاء الحق وغیرہ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہاں مومنین کی ارواح جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا رسالہ اتیان الارواح لدیارھم بعد الرواح ملاحظہ کیجئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) درود شریف بلند آواز سے ہو یا آہستہ آواز سے ہر طرح جائز و مستحب ہے قرآن کریم کا ارشاد مطلق ہے صلوا علیه وسلموا تسلیما جو بلند آواز سے پڑھنے کو منع کرتا ہے جاہل ہے یا بدمذہب وہابی اس کی باتوں پر مسلمان کان نہ دھریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) قاسم نانوتوی، اشرفعلی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھوی، کے کفریات قطعیہ کی بنا پر علمائے حرمین طیبین اور ہندوستان کے سنی علماء نے کفر کا فتویٰ دیا ہے حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین اور الصوارم الھندیہ دیکھئے۔ دیوبندی ان کے کفریات کو نہ کفر جانتے ہیں نہ انہیں کافر مانتے ہیں لہذا وہ سب بھی کافر اور مرتد ہیں اور مرتد کے پیچھے نماز باطل محض ہے ان کے پیچھے ہرگز کوئی نماز جائز نہیں۔ درمختار میں ہے وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بھا بلا یصح الاقتداء به اصلا واللہ تعالیٰ اعلم

دیوبندی عقائد والے ہرگز سنی نہیں وہابی ہیں ان کے عقائد وہی ہیں جو ابن عبد الوہاب نجدی کے عقائد ہیں خود رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں ابن عبد الوہاب نجدی کے عقائد کی تحسین کی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) جو کوا ہندوستان میں عام طور پر پایا جاتا ہے جس کے گردن کا رنگ پروں کی بہ نسبت کم سیاہ ہوتا ہے ہرگز حلال نہیں۔ میں نے اس بارے میں ایک فتویٰ لکھا ہے جو منظر الفتاویٰ میں چھپا ہے رشید احمد گنگوہی اور ان کے متبعین دیوبندی اس کوئے کو حلال جانتے ہیں بلکہ رشید احمد گنگوہی نے تو اس کوے کے کھانے کو ثواب لکھا ہے۔ رشید احمد گنگوہی اور دیوبندی کا حکم اوپر مذکور ہوا کہ وہ مرتد ہیں لہذا ان سے کسی کا نکاح حلال نہیں درمختار میں ہے ولا یصح ان ینکح مرتد و مرتدۃ احدا من الناس مطلقا واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) ربیع الآخر میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو شیرینی کھانے وغیرہ کا ثواب پہونچایا جاتا ہے اسی کو گیارہویں کہتے ہیں یہ جائز ہے۔ دیوبندی اسے ناجائز اور گناہ بتاتا ہے۔ ان کی باتوں پر عمل نہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) دن مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ کسی دوسرے دن میں ناجائز اور ممنوع نہ مانے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) جہاں ایسا رواج ہے لڑکی والا لڑکے والوں سے خرچ لیکر لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں اس کو رشوت اور حرام سمجھنا غلط ہے۔ ایسی صورت میں کھانے کو حرام یا مکروہ کہنا غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۹ ر ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ

مسئولہ محمد یوسف خان طالب علم۔ تاریخ یکم اپریل ۱۹۶۴ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنی تقریر میں یہ فرمایا کہ قرآن شریف میں بعض سورتیں ناسخ ومنسوخ ہیں اس پر عمرو نے فرمایا کہ جیسے قل یاایھا الکفرون اس بات پر ناواقف لوگ شک میں پڑ گئے ہیں کیونکہ ایسی بات کہیں سننے میں نہیں آئی یہ بات بڑی تشویش ناک ہے۔ قرآن وحدیث کی رو سے مسئلہ حل فرمائیے کہ حکم کیا ہے؟

الجواب: شریعت کے کچھ احکام تو ہمیشہ کے لئے اور کچھ احکام ایک وقت مقرر کے لئے تھے جب اس کا وقت ختم ہو گیا تو اس حکم سے ممانعت آگئی۔ اور اس کے خلاف دوسرا حکم نازل ہو گیا۔ مثلاً مدینہ منورہ میں جب حضور اقدس ﷺ تشریف لے گئے تو بیت المقدس قبلہ مقرر ہوا۔ سولہ یا سترہ مہینہ کے بعد یہ حکم آیا کہ اب کعبہ مکرمہ قبلہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ بیت المقدس کے قبلہ ہونے کا وقت ختم ہو گیا ہے اسی کو نسخ کہتے ہیں پہلا حکم منسوخ اور دوسرا حکم ناسخ ہے قرآن کریم میں ہے ماننسخ من آیة او ننسھا نات بخیر منھا اومثلھا الم تعلم ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر نسخ کا ہرگز یہ معنی نہیں کہ جو حکم جس وقت کے لئے تھا اس حکم کا وقت گزرنے سے پہلے اس حکم کو بدل دیا گیا جسے آج کل کے محاورہ میں (کینسل) کرنا کہتے ہیں۔ یہ واقعی ہے۔ جو قرآن اور شریعت میں محال ہے۔ نسخ کا جو معنی اوپر مذکور ہوا ہے سورہ کافرون کی آیۃ لکم دینکم ولی دین۔ کا حکم اس معنی میں منسوخ ہے جلالین میں ہے لکم دینکم ولی دین وھذا قبل ان یومر بالحرب واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۶/ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں

کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں عورت کی بات مانتا ہوں تو دوسرا شخص کہتا ہے کہ جو عورت کی بات مانتا ہے وہ کافر ہے مسلمان نہیں ہے۔

الجواب: جس نے یہ کہا کہ جو عورت کی بات مانتا ہے وہ کافر ہے تو اس پر توبہ اور تجدید ایمان فرض ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ☆ ۱۲/ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

باب الاوقات

سوال: صبح صادق ہونیکے بعد نماز فجر جماعت سے پہلے اور نماز عصر جماعت سے پڑھنے کے بعد کیا نماز قضائے عمری پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: طلوع آفتاب سے نماز اشراق کا وقت گھڑی کے حساب سے کتنا رہتا ہے؟

الجواب: نماز فجر سے پہلے اور بعد بھی قضا نماز جائز ہے۔ طلوع آفتاب سے لیکر بیس منٹ تک جائز نہیں۔ عصر کی نماز کے بعد بھی جائز ہے جب کہ غروب میں بیس منٹ رہنے سے پہلے قضا نماز سے فارغ ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اشراق کا وقت شروع ہوتا ہے اور ضحوۂ کبریٰ تک رہتا ہے۔ ہر دن گھڑی کے حساب سے یکساں وقت نہیں رہتا موذن الاوقات میں دیکھئے کہ ضحوۂ کبریٰ کس دن کتنے بجے لکھا ہے اس دن اتنے بجے تک اشراق کا وقت سمجھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف ☆ ۱۸/ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ

رویت ہلال

مسئولہ: افطارالدین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ریڈیو یا تار یا ٹیلیفون کی خبروں پر رمضان شریف کا روزہ رکھنا یا عید یا بقرعید کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بحوالہ جواب دیکر شکر گزار فرمائیں۔ اور جواب پر مدرسہ کی مہر کا چھاپ بھی دیدیں۔

الجواب: ثبوت ہلال کیلئے ریڈیو، تار، ٹیلیفون وغیرہ کی خبریں ناقابل اعتبار ہیں۔ ایسی خبروں پر اعتماد کر کے روزہ رکھنا یا عید کرنا یا بقرعید کرنا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

یکم رذی قعدہ ۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں رویت ہلال کی مدت یا رویت پر عمل کرنے کا جو حکم قطعی شرعی ہے کیا رویت ہر شہر یا ہر ملک یا ضلع تعلقہ میں پایا جانا ضروری ہے یا نہیں۔ اور اگر رویت ملک کے کسی دوسرے علاقے میں پائی جائے تو اس کے فاصلے کی مقدار مقرر ہے یا نہیں اور اگر چند میل کے فاصلہ پر ہو تو اس کے لئے شہادت شرعی کا ہونا ازبس ضروری ہے یا نہیں یا کیا۔

(۲) حالات حاضرہ کے تحت آج کل جو ذرائع ترقی یافتہ سائنس ایک مقام سے دوسرے مقام تک خبروں کے نشر کرنے کے کام آرہے ہیں مثلاً ریڈیو، ٹیلیفون وغیرہ تو ان ذرائع سے رویت ہلال کی خبریں مل جائیں تو وہ قابل تحمل ہو سکتی ہیں یا نہیں۔ کیا مذہبی اعتبار سے ماننا ضروری ہے یا نہیں۔ چونکہ انہیں کی خبر اطلاعات ونشریات کی بناء پر ردعملی پائی جارہی ہے جس کی وجہ سے اتحاد مذہبی باقی نہیں رہتا ہے بلکہ شروفساد پائے جاتے ہیں اس پر عمل کرنا مذہبی نقطہ نظر سے کس حد تک صحت

پڑتی ہے۔

(۳) ریڈیو عام ہو چکا ہے اور بہت سے اسلامی ممالک سے ریڈیو پر خبریں نشر ہوتی ہیں ایسی صورت میں بیرون ہند کے کسی اسلامی ملک سے رویت ہلال کی اطلاع ملنے پر بلحاظ احکام شرع شریف عمل ہو سکتا ہے یا نہیں۔ آپ صاحبان سے توقع کی جاتی ہے کہ ایک استفتاء رویت ہلال سے متعلق خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ امید ہے کہ اس کا جواب اندرون ہفتہ عشرہ مرحمت فرما کر مشکور فرمائیں گے تاکہ ہم مسلمانان تعلقات وہ اضلاع کے لئے مشعل راہ بنے اور اختلاف قومی رفع ہو جائے۔ اور احکام مذہبی اتحادی واتفاق ویکجہتی اور آن وبان کے ساتھ عید کی نماز ادا کر سکیں اور مسرتیں منائیں۔ جس کے ہم ممنون ومشکور رہیں گے۔

(۴) بعض شہروں میں بمبئی، دہلی، حیدرآباد وغیرہ رویت ہلال کمیٹی مقرر کردہ ہیں ان میں علماء شامل ہیں ایسے علماء کے اعلان کردہ خبر کو فتویٰ کی حیثیت سے تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ فقط منجانب مسلمانان تعلقہ ہنگولی ضلع پربھنی مہاراشٹر۔ پتہ سید عبدالغفور پیش امام مسجد پلٹن، جواب اسی پر عنایت فرمائیں۔

الجواب: ہر شہر اور ہر جگہ رویت ہونا شرط نہیں ہے البتہ ہر جگہ رویت کا ثبوت شرعی ہونا شرط ہے درمختار میں ہے واختلاف المتابع غیر معتبر علی ظاہر المذہب وعلیہ اکثر المشائخ وعلیہ الفتویٰ بحر عن الخلاصہ فیلزم اہل الشرق برویۃ اہل المغرب اذا ثبت عندہم رویۃ اولیک بطریق ثواب۔ ثبوت شرعی کے مختلف طریقے ہیں (۱) شہادت (۲) شہادت پر شہادت (۳) قضائے قاضی پر شہادت، (۴) قاضی شرع کا خط دوسرے قاضی شرع کے نام (۵) استفاضہ شرعیہ ہر حاکم اسلام کا اعلان جو خود عالم اور رویت ہلال کے احکام میں اپنے عالم پر عامل وقائم یا کسی دوسرے عالم دین محقق معتمد پر اعتماد کا ملتزم وملازم ہو اور اسکے حکم کے بغیر اعلان کا اصلا احتمال نہ ہو لیکن ایک حاکم اسلام کا اعلان دوسرے کی ولایت کے حدود میں معتبر نہیں ہے بلکہ ہر حاکم اسلام کا اعلان صرف اسی کے ولایت کے حدود میں معتبر ہے۔ ان سب طریقوں کا تفصیلی بیان امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے رسالہ مبارکہ طرق اثبات ھلال رمضان میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) ہرگز معتبر نہیں ہے مگر صرف ایک صورت میں وہ یہ ہے کہ ایسے حاکم اسلام کے نزدیک رویت ہلال کا ثبوت شرعی

ہو جائے جو خود عالم اور رویت ہلال کے احکام میں اپنے علم پر قائل وقائم یا کسی عالم دین محقق ومعتمد پر ایک اعتماد کا ملتزم لازم ہے اور وہ اعلان کرائے ۔ اور اس حاکم اسلام کا دبدبہ ایسا ہو کہ اس کے حکم کے بغیر اعلان کا احتمال اصلا نہ ہو تو صرف اس حاکم اسلام کی ولایت کے حدود میں اس کے اعلان پر اعتماد کیا جائے گا۔ نہ کہ ساری دنیا میں۔

(۳) رویت ہلال کے ثبوت شرعی کے چھ طریقے جو اوپر مذکور ہوئے ان سے جدا یہ ساتواں طریقہ ہے۔ اس لئے معتبر نہیں ہے البتہ جہاں حاکم اسلام نہیں ہے ہمارے بلاد، وہاں اعلم علمائے بلد سنی صحیح العقیدہ حاکم اسلام کے قائم مقام ہے جہاں تک وہ مرجع عوام ہے وہاں تک اس کا اعلان معتبر ہے۔ بشرطیکہ دوسرے کے اعلان کا احتمال اصلا نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ایک حاکم اسلام کا اعلان دوسرے کے ولایت کے حدود میں معتبر نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۶ر صفر ۱۳۸۷ھ

مسئولہ سیف اللہ خاں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ہمارے یہاں اہل سنت وجماعت کی تعداد بفضلہ تعالیٰ ورسولہ زیادہ ہے۔ لیکن کچھ حضرات دیوبندی عقائد کے بھی ہیں جن سے کہ آئے دن مختلف فیہ مسائل پہ بحث ہوا کرتی ہے۔ ۲۹ر رمضان المبارک کو چاند نظر نہیں آیا۔ حالانکہ ہم لوگوں نے نیز گرد ونواح کے لوگوں نے چاند دیکھنے کی حتی الامکان کوشش کی۔ مگر چاند نظر نہیں آیا اور نہ تو رویت ہلال کے متعلق کوئی تصدیق ہوئی حالانکہ حضور کے فرمان کے مطابق بغیر رویت ہلال ۳۰ر رمضان کا روزہ پورا کرنا ضروری ہے۔ جس کو کہ ہم اہلسنت ودیوبندی حضرات بھی مانتے ہیں مگر پاکستان دوسرے ممالک اسلامیہ سے ریڈیو سے رویت ہلال کے متعلق اعلان ہوا جس میں ہم اہلسنت وجماعت کا کہنا ہے کہ ریڈیو کی خبر جو کہ ممالک اسلامیہ سے اعلان ہوتی ہے معتبر ہے۔ ہم لوگوں نے منادی کرادیا اور عید منایا۔ دیوبندی حضرات کہتے ہیں کہ ریڈیو کی خبر جو ممالک اسلامیہ سے ہوتی ہو یا غیر ممالک سے معتبر نہیں ہے ہم لوگ نہیں مانتے جس میں کافی انتشار ہوا۔ اخیر میں یہ طے پایا گیا کہ فتویٰ منگایا جائے

اگر ممالک اسلامیہ سے جو خبریں رویت ہلال کے متعلق ریڈیو سے دی جاتی ہیں معتبر ہیں تو ہم لوگ بھی ماننے کے لئے تیار ہیں ورنہ نہیں۔ لہذا التماس خدمت ہے کہ اس مسئلہ کو مفصل مرقوم فرما کر بھیجنے کی زحمت گوارہ کریں گے۔

الجواب: ریڈیو، تار، ٹیلیفون کی خبریں چاند کے لئے کافی نہیں ہیں خواہ ممالک اسلامیہ سے یہ خبریں آتی ہوں یا غیر ممالک اسلامیہ سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲/ذی قعدہ ۸۳ھ

مسئولہ احمد اللہ موضع وڈاکخانہ افضل پورواری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

ہمارے یہاں بدعقیوں وغیر مقلدیوں کی جماعتیں زیادہ ہیں ہم لوگ ہمیشہ ان لوگوں سے پریشان رہا کرتے ہیں شب وروز ان لوگوں کو یہی فکر رہتی ہے کہ کوئی نہ کوئی مسئلہ پیش کر کے اپنے مباحثہ ومناظرہ کی صورت پیش کریں مگر ہم لوگوں کی جماعتیں کم ہیں نیز ہم لوگ غریب آدمی ہیں کسی نہ کسی صورت سے کٹنا چاہتے ہیں۔ ۲۹/رمضان المبارک باوجودیکہ اطراف کے لوگوں نے کافی کوششیں کی لیکن چاند نظر نہیں آیا ۹ ربجے شب کو ریڈیو سے خبر ہوئی ہے کہ پاکستان ونیز دوسرے ممالک نے بتایا کہ چاند دیکھا گیا لہذا کل صبح عید ہے حالانکہ ہم لوگوں نے بہت کچھ کہا کہ بغیر تصدیق چاند ہم لوگ ریڈیو کی خبر کو معتبر نہیں جانتے۔ لہذا کل عید نہیں ہوگی۔ ہم لوگوں کا کہنا ان لوگوں نے نہیں مانا اور ریڈیو کے ذریعہ اعلان کے مطابق ان لوگوں نے عید منالیا۔ مگر ہم لوگوں نے نہیں مانا۔ اب اس مسئلہ میں گزارش ہے کہ ریڈیو کی خبر جو کہ ممالک اسلامیہ سے ہوتی ہے خاص کر چاند کے متعلق معتبر مانی جائے یا کہ نہ مانی جائے، مفصل تحریر فرمانے کی زحمت گوارہ کیجئے۔

الجواب: ریڈیو، تار، ٹیلیفون وغیرہ کی خبریں چاند کے ثبوت کے لیے کافی نہیں۔ جنہوں نے ایسی خبروں پر اعتماد کر کے افطار کیا اور عید کی وہ سب گنہگار ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ☆ ۲/ذی قعدہ ۸۳ھ

کتاب الرھن

مسئولہ حافظ رحمت اللہ ساکن بڑا گاؤں ڈاکخانہ خاص بڑا گاؤں برھرا ضلع کھیری لکھیم پور

محترم السلام علیکم۔ حسب ذیل امور کے بارے میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں جواب باصواب سے نوازیں اور واضح طور پر سرفراز فرما کر مطلع فرمائیں۔

(۱) زید نے اپنا ایک کھیت موازی دو بیگھہ خام بالعوض مبلغ دوصد روپیہ بمدت تین سال بکر کے حق میں رہن دخلی کر دیا۔ بکر اس کو خود کاشت کر کے اس کی پیداوار فصل سے مستفید ہوتا ہے اور لگان کھیت مرہونہ سال بسال زید کو ادا کرتا رہتا ہے بعد انقضائے میعاد تین سال زر مرہونہ مبلغ دوصد روپے جب بکر کو ادا کر دے گا۔ تب بکر کھیت مذکور زید کو واپس کر دے گا۔ ایسی صورت میں بروئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں؟

(۲) نماز کی جماعت اولی ہو جانے کے بعد جماعت ثانی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۳) خطبہ میں عربی کے بعد اردو پڑھنے میں کوئی حرج ہے یا نہیں۔ کیونکہ اکثر جگہوں میں اردو پڑھا جاتا ہے اور بعض جگہ نہیں پڑھتے ہیں۔ یہ تو مجھ کو بھی معلوم ہے کہ حضور ﷺ صرف عربی میں پڑھا کرتے تھے لیکن عرب کے لوگ عربی زبان سے واقف تھے اور یہاں دیہات کے لوگ عربی زبان سے بالکل بے بہرہ ہیں اگر اردو پڑھا جاتا ہے تو ان کی سمجھ میں جمعہ کے فضائل آجاتے ہیں جو ایک خود تبلیغ ہے۔

(۴) کسی مسجد میں ایک پیش امام جو حافظ قرآن ہے اور وہ عرصہ پچاس سال سے نماز پڑھاتا چلا آرہا ہے کیا اس کی موجودگی میں بلا اسکی اجازت کوئی دیگر شخص جو ناظرہ ہے نماز پڑھا سکتا ہے۔

الجواب: یہ سود اور ناجائز ہے در مختار میں ہے کل قرض جر نفعا فھو ربا واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) محراب سے ہٹ کر ہو اور اذان نہ کہی جائے تو بلا کراہت جماعت ثانیہ جائز ہے اور درست ہے۔ اور بعض صورتوں میں اعادہ اذان بھی جائز اور محراب کے اندر بھی تفصیل اور دلائل پر اطلاع مقصود ہو تو امام اہلسنت رضی اللہ عنہ کا رسالہ

"القطوف الدانیہ لمن احسن الجماعۃ الثانیہ دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) خطبہ میں عربی زبان کے ساتھ دوسری زبان کا خلط سنت متوارثہ کے خلاف اور مکروہ ہے۔ صحابہ کرام وتابعین عظام اور ائمہ اعلام کے زمانوں میں ہزار ہا بلاد عجم فتح ہوئے ہزار ہا جوامع بنیں ہزار ہا منبر نصب ہوئے عامہ حاضرین اہل عجم ہوئے اور فاتحین میں بہت وہ تھے جو مفتوحین کی زبان نہیں جانتے تھے۔ باایں ہمہ کبھی یہ مروی نہ ہوا کہ خطبہ غیر عربی میں فرمایا ہو یا عربی وغیر عربی دونوں زبانوں کا خلط کیا ہو کما ذکرہ الشاہ ولی اللہ الدھلوی فی شرح الموطا مزید تفصیل فتاویٰ رضویہ جلد سوم میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) امام راتب کی اجازت کے بغیر کسی کو امامت کا حق نہیں درمختار وغیرہ میں ہے واعلم ان صاحب البیت و مثلہ امام المسجد الراتب اولیٰ بالامامۃ من غیرہ مطلقا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ ☆ دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف ☆ ۸ رمحرم ۱۳۶۴ھ

کتاب الرضاع

مسئولہ محمد بدرالدین اشرفی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ھذا میں کہ

ایام شیر خواری میں ہندہ نے اپنی سگی خالہ خالدہ کے پستان میں منہ لگایا اور خالدہ کے پستان سے دودھ بند ہوئے آٹھ دس برس ہو گئے تھے۔ اور خالدہ کو یقین ہے کہ دودھ نہیں اترا ہے۔ اب اس صورت میں خالدہ کے لڑکے زید سے ہندہ کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: جب کہ یہ معلوم ہے کہ دودھ حلق کے نیچے نہ گیا تو رضاعت نہیں ہوئی اور ہندہ کا نکاح خالدہ کے لڑکے کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

باب الربٰو

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک ہندو کافر تاجر کو ایک ہزار روپیہ اس شرط پر دیا گیا کہ ہر ماہ اس ایک ہزار پر دس روپے نفع ملتا رہے گا اور اصل رقم میں کوئی کمی نہ ہوگی اس طرح اس رقم پر جو نفع ملے گا وہ سود ہوگا یا نہیں۔

الجواب: ہندوستان کے کافر حربی ہیں اور حربی سے جو زیادتی حاصل ہو وہ سود نہیں ہوتا لہذا صورت مسئولہ میں سود نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ☆ یکم ذی قعدہ ۸۳ھ

مسئولہ حافظ رحمت اللہ موضع بڑا گاؤں بوھرا تحصیل لکھیم پور ضلع کھیری، مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۶۳ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) ایک شخص نے دوسرے آدمی کی منکوحہ بیوی کو کسی طرح ورغلا کر اغوا کیا اور بعد میں بغیر کسی طلاق ونکاح کے اس کو بطور اپنی بیوی کے رکھا پھر اس کے بطن سے کچھ عرصہ کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جو کہ اسی آدمی جس نے اغوا کیا ہے اسی کے نطفہ سے ہے لڑکا بالغ ہوا اور دینی تعلیم بھی حاصل کی۔ اب وہ کبھی کبھی نماز میں امامت بھی کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

(۲) مسمی کریم ولد عبد اللہ نے اپنے دو قطعہ کھیت حافظ رحمت اللہ ولد رمضان کے پاس بالعوض مبلغ دو سو پینتالیس روپیہ پر ۵ رسال کیلئے رہن رکھا۔ شرط یہ ہے کہ لگان کھیت سال بہ سال حافظ رحمت اللہ مسمی کریم کو ادا کرتے رہیں گے۔ اور اسکی پیداوار و فصل سے مستفید ہوں گے۔ بعد گزرنے میعاد حافظ رحمت اللہ نے مسمی کریم سے کہا کہ اپنا کھیت واپس لے لو اور مجھ کو میرا روپیہ واپس کر دو مسمی کریم نے کہا کہ روپیہ میرے پاس نہیں ہے اس طرح سے اور چلنے دو جب روپیہ میں مہیا کردوں گا تو کھیت واپس بعد ادائیگی روپیہ لے لوں گا اس طرح دو چار سال گزر گئے اور مسمی کریم کے لڑکے اسماعیل نے

کھیت پر زبردستی قبضہ کرلیا اور اس کو جوتتے بوتے لگا روپے واپس نہیں کئے۔ مسمی اکریم فوت ہوگئے اب روپے مسمّی کریم کے ورثاء سے لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: شوہر والی عورت کے جتنے بچے ہوں گے اس کے شوہر کے ہی مانے جائیں گے حدیث میں ہے الولد للفراش الیٰ آخرہ اس کے بچے سب حلالی ہی ہیں انہیں حرامی کہنا جائز نہیں۔ ان کی امامت بلاکراہت درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) قرض دیکر کچھ شرط کرنا سود ہے۔ حافظ رحمت اللہ توبہ کریں اور جتنی رقم اس زمین سے حاصل ہوئی وہ سب کریم کے ورثاء کو واپس کریں اور اپنا قرض کا روپیہ ورثاء سے وصول کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۸ رمحرم ۱۳۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

میرے چار لڑکے اور ایک لڑکی اور ایک بیوی ہے ان میں سے دولڑکے میری مرضی کے خلاف ہیں اور ان سے مجھ کو اندیشہ ہے کہ میرے بعد میری جائداد نقدی بری طرح سے خراب کردیں گے اس وجہ سے میں ان دونوں لڑکوں کے بجائے باقی دولڑکے اور ایک لڑکی اور بیوی کے نام وصیت نامہ لکھنا چاہتا ہوں کہ میری زندگی کے بعد میری جائداد نقدی کے مالک رہیں اور ساتھ ہی اس میں یہ شرط رکھوں گا کہ بیوی میری جائداد نقدی میں سے جو اس کو پہونچے گا وہ ان دونوں لڑکوں کو نہیں دیگی اگر دیگی تو خلاف قانون رہے گا۔

الجواب: حدیث کا حکم ہے لا وصیة لوارث کہ وارث کے لئے وصیت صحیح نہیں لہذا بیوی یا کسی لڑکے یا کسی لڑکی کے لئے وصیت صحیح نہیں ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم ☆ کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ☆ ۲۶ ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں فی الحال انڈیا میں غیر مسلم سے سود لینا جائز ہے یا نہیں، تحریر فرمائیں۔

الجواب: یہاں کے غیر مسلموں سے جو کچھ زیادہ ملے وہ سود نہیں اس کو سود سمجھنا سود کہنا غلط ہے ردالمختار میں ہے ومن شرائط الربا عصمة البدلین وکونهما مضمونین بالاقلاف فعصمة احدهما وعدم لتقوله لایمنع الخ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۷؍ذی قعدہ ۷۸ھ

مسئولہ: اسمٰعیل

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں

ہر خاص وعام جو کہ تعلق جہالت سے رکھتے ہیں وہ اپنی نظر میں مشرب فقیر کو نہایت برا اور غریب بیکس سمجھتے ہیں کہ جس سے اس فقیر کو گالی نہیں لگتی ہے بلکہ خداوند تعالیٰ کو کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کی ذات خاص کو گالیاں مل رہی ہیں چوں کہ فقیر کی کوئی ذات مخصوص نہیں ہر قوم کا ہوتا ہے جو کہ خداوند تعالیٰ سے دعا کسی قسم کی مانگتا ہے۔ یا ایها الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ هو الغنی الحمید۔ حضور پر نور علیہ السلام نے کہا الفقر فخری دوست رکھتا ہوں میں فقیر کو اور صبر وشکر کرنے والا ہوں۔ تو اب سب اقارب آپ کے مستحق ہیں سبب فقر کے۔

(۱) لفظ شاہ آل رسول کے لئے استعمال ہوتا ہے یا فقیر دوسری ذات ہے (۲) محمد رسول اللہ ﷺ کی آل پاک اہل بیت اطہار بھی شاہ ہیں یا نہیں۔ (۳) سرکار دو عالم کے قرابتی اہل پاک فقیر ہیں یا نہیں۔ فقیر کو برا کہنا یا سمجھنا کیسا ہے (۴) فقیر اور سید دو ذاتیں ہیں یا ایک (۵) در در مانگنے والے کو گداگر محتاج کہتے ہیں یا فقیر (۶) تندرست کے واسطے در در مانگنا حلال ہے یا حرام (۷) غسل میت دینا کس کا فرض ہے۔ (۸) کفن کا بچا کپڑا کس جگہ دینا زیادہ ثواب ہے (۹) فقیر کس کو کہتے ہیں اور اس کی ذات کیا ہے (۱۰) فقیر کی ذات ثابت ہے یا نہیں (۱۱) اگر واقعی میں ایسا فعل ہو رہا ہے تو ایسے جہالت کے انسانوں کے خلاف اس کے اعمال کے مناسب سزا دینے کا حکم صادر فرمائیں۔

الجواب: یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض نسب کو بعض دیگر نسب پر فضیلت دی ہے ایسا ہر گز نہیں ہے کہ

ہرنسب کو یکساں فضیلت ہو۔سید اور ہاشمی بڑے سے بڑا گنہ گار اور جاہل سیہ کار ہو پھر بھی اس کو زکوۃ فطرہ لینا حلال نہیں ہے اور جو ہاشمی نہیں ہے وہ اگر چہ صالح ہے نیکوکار اور عالم ومحدث ہو اس کو زکوۃ فطرہ لینا حلال ہے جب کہ وہ صاحب نصاب نہ ہو۔آخر ایسا کیوں اسی لئے تو کہ سید اور ہاشمی کو دوسروں پر فضیلت ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے بنی ہاشم تم اپنے نفس پر صبر کرو کہ صدقات آدمی کے دھوون ہیں اور ارشاد فرمایا کہ آل محمد ﷺ کے لئے صدقہ لینا جائز نہیں ہے کہ آدمیوں کے میل کچیل ہیں لہذا جولوگ نسبی فضیلت کے منکر ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ کسی نسب کو دوسرے نسب پر فضیلت نہیں وہ در پردہ حدیث کے منکر ہیں سوال میں یہ لکھا ہے فقیر کی کوئی ذات نہیں ہے اور اس کے ثبوت میں ایک آیت اور ایک حدیث لکھی ہے۔جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے سائل نہ کسی کو سید مانتا ہے نہ کسی کو صدیقی عثمانی، ہاشمی، قریشی جانتا ہے بلکہ سب کی ذات سب کی برادری، سب کی قوم، فقیر ہی سمجھتا ہے یہ سائل کی اپنی سمجھ ہے ساری دنیا جانتی ہے کہ جیسے سید اور پٹھان دو جدا جدا قومیں ہیں اسی طرح سید اور فقیر بھی دو جدا جدا قومیں ہیں۔سید کیسا ہی غریب ومحتاج ہو سید ہی رہے گا قوم کا فقیر نہیں ہو جائے گا اور جو قوم کا فقیر ہے وہ کیسا ہی مالدار ہو قوم کا فقیر ہی رہے گا ہر گز سید یا ہاشمی وغیرہ نہیں ہو جائے گا۔نسبی فضیلت کا انکار ایسا ہے جیسے دن کے وقت آفتاب کا انکار۔ہاں نسب پر فخر کرنے اور اترانے کی ممانعت میں حدیث آئی اور خود دوسرے خاندان کی طرف منسوب کرنے پر حدیث میں لعنت آئی مثلاً جو سید نہ ہو اور وہ خود کو سید بتلائے تو ایسے آدمی پر لعنت ہے۔عبد کے دو معنی ہیں عابد اور مملوک اسی طرح سید کے دو معنی ہیں سردار اور آل رسول یونہی فقیر کے دو معنی ہیں محتاج اور مخصوص قوم۔آل رسول اگر چہ محتاج ونادار اور کسی کے خدمت گار ہوں لیکن ان کی قوم سید ہی مانی جائے گی اور فقیر برادری کا کوئی فرد اگر چہ کیسا ہی مالدار اور فوج کا کمانڈر اور سردار ہو لیکن اسکی قوم فقیر ہی مانی جائے گی۔سید بہر حال سید ہی رہے گا اور جس کی قوم فقیر ہے وہ کسی حال میں اپنی قوم کے بدلے سید ہاشمی وغیرہ نہیں ہو سکتا اور جو اپنی قوم کو بدل کر سید اور ہاشمی وغیرہ بنتا ہے اس کو لعنت والی حدیث یاد کرنی چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) لفظ شاہ آل رسول کے لئے استعمال ہوتا ہے اور بعض ممالک میں فقیر برادری کو بھی شاہ کہا جاتا ہے لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ دونوں کی ایک قوم ہے اور یہ کہنا لوگوں کا کہ سید فقیر اور فقیر سید ہیں جہالت اور بیوقوفی ہے جیسے قرآن میں یہ دیکھ کر کہ خدائے تعالیٰ کو رحیم کہا گیا اور محمد ﷺ کو رحیم کہا گیا ہے کوئی یہ سمجھے کہ خدائے تعالیٰ اور محمد ﷺ دونوں ایک ہی ہیں اور یہ کہے

کہ خدا محمد اور محمد خدا ہیں تو اس کی بہت بڑی جہالت ہوگی۔ خدائے تعالیٰ بیشک رحیم ہے محمد ﷺ بلا شبہ رحیم ہیں لیکن دونوں ایک نہیں ہیں یونہی آل رسول بھی شاہ کہلاتے ہیں فقیر کی قوم کو بھی شاہ کہا جاتا ہے مگر ہرگز دونوں کی قوم میں ایک نہیں ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہاں آل پاک شاہ ہیں مگر وہ قوم کے فقیر نہیں اور فقیروں کی قوم بھی شاہ کہلاتی ہے مگر وہ قوم کے سید نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) سرکار دو عالم ﷺ کی اولاد پاک کو قوم کا فقیر سمجھنا غلط اور جہالت ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ہرگز دونوں ایک نہیں ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) زیادہ تر فقیر ہی کہتے ہیں اور گداگر بھی کہتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) تندرست کو در در مانگنا حرام ہے اور ایسی کمائی حرام ہے جن لوگوں نے بھیک مانگنے کو اپنا پیشہ بنالیا ہے اور اپنا نسب وہ بھول گئے ہیں عرف عام میں وہ فقیروں کی قوم مشہور ہو گئے اب گداگری پیشہ چھوڑنے کے بعد خود کو سید ہاشمی وغیرہ دوسری قوم نہیں بتا سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) میت کو غسل دینے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ جب تک وہ غسل نہ دے فرض ادا نہ ہو۔ بلکہ غسل دینے والا کسی قوم کا بھی ہو فرض ادا ہو جائے گا۔ بعض علاقوں میں فقیروں کی قوم نے غسل میت کو پیشہ بنالیا ہے اجرت پر میت کو غسل دیا کرتے ہیں ۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) سوال سمجھ میں نہیں آیا فقط

(۹) جس کا خاندانی پیشہ بھیک مانگنے کا ہے عرف عام میں اس قوم کو فقیر کہتے ہیں ایسے موقع پر ذات اور قوم کا ایک ہی مطلب ہوتا ہے فقیروں کی ذات کہنے اور فقیروں کی قوم کہنے میں کچھ فرق نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۰) قرآن پاک میں صرف اتنا ہے کہ ہم نے قبیلے (یعنی خاندان) بنائے کیا کیا قبیلے خدا نے بنائے قرآن میں مذکور نہیں ہے لہذا ایسی صورت میں عرف عام معتبر ہے۔ یعنی عام لوگ جو کہتے چلے آرہے ہیں وہ وہی ہے۔ لہذا جو پٹھان مشہور ہے اسے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ خود کو سید یا ہاشمی بتائے یونہی جو دھوبی تیلی بتائے اسے یہ حلال نہیں کہ خود کو سید یا ہاشمی وغیرہ بتائے واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۱) آزادی اور ترقی کا دور ہے سیاسی ترقیاں کرتے کرتے اب کچھ لوگوں کو قومی ترقی سوجھی ہے کوئی پٹھان بننا چاہتا ہے تو کوئی صدیقی اور کوئی سید اور کوئی علوی اور کوئی ہاشمی وغیرہ ایسے لوگوں کی سزا وہی ہے جو حدیث میں ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ☆ ۱۴؍ صفر ۱۳۶۷ھ

(بقیہ صفحہ ۳۶۰ کا)

سید سیف رضا نے حمد و نعت پر مشتمل چند اشعار پیش کئے جو عوام کے ساتھ ساتھ خواص میں بھی از حد مقبول ہوئے۔ حضور صاحب سجادہ ممبر پر تشریف فرما تھے اور سید سیف رضا کے اشعار پر بھرپور اپنی مسرتوں کا اظہار فرمارہے تھے۔ حضرت نے سید سیف رضا کو اپنی نیک دعاؤں کے ساتھ ساتھ حوصلہ افزائی کے لئے اپنی جیب خاص سے نذرانہ بھی عطا کیا۔ بعدہ خطیب الاسلام، ادیب ملت حضرت مولانا سلطان اشرف صاحب قبلہ بیجوی نے حضور مفتی اعظم ہند اور دیار اعلیٰ حضرت "بریلی شریف" کے تعلق سے ایک معلوماتی و لپذیر تقریر فرمائی۔ قل کا وقت قریب سے قریب تر ہوتا جارہا تھا لہذا آخر میں عالم باعمل حضرت علامہ سید عارف صاحب قبلہ نانپاروی سابق شیخ الحدیث منظر اسلام نے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے سلسلہ میں انتہائی معلوماتی تقریر فرمائی۔

ٹھیک ا ر بجکر ۴۰ منٹ پر راقم الحروف نے قل شریف کی کاروائی کا آغاز کیا۔ شجرہ عالیہ مفتی مرکز حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب نے پڑھا جب کہ ایصال ثواب نیز ملت اسلامیہ اور بالخصوص عراق اور اہل عراق کی فتح مندی اور ظالم و جابر جارج ڈبلیو بش اور ٹونی بلیئر کی شکست فاش کے لئے دعائیہ کلمات عالم باعمل حضرت علامہ سید شاہ محمد عارف صاحب نانپاروی سابق شیخ الحدیث منظر اسلام نے ادا فرمائے۔

اس عظیم عرس میں صاحب سجادہ حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ، اساتذۂ جامعہ منظر اسلام، حضرت مولانا محمد نعیم اللہ خان صاحب (صدر المدرسین) حضرت علامہ مفتی محمد صالح صاحب (شیخ الحدیث) حضرت مولانا انور علی صاحب قبلہ ایم، اے، حضرت مفتی فاروق صاحب نوری، حضرت قاری امیر حمزہ صاحب، حضرت مولانا سید شاکر علی صاحب، حضرت مولانا ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی وغیرہم کے علاوہ شہر اور اطراف شہر کے بیشتر علماء کرام نے شرکت کی۔

مولیٰ تعالیٰ تمام حاضرین عرس کی حاضری قبول فرمائے اور صاحب عرس علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیضان و کرم سے مستفیض فرمائے۔

آمین بجاہ رب العلمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم

نوٹ: عرس نوری کا پروگرام کیسٹوں میں محفوظ ہے جو بریلی شریف سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

کتاب الحظر والاباحة

مسئولہ حبیب الرحمٰن چھوٹا دروازہ بریلی شریف یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

کہ خضاب لگانا جائز ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب معتبرہ مع عبارت عربی فتویٰ دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں، مہربانی ہوگی بینوا وتوجروا۔

الجواب: ابوداؤد ونسائی وغیرہما میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یکون قوم فی آخر الزمان یخضبون بھذا السواد کحواصل الحمام لایجدون رائحة الجنة آخر زمانہ میں کچھ لوگ سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتروں کے پوٹے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے جنگلی کبوتروں کے سینے اکثر سیاہ نیلگوں ہوتے ہیں نبی ﷺ نے ان کے بالوں اور داڑھیوں کو ان سے تشبیہ دی، حجۃ الاسلام احیاء العلوم میں فرماتے ہیں الخضاب بالسواد منھی عنہ لقولہ ﷺ خیر شبابکم من تشبہ بشیوخکم وشر شیوخکم من تشبہ بشبابکم درمختار میں ہے مکروہ بالسواد یعنی سیاہ خضاب ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

۱۶رذی قعدہ ۱۳۸۳ھ

مسئولہ محمد طاہر حسین اشرفی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

کہ زید بار بار داڑھی کترواتا ہے روکنے پر بھی باز نہیں آتا ایسے شخص کو سلام کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ

ہے کہ ایسے قرابت داریا والد مکرم کو سلام کر سکتے ہیں یا نہیں؟ مصلحتاً ہی سہی خصوصاً جہاں ایسا موقع پیش آئے کہ اگر سلام نہ کریں تو طعنہ سے بچنے کی اگر کوئی معقول وجہ شرعی ہے تو اطلاع کریں تو بہتر ہو اور بہت ہی مہربانی ہوگی اور میں لوگوں کی نظر میں بدظن ہونے سے بچ جاؤں۔ بحوالہ کتب معتبرہ فتویٰ دیں تاکہ وقت ضرورت پر کام آئے اور لوگوں کو کامل یقین ہو جائے کہ واقعی ہم اس بات کے حقدار نہیں کہ ہم کو کوئی سلام کرے بینوا و توجروا۔

الجواب: حد شرع سے داڑھی کم کرانے والے فاسق معلن ہیں اور فاسق معلن کو سلام کرنا مکروہ تحریمی ناجائز اور گناہ ہے۔ درمختار میں ہے ویکرہ السلام علی الفاسق لو معلنا، اس حکم سے والد وغیرہ اقرباء کا استثناء میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ جو عذر سوال میں لکھا ہے وہ مقبول نہیں۔ لوگوں کا طعنہ بے محل ہے۔ عالم کو حکم شرع کا پابند ہونا لازم ہے۔ عالم پر حکم شرع کی مخالفت نہ کرنے پر طعنہ دینا جہالت ہے۔ جہاں لوگ اس مسئلہ سے واقف نہ ہوں وہاں عالم مذکور لوگوں سے یہ مسئلہ بیان کردے۔ کتابوں میں دکھادے اور یہ بتادے کہ میں فاسقوں کو سلام نہیں کرتا ہوں کبر و غرور کے سبب نہیں بلکہ حکم شریعت کے سبب اس کے بعد بھی اگر لوگ طعنہ زنی کریں تو یہ صبر کرے قال تعالیٰ واصبر ما اصابک، واللہ تعالیٰ اعلم

سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

۱۷ ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

داڑھی میں خضاب یا وسمہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟

اگر ناجائز ہے تو جو امام خضاب یا وسمہ لگاتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر ناجائز ہے تو جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں تو وہ لوٹائی جائیں گی یا نہیں حکم شرع سے مطلع فرما کر مشکور فرمائیں بینوا و توجروا

احقر غلام نبی محلہ شاہ آباد بریلی شریف

الجواب: خضاب لگانا مردکو ناجائز ہے ایسے کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے پڑھی ہوئی سب نمازوں کا اعادہ واجب

ہے۔

خضاب کے بارے میں امام اہلسنت کا رسالہ حک العیب ملاحظہ کیجئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

وسمہ کا رنگ لکھئے کہ کیسا ہے تو اس کا حکم لکھا جائے گا۔

سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

۶/ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ

مسئولہ رحمت حسین خان محلہ ملوک پور، بریلی شریف، ۷/محرم ۱۳۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

تعزیہ یا تخت بنا کر اسکو شاہراہ عام پر مع باجے وڈھول پھرانا جائز ہے یا ناجائز؟ اور شربت پر یا کسی دوسری چیز پر نیاز کر کے لوگوں کو پلانا یا کھلانا کیسا ہے؟ تعزیہ یا تخت اٹھانا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: مروجہ تعزیہ داری ناجائز اور گناہ ہے۔ ہاں نذرونیاز، شربت کھچڑا وغیرہ پر جائز ہے مگر تعزیہ اور تخت کے پاس نہیں لے جائیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

۷/محرم ۱۳۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک شخص ہمارے موضع میں ہے وہ یہ کہتا ہے کہ تم اپنے لڑکے کی شادی کرتے ہو تو ہمیں کھانا ضرور کھلواؤ کیونکہ ہم کھانا ضرور کھائیں گے۔ خواہ سود کا روپیہ ہو یا تمہارے گھر کا ہو اگر کھانا نہیں کرتے ہو تو سو روپے مسجد کے کام کے لئے دو پاس نہ ہوں تو سود پر روپے لے لو اور ہمیں دو کہیں سے دو اور وہ شخص ایسا ہے جو حج کر آیا ہے۔ اس کا یہ فرمان ہے۔ اب اس حالت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے کہیں کا ہو سود کا ہو بہر حال کسی قسم کا پیسہ ہو ہمیں دو اب مجبور ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ ہم لوگ

پریشان ہیں بہت زیادہ ان باتوں سے اب حضور آپ ارشاد فرمائیں جو حکم شریعت کا ہو آپ جواب عنایت فرمائیں

الجواب: شادی میں کھانا کھلانے کے لئے مجبور کرنا ظلم اور حرام ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل اگر وہ شخص ناجائز دباؤ ڈالنے سے باز نہ آئے تو مسلمان اس سے میل جول بند کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

۱۴/محرم ۱۳۶۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) تعزیہ بنانا کیسا ہے۔ ڈنکا بجانا، یا لکڑی کھیلنا، تالی بجانا وغیرہ

(۲) ایک شخص جس کا نام عمرو ہے اس کی تین لڑکیاں ہیں عمرو کے مرجانے پر اس کے چہلم میں میلاد کیا۔ فقیروں کو اناج عمرو کے نام پر خیرات کیا ہے چند لوگ ایسے ہیں جنھوں نے کہا ہے کہ مرنے والے کے نام پر میلاد خیرات کرنا ناجائز ہے۔

(۳) سوال ایک مولوی نے اپنی تقریر میں کہا کہ عورت کا بچہ بیمار پڑتا ہے تو کہتی ہے یا امام حسین میرا لڑکا اچھا ہوجائے ایسا کہنا ناجائز ہے۔ سخت گنہ ہے۔ ایسے مولوی کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ مدلل جواب عنایت کریں۔

(۴) نماز کا وقت من گڑھت وقت رکھنا کیسا ہے ایسے وقت میں نماز ہوگی یا نہیں۔

الجواب: مروجہ تعزیہ داری ناجائز اور گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) مرنے کے بعد چہلم میں میت کے ایصال ثواب کے لئے میلاد شریف کرنا فقراء و مساکین کو اناج دینا جائز ہے۔ جو منع کرتا ہے وہ نیک کام سے منع کرتا ہے مناع الخیر ہے۔ نیک کاموں کا ثواب میت کو ملتا ہے۔ جو میت کے ایصال ثواب کی نیت سے کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اولیاء انبیاء سے اپنی حاجتوں کے وقت استمداد جائز ہے۔ لہذا جس نے یہ کہا کہ یا امام حسین میرا لڑکا اچھا ہوجائے اس نے کوئی گناہ نہ کیا وہابی اسے گناہ بتاتا ہے ان کی باتوں پر کان نہ دھریں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

یکم رذی قعدہ ۸۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) حد شرع سے کم داڑھی رکھنے والوں پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ شریعت میں کتنی لمبی داڑھی رکھنا ضروری ہے۔

(۲) جو شخص حد شرع سے کم داڑھی رکھتا ہے تو اس کو فاسق کہہ سکتے ہیں یا نہیں

(۳) غلط مسائل بتانے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے۔ بحوالہ کتب جواب عنایت فرمائیں

الجواب: داڑھی ایک مشت واجب ہے اس سے کم کرانا گناہ ہے۔ اور جو اپنی داڑھی ایک مشت سے کم کرادیا کرتا ہے وہ فاسق معلن ہے ایسے کو امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہاں جو ایک مشت سے داڑھی کم کرادیا کرتا ہے اس کو فاسق کہہ سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) بے علم مسئلہ بتانے والوں پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔ من افتی بغیر علم لعنته ملئکة السموات والارض (او کما قال علیه الصلوة والسلام) ایسے آدمی پر توبہ لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

کیا فرتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ استاذ لڑکوں کو تعلیم دے رہے تھے اتفاقیہ دو لڑکے آپس میں مذاق کر بیٹھے یعنی زید نے بکر کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو بکر نے کہا یہ کیا حرکت ہے استاذ صاحب نے فرمایا کہ مذاق کرنے والا ایک باپ کے نطفے سے نہیں ہے اور حرامی ہے چوتیہ ہے اور ان کے والد نے اپنی بیوی سے ملنے کے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔ لہذا حرامی ہے۔ ان دو لڑکوں کو ان جملوں سے سخت دلی تکلیف ہوئی ہے۔ تو اس صورت میں استاذ صاحب پر شریعت کا کیا حکم ہے۔

الجواب : توبہ لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلّہ سوداگران بریلی شریف

۱۴ر صفر ۱۳۶۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے چند روپے پائے راستے میں گرا ہوا تھا اس روپے کو وہ کیا کرے اور خیرات بھی کرے تو کتنا کرے روپے کی تعداد ۸۵ر روپے ہیں۔ خیرات کا پیسہ مسجد کے کاموں میں صرف کیا جائے یا مسکینوں کو دیا جائے۔ نیز ہم لوگوں کی رائے یہ ہے کہ کھیت میں کنواں کھود کر پٹوا دیا جائے آدھا روپیہ گورنمنٹ بھی دیگی جو حکم شرع ہو تو تحریر فرمائیں۔

الجواب : راستہ میں جو روپے پڑے ہوئے پا گئے اس کا مالک اگر معلوم نہ ہو تو سال بھر تک اعلان کیا جائے۔ پھر بھی معلوم نہ ہو تو کسی فقیر کو دیدیں۔ کنواں کھودوانے میں خرچ نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلّہ سوداگران بریلی شریف

۱۶ر صفر ۱۳۶۷ھ

مسئولہ: محمد اشرفی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید قصاب کا روزگار کرتا ہے اور روز دس بیس بکرا ذبح کر کے گوشت فروخت کرتا ہے کیا یہ تجارت شرع محمدی میں درست ہے اور کیا یہ تجارت کرنا اچھا ہے۔ رسالہ سلطان العارفین پاکستان میں شائع ہوا تھا تعداد مجھے یاد نہیں کہ اونٹ چالیس یا ساٹھ گائے بھینس بکری مرغی کبوتر اتنی تعداد پوری ہو جانے پر ذبح کرنے والے پر گویا ایک خون کا گناہ عاید ہوتا ہے کیا یہ صحیح ہے۔ بکر سو یا دو سو ذبح کرنے والے پر خون کا گناہ ہوتا ہے پھر مسلمان گوشت کھاتے ہیں یہ گناہ کھانے والے پر بھی ہونا چاہیے اگر یہ لوگ نہ کھائیں تو قصاب بکرا نہ کاٹے۔ جب گوشت کھانا جائز بلکہ مستحب وسنت ہے تو ذبح کرنا کیوں گناہ ہے اور وہ خونی کہلاتا۔ کیا آخر سلطان العارفین والے نے

نیند یا خواب میں لکھ ڈالا تھا اور ہزاروں قصابوں کو خونی ملزم گنہ گار ٹھہرایا۔ حلال چیزوں کی تجارت حلال ہی ہونا چاہئے جو خونی ثابت ہوا تو حلال کیسے ہوگا۔

(۲) جانور کی اوجھڑی انتڑی کھانا جائز ہے یا نہیں۔ تحریر فرمائیں۔

الجواب: سلطان العارفین پاکستان کے حوالہ سے جو مضمون سوال میں نقل کیا گیا ہے غلط و باطل و شریعت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام میں ایسا کہیں نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اوجھڑی اور آنتیں کھانا مکروہ تحریمی ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مسئلہ کو بہت واضح دلیل سے مبرہن فرما کر تحریر فرمایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۰ صفر ۱۳۸۷ھ

مسئولہ: نثار احمد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے یہ کہدیا کہ بارہ وفات نہیں کہنا چاہئے یہ کہنا کفر ہے۔ یہ کہاں تک صحیح یا غلط ہے جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب: ہاں علماء نے بارہ وفات کہنے سے منع کیا ہے لیکن اس کو کفر بتانا حد سے تجاوز کرنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوگوں نے ایک پارٹی قائم کرلی ہے اس پارٹی میں چند باتیں شریعت کے خلاف ہیں ان کے بارے میں دارالافتاء سے دو فتاویٰ منگوائے اور ان لوگوں کو جمعہ کے دن علی الاعلان سنائے گئے لیکن اس پارٹی والوں نے دونوں فتوؤں کو جھٹلا دیا اور اس پر کوئی عمل پیرا نہ ہوئے گویا شریعت بھی ان کے یہاں کوئی چیز نہیں رہی

ایسی صورت میں ان لوگوں سے میل جول، سلام وکلام حقہ پانی روا رکھنا از روئے شریعت کیسا ہے حکم صادر فرمایا جائے۔

الجواب: اگر فی الواقع وہ لوگ حکم شرع کا خلاف کر رہے ہیں اور فتویٰ سنانے کے بعد اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں تو ان سے میل جول سلام وکلام بند کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

یکم ربیع الآخر ۷۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسلم عورت کچھ مدت تک ایک غیر مذہب انگریز کی زوجیت میں رہی پھر انگریز اپنی جگہ سے چلا گیا پھر عورت نے ایک مسلمان سے عقد کر لیا وہ آدمی ایک لاوارث لڑکا اٹھا لایا پھر جب یہ لڑکا بالغ ہوگیا تو اس کے نام سے تمام جائداد سپرد کر کے دنیا سے چل بسا اب یہ لڑکا مسلمان کی حیثیت سے اپنی زندگی گزارنے لگا اور محلہ کی کسی مسجد میں روپے یا سامان وغیرہ صرف کرنا چاہتا ہے۔ مگر دو چار آدمی کی شہادت ملتی ہے کہ یہ عورت نکاح کے باوجود زنا کراتی تھی جس کی وجہ سے لوگوں کو اعتراض ہے کہ اس کا مال مسجد میں صرف نہیں کیا جا سکتا۔ شوہر اور عورت دونوں کا انتقال ہوگیا ہے۔ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: جب وہ لڑکا اپنی حلال کمائی کی رقم مسجد میں دینا چاہتا ہے تو اعتراض فضول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۶؍ ذی قعدہ ۷۸ھ

مسئولہ: مشتاق احمد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل کے بارے میں کہ زید پانچوں ٹائم کی نماز پڑھتا ہے مگر داڑھی منڈاتا ہے تو زید کو سلام کرنا کیسا ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ زید داڑھی منڈاتا ہے تو وہ فاسق ہے لہٰذا فاسق کو سلام کرنا ناجائز ہے

۔اور بکر کہتا ہے کہ نہیں زید بلکہ ہرداڑھی منڈانے والے مسلمان کوسلام کرنا جائز ہے بحیثیت مسلمان ہونے کے آپ ناجائز کہتے ہیں تو حضرت کے وہاں سے فتویٰ لائیے تب ہم مانیں گے نہیں تو ہم نہیں مانیں گے لہذا حضوروالا سے گزارش ہے داڑھی منڈانے والے کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے مکمل دلیل کے ساتھ حکم سے مطلع فرمائیں۔نوٹ فاسق معلن اور غیر معلن کی تعریف بھی تحریر فرمادیں فقط

الجواب : داڑھی منڈانا گناہ ہے اور جوداڑھی منڈادیا کرتا ہے یاحد شرع سے کم کرادیا کرتا ہے وہ فاسق معلن ہے ایسے آدمی کوسلام کرنے کی ممانعت کتب فقہ سے صراحۃً مذکور ہے درمختار شرح تنویرالابصار میں ہے ویکرہ السلام علی الفاسق لومعلنا وصول العلامی سے ردالمحتار میں علامہ ابن عابدین شامی نقل فرماتے ہیں ولایسلم علی الفاسق المعلن الخ ملتقطا بکر پر لازم ہے حکم شرع کے آگے سرتسلیم خم کرے اپنے قیاسات کودخل نہ دے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۷رذی قعدہ ۷۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز وغیرہ بھی پڑھتا ہے اور روزہ بھی رکھتا ہے اور وہی شخص زنا وقتل بھی کرتا ہے اور مسجد شہید کرتا ہے اسکے متعلق کیا حکم ہے؟

(۲) زبیدہ کی شادی ہوئی اور وہ اپنے سسرال گئی تواس کے ماں باپ اسے اپنے گھر لے آئے اور زبیدہ خاتون کا شوہر کسی شہر چلا گیا تھا اورڈھائی سال اس شہر میں تھا۔زبیدہ کے سسر زبیدہ کواس کے میکے سے رخصت کرانے کو آئے مگر زبیدہ کے میکے والوں نے اسکونہیں بھیجا بلکہ میکے والے طلاق کے طالب ہوئے مگر شوہر نے طلاق نہیں دی تو زبیدہ کے میکے والوں نے اپنے محلے کے پانچ آدمیوں کواکٹھا کر کے طلاق ان پانچوں آدمیوں سے کہلوائے اور پھر زبیدہ کی شادی دوسری جگہ کردی دریافت طلب یہ ہے کہ طلاق ہوئی یانہیں؟

الجواب :بڑے درجہ کا گناہگار مستحق نار ہے۔توبہ کرے۔وھوتعالیٰ اعلم

(۲) ایسی صورت میں دوسرے مرد سے نکاح حرام ہوا۔ زنا ہوتا رہے گا اس لئے دوسرے مرد سے جدا ہونا لازم ہے وھوتعالیٰ اعلم۔

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۵/ ذی قعدہ ۷۸ھ

مسئولہ: مختار

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی شادی ہوئی تھی ہندہ سے ایک سال دس ماہ کے بعد ہندہ کا لڑکا پیدا ہوا۔ اور وہ اسی دن فوت ہوگیا۔ بارہ دن بعد ہندہ کا انتقال زید کے مکان پر ہوگیا۔ مرنے کے بعد ہندہ کی والدہ نے جنازہ پر آکر دودھ معاف کیا اور ہندہ کی طرف سے مہر معاف کردیا۔ اس وقت بہت لوگ موجود تھے اب ہندہ کے والد اور زید کے درمیان رنجش ہوگئی ہے تو کیا ہندہ کے والد مہر لینے کے حقدار ہیں یا نہیں جب کہ تعلقات ہندہ سے ہمیشہ اچھے رہے ۔ اور زید نے بھی علاج کرایا اور تجہیز وتکفین اور فاتحہ وغیرہ میں کوئی کسر نہیں کی۔

الجواب: اگر ثبوت شرعی سے یہ بات ثابت ہوجائے کہ ہندہ کی والدہ نے زید کو دین مہر معاف کردیا ہے تو ہندہ کی والدہ کا حق جتنا بھی تھا معاف مانا جائے گا اور صرف ہندہ کے والد کا حق باقی سمجھا جائے گا۔ اور اگر ثبوت شرعی سے یہ بات ثابت نہ ہو تو ہندہ کی والدہ بھی اپنا حق طلب کرنے میں حق بجانب مانی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۷/ ذی قعدہ ۷۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی بیوی زید کو پسند نہیں کرتی اور بار بار بھاگ بھاگ کر اپنے میکے چلی آتی ہے لڑکی کے والدین نے جب لڑکی سے بھاگنے کی وجہ دریافت کی تو لڑکی نے کہا مجھے میرا شوہر پسند نہیں اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب : اگر وہ رہنا نہیں چاہتی تو اپنے شوہر سے طلاق حاصل کرے۔ جس طرح راضی ہو اسکو راضی کر کے طلاق لے۔ طلاق کے بعد آزاد ہوگی۔ جب تک طلاق نہ دے دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۷ رذی قعدہ ۷۸ھ

مسئولہ: نواب خاں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا خاوند ہندہ کو بلا کر بلاقصور مار پیٹ کرتا ہے کپڑے بھی پہننے کو نہیں دیتا ہے زیور چھین کر لے گیا ہے۔ شادی ہوئے تقریباً ۳ رسال ہو گئے لیکن برابر ہندہ کو شوہر کی جانب سے یہ تکلیفیں پہونچتی رہیں۔ ہندہ شریف خاندان کی ہے اس کے ماں باپ غریب ہیں ہندہ چاہتی ہے کہ مجھے طلاق دے اور جہیز کا سامان واپس کردے اور مہر معجل بھی دیدے لیکن شوہر ایسا کرنے پر تیار نہیں ہے وہ طلاق دینے سے انکار کرتا ہے اور ہندہ کے بطن سے ایک لڑکی ۲ رسال کی ہے۔ لہذا ہندہ کو اب کیا کرنا چاہئے۔ مطلع فرمائیں؟

الجواب : صورت مسئولہ میں ہندہ کا شوہر ظالم جفا کار ستمگار ہے۔ حق اللہ اور حق زوجہ میں گرفتار ہے اس پر فرض ہے کہ وہ ہندہ کو اچھی طرح رکھے اور اچھی طرح رکھنا نہ چاہے تو طلاق دیدے۔ وہ اپنا فرض پورا نہ کرے تو مسلمان اس سے میل جول بند کردیں۔ جب تک طلاق نہ ہو اور اس کی عدت پوری نہ ہو ہندہ کسی دوسرے سے نکاح نہ کرے۔ ہندہ اگر طلاق چاہتی ہے اور وہ یوں اس کو طلاق نہیں دیتا تو مہر کے عوض طلاق مانگے یا کچھ دیکر اس کو طلاق کے لئے راضی کرے۔ غرض کسی طرح طلاق لے یا طلاق کا انتظار کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲ رذی الحجہ ۷۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زندگی میں تیجہ چالیسواں کر سکتا ہے یا نہیں اگر کر سکتا ہے تو کس

طرح سے؟

الجواب: کرسکتا ہے طریقہ اس کا بھی وہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۴ رذی الحجہ ۸۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہم لوگ قوم کے فقیر ہیں ہمارا آبائی پیشہ تکیہ داری ہے ہمارے بزرگ ہمیشہ گاؤں کے چہلم وسوم وغیرہ کا کھانا کھاتے آئے ہیں اور گاؤں کے افراد وغرباء ومساکین کا حصہ ہمیں دیتے آئے ہیں ہم لوگ مردہ کو غسل دیتے ہیں اور مرحوم کے گھر سے چالیس روز تک روزانہ ایک خوراک کھانا ملتا ہے۔ یہ رسم عرصہ دراز سے چلی آرہی ہے اور اب تک قائم ہے جب کہ ہم لوگ اپنے کسب پر قادر ہیں۔ ایسی صورت میں غریب ومسکین کا حصہ ہم لوگ لے سکتے ہیں یا نہیں اور جب کہ ہم لوگوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ غسل میت سے صحیح واقف بھی نہیں ہیں تو کیا وہی لوگ غسل دیں جب کہ گاؤں میں دوسرے اہل علم حضرات بھی موجود نہیں۔ تو کیا گاؤں کے لوگ ہمیں اس کام پر مجبور کرسکتے ہیں۔ جواب عنایت فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

الجواب: صاحب نصاب کو صدقہ واجبہ مثل زکوٰۃ، فطرہ لینا حرام ہے۔ جو صاحب نصاب نہ ہو اس کے لئے حلال ہے۔ مگر گداگری کا پیشہ حلال نہیں۔ سوال اسی کو حلال ہے جو محتاج ہو۔ کسب پر قادر نہ ہو۔ مردہ کو ایسے آدمی سے غسل دلانا چاہئے جو اسکے غسل کے طریقہ سے واقف ہو لیکن کسی کو اجرت پر غسل دینے کے لئے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ غسل نہیں دینا چاہتا ہے نہ دے کوئی دوسرا غسل دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۴ رذی الحجہ ۸۷ھ

مسئولہ: نصیر احمد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک معزز آدمی ہے اور چودھری بھی ہے۔ زید نے امام عالیمقام کی نیاز کے متعلق ایام محرم سے قبل تحریک اٹھائی اور محلہ کے برادروں کو توجہ دلائی کہ امام عالیمقام کے ایصال ثواب کے لئے محرم میں نیاز ہونی چاہئے اور چندے کے متعلق یہ رائے ہوئی کہ ۱۲/آنہ یا روپیہ جو کچھ بھی ہو خوشی کے ساتھ دینا چاہئے۔ سب نے تسلیم کرلیا۔ اور عمرو چندہ جمع کرتا رہا اس نیاز کو تقریباً ۲۷/۲۸ برس کا عرصہ ہوگیا۔ اسکی نیاز کیلئے جب عمرو نے چندہ وصول کیا تو تین گھر برادروں کے جو تھوڑے فاصلے پر رہتے ہیں انہوں نے عمرو کو چندہ دیا زید کو پتہ چلا کہ ان لوگوں نے بھی چندہ دیا ہے تو زید نے عمرو سے کہا کہ جب ان لوگوں نے چندہ دیا ہے تو تم میرے پیسے واپس کردو۔ عمرو سے اپنا چندہ واپس کرلیا۔ لہذا دریافت طلب یہ ہیکہ یہ چندہ واپس لینے کا فعل درست ہے کہ نہیں عمر اور اہل محلہ کی رائے ہے کہ جیسے ہمیشہ سے نیاز ہوتی چلی آئی ہے اسی طرح ہوتی رہے اب حضور کا کیا ارشاد ہے۔

الجواب: بظاہر بغض وعناد سبب معلوم ہوتا ہے جو بے وجہ شرعی کسی مسلمان سے حرام ہے۔ اور اگر وجہ شرعی سے بغض وعناد ہے تو جب بھی اپنا دیا ہوا چندہ واپس نہیں لینا چاہئے کار خیر میں شریک ہونے سے کسی کو نہیں روکنا چاہئے زید کو چاہئے کہ کار خیر میں شریک ہوجائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۴ رذی الحجہ ۷۸ھ

مسئولہ: مولانا احمد خاں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کلمہ گو کی تکفیر کس صورت میں کی جاتی ہے اگر وہ صورت نہ ہو تو تکفیر اور مکفر کا کیا حکم ہے (۲) کلمہ گو کو مشرک کہنے کا (جبکہ اسکا کوئی قول وفعل مشرکانہ نہ ہو) اور مشرک کہنے والے کا کیا حکم ہے ۔(۳) مزار یا پیر کے سجدہ کرنے کا (اگرچہ صورت سجدہ ونماز نہ ہو) اور ساجد کا کیا حکم ہے۔(۴) بدعتی کا کیا حکم ہے اور بدعت کی کیا تعریف ہے۔

الجواب: کفر دو طرح ہوتا ہے۔لزومی والتزامی۔التزامی یہ کہ ضروریات دین سے کسی شئی کا تصریحاً خلاف کرے یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے جیسے ملک یا جن یا شیطان کے وجود سے انکار ان معانی پر کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور ہادی برحق ﷺ سے متواتر ہیں۔اور لزومی یہ کہ جوبات اس نے کہی عین کفر نہیں مگر منجر بکفر ہوتی ہے یعنی مآل سخن ولازم حکم کو ترتیب مقدمات وتمیم تقریبات کرتے لے چلئے تو انجام کار اس سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے۔جیسے خلافت حقہ راشدہ خلیفہ رسول ﷺ حضرت صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روافض کا انکار کہ تضلیل جمیع صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف موڑی اور وہ قطعاً کفر ہے۔مگر انہوں نے صراحۃً اس لازم کا اقرار نہ کیا بلکہ اس سے صاف تحاشی کرتے اور بعض صحابہ کرام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بناتے اور خلافت صدیقی وفاروقی پر ان کے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہیں اس قسم کے کفر میں علمائے اہلسنت مختلف ہوگئے۔جنہوں نے مآل مقال ولازم سخن کی طرف نظر کی حکم فرمایا اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں۔بدعت وبدمذہبی ضلالت وگمراہی ہے والعیاذ باللہ رب العلمین۔لہذا جس کلمہ گو سے کفر التزامی صادر ہو اس کی تکفیر بالاجماع واجب ہے۔اور جس کلمہ گو سے صرف کفر لزومی صادر ہو اس کی تکفیر مختلف فیہ اور جس کلمہ گو سے نہ کفر التزامی صادر ہوا ہو نہ کفر لزومی اس کی تکفیر کرنے والا (یعنی اس کو کافر اعتقاد کرنے والا) احادیث صحیحہ جلیلہ سے خود کافر ہے۔حدیث میں ہے ایما امرئ قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما ان کان کما قال والا رجعت الیہ ۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کسی مسلمان کو شرک اعتقاد کرنے والا خود کافر ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) کسی قبر یا پیر کو سجدہ کرنا حرام ہے اور سجدۂ عبادت ہو تو کفر ہے۔امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ

الزبدة الزکیه لتحریم سجود التحیة ملاحظہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) حضور اقدس ﷺ کے زمانہ کے بعد پیدا ہونے والی چیزیں بدعت ہیں۔ لیکن ان میں بعض واجب ہیں جیسے اصول فقہ کی تدوین اور بعض مندوب جیسے نماز کی نیت اور بعض مباح جیسے مساجد کی زینت اور بعض مکروہ جیسے گاؤں میں عیدین کی نماز اور بعض حرام جیسے مذاہب جبریہ و مرجیہ عرف عام میں بدعتی بدعت محرمہ کو کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چار آدمی ایک جگہ ہوٹل میں بیٹھتے ہیں اور یہ بات طے کرتے ہیں کہ جو آپس میں گالیاں بکے مطلب ماں، بہن یا اور ناجائز گالیاں جن کو شرع منع کرے وہ گالیاں کوئی بھی بکتا ہے تو جیسے ایک آدمی نے ۳ر آدمیوں میں کسی ایک کو گالی دی تو وہ تینوں ملکر اس کے اوپر ڈھائی سو گرام مٹھائی جرمانہ کر کے سب مل کر کھاتے ہیں کیا وہ مٹھائی کھانا جائز ہے۔

الجواب: مالی جرمانہ ناجائز ہے در مختار میں ہے التعزیز بالمال منسوخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲ر ذی الحجہ ۸۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ (۱) ہمارے یہاں عید الفطر کے دن نماز عید کے لئے جناب ولی محمد صاحب، نیاز محمد صاحب مقبول صاحب وغیرہ نے ملکر فقیروں کو نماز جماعت سے پڑھنے سے روک دیا اور کہا کہ اگر آپ لوگوں نے ہماری جماعت میں نماز ادا کی تو ہم لوگ ماردیں گے مار کے ڈر سے نماز پڑھنے نہیں گئے کیا جماعت اس طرح کسی کو نماز سے روک سکتی ہے قانون شرع سے مطلع فرمائیں اور اگر نہیں روک سکتی ہے تو ان کے لئے کیا حکم ہے آپ غور سے اس کا فیصلہ دیں کہ کوئی بھی عالم آتا ہے سب سے پہلے نماز کیلئے بیان کرتے ہیں اور کلام پاک میں بھی بے حد تاکید ہے۔ اس کا جواب آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں تاکہ عبرت حاصل ہو اور آئندہ ایسی غلطی کرنے سے پرہیز

کرے اور جواب مکمل تشریح کے ساتھ عنایت فرمائیں۔

فقیر منشی امیر محمد شفیع

الجواب: عید کی نماز سے بے وجہ روکنا شیطان کا کام ہے۔ روکنے والوں پر توبہ لازم ہے توبہ نہ کریں تو ان سے میل جول بند کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۸ر ذی الحجہ ۸۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں شریعت مطہرہ کے دلائل سے مرحمت فرمائیں (۱) برادری کے لوگ ان لوگوں سے جنہوں نے کوئی غلطی کی ہو مثلاً زناکاری میں پکڑے گئے ہوں تو ان کو برادری سے خارج کردیتے ہیں اور جب واپس لیتے بھی ہیں تو جرمانہ کرتے ہیں۔ دریافت طلب یہ ہے ایسے آدمی سے جرمانہ مالی حنفیوں کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اور اس روپیہ کو کس مد میں صرف کرسکتے ہیں کیا پنچایتی کاموں میں اس کو صرف کرسکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: مالی جرمانہ حرام ہے درمختار میں ہے التعزیر بالمال منسوخ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۸ر ذی الحجہ ۸۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ (۱) ریڈیو گھر میں بجانا جس میں خبریں بھی سنی جاتی ہیں اور فلمی ریکارڈنگ بھی قرآن شریف کی تلاوت بھی کیسا ہے (۲) ایک شخص صرف خبریں اور تلاوت قرآن سننے کی خواہش سے ریڈیو خریدنا چاہتے ہیں وہ کیسا ہے فقط پیر محمد قادری

الجواب: ریڈیو سے قرآن شریف کی تلاوت سن سکتے ہیں۔ یونہی ریڈیو سے خبریں بھی سننا جائز ہے جنہیں [illegible] سننا

جائز نہیں جیسے مزامیر خلاف شرع اشعار انہیں ریڈیو سے بھی سننا جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۱ رذی قعدہ ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ یہاں کے امام صاحب مغرب کے وقت نماز پڑھا رہے تھے اتفاق سے ایک چھپکلی کندھے پر گر گئی اور امام صاحب کچھ ڈر گئے اس حالت میں امام صاحب کو کیا کرنا چاہئے (۲) یہاں محلہ کی عورتیں عید اور بقر عید کی نماز ایک صاحب کے یہاں جا کر جماعت سے پڑھتی ہیں اور امام بھی عورت ہی بنتی ہے کیا یہ صحیح ہے آپ شرع سے مطلع فرمائیں۔ (۳) ہم سنتے ہیں کہ مقروض آدمی پر قربانی فرض نہیں ہے اور بروقت مرد قریب قریب سب ہی اپنی بیوی کے دین مہر کے قرضدار ہیں تو اگر وہ بغیر دین مہر وصول کئے ہوئے قربانی کریں تو قربانی ہوگی کہ نہیں اور دین مہر بغیر دیئے ہوئے اپنی بیوی سے وہ مل سکتے ہیں یا نہیں ملنے کا مطلب کچھ اور ہے آپ جلد حکم شرع سے مطلع فرمائیں۔

الجواب: چھپکلی بدن پر گرنے سے نہ بدن ناپاک ہوتا ہے نہ نماز میں کسی قسم کی خرابی آتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) عورت امام ہو یہ مکروہ تحریمی ہے اور عورتوں پر عیدین کی نماز واجب نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) مقروض قربانی کرے تو جائز وصحیح ہے لیکن جس کے پاس اتنا مال نہیں کہ قرض ادا کرنے کے بعد حاجت اصلیہ کے علاوہ نصاب ہو اس پر قربانی واجب نہیں۔ دین مہر کا مطالبہ عادۃً نہیں ہوتا لہذا یہ مانع نصاب نہیں خصوصاً مہر مؤخر جو عام طور پر یہاں رائج ہے جس کی ادا کی کوئی میعاد نہیں ہوتی اس کے مطالبہ کا تو عورت کو اختیار ہے جب تک نکاح باقی ہے

(۴) اگر دین مہر معجل ہو تو عورت کو یہ حق ہے کہ جب چاہے شوہر سے طلب کرے اور نہ دے تو شوہر کو ملنے سے روک دے اور اگر معجل نہ ہو تو عورت کو یہ حق نہیں اور معجل ہونے کی صورت میں عورت کی رضامندی سے مل سکتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۹ / ذی قعدہ ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین حسب ذیل مسئلہ میں کہ مسماۃ ہندہ ساکن موضع سرینده پٹی ڈاکخانہ امریا ضلع پیلی بھیت کی شادی بکر ساکن موضع پنجرہ ڈاکخانہ امریا ضلع پیلی بھیت کے ساتھ عرصہ تین سال کا ہوا کہ ہوئی تھی بکر مذکور قطعی نامرد ہے عورت کے قابل نہیں ہے اس کا باپ مسماۃ ہندہ کے ساتھ جبریہ دباؤ ڈالکر حرام کاری کرنا چاہتا ہے بار بار زنا کے لئے کہتا ہے انکار کرنے کی وجہ سے مسماۃ مذکور کو مار ڈالنے کو کہتا ہے مسماۃ مذکور جان کے خوف سے موقع پا کر میکہ ماں باپ کے گھر چلی آئی اپنی آبرو وعزت کی وجہ سے عورت وہاں جانا نہیں چاہتی ہے شرعی حکم کے مطابق ان لوگوں کی کیا سزا ہے ان حالات کے پیش نظر عورت کو کیا کرنا چاہئے شرعی حکم کیا ہے؟

العبد محمد امین موضع سرینده پٹی ڈاکخانہ امریا ضلع پیلی بھیت

الجواب : زید کا باپ گناہگار مستحق نار ہے ثبوت شرعی سے اس پر الزام ثابت ہو تو جب تک توبہ نہ کرے اس سے میل جول بند رکھنا لازم ہے۔ ہندہ کو اگر اپنی آبروریزی کا اندیشہ ہے تو وہاں نہ جائے۔ اور اس کا شوہر واقعی نامرد ہے اس نے ابتک ہندہ سے ایک بار بھی جماع نہیں کیا ہے تو ہندہ قاضی شرع کے حضور دعویٰ کر کے فسخ نکاح چاہے۔ قاضی شرع اس کا دعویٰ سن کر تحقیقات شرعیہ کے بعد ایک سال کی مدت مقرر کرے گا۔ سال گزرنے پر عورت دوبارہ مطالبہ پیش کریگی اس وقت قاضی شرع بعد تحقیقات شرعیہ عورت کے مطالبہ پر اس کا نکاح فسخ کر دے گا۔ پھر عدت گزار کر دوسرے مرد سے اس کا نکاح حلال ہوگا جہاں قاضی شرع نہیں جیسے ہمارے بلاد وہاں اعلم علمائے بلد سنی صحیح العقیدہ جو اس کے قائم مقام ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۵ / ذی الحجہ ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں ایک امام داڑھی جڑ سے کٹوالیتا ہے اور قرآن شریف کو جہاں مدنہ ہو وہاں بھی کھینچ کر پڑھتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ (۲) ایک جگہ لوگوں نے مدرسہ قائم کردیا۔ اب چاہتے ہیں کہ توڑدیں ایسے لوگوں کا کیا حشر ہوگا۔ (۳) ایک جگہ چند سالوں سے لوگوں نے عیدگاہ قائم کی تھی مگر بنی ہوئی نہیں تھی اب چاہتے ہیں کہ دوسری جگہ پختہ بنوالیں انکا کیا حکم ہے بینوا وتوجروا۔ محمد حبیب ہر برو اضلع مظفر پور

الجواب: داڑھی منڈانا گناہ ہے اور جو داڑھی منڈا دیا کرتا ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ اور اس کو امام بنانا گناہ ہے۔ جہاں مدنہ ہو وہاں مد کرنے سے کبھی نماز فاسد ہوگی اور کبھی نماز ہو جائے گی واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کیوں توڑنا چاہتے ہیں دریافت کر کے لکھئے۔ فقط

(۳) دوسری جگہ بنوا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۵/ذی الحجہ ۸۴ھ

ازطرف مولوی عبدالحمید

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میلاد شریف میں اگر کوئی قیام نہ کرے تو وہ کافر ہے اور اگر وہ کافر نہیں تو کہنے والا کس جرم کا مستحق ہے۔ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: میلاد شریف میں قیام مستحب ہے اس زمانہ میں قیام سے منع کرنے والے غالباً وہابی، دیوبندی ہیں۔ وہابی، دیوبندی ضرور کافر ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۵/ذی الحجہ ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں (۱) لفظ ض اس کا صحیح لفظ کیا ہے اس کو لفظ دکی آواز سے ادا کرنا

چاہئے یا لفظ ظ کی آواز سے اگر کوئی شخص قصداً نماز کے اندر لفظ د کی آواز سے ادا کرے تو کوئی مضائقہ تو نہیں۔ (۲) تعزیہ داری اور اس کے ساتھ کرنے والے تمام احکام مثلاً ڈھول تاشہ بجانا وغیرہ۔ (۳) کسی مسلمان کو اس کی غیر موجودگی میں برا بھلا کہنا اور اس کی غلط برائی کرنا۔

الجواب: ضاد کو دال، ذال، ظاء، زا پڑھنا غلط ہے اس کا صحیح تلفظ کسی قاری سے سیکھیں۔ ضاد کی جگہ قصداً دال پڑھنا حرام ہے اس صورت میں نماز نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) مروجہ تعزیہ داری گناہ ہے۔ امام اہلسنت قدس سرہ کا رسالہ اعالی الافادۃ ملاحظہ کیجئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جھوٹی برائی تو ہر حال میں گناہ ہے۔ سچی برائی سے بیان کرنا کسی صورت میں جائز کسی صورت میں ناجائز کتب فقہ میں تلاش کرنے سے ملیگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

یکم محرم ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ (۱) تخت اٹھانا کیسا ہے۔ (۲) ایک شخص نے تخت اٹھانا حرام وناجائز قرار دیا ہے۔ (۳) تخت میں جو لوگ روپیہ صرف کرتے ہیں (۴) تخت کو کربلا لیجا کر اس کے کاغذ اتار کر دفن کرتے ہیں اور اسی پر نذر و نیاز کرتے ہیں پھر تیجا کرتے ہیں دسواں کرتے ہیں بیسواں کرتے ہیں چالیسواں کرتے ہیں (۵) تخت کے سامنے نذر و نیاز کرنا اس کا احترام کرنا کیسا ہے؟

الجواب: مروجہ تعزیہ داری ناجائز اور گناہ ہے۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کا رسال اعالی الافادہ ملاحظہ کیجئے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۵/محرم ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ اپنی لڑکیوں کے نکاح میں دینے کے لئے روپیہ لینا مقرر اور شرط قرار دیتے ہیں۔ اولیاء عورت یہ کہتے ہیں کہ ہمکوتم اتنا روپیہ دوگے تب تو ہم اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے لڑکے کے ساتھ کریں گے ورنہ نہیں تو کیا یہ عقد شرعاً جائز ہے کہ لڑکی والا شرط لگا کر قبل از نکاح روپیہ وصول کر لیتا ہے اور جب تک روپیہ مقرر کردہ ادا نہیں کرتا تب تک نکاح میں نہیں دیتا ہے پھر یہ بھی کہ اگر لڑکی لینے والے کے پاس مقرر کردہ روپیہ نہیں ہے اور نہ اس کے پاس ادائگی کی طاقت ہے لیکن باوجود اس کے دنیا کی شرمندگی کی وجہ سے اور اپنی بات کو قائم رکھنے کی وجہ سے وہ کسی بنئے سے روپیہ سود لیکر اس شرط کو پورا کرتا ہے پھر بنئے کو رفتہ رفتہ دیتا رہتا ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ اگر کچھ روپیہ ادا کرائے اور کچھ نہیں یعنی تعین کردہ روپیہ کی پوری ادائگی نہ ہو سکی تو لڑکی والا اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے کے ساتھ کر دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ تم نے مقرر شدہ روپیہ پورا نہیں دیا۔ لہذا تمہارا قصور ہے اور اسکے درمیان جو وکیل ہوتے ہیں وہ بھی لڑکی لینے والوں سے اپنے لئے رشوت لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ تم ہم کو اتنا روپیہ دو تب ہم فلاں بھائی کی لڑکی کا نکاح ان سے کہکر تمہیں دلوادیں گے وہ میرے کہنے پر ہے۔ علی ھذا القیاس تو یہ تمام تحریر کنندہ صورتیں جائز ہیں یا نہیں اور چند لوگوں نے آپس میں یہ عہد نامہ لکھا تھا کہ ہم مندرجہ کام نہیں کریں گے اور کوئی کریگا تو ہم اس سے قطعاً لین دین بند کر دیں گے تو آیا جنہوں نے عہد شکنی کی ہے ان لوگوں کے ساتھ باقی لوگوں کو کیا برتاؤ رکھنا چاہئے عند الشرع ان کے ساتھ کیا سلوک ہے اور کیا حکم ہے؟ برائے کرم صاف صاف جواب تحریر کریں کہ جہلا اس کو پوری طرح سمجھ سکیں۔ فقط محمد حبیب اللہ اشرفی راجستھانی معلم مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف یوپی

الجواب: صورت مسئولہ میں رو[illegible] حرام ہے عالمگیری میں ہے انفق علی طمع ان یتزوجها قال الاستاذ قاضی خان انه یرجع علیها زوجت[illegible]ها اولم یتزوج لانها رشوة اھ ملخصاً لینے والے گناہگار ہیں ان پر توبہ فرض ہے اور اس رقم کی واپسی بھی۔ توبہ نہ کریں تو برادری سے ان کو نکال دیا جائے۔ جن لوگوں نے عہد کیا کہ اس ناجائز کام سے بچیں گے اور عہد کے بعد پھر وہ اس ناجائز کام میں مبتلا ہوئے ان پر عہد شکنی کا الزام ہے وہ عہد شکنی سے بھی توبہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ ☆ دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ☆ ۵ محرم ۸۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں دستور ہے کہ لڑکے سے دوچار دس پانچ سو روپے لیکر لڑکی کی شادی دلاتے ہیں جس کو اپنی بولی متن کہتے ہیں۔ لڑکے کو مجبوراً دینا پڑتا ہے اگر نہ دیں تو شادی نہیں ہوگی۔ یا اونچے خاندان میں نہ ہوگی۔ لہذا ایسی شادی میں شرکت کرنا کھانا پینا کچھ رقم لینا کیسا ہے بینوا وتو جروا۔

الجواب: مختلف بلاد میں مختلف مراسم ہوتے ہیں۔ کہیں گہنا، جوڑا کہیں شرینی خورما، کہیں شکر اخروٹ، کہیں چاول، چورا کہیں اور کچھ لینے کا دستور ہے اسی طرح اگر کہیں روپے لینے کا دستور ہے تو اس میں کچھ حرج نہیں فتاویٰ خیریہ میں ہے رجل خطب من آخر اخته ودفع لها شيئا يسمىٰ ملا كا ودراهم ايضاً من عادة اهل الزوجة اتخاذطعام بهاان اذن لهم باتخاذه واطعامه للناس صار كانه اطعم الناس بنفسه طعاما لم وفيه لايرجع۔ ہاں روپیہ دینے والا اس لئے دے کہ اس کے لالچ سے میرے ساتھ نکاح کروے جب تو وہ رشوت ہے اس کا دینا لینا سب ناجائز وحرام ہے في الهنديه انفق على طمع ان يتزوجها قال الاستاذ قاضي خاں انه يرجع عليها زوجت نفسها اولم يتزوج لانها رشوة اه ملخصاً وهو تعالىٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم

كتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید امامت کرتا ہے اس نے بیان کیا کہ آج کل جو لوگ تعزیہ داری کرتے ہیں بڑے مولوی صاحب نے اس کو حرام فرمایا ہے۔ نیاز وغیرہ شوق سے دلاؤ اس پر گاؤں کے کچھ لوگ سخت خلاف ہوگئے کچھ لوگوں نے کہا وہابی ہیں کچھ لوگوں نے کہا کہ بڑے مولوی صاحب کے یہاں سر پر تعزیہ داری ہو رہی ہے اگر وہ حرام فرماتے تو پہلے ان کے یہاں شہر میں بند ہو جا... اب زید کے اس کلام پر کچھ لوگوں نے نماز پڑھنے سے گریز کیا۔ گویا کہ لوگ حرام کو حلال سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ (۲) زید عید والے دن تقریر کے بعد یہ بیان کیا۔ گاؤں کے اندر امام کی آمدنی عیدین اور چھ مہینے کے بعد جو غلہ وغیرہ مل جاتا ہے وہی آمدنی ہے کوئی تنخواہ مقرر نہیں۔ لیکن آج عید کا دن ہے سو گھروں کی آبادی ہے اگر فی گھر ایک روپیہ دیتے ہیں تو سو روپیہ کی آمدنی

ہوجاتی لیکن تقریباً بیس بائیس روپے کے انداز میں میری جیب کے اندر ہوں گے یہ الفاظ نکالنے کے بعد بھی روپے ملتے رہے نماز بعد جیب سے روپیہ نکالا گیا حساب لگایا گیا تو روپے تقریباً ۳۵ / یا ۳۶ / کے انداز میں ملے صحیح یاد نہیں اب تعزیہ داری کا مسئلہ بیان کرنے کے بعد لوگوں نے اعتراض کیا کہ امام صاحب جھوٹ بولتے ہیں ان کے پیچھے نماز نہ ہوگی

۔محمد شمس الھدیٰ اشرفی

الجواب: ہاں مروجہ تعزیہ داری ناجائز وحرام ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ایک مستقل رسالہ اس مسئلہ میں ہے۔ اس کا نام اعالی الافادہ ہے۔ وہ منگا کر دیکھئے۔ امام مذکور نے سچ کہا ہے اس پر کوئی الزام نہیں۔ جو لوگ نہیں مانتے وہ ضدی ہٹ دھرم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو توبہ کرنے کی توفیق بخشے۔ اور جس نے امام اہلسنت کو وہابی بتایا توبہ کے ساتھ تجدید ایمان بھی کرے ہاں بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) امام پر جھوٹ کا الزام صورت مسئولہ میں ثابت نہیں لہذا امام مذکور کے پیچھے نماز جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علی نبیہ حبیبہ وبارک وسلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۲/ محرم ۸۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ھذا میں کہ چند آدمی تعزیہ داری کے متعلق باتیں کررہے تھے اس پر ممتاز خاں نے جواب دیا کہ آج کل کے لوگوں کی داڑھی داڑھی نہیں بلکہ بھرا کا جھنڈ ہے۔ ایک نہیں آل انڈیا کی بات کہتا ہوں بلکہ داڑھیوں میں آگ لگوا دینی چاہئے اس پر لوگوں نے کہا بڑے مولوی صاحب کے پاس مسئلہ پیش کریں گے تو اس نے جواب دیا میں کہدونگا عیسائی ہوں۔ وہ میرا کیا بگاڑیں گے۔ ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا رہنا سہنا کیسا ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ کھاتے پیتے رہتے ہیں ان لوگوں کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب: جس نے یہ کہا کہ میں عیسائی ہوں اس پر توبہ لازم ہے تجدید ایمان بھی اور بیوی رکھنا چاہتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے نیز داڑھی کی توہین سے بھی توبہ اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح اس پر لازم ہے اگر وہ اس پر عمل نہ کرے تو اس سے

میل جول سلام وکلام بند کیا جائے۔ثبوت شرعی کے بعد جولوگ اس سے میل جول رکھتے ہیں وہ بھی گناہگار ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۲ محرم ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسئلہ ھذا میں کہ زید نے کہا کہ تعزیہ داری کے متعلق علمائے دین نے حرام فرمایا ہے سچ ہے اس پر بکر نے کہا جو کہ امامت کرتا ہے کہ حرام نہیں ہے زید نے کہا بت پرستی ہے بت وغیرہ لگاتے ہیں تو بکر نے کہا اچھا جاؤ ہم بت پرست ہیں ہم کیا بلکہ پورے ہندوستان کے لوگ بت پرست ہیں بکر کے اوپر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے بکر کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔

الجواب : بکر نے یہ غلط کہا کہ حرام نہیں ہے توبہ کرے اور وہ جو بکر نے کہا کہ اچھا جاؤ ہم بت پرست ہیں الخ اس نے غالباً طنزاً کہا اس لئے اس کہنے کا اس پر الزام نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر سید محمد افضل حسین غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۳ محرم ۸۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت مسائل ذیل میں کہ بازار میں جو گرم کوٹ دوسرے ملکوں سے آکر بکتے ہیں بغیر پاک کئے ان سے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) ڈرائی کلین (سوکھی دھلائی) جو پٹرول وغیرہ سے کی جاتی ہے اس سے کپڑا پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(۳) ہندو دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑوں کا کیا حکم ہے جب کہ ان لوگوں کو پاک اور ناپاک کی کوئی تمیز نہیں ہوتی اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے گڑھوں میں جو پانی جمع ہوجاتا ہے اس میں بھی کپڑے دھولیتے ہیں؟ جواب دیکر عنداللہ

مشکور فرمائیں۔ فقط والسلام صابر حسین محلہ سیف خاں سنبھل ضلع مرادآباد

الجواب : اگران کا ناپاک ہونا متعین ہوتو پاک کرنا ضروری ورنہ نہیں محض شک کی بناء پران کی ناپاکی کا حکم نہ ہوگا فی الدرالمختار ثیاب الفسقة واهل الذمة طاهرة واللہ تعالیٰ اعلم محض اس بناء پر کہ یہ کپڑے کفار وفساق کے ہیں ان کی ناپاکی کا حکم نہیں علماء فرماتے ہیں کہ وہ پاک ہیں اور مسلمان بے دھوئے پہن کر نماز پڑھ لے توصحیح وجائز جب تک ثبوت واضح نہ ہو حدیقہ ندیہ میں ہے سراویل الکفر من الیهود والنصاری والمجوس بقلب علی الظن نجاسة لانهم لایستنجون من غیر ان یاخذ القلب بذالک فتصح الصلاة فیه لان الامل الیقین بالطهارة اه ملخصاً بلکہ عہد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے آج تک مسلمانوں میں متوارث ہے کہ لباس غنیمت میں نماز پڑھتے ہیں اور ظنوں اور وسواس کو دخل نہیں دیتے حلیہ میں ہے التوارث جار فیما بین المسلمین فی الصلاة بالثیاب المغنومة من الکفرة قبل الغسل اه۔ جب یہ حکم پائجامے وغیرہ کا ہے جن کے ناپاک ہونے کا زیادہ گمان تو کوٹ کے پاک ہونے اور ان میں سے نماز کے لئے استعمال کرنے میں کیا شبہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر کپڑا پاک نہیں ہے تو اس دھلائی سے پاک نہیں ہوگا ہاں اگر وہ ماء جاری میں غوطہ دے لیتے ہوں تو پاک ہوجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) پاکی کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۹ رشوال المکرم ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) مسجد کی چھت پر خواہ تنہا ہو یا جماعت کے ساتھ جبکہ چھت میں کہیں سوراخ نہ ہو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کتنی دور کے فاصلے سے نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے یوں ہی اگر کوئی تخت یا چبوترے پر نماز پڑھ رہا ہو تو اس

کے آگے سے گزر سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز اس سے مطلع فرمائیں کہ تخت یا چبوترہ کتنا اونچا ہو کہ اس کے آگے سے گزرنا جائز ہے؟

(۳) جس رومال یا تولیہ سے وضو کے بعد منہ یا ہاتھ پونچھتے ہیں اسکو بچھا کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) لوگوں سے سنا ہے کہ عربی میں الف اور لام کئی قسم کے ہوتے ہیں اس کے استعمال کے مواقع اور محل بھی جدا جدا ہیں ایک صاحب اس سلسلہ میں معلومات میں اضافہ چاہتے ہیں اس لئے جناب کو تکلیف دے رہا ہوں کہ الف اور لام کتنے قسم کے ہوتے ہیں اور اس کے استعمال کے مواقع کتنے ہیں؟ اور کس مقام پر کون معنی مراد لیا جائے گا۔ مثالوں کے ذریعہ اور معنی کے ساتھ ذرا تفصیل کے ساتھ تحریر فرمانے کی زحمت فرمائیں کرم ہوگا۔

(۵) خالدہ کی شادی بکر کے ساتھ ہوئی تھی آپس میں اختلاف ہونے کی وجہ سے خالدہ کے والدین نے بلا طلاق خالدہ کی شادی زید سے کردی۔ اب زید کا انتقال ہوگیا ہے۔ خالدہ پھر شادی کرنا چاہتی ہے لیکن لڑکا جو منتخب کیا ہے وہ کہتا ہے کہ تم پہلے شوہر سے طلاق حاصل کرلو پھر عدت کے بعد شادی کروں گا خالدہ نے بہت ساری کوششیں کیں مگر ساری بیکار گئیں ۔اب ایک مولوی صاحب نے یہ کہا ہے کہ خالدہ سے کوئی کلمہ کفر کہلایا جائے پھر از سرنو مسلمان کر کے اس کا نکاح زید کے ساتھ کردیا جائے اور دوسری کوئی صورت نہیں ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہیکہ اب کیا واقعی ایسا ہوسکتا ہے؟ اگر ہوسکتا ہے تو ساری باتوں سے مطلع فرمائیں۔ کہ کون سا کلمہ اس سے کہلوایا جائے۔ پھر عدت وغیرہ کے دن گزارنے کا سوال پیدا ہوگا؟

فقط والسلام طالب جواب: ابوالکلام احمد کسم کھور ضلع فرخ آباد

الجواب : مسجد کی چھت پر نماز پڑھنی مکروہ ہے کہ مسجد کی بے ادبی ہے ہاں اگر مسجد میں نیچے جگہ نہ رہے تو باقی ماندہ لوگ چھت پر صف بندی کرلیں یہ بلا کراہت جائز ہے ضرورت کی بناء پر فان الضرورۃ مبیح المحظورات مگر شرط یہ ہے کہ حال امام مشتبہ نہ ہو خواہ روزن ہو نہ ہو عالمگیری میں ہے الصعود علی کل مسجد مکروہ ولھذا اذا شتد الحریکرہ ان یصلی بالجماعۃ فوقہ الا اذا ضاق فح لایکرہ الصعود علی السطحۃ لضرورۃ کذافی الغرائب واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نماز اگر مکان یا چھوٹی مسجد میں پڑھتا ہو تو دیوار قبلہ تک نکلنا جائز نہیں جب تک بیچ میں آڑ نہ ہو اور صحرا یا بڑی مسجد میں

پڑھتا ہو تو صرف موضع سجود تک نکلنے کی اجازت نہیں اس سے باہر نکل سکتا ہے موضع سجود کے یہ معنی ہیں کہ آدمی جب قیام میں اہل خشوع وخضوع کی طرح اپنی نگاہ خاص جائے سجود پر جمائے تو نگاہ کا قاعدہ ہے کہ جب سامنے روک نہ ہو تو جہاں جمائے وہاں سے کچھ آگے پڑتی ہے جہاں تک آگے بڑھ جائے وہ سب موضع سجود ہے اس کے اندر نکلنا حرام ہے والمسئلة مصرحة فی الدر المختار وغیرها اور مسجد کبیر صرف وہ ہے جس میں مثل صحرا اتصال صفوف شرط ہے جیسے مسجد خوارزم کہ سولہ ہزار ستون پر ہے باقی عام مساجد اگرچہ دس ہزار گز تک ہوں مسجد صغیر اور زیادہ تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد سوم دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اگر گزرنے والے کا کوئی عضو نمازی کے سامنے ہو تو بلندی پر نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گزرنا جائز نہیں چھت ہو کہ کسی عضو کا سامنا نہ ہو تو جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) پڑھ سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) عربی میں الف اور لام کی چار صورتیں ہیں کبھی جنس کیلئے ہوتا ہے اور کبھی استغراق کے لئے آتا ہے۔ اور کبھی عہد کے لئے پھر اگر متکلم ومخاطب کے درمیان معلوم ہو تو عہد خارجی ورنہ عہد ذہنی اور تفصیل کے لئے رسالہ لامیہ کا مطالعہ کریں جو فصول اکبری کے اول میں لگ رہا ہے۔

(۵) ان مولوی صاحب نے غلط بتایا ان پر کفر کی تلقین کرنے کے سبب توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی والے ہوں تو بعد تجدید ایمان تجدید نکاح بھی کریں۔ اور فتویٰ اس پر ہے کہ عورت کلمہ کفر بکنے سے نکاح سے نہیں نکلتی وہ توبہ اور شوہر اول کی طرف رجوع کی جائے گی ورنہ امان اٹھ جائے گا اگرچہ اصل مذہب یہی ہیکہ نکاح فی الحال فسخ ہو جاتا ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں بلا طلاق اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبد الرحیم بستوی غفرلہ

دار الافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۴ رجمادی الاول ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

کہ چار سمتیں ہیں ایک صاحب کا کہنا ہے کہ سمتوں کے لئے دن مقرر ہیں کس سمت کی جانب کس روز سفر کیا جائے گا تو مفقر ہے۔اور سفر کرنے میں کون سا دن افضل ہے۔فقط والسلام سائل محمد صدیق کتری بہار پور شہر بریلی شریف

الجواب: سفر کے لئے جمعرات یا ہفتہ یا پیر کا دن بہتر ہے اور صبح کا وقت مبارک ہے۔اور اہل جمعہ کو روز جمعہ قبل جمعہ سفر اچھا نہیں یعنی جس پر جمعہ واجب ہو بے جمعہ کی نماز پڑھے سفر نہ کرے صحیح بخاری شریف میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم ﷺ غزوۂ تبوک کو پنجشنبہ کے روز روانہ ہوئے اور پنجشنبہ کے دن روانہ ہونا حضور کو پسند تھا شریعت مطہرہ نے سمتوں کیلئے دن مقرر نہیں کیے ہیں اہل نجوم ضرور ایسا کہتے ہیں بلکہ وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ قمر در عقرب میں سفر کرنا برا ہے اسے منحوس بتاتے ہیں ایسی باتیں قابل قبول نہیں بلکہ یہ سب خلاف شرع اور نجومیوں کا ڈھکوسلا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ ریاض احمد سیوانی غفرلہ القوی

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) مرد و عورت کے لئے بچہ نہ جننے کے لئے آپریشن اسلام میں جائز ہے یا نہیں؟

(۲) مرد یا عورت آپریشن کرائے تو وہ اسلام میں رہتا ہے یا نہیں؟

(۳) ۱۹۷۰ء میں جامع مسجد دہلی کے نائب پیش امام نے آپریشن کرانا جائز کا فتویٰ صادر کیا ہے وہ فتویٰ ہمارے پاس موجود ہے کتاب کا کوئی حوالہ نہیں تو اس پر عمل کرنا کیسا ہے ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۴) ایک امام صاحب نے اپنی رفیق حیات کا یا خود کا آپریشن کرایا ہے تو بچہ نہ ہونے کی وجہ سے ایسے امام کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

(۵) ہمارے یہاں ایک مؤذن ہے جو ہمیشہ جھوٹ، چغلی، اور غیبت کرا کرتا ہے ہے تو اس موذن کی اذان جائز ہے یا نہیں؟ ان سوالات کا جواب برائے کرم جلد سے جلد روانہ کریں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔

الجواب : شریعت مطہرہ نے بعض خاص صورتوں میں ضبط تولید یا اسقاط حمل کی اجازت دی ہے جبکہ حمل چار ماہ سے کم کا ہو جس کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے آج کل ضبط تولید کا جس مقصد کے تحت زور دیا جاتا ہے اسلام کے نزدیک صحیح نہیں ہے قرآن کریم کا ارشاد ہے لاتقتلوا اولادکم خشیة املاق نحن نرزقهم وایاکم اپنی اولاد کو فقر وفاقہ کی وجہ سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی روزی دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ اور ارشاد فرمایا ومامن دابة فی الارض الاعلی الله رزقها رزاق حقیقی اللہ تعالیٰ ہے پھر فقر وفاقہ کیوجہ سے ضبط تولید کی کیسے اجازت ہوگی اور حضور سید عالم ﷺ کو کثرت امت مقصود ہے سرکار نے فرمایا نکاح کرو شوہر سے محبت کرنے والی اور کثرت سے بچہ دینے والیوں سے تاکہ میں قیامت کے دن تمہاری کثرت سے گذشتہ امتوں پر غالب آؤں۔ لہذا بلا اجازت شرعیہ اس سے احتراز کرنا چاہئے اور بلا ضرورت آپریشن ناجائز ہے ستر بے ضرورت شرعی کھولنا حرام ہے اور بلا ستر کھولے آپریشن ناممکن جن لوگوں نے جواز کا فتویٰ دیا ہے وہ ان کی ہوس پرستی اور دنیاوی حرص وطمع ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) جس نے آپریشن کرایا بلا ضرورت شرعیہ تو گنہ گار ہوا توبہ کرے ورنہ اس کے پیچھے نماز سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) ایسا موذن فاسق معلن ہے اس کی اذان مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲۸ رذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں

ہمارے گاؤں میں مسلم ایجوکیشن سوسائٹی نے اپنی اور گاؤں کے مخلص اور ہمدرد حضرات اور دیگر عام مسلمانوں کی دامے درمے سخنے امداد سے انگلش، اردو ہائی اسکول قائم کیا ہے۔ جس میں اردو سے یا اردو سے پڑھے ہوئے بچوں کو انگریزی تعلیم دی جاتی ہے سوسائٹی کا یہ قومی تعمیری اقدام قابل تحسین وآفرین ہے ہائی اسکول کے تمامتر اخراجات ومصارف قوم کے چندوں اور کچھ گورنمنٹ کی امداد پر منحصر ہیں چندہ کے علاوہ امسال چرم قربانی یا چرم قربانی کی رقوم انگلش، اردو ہائی اسکول کے اخراجات ومصارف کے پیش نظر وصول کی جارہی ہیں آیا چرم قربانی یا اس کی رقم ہائی اسکول کی امداد کے لئے دینا چاہئے

یا نہیں؟ اور ایسا کرنے سے قربانی کی قبولیت میں تو کچھ فرق نہیں آتا۔ ہر دو طرح پر جواب مفصل ومدلل عنایت فرمائیں مولیٰ تبارک وتعالیٰ آپ کے اوقات وعلم وعمل میں ترقی عطا فرمائے آمین۔ جواز کا طریقہ اور حیلہ شرعیہ کے بارے میں ضرور تحریر فرمائیں۔ بینوا وتوجروا۔ المستفتی: شیخ محمد امام پٹیل محلہ بابو جی پورہ ضلع جلگاؤں

الجواب: بعون الملک الوھاب قربانی اراقت دم سے ہوجاتی ہے پھر گوشت وپوست کا قربانی کرنے والا مالک ہے۔ چرم قربانی کو باقی رکھتے ہوئے اپنے صرف میں لاسکتا ہے یا صدقہ کردے۔ جہاں ثواب کا کام ہو وہاں صدقہ کرنا ثواب ہے ظاہر ہے کہ انگریزی پڑھنے کے لئے دینا ثواب نہیں ہے اس لئے یہ حیلہ کردیں کہ کسی غریب محتاج کو دیدیں وہ بعد قبضہ اپنی طرف سے جسے دے وہ صرف کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۳۰ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ

سنی مسجد میں رجسٹری شدہ وہابی جو تھانوی گنگوہی وغیرہم مولویوں کے عقائد کفریہ جان کر بھی ان کو پیشوا ورہبر مانتے ہیں (معاذ اللہ) نماز عیدالفطر کے لئے گھس آئے ان کو ہر چند سمجھایا کہ تم لوگ اپنی مسجدوں میں جاؤ مگر انہوں نے دوست کے زعم میں سنیوں کے سمجھانے کو نظر انداز کردیا آخرش سنیوں نے نکالا۔ پھر وہابیہ آمادۂ جنگ ہوئے تو پھر سنیوں نے اچھی طرح مردود وہابیوں کو زدوکوب کیا یہ سنی کہتا ہے کہ جن دینی بھائیوں نے وہابیوں کو دشمن رسول سمجھ کر مارا ہے یقیناً ان کو بڑا اجر وثواب ہے۔ اور جس قدر اب تک گناہ کئے ہیں قدرت سے امید ضرور معاف فرمادے گا بکر کہتا ہے کہ گناہ نیکیوں سے قدرت بدل دے گی۔ عمرو کہتا ہے کہ سوچ کا بھی ثواب ملے گا از روئے شریعت تینوں کے اقوال کیسے ہیں؟ کیا وہابیوں کو ان کی شرارت پر جن سنیوں نے اپنا بچاؤ کرنے میں مارا ان پر کوئی گناہ نہیں ہوا۔ برائے کرم جواب جلد سے دیکر مشکور فرمائیں۔ فقط والسلام راقم محمد قاسم اسحاق بیڑی جامنگر

الجواب: اللھم ھدایۃ الحق والصواب صورت مسئولہ میں وہ لوگ اجر وثواب کے مستحق ہوئے اور اس

میں شک نہیں کہ نیکیوں سے گناہ دھلتے ہیں ارشاد خداوندی ہے ان الحسنت یذھبن السیئات اللہ عزوجل سے امید مغفرت ہر وقت ہے وہ غفار وستار ہے۔ مگر کوئی تعین نہیں ہے اور نہ اس بارے میں میری نظر میں صراحتاً کوئی نص موجود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۳۰ رمحرم الحرام ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) مسلمانوں کو کالا خضاب لگانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) مسلمان تندرست فقیر جو ہر مذہب کے یہاں بھیک مانگ کر اپنا اوقات گزاری کا وسیلہ بنا رکھا ہے وہ فقیر موذن کا کام کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۳) تعزیہ داری جائز ہے یا ناجائز؟

(۴) گانجہ اور بھانگ کا پیشہ جائز ہے یا ناجائز اور مولوی، مولانا لوگ اگر گانجہ دوکان میں کھانا پینا کرتے ہیں وہ چندہ بھی لیتے ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب (۱) کالا خضاب ناجائز ہے حدیث میں ہے غیر واالشیب ولا تقربوا السواد پیری تبدیلی کرلو اور سیاہ رنگ کے پاس نہ جاؤ دوسری حدیث میں ہے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ سیاہ خضاب کریں گے۔ جیسے کبوتروں کے پوٹے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے درمختار وغیرہا میں ہے یکرہ السواد شرح مشکوۃ میں محدث عبدالحق دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں خضاب بسواد حرام است واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو بلا ضرورت شرعیہ گداگری کرتا ہو وہ موذن بننے کے لائق نہیں ہاں بعد توبہ صحیحہ موذن بنا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) مروجہ تعزیہ داری ناجائز وحرام ہے اور تفصیل کے لئے رسالہ تعزیہ داری ملاحظہ ہو اس سلسلہ میں ایک پوسٹر بھی روانہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) دوا کیلئے بیچنا جائز ہے اور نشہ بازوں کے ہاتھ ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۴ رمحرم الحرام ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ زید و عمر و مصافحہ کے موضوع پر بحث کررہے تھے زید کا کہنا تھا کہ افضل بصفحة اليد الی صفحة اليد یعنی ایک ہتھیلی کا دو ہتھلیوں کے درمیان ہونا اخذ ابہام سے افضل ہے اس کے جواب میں عمرو نے کہا کہ ایک ہتھیلی کا دو ہتھیلیوں کے درمیان والا مصافحہ گاندھی جی کا ایجاد کردہ یا گاندھی جی کو کرنا یا ریل گاڑی کا ڈبہ جوڑنا ہے۔ مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر کیا جائے کہ عمرو کا ایسا کہنا از روئے شرع درست ہے یا نہیں؟ اور اس قول کی بنا پر زید عندالشرع مجرم ہے یا نہیں؟ جواب مدلل بحوالہ کتب تحریر فرمائیں۔ نوٹ: مصافحہ کے دونوں طریقے مسنون ہیں یا ایک۔ خلاصہ لکھیں۔

الجواب: مصافحہ کے یہ دونوں طریقے احادیث سے ثابت ہیں بخاری شریف میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کا دست مبارک ان دونوں ہاتھوں کے درمیان میں تھا یعنی ہر ایک کا ہاتھ دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہوا۔ اور دوسرا طریقہ جس کو بعض فقہاء نے بیان کیا ہے اور اس کی نسبت میں وہ کہتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک اپنا داہنا ہاتھ دوسرے کے داہنے سے اور بایاں بائیں سے ملائے اور انگوٹھے کو دبائے کہ انگوٹھے میں ایک رگ ہے جس کے پکڑنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ عمرو کا وہ قول محض غلط و باطل ہے اس پر توبہ لازم ہے۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۴ رمحرم الحرام ۱۳۹۲ھ

حضرت مفتی صاحب السلام علیکم

عرض یہ ہیکہ برادری کے دو آدمیوں کولڑکی کی غلطی کے سبب مسلمانوں نے اذات کردیا۔ اور یہ طے کرلیا کہ ان درزیوں کے یہاں کوئی کپڑا نہ سلائے ورنہ اسے بھی اذات کردیا جائے گا۔ کچھ دنوں کے بعد میرے لڑکے نے اس درزی کے یہاں پرانے پائجامہ کو کٹوا کر جانگھیا بنوایا۔ مسلمانوں نے مجھے اذات کردیا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کے لئے ہم ہر سال کھچڑا بناتے ہیں۔ جب ہم نے کھچڑا بنایا تو کچھ مسلمانوں نے امام صاحب کی نیاز سمجھ کر اسے کھایا تو مسلمانوں نے ان کھانے والوں کو بھی اذات کردیا۔ تو سوال یہ ہے درزیوں کو اذات کرنے کے ساتھ ان کے یہاں مسلمانوں کو کپڑا نہ سلانے دینا اور سلانے والے کو اذات کردینا حق ہے یا ناحق؟ اب میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کا کھچڑا کروں یا نہ کروں اگر کروں تو کس کو کھلاؤں میرے یہاں جن لوگوں نے حضرت امام حسین کی نیاز کا کھچڑا کھایا ان کو بھی اذات کیا یہ درست ہے یا نہیں؟ وجیہ اللہ چودھری اوجھا گنج ضلع بستی

الجواب: کسی جرم پر ترک تعلق کا مقصد یہ ہے کہ وہ شخص اپنی اصلاح کرے اور جرم سے توبہ صحیحہ کرے آپس کا اتحاد درہم برہم کرنے کے لئے ترک تعلق کا حکم نہیں پھر جس نے جرم کیا اس کی سزا اسی تک محدود رہے گی پورے کنبہ و خاندان کو اس جرم کا مرتکب گرداننا ہر گز جائز نہیں اگر آپ کے لڑکے نے اذات لوگوں سے میل جول کیا تو وہ ضرور مجرم ہے اس سے تعلق جائز نہیں اور آسان صورت یہ ہے کہ وہ لڑکا اپنی غلطی سے توبہ کرے پھر اسے برادری میں شامل کرنا ضروری ہے اب برادری سے علیحدگی رکھنا ناجائز ہے۔ یونہی اگر وہ اذات درزی توبہ صحیحہ کرلیں تو انہیں بھی برادری میں شامل شریک کرلیا جائے یہ بات ضرور خلاف شرع ہے کہ بعض لوگوں سے میل جول رکھا اور بعضوں سے نہ رکھا جائے حالانکہ دونوں جرائم میں شریک ہوں۔ عدل و انصاف کے محض خلاف ہے اس سے برادری توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۴ر محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

میرے پاس بہت سے رسالے مثلاً اعلیٰ حضرت، دین ودنیا، مولوی، آسان حدیث وغیرہ وغیرہ کئی سال سے جمع ہیں جن

میں قرآنی آیات وغیرہ بھی لکھی ہیں اور ان کا کوئی رکھنے والا جو حفاظت سے رکھ سکے نہیں ہے کیا ان رسالوں کو جلا کر راکھ کو دریا یا نہر کے پانی میں بہادیا جائے؟ یا سب کو ایک جگہ گہرا گڈھا کھود کر دفن کردیا جائے؟ کیونکہ رسالے کئی سو کی تعداد میں ہیں اس لئے ان میں آیات وغیرہ کو نکالنا بہت مشکل ہے۔

الجواب: بہتر ہے کسی کو دے دیجئے، جلانا منع ہے۔ کسی مدرسہ میں بھجوادیجئے۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۵ر محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ دو عورتوں میں جھگڑا ہوا بہت سے لوگ دیکھ رہے تھے جھگڑا ہونے کے بعد دونوں عورتوں کے شوہر شہر سے وطن آئے جماعت کے دونوں نے کہا جو تمہارا حقیقی بھائی ہے اس کی عورت سے تحقیق کرو کیونکہ وہ شروع سے جھگڑا دیکھ رہی تھی وہ حق انصاف کی بات خلاصہ کردے گی دو چار آدمی جماعت میں گئے تحقیق کرنے کو تو وہ عورت بولی کہ سب غلطیاں ہمشیرہ کی ہیں۔ پھر جو صاحبان گئے تھے وہ بولے کہ حق اور انصاف کی بات بولتی ہے اس عورت نے کہا کہ خدا کی قسم کھاتی ہوں حق اور انصاف کی بات بولتی ہوں ان لوگوں نے اس عورت کی شہادت کو بیان فرمایا۔ جماعت کے لوگوں نے کہا کہ اس عورت کو جماعت میں بلایا جائے جماعت والوں نے عورت کو بلایا اور کہا کہ خداوند کریم اور رسول پاک ﷺ پر تیرا ایمان ہے انصاف کی بات بول۔ وہ عورت خاموش رہی پھر جماعت کے لوگوں نے کہا کہ تو اپنی اولاد کی قسم کھا کہ میری اولاد میرے کام نہ آئے عورت اولاد کی قسم کھا گئی اور کہا کہ دونوں عورتوں کی غلطیاں ہیں اتنے پر جماعت کے لوگوں نے کہا کہ ابھی چند لمحہ پہلے تو نے خدا اور رسول پاک کی قسم کھائی تھی کہ ہمشیرہ صاحبہ کی سب غلطیاں ہیں جماعت کے لوگوں نے کہا خدا اور رسول پاک پر تو ایمان رکھتی ہے تو انصاف کی بات بول تو تیری زبان بند ہوگئی لیکن جب اولاد کی قسم کھلائی گئی تو اولاد کو خدا اور رسول پاک سے زیادہ محبوب رکھتی ہے۔ جماعت کے لوگوں نے کہا کہ عورت اپنے شوہر کے نکاح سے نکل گئی آپ اس مسئلہ میں جواب شرعی تحریر فرمائیں۔

الجواب: جھوٹی قسم کھانا حرام اشد حرام ہے وہ عورت گنہ گار ہوئی۔ توبہ کرے مگر نکاح سے نہیں نکلی عظمت کی بنا پر لوگ قسم

نہیں کھاتے۔ ڈرتے ہیں اور اگر یہ ثابت ہو کہ اولاد کو زیادہ عزیز رکھتی ہے تو بھی ایمان سے خارج نہیں ہوگی البتہ کامل ایمان نہ رہے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۱۵ر محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

اولیاء کرام وشہدائے عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات پر جاکر ادب واحترام کے ساتھ کھڑے ہوکر فاتحہ پڑھنا اور ہاتھ سے بوسہ دینا اور لب سے چومنا کیسا ہے؟ از روئے شرع مدلل مع حوالہ جواب تحریر فرمائیں فقط غلام احمد یار علوی مدرس مدرسہ عالیہ قادریہ رضویہ بدرالعلوم بستی

الجواب: اس بارے میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ فاضل بریلوی نے جو فرمایا وہی حق وصحیح ہے وہی قابل عمل ہے۔ فرماتے ہیں بعض علماء اجازت دیتے ہیں اور بعض علماء روایات بھی نقل کرتے ہیں کشف الغطاء میں ہے۔ بوسہ دادن قبر والدین را نقل کردہ وگفتہ دریں صورت لا باس ست وشیخ اجل ہم درشرح مشکوۃ بوروآں وربعضے اشارت کردہ بے تعرض بحرج آں۔

مگر جمہور علماء مکروہ جانتے ہیں تو اس لئے احتراز بھی چاہئے اشعۃ اللمعات میں ہے مسح نکند قبر رابدست وبوسہ ندہند آنرا کشف الغطاء میں ہے کہ کذا فی عامۃ الکتب۔ مدارج النبوۃ میں ہے دربوسہ قبر والدین روایت فقہی می کنند وصحیح آنست لایجوز است۔ اور احکام شریعت جلد سوئم میں ہے بوسہ قبر میں علماء کا اختلاف ہے اور احوط منع ہے خصوصا مزارات طیبہ اولیاء کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ فاصلے سے کھڑا ہو یہی احب ہے پھر تفصیل کیونکر مقصود یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا بکل مقام مقال وبکل مقام رجال وبکل رجال مجال منال نسئل اللہ حسن المال وعندہ العلم بحقیقۃ کل حال واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ ☆ دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف ☆ ۱۰ر ربیع الاول ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص ناف کے نیچے کا بال کاٹے، ایک لوٹا پانی لیجا کر کے اس کو دھولے اس کے بعد غسل نہ کرے کیا یہ ٹھیک ہے؟

الجواب : کوئی حرج نہیں غسل واجب نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۳۰ ررجب المرجب ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) آپ سے ایک بار میں نے سوال کیا تھا کہ گھیسے سے مچھلی کا شکار مارنا کیسا ہے؟ تو آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ ناجائز ہے ایسا کرنے والا اذان بھی نہیں دے سکتا میلاد شریف بھی نہیں پڑھ سکتا۔

(۲) مفتی حبیب اللہ صاحب جامعہ نعیمیہ مرادآبادی نے تحریر کیا ہے کہ گھیسے کا سر کاٹ کر مچھلی کا شکار مار سکتا ہے اور چاہے تو کھا سکتا ہے تو یہ ایک تحریر آپ کی اور ایک مفتی حبیب اللہ صاحب کی لہٰذا ان دونوں تحریروں میں کون سی صحیح مانی جائے مطالعہ کر کے جواب جلد تحریر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

(۳) فجر، مغرب وعشاء میں قرأت بلند آواز سے پڑھتے ہیں ظہر اور عصر میں کیوں نہیں پڑھتے ہیں اور خطبہ اولی اور ثانی کے درمیان کیوں بیٹھتے ہیں برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔

(۴) کپڑے پر کسی جاندار مچھلی یا کبوتر وغیرہ کی تصویر بنی ہوتی ہے چادر یا کمبل پر اوڑھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۵) جہاں وبائی بیماری چل رہی ہو وہاں جانے سے پرہیز کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب : (۱،۲) دونوں جوابوں میں اصلاً تعارض نہیں ہے۔ مفتی حبیب اللہ صاحب کا جواب اس صورت میں ہے کہ اس کا سر کاٹ دیا گیا ہو اسکے بعد استعمال کیا جائے تو ناجائز نہ ہوا۔ میرے جواب کا حاصل یہ ہوا کہ زندہ گھیسے کا استعمال کرنا اور شکار سے ایذا دینا یوں ناجائز ہے سر کاٹنے سے یہ وجہ ختم ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اللہ و رسول (جل جلالہ و ﷺ) کا حکم ایسا ہی ہے ہاں اس میں مصلحت ضرور ہے ابتداء اسلام میں کفار مکہ نماز پڑھتے

دیکھتے تھے تو شور وشر کرتے تھے اس لئے ظہر وعصر میں آہستہ قرأت کا حکم دیا گیا فجر کے وقت وہ سوتے تھے اور مغرب کے وقت کھانے پینے میں مشغول ہوتے تھے اور عشاء کے وقت سوجاتے تھے لہذا ان اوقات میں جہر سے حکم دیا گیا مگر اس سبب کے زائل ہونے پر بھی حکم باقی رہا۔ جمعہ وعیدین بعد میں شروع ہوئے لہذا ان میں جہر کا حکم ہوا۔ یہ وجہ بعضوں نے بیان کی ہے اور میرے نزدیک اور بھی وجہیں ہیں مگر وہ عوام کی فہم سے بالاتر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

خطبے دو شروع ہوئے دونوں کی فصل کے لئے جلسہ مقرر ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر تصویر چھپی ہو یا اتنی چھوٹی ہو کہ اس کو زمین پر رکھ کر دیکھیں تو اعضا کی تفصیل نہ دکھائی دے، یا سر بریدہ ہو، یا ایسی ہو کہ اس کا چہرہ مٹا دیا گیا ہو تو کراہت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) ہاں بچنا چاہئے۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۹؍ شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ

از: عبدالرحمٰن انصاری کلکتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میرے یہاں کمپنی میں عام مزدور کو بس کرما پوجا کے لئے روپیہ دیتا ہے پھر پوجا کے دو چار دس دن کے بعد مٹھائی دیتا ہے کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ اس کو بھی نہیں کھانا چاہئے تو اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کمپنی دیتی ہے اس پیسہ کی بجٹ سے۔ بحوالہ کتب جلد جواب دیں۔

الجواب: ان لوگوں کا کہنا صحیح ہے کہ بچنا چاہئے مگر کھانا ناجائز وگناہ نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۲؍ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولانا جناب مصلح الدین صاحب امسال اجمیر شریف بس سے تشریف لے گئے بروقت خریداری ٹکٹ بھلا خاں نے کہا کہ ہمارے مولانا کا آدھا کرایہ تیس روپیہ رعایت کرادینا۔ کمیشن ایجنٹ نے وعدہ کرکے کہا کہ فی سواری ۵؍روپیہ مجھے کمیشن ملا ہے، وہ نہ لینے کا میں ذمہ دار ہوں۔ باقی مالکان بس سے کہکر کراسکتا ہوں۔ جو کچھ ہوجائے لیکن شرط یہ ہے کہ مولانا صاحب بس کے نمازی سواریوں کو وقت پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھاتے رہیں گے تاکہ ان کا ایک جائز حق بن جائے اور ہر سواری بھی مالکان بس سے حق دلائے اور رعایت کرایہ دینے کا حق حاصل ہوجائے چنانچہ مولانا موصوف نے ایک وقت کی بھی نماز کسی نمازی سواری کو جماعت سے نہیں پڑھائی نمازی لوگ مسجد میں پڑھنے چلے گئے یا سفر میں تنہا اپنی اپنی پڑھتے رہے۔

اب کرایہ لینے کا سوال آیا تو مولانا صاحب نے بالکل تمام نصف کرایہ مبلغ اکیس روپیہ دیئے اور نصف کرایہ کے متعلق ان کی یہی دلیل ہے کہ مجھے تو بھلا صاحب نے کہدیا تھا نہیں دونگا۔ اگر وہ کہیں تو دیدونگا مالکان بس کا تقاضا بدستور کرایہ لینے کا جاری ہے۔ عالیجاہ خلاصہ مسئلہ کیا ہے کیا کسی کے رقم پر جو مولانا پر واجب ہوچکی ہے بلا رضامندی کے صاف کہے اس کا نہ دینا یا دلیل کے ساتھ روک لینا یا روکنے کی کوشش کرنا کیا شرعاً جائز ہے جب کہ مولانا موصوف بھی خود بھی شرعاً عام طور پر ان مسئلوں سے واقف ہوں گے کہ کسی کی امانت جو واجب ہوگئی ہے نہ دینا شرعاً خطا و گناہ ہے ایسی صورت میں مولانا سے کرایہ بقیہ لینا چاہئے یا نہیں جو شرعی حکم ہو برائے کرم صادر فرمائیں۔ فقط

عبدالرحمٰن چودھری کھڑپل ڈاکخانہ خاص ضلع پیلی بھیت

الجواب: واقعی صورت مسئولہ میں ان مولانا صاحب پر بقیہ رقم کا ادا کرنا لازم ہے جس شرط کیوجہ سے رعایت کرادینے کی بات ہوئی اس پر انہوں نے عمل نہیں کیا تو وہ رعایت کے مستحق نہیں ہیں۔ ہاں اگر مالکان بس برضا و خوشی معاف کردیں تو اور بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ

دارالافتاء منظر اسلام محلہ سوداگران بریلی شریف

۸؍رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ

یاد گار اعلیٰ حضرت

از: محمد عیسیٰ نیر الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج قنوج

پاسبان اہلسنت منظر اسلام ہے
یاد گار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

گلشن احمد رضا کا تو ہے اکلوتا امیں ☆ خوب کی تو نے نمایاں خدمت دین متیں
پرضیاء تیری ڈگر ہے تو ہے وہ مہر مبیں ☆ ہند کا بغداد تو ہے یوں تیرا ثانی نہیں

ترجمان اہلسنت منظر اسلام ہے
یاد گار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

تیرے کوچے میں ہیں روشن آفتاب وماہتاب ☆ جن سے تو نے خوب پائی ہے ضیائے لاجواب
روز افزوں ہو رہا ہے آج تک تیرا شباب ☆ ہوگیا ہے تو زمانے کا سراپا انتخاب

مرکز دین و شریعت منظر اسلام ہے
یاد گار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

جذبہ احمد رضا کی تو حسیں تصویر ہے ☆ ان کے خواب ناز کی تو بالیقیں تعبیر ہے
جس سے ملت کی بقا ہے تو وہی تعمیر ہے ☆ گوہر شاداب تو ہے یہ تیری تقدیر ہے

رہنمائے قوم وملت منظر اسلام ہے
یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

تیری تاریخ کہن ہے اک صدی کی داستاں ☆ رفتہ رفتہ ہوگیا تو شہرتوں کا آسماں
ہر بہار جانفزا پر جب کہ آتی ہے خزاں ☆ جس کے مرجھاتے نہیں گل تو وہی ہے گلستاں

آسمان علم وعظمت منظر اسلام ہے
یاد گار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

تیرے بانی کی بدولت تیرا شہرہ ہوگیا ☆ تاج رفعت تجھ پہ رکھا تو ستارا ہوگیا
جہل کی تاریکیوں میں تو سویرا ہوگیا ☆ عظمت علم وادب کا تو ہمالہ ہوگیا

منظہر شان رسالت منظر اسلام ہے
یادگا راعلیٰ حضرت منظر اسلا م ہے

شاخ طوبیٰ کے عنادل تیرا نغمہ خواں ہوئے ☆ جو چلے خلد بریں کو وہ ترے مہماں ہوئے
چاند وسورج اور ستارے سب ترے ساماں ہوئے ☆ تیری شمع انجمن سے نور کے خواہاں ہوئے

منظہر شان جلالت منظر اسلام ہے
یا دگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

اے بریلی تجھ پہ احساں ہے بہار علم کا ☆ جس نے تجھ کو شہر بخشا ہے وقار علم کا
تیرے سینے میں ہے دریائے کنار علم کا ☆ ہوگیا ہے مستند تو اعتبار علم کا

ہاں تیری یہ وجہ شہرت منظر اسلام ہے
یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

نقشۂ تعمیر بدلا حضرت سبحاں رضا ☆ زیب و زینت تجھ کو بخشا حضرت سبحاں رضا
جو کیا اچھا کیا یا حضرت سبحاں رضا ☆ تم سے راضی ہیں رضا یا حضرت سبحاں رضا

واہ کیا تیری یہ قسمت منظر اسلام ہے
یاد گار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

تیرے سائے سے زمانے کو سہارا مل گیا ☆ اہلسنت کے سفینے کو کنارا مل گیا
تیرے سینے سے حیات نو کا دھارا مل گیا ☆ تیری ہستی کو رضا کا ماہ پارہ مل گیا

تجھ کو حاصل ایسی شوکت منظر اسلام ہے
یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

قصر باطل میں پڑا ہے تجھ سے ایسا زلزلہ ☆ نجدیوں کا سرد جس سے ہوگیا ہے غلغلہ
تیرے صدسالہ نے ہم کو دیدیا ہے حوصلہ ☆ اہلسنت میں ہے نیر باقی اب تک ولولہ

خوب دی داد شجاعت منظر اسلا م ہے
یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

جشن صدسالہ بزم احباب کے اکیسو مادہائے تاریخ ۲۰۰۳ء

مستخرجہ: خلیفہ مفتی اعظم ہند الحاج الشاہ قاری محمد امانت رسول رضوی مہتمم مدینۃ الاسلام ہدایت نگر پیلی بھیت

سرمایۂ کامرانی بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۴۲۴ھ ☆حمیدہ صفات بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۴۲۴ھ

گل محمداللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنامحمد وبارک وسلم ۱۴۲۴ھ

احسان ایزد اللھم صل علیٰ سیدنا محمدوعلیٰ آل سیدنا محمد وبارک وسلم ۱۴۲۴ھ

حمدمولیٰ جشن صدسالہ منظر اسلام ۲۰۰۳ء ☆لاجواب کلمہ جشن صدسالہ منظر اسلام ۲۰۰۳ء

سایہ نبی جشن صدسالہ منظر اسلام ۲۰۰۳ء ☆حسینی جشن صدسالہ منظر اسلام ۲۰۰۳ء

حب حسین جشن صدسالہ منظر اسلام ۲۰۰۳ء ☆اہل ایمان جشن صدسالہ منظر اسلام ۲۰۰۳ء

منازل اوج جشن صدسالہ منظر اسلام ۲۰۰۳ء ☆کوکب ملک جشن صدسالہ منظر اسلام ۲۰۰۳ء

بے قیمت جامعہ منظر اسلام ۲۰۰۳ء ☆رکن ایمان مدرسہ منظر اسلا م ۲۰۰۳ء

زیب جشن مدرسہ منظر اسلام ۲۰۰۳ء

جلونہ محبوب منظر اسلام ۱۴۲۴ھ ☆حب محمد منظر اسلام ۱۴۲۴ھ

محمدی منظر اسلام ۱۴۲۴ھ ☆ باصواب منظر اسلام ۱۴۲۴ھ

جلونہ ناز منظر اسلام ۱۴۲۴ھ ☆ اہل اللہ منظر اسلام ۱۴۲۴ھ

لطافت کلام مرکز اہل سنت ۱۴۲۴ھ☆ تاج زرمرکز اہل سنت ۱۴۲۴ھ

زینت انجمن مرکز اہل سنت ۱۴۲۴ھ☆ شکر مالک مرکز اہل سنت ۱۴۲۴ھ

گل گلستاں مرکز اہل سنت ۱۴۲۴ھ

نافع زمان دارالعلوم منظر اسلام ۲۰۰۳ء ☆ مقصود جہان دارالعلوم منظر اسلام ۲۰۰۳ء

چشم عالم اعلیٰ حضرت ۲۰۰۳ء☆ آفتاب اعلیٰ حضرت ۲۰۰۳ء

حیات جاوداں اعلیٰ حضرت ۲۰۰۳ء☆ ناصر عباداللہ اعلیٰ حضرت ۲۰۰۳ء

سلطان زمان یادگار اعلیٰ حضرت ۲۰۰۳ء ☆فصیح زبان یادگار اعلیٰ حضرت ۲۰۰۳ء

فی امان اللہ یادگار اعلیٰ حضرت ۲۰۰۳ء ☆ زیب بارگاہ یادگار اعلیٰ حضرت ۲۰۰۳ء

زبدۂ مسلمین یادگار اعلیٰ حضرت ۲۰۰۳ء ☆ میزان عمل یادگار اعلیٰ حضرت ۲۰۰۳ء

جمال ایزد شہزادگان اعلیٰ حضرت ۲۰۰۳ء ☆ زیب عباد شہزادگان اعلیٰ حضرت ۲۰۰۳ء

دامان شہزادگان اعلیٰ حضرت ۲۰۰۳ء ☆باب امن شہزادگان اعلیٰ حضرت ۲۰۰۳ء

کنز حیاشہزادگان اعلیٰ حضرت ۲۰۰۳ء

تعظیم تاج حجۃ الاسلام ۲۰۰۳ء ☆ خورشید قدرت حجۃ الاسلام ۲۰۰۳ء

ملک علماء حضور حجۃ الاسلام ۱۴۲۴ھ ☆ قطب عالی جاہ حضور حجۃ الاسلام ۱۴۲۴ھ

ماہر معنی حضرت حجۃ الاسلام ۲۰۰۳ء ☆ والا مناقب حضور حجۃ الاسلام ۱۴۲۴ھ

شاہ زمن مفتی اعظم ہند ۲۰۰۳ء ☆بادشاہ ملک مفتی اعظم ہند ۲۰۰۳ء

بندۂ مقرب مفتی اعظم ہند ۲۰۰۳ء ☆ چشمہ امید مفتی اعظم ہند ۲۰۰۳ء

سرمایۂ وفا مفتی اعظم ہند ۲۰۰۳ء

حبیب محمد پندرہویں صدی کے مجدد علامہ مصطفی رضا ۲۰۰۳ء

حبیب انام پندرہویں صدی کے مجدد علامہ مصطفی رضا ۲۰۰۳ء

نیک دل پندرہویں صدی کے مجدد علامہ مصطفی رضا ۲۰۰۳ء

مایۂ ناز پندرہویں صدی کے مجدد علامہ مصطفی رضا ۲۰۰۳ء

وجیہ ملک پندرہویں صدی کے مجدد علامہ مصطفی رضا ۲۰۰۳ء

اسد اولیاء پندرہویں صدی کے مجدد علامہ مصطفی رضا ۲۰۰۳ء

تاج العزت پندرہویں صدی کے مجدد ۱۴۲۴ھ ☆فیض ایزد پندرہویں صدی کے مجدد ۱۴۲۴ھ

پاپوش محمد مفتی اعظم ہند ۲۰۰۳ء

مرد پاک باطن الحاج الشاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۴۲۴ھ

زندہ دل بزرگ الحاج الشاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۴۲۴ھ

مبارک اللہ الحاج الشاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۴۲۴ھ

نورعرفان مولانا شاہ سبحانی میاں صاحب ۱۴۲۴ھ ☆درجنت مولانا شاہ سبحانی میاں صاحب ۱۴۲۴ھ

گوہر تابان ریحان ملت ۱۴۲۴ھ ☆سکند رشان ریحان ملت ۱۴۲۴ھ

عجیب تر ریحان ملت ۱۴۲۴ھ ☆ والا مرتبہ ریحان ملت ۱۴۲۴ھ

مدار دولت ریحان ملت ۱۴۲۴ھ

زینت قصر تاج الاسلام ۱۴۲۴ھ ☆ وقار لشکر تاج الاسلام ۱۴۲۴ھ

توقیر علماتاج الاسلام ۱۴۲۴ھ

قلوب آگاہ شہزادگان مفسر اعظم ہند ۲۰۰۳ء ☆اہل صلاح شہزادگان مفسراعظم ہند ۲۰۰۳ء

لطف رب العلمین مفسر اعظم ہند ۲۰۰۳ء ☆مناسبت مفسراعظم ہند ۲۰۰۳ء

حسن عالم افروز مفسر اعظم ہند ۲۰۰۳ء ☆ساحل نجات مفسر اعظم ہند ۲۰۰۳ء

حمدگو عرس رضوی ۱۴۲۴ھ ☆ زیب جہاں عرس رضوی ۱۴۲۴ھ

اوج ایوان عرس رضوی ۱۴۲۴ھ ☆ زیب ہند عرس رضوی ۱۴۲۴ھ

سرمایۂ جاودانی عرس رضوی نوری ۲۰۰۳ء ☆ معارف عرس رضوی نوری ۲۰۰۳ء

زیب چمن عرس رضوی نوری ریحانی ۲۰۰۳ء

حسب الحکم جود الٰہی الحاج الشاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۴۲۴ھ

حسب الحکم جود ولی الحاج الشاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۴۲۴ھ

حسب الحکم زین چمن الحاج الشاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۴۲۴ھ ☆ حسب الحکم وسیلۂ بزم الحاج الشاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۴۲۴ھ

حسب الحکم بامداد حق الحاج الشاہ سبحانی میاں سجادہ نشین ۱۴۲۴ھ

بفرمانش باریک بین شہزادۂ صاحب سجادہ ۱۴۲۴ھ ☆ بفرمانش گوہر نایاب شہزادۂ صاحب سجادہ ۱۴۲۴ھ

از قلم طوطئی ہند قاری امانت رسول برکاتی ۲۰۰۳ء

گل رنگین مجاز ابن اعلیٰ حضرت ۲۰۰۳ء ☆خلیفہ مجاز سیدنا احسن العلماء حاجی امانت رسول ۲۰۰۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم روشن بیان ۱۴۰۵ھ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، ریحان ملت شہزادۂ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی **محمد ریحان رضا خاں** صاحب رحمانی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال پر ملال بتاریخ ۱۸ر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء پر چند تاریخی مادے اور

منقبت شریف

مستخرجہ: خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت الحاج قاری امانت رسول صاحب رضوی مہتمم مدینۃ الاسلام ہدایت نگر پیلی بھیت شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم وحدہ لاشریک لہ ۱۴۰۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ ۱۴۰۵ھ

ساغر رحمت سبوح ۱۹۸۵ء ☆لطف غفور ۱۴۰۵ھ

چراغ عقلاء ۱۴۰۵ھ ☆لازوال چراغ خاندان ۱۹۸۵ء

اھل حال وارث غربا ۱۹۸۵ء

خوش بخت کنبہ ۱۹۸۵ء ☆فروغ احسن ۱۴۰۵ھ

بزم گاہ فیض عظیم ۱۹۸۵ء

منقبت شریف عالی نسب ۱۴۰۵ھ

شہزادۂ مفسر اعظم چلاگیا ☆فرزند بنت مفتی اعظم چلاگیا

ریحان تھاجو گلشن احمد رضا کا وہ ☆تھا جلوۂ مجدد اعظم چلاگیا

پروردہ تھاجو حضرت حامد رضا کا وہ ☆نور نگاہ مفتی اعظم چلاگیا

جس ذات پر تھا ملت اسلامیہ کو ناز ☆ملت کا تھا جو محسن وہمدم چلاگیا

اپنی جگہ پہ حضرت سبحانی شاہ کو ☆قائم مقام کرکے مکرم چلاگیا

اٹھارہویں کو روزے میں واصل بحق ہوا ☆ماہ صیام میں وہ معظم چلاگیا

لطف غفور (۱۴۰۵) میں ہے امانت سن وصال

سوئے بہشت قائد اعظم چلاگیا

۱۱

الحرارة الى اليد كما سيجيئ ان شاء الله تعالى وعليه قياس المسئلة و
قال في الخانية حرمت عليه امرأته والفتاوى نظن انها امرأته لو بوجود المس
عن شهوة اه صورت مسئولہ میں اگر زید نے اپنی خوشدامن کو صرف آواز دیکر
بغیر ہاتھ لگائے اٹھایا اگر ایسا موٹا کپڑا اور میان میں حائل تھا جو اوسکے
احساس حرارت کو مانع یا صرف کپڑا ہی کا پکڑ کر بیدار کیا اگر یہ ہاتھ اوسکے
کے جسم کو نہ لگایا اوسکے سر کے بالوں کو وہ مس کیا جو سر سے نیچے لٹکا ہوا تھا یا وقت لمس
زید کو شہوت نہ تھی یا پہلے سے تھی مگر اس لمس سے زائد نہ ہوئی یا زائد ہوئی تو اسی کے
کو انزال ہو گیا ان صورتوں میں اوسکی زوجہ اوسپر حرام نہیں رد المحتار میں ہے
ولكن الحائل ما المانع من وصول الحرارة لا تثبت الحرمة اه ہندیہ میں
ہے الشهوة تعتبر عند المس والنظر حتى لو وجدا بغير شهوة ثم اشتهى
بعد الترك لا تتعلق به الحرمة وحد الشهوة في الرجل ان تنتشر آلته
او تزداد انتشارا ان كانت منتشرة كذا في التبيين وهو الصحيح كذا في جواهر
الاخلاطي وبه يفتى كذا في الخلاصة وايضا فيها لو مس فانزل لم تثبت به
حرمة المصاهرة في الصحيح لانه تبين بالانزال انه (اي المس) غير داع الى
الوطي كذا في الكافي اه وقال في رد المحتار وعليه اعتمد في الكمال وغيره اه
اقول لان الاصل في ثبوت الحرمة هو الوطي وانما اقيم دواعيه
مقامه احتياطا لما صرح به في رد المحتار وغيره من معتبرات الاسفار فاذا
انتفت الناشرة وانكسرت الشهوة ولم تنته الى الغاية والانزال الى النهاية
علمت دواعيه انها ليست من دواعيه خصوصها اذ هو لا يجب
بدونہا اور اگر اوسکے جسم کا کوئی ایسا حصہ چھوا ہو جو ننگا تھا یا اوسپر ایسا باریک کپڑا
تھا جو احساس حرارت ولینت بدن کو مانع نہ تھا یا اوسکے سر کے بال مس کیے جو

۱۲

اوس سے شہوت پیدا ہوئی یا پہلے سے شہوت تھی تو زائد ہو گئی اور انزال نہ
ہوا ان حالتوں میں اوسکی زوجہ ہمیشہ کیواسطے حرام ہو گئی اب کسیطرح یہ اوسکے اور
وہ اوس کے لیے حلال نہیں ہو سکتی عالمگیریہ میں فرمایا انما المس انما یوجب حرمة
المصاهرة اذا لم يكن بينهما ثوب فاما اذا كان صفيقا لا يجد الماس حرارة الممسوس
لا تثبت حرمة المصاهرة وان انتشرت آلته بذلك وان كان رقيقا بحيث تصل حرارة الممسوس
الى يده تثبت به حرمة المصاهرة كذا في التبيين وقال الصدر الشهيد
وعليه الفتوى كذا في الشمني شرح النقاية اه رد المحتار میں ہے ولو بشعر
على الرأس بحائل لا يمنع الحرارة اه نیز عالمگیریہ میں ہے لو مس شعرها بشهوة
ان مس ما اتصل برأسها تثبت وان مس ما استرسل لا تثبت واطلق
الناطفي جلدا من غير هذا التفصيل كذا في الظهيرية وهكذا في وجيز الكردري
والسراج الوهاج ولو مس ظفرها بشهوة تثبت كذا في الخلاصة اه وفيها
ولو قبل الرجل ام امرأته تثبت الحرمة ما لم يظهر انه قبلها بغير شهوة وفي
المس لا ما لم يعلم انه كان عن الشهوة لا تثبت الحرمة اه اقول لان المتبادر
في التقبيل هو الشهوة فلا يحكم على خلاف الظاهر الا بدليل صارف عنه
بخلاف المس فانما الاصل فيه عدم الشهوة فلا بد ههنا من شاهد عليها
اذ لا يعلم الحكم بوجود المشروط ما بالشرط الا بوجوده لا ليس لضرورة
الا بعد اثبات ذلك الشرط بالدليل فاذن لا سبيل الى القول بالمشروط والحكم
قبل قيام البرهان على وجود الشرط. والله تعالى اعلم وعلمه جل مجده اتم

صدقه الله ... عزیز غوث غفرله
بمحمد النبی المصطفی صلی الله تعالیٰ
علیه وصحبه وسلم

(مہر) سنی حنفی قادری برکاتی ... محمد عزیز غوث

٣٩

ایک نظر ادھر بھی

مضمون مولوی ابراہیم بہاری طالب علم مدرسہ منظر اسلام جو جلسہ سالانہ میں پڑھا گیا

[illegible]

٤٠

[illegible]

منظر اسلام کا نصاب اور اس کا

تجزیاتی مطالعہ

از قلم:- مولانا محمد شمشاد حسین رضوی پرنسپل مدرسہ شمس العلوم بدایوں

دار العلوم یا مدرسہ صرف عالیشان عمارت، درودیوار، خوشنما چھتوں، وسیع وعریض میدانوں یا صاف وشفاف اور سرسبز وشاداب مرغزاروں کا نام نہیں۔ بلکہ قابل ترین اساتذہ کی شخصیتوں، قائدانہ صلاحیتوں خوشگوار طریقہائے تعلیم وتربیت، پرکیف فضاؤں، خوشگوار ماحول، طلبہ کی عمومی وانفرادی خصوصیات کے تناسب سے کردار سازی، تشکیل شخصیت اور ارتقاء سیرت کے خوبصورت امتزاج کا نام ہے۔ کسی بھی دار العلوم یا مدرسہ کے تجزیاتی مطالعہ میں مندرجہ بالا اوصاف وعناصر کا دیکھنا اور اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اس کے بغیر یہ تجزیاتی مطالعہ ناقص ونامکمل ہوکر رہ جائے گا۔

منظر اسلام کے صد سالہ نمبر کی دوسری قسط میں ’’دار العلوم منظر اسلام کا ایک مطالعہ‘‘ مضمون لیکر حاضر ہوا تھا۔ جس میں منظر اسلام کی ضرورت واہمیت قیام اور اس کا پس منظر، اراکین جامعہ اور کاروان جامعہ جیسے اہم پہلوؤں پر گفتگو کی گئی تھی۔ سردست میں صد سالہ کی تیسری قسط میں ’’منظر اسلام کا نصاب اور اس کا تجزیاتی مطالعہ‘‘ لیکر حاضر ہورہا ہوں۔ ازیں قبل کہ میں اپنے موضوع سخن پر گفتگو کروں یہ بتادینا ضروری تصور کرتا ہوں۔ کہ مدرسہ کیا ہے؟ اور اس کی کس قدر اہمیت اور احساس ہے؟

دنیا کے تمام تہذیبی، تمدنی، ثقافتی، اداروں میں مدرسہ یا جامعہ کی جو اہمیت وانفرادیت ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ قومی، تعلیمی، سماجی، معاشرتی، تمدنی، تہذیبی، لسانی، اور ثقافتی عروج وارتقاء میں جامعہ ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ یہ جامعہ تو قوم کی بیداری ملت کی ترقی اور افراد قوم کی شیرازہ بندی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ وہی قوم فلاح وبہبودی، عروج وارتقاء کی منزلوں سے ہم کنار ہوتی ہے۔ جو اپنے تعلیمی اداروں کو فروغ دیتی ہے۔ اور خون پسینہ ایک کرکے اس کو بام عروج تک پہونچاتی ہے۔ جس قوم یا ملت کے پاس تعلیمی تمدنی ادارے نہیں ہوتے ہیں۔ نہ اس کی زبان زندہ رہتی

ہے اور نہ ہی تہذیب وتمدن۔ نہ اس کی ثقافت برقرار رہتی ہے۔ اور نہ ان کے اپنے اجتماعی وانفرادی امتیازات۔ خس وخاشاک کی مانند اس کے افراد ھباء منثورا ہوجاتے ہیں۔ اور ان کی حیات وزیست کٹی ہوئی پتنگ دکھائی پڑتی ہے۔ جس کی منزل کا نہ نام ونشان ہوتا ہے اور نہ ہی کسی سمت کا تعین۔ کیا ایسی قوم زندہ رہ سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہوتے ہوئے بھی مردہ دکھائی پڑتی ہے۔ کوئی اسے قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتا ہے۔ اس کے افراد عنفوان شباب سے کبھی بھی لطف اندوز نہیں ہوسکتے۔ اس کے برعکس جس کے پاس اپنا ادارہ ہوتا ہے مدرسہ یا جامعہ ہوتا ہے۔ وہ تعلیم وتربیت۔ اور نشو ونما کا مکمل انتظام رکھتا ہے۔ اس قوم کے نوخیز بچے کلیوں کی مانند مسکراتے ہیں۔ پھولوں کی مانند ہنستے ہیں اور چاند کی چاندنی کی طرح پھیل جاتے ہیں۔ ان کے سینے علوم وفنون کے سبب کشت زعفران بن جاتے ہیں۔ اور جس طرف وہ چلتے ہیں پوری فضا خوشبوؤں سے معطر ہوجاتی ہے۔ توسن زمانہ ان کے ہاتھوں میں ہوتا ہے فیروز بختی ان کا قدم چومتی ہے۔ خزاں اور پت جھڑ کے موسموں کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ہر دور میں وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے، سرسبزی وشادابی حسن وبہار ،تازگی ورعنائی بانٹتے رہتے ہیں۔

شکر ہے اس پروردگار عالم کا جس نے ہمیں اداروں کے قیام کی توفیق دی۔ اور اس کی تعمیر وفروغ کے لئے ہمیں ،عزم وارادہ، حوصلہ وامنگ عطا کیا۔

ہندوستان کی سرزمین پر ایک یا دو نہیں۔ بلکہ ہزاروں کی تعداد میں مدارس وجامعات ہیں۔ ہر خطہ اور علاقہ میں تعلیم گاہیں۔ اور دانش کدے ہیں۔ وہ کونسا علاقہ ہے۔ جہاں شبستان فکر ونظر میں علم وفن کا چراغ روشن نہیں۔ دارالعلوم منظر اسلام ان تعلیمی اداروں میں جس اہمیت کا حامل ہے کسی سے پوشیدہ نہیں۔ وہ ایک ابھرتا چمکتا ہوا ادارہ ہے۔ ترقی یافتہ جامعہ ہے۔ جہاں بچوں کو علم وحکمت۔ فن وشعور اور احساس ودانش کی ضیا ملتی ہے۔ تعلیم وتربیت کے انمول جواہرات ملتے ہیں۔ اسی سرزمین پر جب تک ہمارا جامعہ منظر اسلام رہے گا۔ ہمیں حوصلہ ملتا رہے گا۔ ہماری تہذیب زندہ رہے گی۔ ہماری زبان زندہ رہے گی۔ ہمارا کوئی بال بیکا نہیں کرسکتا۔ اور نہ ہی کوئی ہمیں آنکھ دکھا سکتا ہے۔ کیوں کہ اس جامعہ سے ہماری بصیرت سلامت ہے۔ ہمت وجرأت برقرار ہے۔ عروج وارتقاء، فتح وظفر اور فلاح وبہبودی کے راز سربستہ سے ہم واقف ہیں۔ اس کے قیام کو سوسال ہوچکے ہیں۔ اس مدت میں اس جامعہ نے جو خدمات دینی، ملی ،فلاحی ،تہذیبی، علمی ،اور سماجی

انجام دی ہیں۔ہم اسے فراموش نہیں کر سکتے۔زندہ باد۔اے منظر اسلام۔پائندہ باد۔

کہا جاتا ہے۔آڑے وقتوں میں جو کام آئے۔وہی سچا دوست اور صحیح معنوں میں ہمدرد ہوتا ہے۔یاد کیجئے اس دور کو جس میں ہندوستان کے مسلمانوں کی زبوں حالی نقطۂ انتہا تک پہنچ چکی تھی۔حسرت ویاس اور مایوسی کے گہرے دلدل سے باہر آنے کے تمام راستے محدود ہو چکے تھے۔غم واندوہ اور رنج ومحن کی تاریک راہوں میں امید کی کوئی کرن نظر نہیں آرہی تھی۔ہم نیم جاں لاشہ کی طرح تلاطم خیز موجوں کے سپرد تھے ۔جدید روشنی اور ترقی کے نام پر یاران وطن انگریزوں کے ہاتھوں ہمارا سودا کر رہے تھے۔ہماری تہذیب اور ثقافت کو نیلام کرنے کی کوششیں جاری تھیں۔ہماری جرأت وہمت جواب دے چکی تھی۔پھڑ پھڑانے کی بھی ہم میں سکت نہ تھی۔کیا یہ کسی آڑے وقت سے کم تھا؟

یہی منظر اسلام امید کیصورت میں نمودار ہوا۔اور ہماری ڈوبتی ہوئی نبض حیات میں تاب وتوانائی کی لہر پیدا کی۔ہمارے دلوں میں عشق ومحبت ،خلوص ووفا،عزم وارادہ،سوز وگداز،جرأت وبے باکی اور صیانت حق وصداقت کا جذبہ بیدار کیا۔غیرت ایمانی کو للکارا۔اور رگ حمیت کو پھڑکنے پر مجبور کیا۔یہ کیسا دشوار کن اور کٹھن مرحلہ تھا کہ ایک طرف سامنے صیہونی طاقتیں تھیں جو ہماری تہذیب وتمدن اور اسلامی انداز فکر پر خطرناک انداز میں حملے کر رہی تھیں۔دوسری جانب انگریزوں کی ہم نوا جماعتیں تھیں۔جو ہمارے ہی لباس وشکل میں جدید تعلیم کے نام پر ایمانی ،روحانی،اقدار کو پامال کر رہی تھیں۔عجیب کشمکش کا عالم تھا۔۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۰ء تک یہ کشمکش جاری رہی۔امام احمد رضا فاضل بریلوی نے ایسے ہی ماحول میں تعلیمی نظریات کی تشکیل کی اور منظر اسلام کے ذریعہ اس کی اشاعت کا ارادہ فرمایا۔بتائیے یہ سچی ہمدردی اور مخلصانہ کوشش نہیں تو پھر کیا ہے؟اعتماد ویقین کے اجالے میں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ منظر اسلام ہمارا سچا ہمدرد ہے۔مونس وغمخوار ہے۔جو ہمارے آڑے وقتوں میں کام آیا۔

نصاب تعلیم اور تدوین وتعارف : نصاب (کریکولم) ایک لاطینی لفظ (کیوریر) سے ماخوذ ہے۔جس کے معنی دوڑنا ہے۔اس اعتبار سے نصاب کا معنی ہوا ایک معنی میں دوڑنا جو کسی منزل مقصود تک پہونچادے۔یہ فنکار کے ہاتھ میں مثل اوزار ہے۔جس کے ذریعہ طلبہ کو فکر معیارات یعنی اغراض ومقاصد کے مطابق ڈھالا جاتا ہے اور نگینہ کی مانند طلبہ کو تراشا جاتا ہے۔ان کی شخصیت کی نشوونما کی جاتی ہے اور کردار میں تبدیلی لائی جاتی ہے۔

نصاب اور اسکی بنیادیں: نصاب کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی بنیادیں مضبوط اور مستحکم ہوں۔ مندرجہ ذیل بنیادوں پر نصاب کو تشکیل دیا جانا یقیناً طلبہ کے لئے مفید ثابت ہوسکتا ہے۔

(۱) مذہبی بنیاد: یہ حقیقت ہے کہ مذہب انسان کی فطری ضرورت ہے۔ اس لئے نصاب کی تشکیل میں اس کا اہم رول ہے۔ بھارت اگرچہ سیکولر اور جمہوری ملک ہے۔ مگر یہاں کے باشندے اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ بھارت کے باشندے بنیادی طور پر مذہبی ہیں۔ لہذا کوئی ایسا نصاب جس کی بنیادوں میں مذہب اور اس کے تصورات شامل نہ ہوں بھارت کے لوگوں کی ضروریات پورا نہیں کرسکتا ہے۔ دنیا میں امن وسکون اور سلامتی کی فضا ہموار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مذہبی اور روحانی اقدار کو فروغ دیا جائے۔ کیوں کہ انہیں اقدار کے سبب دنیا امن وسکون کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

(۲) معاشرتی بنیاد: چونکہ تعلیم ایک معاشرتی عمل ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ نصاب تعلیم کی بنیاد معاشرتی عمل پر رکھی جائے۔ تاکہ طالب علموں میں انسانیت، ہمدردی، امداد باہمی، مساوات، عدل وانصاف، ادب واحترام اور رحم وکرم کے جذبات پیدا ہوں۔ اور ایک دوسرے کے لئے درد ومصیبت میں شریک ہونے اور ہاتھ بٹانے کی ترغیب دی جائے۔

(۳) فلسفیانہ بنیاد: ہر قوم، ہر ادارہ، اور ہر فرد کا ایک فلسفہ ہوتا ہے۔ نصاب تعلیم کی بنیاد بھی فلسفہ پر ہونا چاہئے۔ تاکہ ہمارے طلبہ اس فلسفہ سے آشنا ہوجائیں۔ جو ہم نے ملک، ادارہ اور قوم کے لئے منتخب کیا ہے۔

(٤) نفسیاتی بنیاد: آج کل تعلیم میں نفسیات کا بہت اہم رول بڑھ گیا ہے۔ نصاب کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ نصاب تشکیل دیتے وقت بچوں کے نفسیات انکی خواہشات اور ان کی شخصیت کے انفرادی امتیازات کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے۔ کوئی ایسا نصاب جس میں بچوں کی نفسیاتی تقاضوں کا پاس ولحاظ نہ رکھا گیا ہو۔ وہ طلبہ کے لئے اور کارگر نہیں ہوسکتا ہے۔ اور نہ ہی طلبہ اس میں دلچسپی لے سکتے ہیں۔

غدر کے واقعات وجود پذیر ہونے کے بعد سے ہندوستان کے حالات کا جائزہ لیجئے۔ مسلمانوں کی زبوں حالی، نصرانی قوتوں کا زور وشباب اور سرسید کی سرگرمیوں کے پیش نظر ۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۴ تک کی مدت میں جو بحرانی کیفیات انقلابی سرگرمی اور حوصلہ شکن حالات اور جدیدیت کے نغموں سے زندگی میں جو تلاطم خیز موجیں ابھریں ان سب کو پیش نظر رکھتے

ہوئے بتائیے کہ ترتیب دیا جانے والا نصاب کیسا ہونا چاہئے۔ اور کس طرح کے تعلیمی نظریات متعین کئے جائیں۔ یہ ایک دعوت فکر ہے۔ جو میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں سوچئے اور بتائیے کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے جو تعلیمی نظریات قائم کئے ہیں۔ وہ بیان کردہ حالات کے عین مطابق ہیں یا نہیں؟

امام احمد رضا اور تعلیمی نظریات: (۱) تعلیم کا محور دین اسلام ہونا چاہئے۔ (۲) بنیادی مقصد خدا رسی اور رسول شناسی ہونا چاہئے۔ (۳) سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں۔ مگر معرفت اشیاء سے زیادہ خالق اشیاء کی معرفت کریں۔

(۴) ابتدائی سطح پر رسول اللہ ﷺ کا نقش دل پر بٹھا دیا جائے اس کے ساتھ ساتھ آل واصحاب اور اولیاء وصلحا کے نقوش بھی قائم کردیئے جائیں۔

(۵) جو کچھ پڑھا جائے وہ حقائق پر مبنی ہو۔ جھوٹی باتیں انسانی فطرت پر برا اثر ڈالتی ہیں۔

(۶) اساتذہ کے دل میں اخلاص ومحبت اور قومی تعمیر کی لگن ہو۔

(۷) طلبہ میں خود شناسی اور خودداری کا جوہر پیدا کیا جائے۔

(۸) طلبہ میں تعلیم اور متعلقہ تعلیم کا احترام پیدا کیا جائے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی کے تعلیمی نظریات کافی اہمیت رکھتے ہیں۔ جو قدیم وجدید نظریات پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ سماجی، معاشرتی، ثقافتی اور تاریخی پس منظر کو بھی پیش کرتے ہیں۔ کسی بھی زبان وادب کی تعلیم اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں امام احمد رضا کے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ سائنس حقیقت اشیاء سے تو بحث کرتی ہے۔ مادیات کی تشریح کرتی ہے۔ اسے حاصل کیا جائے۔ اس میں گنجائش ہے۔ مگر ذہن وفکر کو صرف اور صرف حقیقت اشیاء کی معرفت تک محدود نہ رکھا جائے۔ بلکہ خالق اشیاء کی معرفت تک رسائی حاصل کی جائے یہی تخلیق انسانی کا مقصد ہے۔ امام احمد رضا کے علاوہ جتنے مغربی، یوروپی مفکرین ہیں ان کے تعلیمی نظریات صرف حقیقت اشیاء کی معرفت تک محدود ہیں۔ اس اعتبار سے امام احمد رضا کے نظریات میں جو معنویت گہرائی اور فکری بلندی پائی جاتی ہے اوروں کے یہاں مفقود ہے۔ کسی نے تعلیم کو معاش سے جوڑ دیا اور کسی نے اسے برائے حصول اسناد مخصوص کردیا۔ جبکہ تعلیم کا مقصد طلبہ

کی اندرونی صلاحیتوں کو بیدار کرنا۔ ان کی ذہنی فکری تربیت کرنا۔ اور اخذ نتائج کے لئے تیار کرنا ہے۔ انسانیت، شرافت، اخلاق ومروت، اخلاص ووفا، جیسے جذبات برانگیختہ کرنا ہے۔ بچوں کی شخصیت کی تشکیل ان کی جسمانی ذہنی جذباتی اور معاشرتی نشوونما کرنا ہے۔ آج کے ماحول کا جائزہ لیجئے زندگی کے گردوپیش کے حالات کو دیکھئے، کالج اور یونیورسٹیوں میں جھانکئے۔ آپ یہ دیکھ کر حیران وششدر رہ جائیں گے کہ آزادانہ تعلیمی انداز لڑکے اور لڑکیوں کے اختلاطی ماحول اور بے تکلفانہ میل ملاپ، ماڈرن تہذیب نے طلبہ کو اندر سے کھوکھلا کر دیا۔ وہ خلوص ومحبت سے کورے نظر آتے ہیں۔ انہیں ذمہ داری کا احساس نہیں۔ سماجی، معاشرتی برائیاں ان کے یہاں پنپ رہی ہیں۔ انسانیت، شرافت، صدق وصفا اور تہذیب نفسی سے نا آشنا ہیں۔ آج پوری دنیا امریکہ اور برطانیہ کی طرف بھاگ رہی ہے۔ حالانکہ آج سب سے بڑا دہشت گرد بھی وہی ہے۔ جو چھوٹے ملکوں پر ظلم وستم کی انتہا کر رہا ہے۔ یہ سب نتائج ہیں ان کے غلط تعلیمی نظریات کے یا ان کی ماڈرن تہذیب کے۔ مگر امام احمد رضا فاضل بریلوی نے جو تعلیمی تصورات پیش کیے ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں۔

(۱) طلبہ کو مذہب سے آشنا کیا جائے۔

(۲) طلبہ میں قومی تعمیر کا جذبہ پیدا کیا جائے۔

(۳) سماج ومعاشرہ کے لئے انہیں مفید تر بنایا جائے۔

(۴) ان کی شخصیت میں ادب واحترام کا جذبہ بیدار کیا جائے۔

منظر اسلام میں جو نصاب تعلیم اس وقت رائج ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔ اور اس میں امام احمد رضا کے تعلیمی نظریات کی جھلک دیکھئے۔

نصاب برائے جماعت اولیٰ: تعمیر ادب، فارسی اول، میزان ومنشعب، قانون شریعت اول، فیض الادب، جواہر المنطق۔

نصاب برائے جماعت ثانیہ: پنج گنج، نحو میر، گلستاں، صغریٰ کبریٰ، قانون شریعت دوم، فیض الادب

نصاب برائے جماعت ثالثہ: صرف میر، شرح مائۃ عامل، فیض الادب، نور الایضاح، بوستاں، مرقاۃ۔

نصاب برائے جماعت رابعہ: علم الصیغہ، ہدایۃ النحو، قدوری، قلیوبی، شرح تہذیب، مشقی انشاء عربی۔

نصاب برائے جماعت خامسہ: فصول اکبری، کافیہ، دروس البلاغۃ، شرح وقایہ اول، قطبی، ہدایۃ الحکمت، ازہار العرب، مجانی الادب، تلخیص المفتاح۔

نصاب برائے جماعت سادسہ: شرح جامی، مختصر المعانی، شرح وقایہ ثانی، شرح اصول الشاشی، میر قطبی، شرح ہدایت الحکمت ، دیوان متنبی، مقامات حریری، شرح عقائد، تفسیر جلالین۔

نصاب برائے جماعت سابعہ: سبع معلقہ، نور الانوار، ملاحسن، المعتقد المنتقد، مشکوۃ شریف، ہدایہ اولین، حمد اللہ۔

نصاب برائے جماعت ثامنہ: ہدایہ آخرین، توضیح وتلویح، تفسیر بیضاوی، بخاری شریف، مسلم شریف، نسائی شریف۔

نصاب تعلیم کے مشمولہ مضامین: نصاب تعلیم کے مشمولہ مضامین ہی درسی مشاغل ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) اردو (۲) عربی زبان وادب (۳) فارسی زبان وادب (۴) نحو (۵) منطق (۶) فلسفہ (۷) کلام (۸) صرف (۹) فقہ (۱۰) اصول فقہ (۱۱) تفسیر (۱۲) حدیث۔

اس نصاب تعلیم سے کم از کم طلبہ تین زبانوں سے واقفیت حاصل کرتے ہیں اور اس کی جمالیات سے آشنا ہوتے ہیں ۔اردو جوان کی اپنی مادری زبان ہے۔فارسی زبان وادب جس میں علوم وفنون کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔عربی زبان وادب جو قرآن فہمی اور حدیث دانی کے لئے معاون ہے۔نحو اور صرف یہ ایسے فنون ہیں جو عربی زبان وادب کے اصول وضوابط پر مشتمل ہیں۔ان کی تعلیم سے طلبہ خطائے لفظی سے بچتے ہیں۔اور صحیح انداز میں عبارت خوانی کرتے ہیں۔اس کے علاوہ طلبہ میں احتسابی ذوق کو بیدار کرنے اور ان میں جمالیاتی حس کو تیز تر کرنے کے لئے بلاغت کی کتابیں مثلاً دروس البلاغت، تلخیص المفتاح، مختصر المعانی وغیرہ پڑھائی جاتی ہیں۔جس سے طلبہ زبان کے استعاراتی، تشبیہاتی اور کنائی نظام سے آشنا ہو جاتے ہیں۔یہ طلبہ اور زبان کی تعلیم میں اضراب وامثال کے مواقع استعمال سے خوب لطف ومزا اٹھاتے ہیں۔ نظم ونثر کی تعلیم سے جہاں طلبہ کا احتسابی ذوق آگے بڑھتا ہے۔وہیں ان کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔مذکورہ نصاب میں زبان وادب کا مجوزہ خاکہ ہے اسی انداز سے آج بھی تعلیم دی جارہی ہے۔یہ خاکہ اور تدریس زبان کا انداز واضح کر رہا ہے کہ منظر اسلام کے نصاب تعلیم اور طریقۂ تعلیم میں اصول لسانیات اور اسلوبیات کے تقاضوں کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔

نصاب تعلیم اور نفسیات: نصاب تعلیم کی تدوین وترتیب میں ضروری ہے کہ بچوں کی نفسیات ان کی خواہشات اور تقاضوں کا پاس ولحاظ رکھا جائے تاکہ بچے اس نصاب کو اپنے لئے گراں اور بوجھ محسوس نہ کریں بلکہ اس کی

تدریس وتعلیم میں دلچسپی لیں۔اور اپنے فطری رجحانات کو تدریس میں لگائے رکھیں۔جو بچے اس نصاب تعلیم کے لئے منتخب ہوتے ہیں عمومی طور پر وہ ۹/۱۰ سال عمر کے ہوتے ہیں۔اور اختتام نصاب تک ان کی عمر ۱۸/یا ۲۰ رکی ہو جاتی ہے۔اس طرح سے ہر ایک تکمیل نصاب تک دس سال مدرسہ میں پڑھتا ہے اور مدرسہ کے ماحول میں اپنے آپ کو ڈھال لیتا ہے۔مدارج نشو ونما کے اعتبار سے جامعہ کے اساتذہ کو بچوں کی نشو ونما کی صرف دو منزلیں ملتی ہیں۔

اول منزل ۹ رسال سے ۱۴ رسال تک۔دوسری منزل ۱۴ رسال سے ۱۸ ریا ۲۰ رسال تک۔

پہلی منزل کو لڑکپن کا نام دیا جاتا ہے اور یہ زمانہ ایک نوعیت سے شباب کی تیاری کا زمانہ ہوتا ہے۔اگر یہ تیاری ادھوری یا خراب ہو جائے تو جوانی میں لڑکے کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

نفسیاتی اعتبار سے اس منزل میں داخل ہوتے ہی ان کے جذبات کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔اور وہ جذبات کی رو میں بہنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ جو بھی کام کرتا ہے۔کسی جذبہ کے تحت کرتا ہے۔اس طرح وہ خود میں لطف محسوس کرتا ہے۔انہیں جذبات کو متوازن رکھنے کے لئے اساتذہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔امام احمد رضا فاضل بریلوی نے بچوں کے ان جذبات واحساسات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تعلیمی نظریہ قائم کیا۔کہ اساتذہ میں اخلاص ووفا ہو۔تاکہ وہ بچوں کے جذبات کو متوازن رکھ سکیں۔فرض کر لیجئے اگر اساتذہ کے دل میں خلوص نہ ہوگا تو انہیں بچوں کے جذبات اور ان کی بے راہ روی سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔اسی لئے تو نصاب میں ایسی کتابیں مثلاً گلستاں،بوستاں،ازہار،مجانی،رکھی گئی ہیں۔تاکہ ان کے جذبات میں حسن وبانکپن پیدا ہو۔بچوں کے لئے یہ زمانہ ذہنی نشو ونما کے اعتبار سے بھی اہمیت رکھتا ہے۔کیوں کہ اس دور میں ان کی ذہنی صلاحیتوں میں اضافہ اور پختگی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔اور بڑی حد تک بچے استدلال اور عقل وشعور کی مدد سے مسائل کے حل کی تلاش شروع کر دیتے ہیں۔ان کی ذہنی صلاحیتوں کے عروج اور پختگی کو دیکھتے ہوئے منظر اسلام کے نصاب میں جماعت اول سے لیکر جماعت رابعہ تک ایسی کتابیں ہیں جو اصول وضوابط اور قواعد سے متعلق ہیں۔آمدنامہ،میزان،علم الصیغہ وغیرہ ہیں۔جو مدرسہ میں پڑھائی جاتی ہیں۔

دوسری منزل عنفوان شباب : ۱۴ رسال سے ۱۸ رسال یا ۲۰ رسال تک کا زمانہ عنفوان شباب کا ہے۔اس منزل میں داخل ہوتے ہی بچے سماجی جذباتی اور ذہنی نشو ونما کے اعتبار سے تقریباً مکمل نظر آتے ہیں۔اور استدلال میں نوعیت سے وہ ربط

وضبط پیدا کرتے ہیں۔اوران کے جذبات میں ہیجان پیدا ہوتا ہے۔اس عنفوان شباب کے اعتبار سے یعنی جماعت رابعہ سے جماعت ثامنہ تک جو کتابیں منظر اسلام میں داخل ہیں۔ان کی تدریس سے بچوں کے جذبات کی تلاطم خیز موجیں متوازن ہوجاتی ہیں اوراس میں عجیب وغریب تناسب آجاتا ہے۔اور طریقۂ استدلال سے ان کے اندر بھی شعور وتخیل اور استدلال کا اسلوب آجاتا ہے۔طلبہ میں یہ تلقین کی جاتی ہے کہ وہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں۔اور استدلالی قوتوں کو بروئے کار لائیں۔اس سے ثابت ہوگیا کہ مدرسہ منظر اسلام کا یہ نصاب تعلیم بچوں کی سماجی ،معاشرتی ،اور تعلیمی اصلاح کرتا ہے۔اور خود میں خدارسی ،رسول شناسی کا احساس اجاگر کرتا ہے۔خودداری کا جوہر پیدا کرتا ہے۔تاکہ وہ مستقبل کو تابناک بناسکیں۔میں نے نفسیات کے تعلق سے جو بحث کی ہے۔اس کے تناظر میں نصاب تعلیم کا مطالعہ کریں تاکہ اس نصاب پر مکمل طور پر آپ کا اعتماد بحال ہوسکے۔

نصاب تعلیم اور سیرت سازی : صرف چند مضامین کی تدریس کا نام تعلیم نہیں بلکہ بچوں کے کردار میں تبدیلی لانا ۔اوران کی سیرت سازی تعلیم کا مقصد ہے۔مذکورہ نصاب تعلیم میں اس کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے یہ فرمایا کہ اساتذہ مخلص ہوں ان کے دل میں اخلاص ووفا کا جذبہ ہو۔اساتذہ کو بااخلاص اور بامروت ہونا چاہئے کیونکہ اساتذہ کی شخصیت اوران کے کردار وسیرت کا طلباء کی زندگی پر راست اثر ہوتا ہے۔اور طلبہ بہت جلد اپنے اساتذہ سے مانوس ہوجاتے ہیں۔بایں وجہ اساتذہ کو چاہئے کہ وہ اپنے دل میں یہ خیال پختہ طور پر جمالیں۔کہ وہ ایک بہترین انسان کی تعمیر میں مصروف عمل ہیں۔کردار سازی میں اساتذہ بھی اہم رول ادا کرتے ہیں۔ہاں درسی مضامین یا غیر درسی مشاغل کردار سازی میں معاون ہوتے ہیں۔مدرسہ ہی ایک ایسا ادارہ ہوتا ہے جہاں طلبہ کو اصول زندگی ضابطۂ حیات بتایا جاتا ہے۔فقہ اوراس سے متعلق جو کتابیں منظر اسلام کے نصاب میں داخل ہیں وہ نہ صرف کردار سازی کرتی ہیں بلکہ معاشرتی اور تنظیمی زندگی کو بھی سنوارتی ہیں۔زکوۃ وصدقہ ،نکاح وطلاق کے مسائل ایسے ہیں جو طلبہ کی سیرت سازی کرتے ہیں اور معاشرتی زندگی کو بھی روشن وتابناک بناتے ہیں۔

نصاب تعلیم اور فکری ارتقاء : منظر اسلام کا نصاب نہ صرف سیرت سازی کرتا ہے اور معاشرتی طبقوں میں سدھار لاتا ہے بلکہ بچوں کی ذہنی صلاحیتوں کو ابھارتا ہے۔اوران کے فکر ونظر کو مائل بہ ارتقاء کرتا ہے۔اس بابت نصاب تعلیم میں چند ایسی کتابیں رکھی گئی ہیں جو اصول منطق سے تعلق رکھتی ہیں۔مثلاً جواہر المنطق ،صغریٰ ،کبریٰ ،مرقات ،شرح تہذیب ،اور قطبی ،وغیرہ اصول وقواعد سے مکمل طور پر آشنا ہونے کے بعد ملاحسن ،حمد اللہ، کی صورت میں فکر وفن کا ایک میدان رکھا گیا ہے تاکہ طلبہ ایک ماہر شہسوار کی طرح میدان عمل میں اتر جائیں۔اور منطق کے اصولوں کے سہارے فکری جولانیاں دکھائیں۔نصاب میں جس قدر

فکری مضامین ہیں اس کی تدریس کے بعد ہم کہ سکتے ہیں۔ کہ طلبہ اپنی فکری ارتقاء کو حاصل کرنے کی صلاحیت پاسکتے ہیں۔فکر ونظر کا یہ ارتقاء بچوں کو خطاء فی الفکر سے بچاسکتا ہے۔اوران کی کارکردگی اور فکری سوچ میں زبردست انقلاب لاسکتا ہے۔

نصاب تعلیم کے خوشگوار اثرات : نصاب تعلیم کی تکمیل کے بعد دارالعلوم منظر اسلام سے فراغت حاصل کرنے والے طلباء آج ہندوستان اور ہندوستان کے باہر مختلف علاقوں میں زندگی بسر کررہے ہیں۔انسانیت،شرافت،حق وصداقت،علم وفن،اخلاص ووفا،عشق ومحبت،رشد وہدایت اور شعور ودانش کے پیغامات کو عام کرنے میں مصروف ہیں۔اور امام احمد رضا فاضل بریلوی کے تعلیمی نظریات کو ذہن ودماغ،قلب وجگر میں جذب کرکے اس بات کی علامت بن گئے ہیں۔کہ

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لئے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

منظر اسلام صرف مدرسہ یا جامعہ نہیں ہے۔بلکہ مستقل آف اسکول ہے ایک مکتبہ فکر ہے۔ایک عظیم دبستاں ہے۔جس کی خوشبو دور دراز علاقوں تک پھیلی ہوتی ہے۔اور افراد قوم وملت کی مشام جاں اس خوشبو سے معطر نظر آرہی ہے۔منظر اسلام آفتاب وماہتاب ہے تو اسکے فارغین اس کی کرنیں ہیں۔وہ چمن لالہ زار ہے تو یہ اسکے بکھرے ہوئے پھول ہیں۔پھیلی ہوئی چاندنی ہیں۔یہ اس خواب کی تعبیر ہے جو درج ذیل شعر سے واضح ہوتا ہے۔

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اٹھ مرے دھوم مچانے والے

فارغین کی ان گنت تعداد اور ان کی دینی،ملی،علمی،تہذیبی خدمات اس بات کی غماز ہیں کہ منظر اسلام کا نصاب تعلیم کامیاب اور مفید رہا ہے۔نصاب تعلیم کی اس کامیابی اور اس کے مؤثر اثرات کو ہم خاص انعام الہی،اور عطیہ خداوندی تصور کرنے میں فخر وناز محسوس کررہے ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

جامعہ منظر اسلام اور فرماں روائے دکن

از قلم: اختر حسین، استاذ دارالعلوم غوثیہ سلیم پور دیوریا

مولانا عبدالحمید چودھری جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے مخلص احباب میں سے تھے۔ جن کا ذکر اعلیٰ حضرت کے وصایا شریف میں بھی ہے۔ آپ نے فرمانروائے دکن نظام آصف جاہ سابع کی خدمت میں منظر اسلام بریلی کا فارسی میں منظوم تعارف پیش کیا۔ جو کل چالیس اشعار پر مشتمل ہے وہ تعارف موصوف کی کتاب ''کنز الآخرہ'' میں صفحہ ۴۲۴ تا ۴۲۶ پر درج ہے۔ اس سے پہلے یہ نثری عبارت مرقوم ہے۔

تمہ ایڈریس منظوم کہ از جانب مدرسہ منظر اسلام اہلسنت بریلی بحضور اعلیٰ محی الدین والملت حضور نظام آصف جاہ سابع فرماں روائے حیدر آباد دکن صانہ اللہ عن الشر والفتن روانہ کردہ شد بر آن مبلغ دو صد روپیہ ماہوار وظیفہ مدرسہ منظر اسلام مذکور از پیش گاہ حضور خسرو دکن تمغۂ گردیدہ وھو ھذا۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ محترم چودھری صاحب نے نظام حیدر آباد کو مدرسہ منظر اسلام بریلی کی طرف متوجہ کیا اس سے متاثر ہو کر اس نے منظر اسلام کے لئے دو سو روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔

اب اس منظوم تعارف کے چند اشعار پیش قارئین ہیں۔ امید ہے کہ نگاہ شوق سے پڑھے جائیں گے۔

مولانا ابتداء مدحیہ اشعار پیش کرنے کے بعد یوں رقم طراز ہیں۔

درسگہ داریم شاہا منظر اسلام نام ☆ تشنگان علم راچوں آب حیواں بشری

بنگہ او در بریلی زیر ظل فاضلے ☆ آنکہ مثلش نیست در اقلیم خشکی وتری

فاضل یکتا ونام نامیش احمد رضا ☆ در رضائے احمد مختار از دنیا بری

وارث علم نبی دانائے قرآن وحدیث ☆ از دمش احیائے سنت گشت ورد مفتری

در بنائے منظر اسلام آں علامۂ ☆ سعی مشکور او بجا آورد از دیں پروری

آل ومال وحال وقالش کرد وقف راہ دیں ☆ چارۂ بے چارگاں تا کرد آں مرد جری

مذکورہ اشعار کا حاصل یہ ہے کہ چشمہ علم وحکمت مدرسہ منظر اسلام پوری دنیا کے سب سے بڑے عالم وفاضل امام احمد رضا کی سرپرستی میں رشد وہدایت کی راہ پر گامزن ہے۔ جہاں سے تشنگان علم اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے بعد منظر اسلام کا اہتمام وانصرام آپ کے خلف اکبر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد حامد رضا خاں (علیہ الرحمہ) کے دست مبارک میں آیا ان کے حسن انتظام اور علوشان کے تعلق سے رقم کرتے ہیں۔

وارث علمش بود حامد رضا خان خلف ☆ گام برگام پدر بنہاد در دانشوری

پرتو احمد چو برجان ودل حامد فتاد ☆ کرد در احیائے علم آں ہم بپالش ہمسری

اہتمام مدرسہ اکنوں بدست اوست خاص ☆ ہست تاباں منظرش زیں ہر دو ماہ ومشتری

اہلسنت راست دارالعلم یکتا او فقط ☆ برصراط مستقیم وملت پیغمبری

چوں کہ یہ ادارہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں چلتا تھا اور آپ کی علمی جلالت کا شہرہ اکناف عالم میں تھا، اس لئے طالبان علوم نبویہ دور دور سے شہر بریلی کا رخ کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔ تاکہ چشمہ علم وعرفان اور بحر فضل وشرف سے خوب خوب سیراب ہوسکیں۔ اس کے پس منظر میں آپ طلبہ کے ازدحام وہجوم کی منظر کشی کچھ اس طرح کرتے ہیں ۔

مجمع طلاب چوں پروانہ ہا برگرد شمع ☆ دائما ماند دراں درحاصل دانشوری

یا کہ چوں انجم بگرد ماہ تاباں حلقہ زن ☆ بہر کسب فقہ وتحصیل علوم ظاہری

روز وشب باشندہ در قال اللہ وقال الرسول ☆ نغمۂ شاں می رسد بالائے چرخ چنبری

جز بتعلیم وتعلم کار ایشاں ہیچ نیست ☆ لیک در تبلیغ دیں باشد قصور از بیزری

مدرسہ کی جانب تعاون کی رغبت دلاتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

گرچہ مارا نیست ننگ از فقر ہرگز اے کریم ☆ ہست از الفقر فخری فقر ما در فاخری

ہاں مگر بے استطاعت کرد نتواں ہیچ کار ☆ کار دنیا باشد و یا دیں تو خود دانا تری

پس گروہ بینوائے طالبان علم دیں ☆ بر در دولت سرایت می رسد از ابتری

شیئاً للہ اے کریم از خوان نعمائے کرم ☆ کاسہ لیسان شریعت را باحساں بنگری

وارثان انبیاء پیش تو حاضر آمدند ☆ گر شناسی قدر ایشاں قدر خود از حق بری

مولانا محمد عبد الحمید چودھری ان اشعار میں کہتے ہیں کہ اے سلطان زمن حدیث رسول ''الفقر فخری'' ہمارے لئے بڑی اطمینان بخش شئی ہے۔ لیکن چاہے دین کا کام ہو یا دنیا کا بغیر دولت وثروت کے انجام نہیں پا سکتا۔ برائے کرم طالبان علم دین اور پاسبان شریعت کے لئے آپ دست تعاون دراز فرمائیں۔ تاکہ منظر اسلام میں زیر تعلیم وارثان انبیاء جو آپ کی بارگاہ سے پرامید ہیں ان کی امیدیں برآئیں۔ یقیناً مہمانان رسول کی قدر شناسی آپ کا دینی اور ملی فریضہ ہے۔

۔اس کے بعد محترم چودھری صاحب علیہ الرحمہ اپنا تعارف کچھ اس طرح پیش کرتے ہیں:۔

من کہ باشم مدح خوانت اے شہ عالی ہمم ☆ نام من عبد الحمید است وخطابم چودھری

خادم ناچیز ہستم منظر اسلام را ☆ ختم سازم بر دعایت نیست کارم شاعری

نظام آصف جاہ سابع کی خدمت میں اس طرح دعائیہ کلمات پیش کرتے ہوئے اپنی بات ختم کرتے ہیں:۔

سالہا مانی سریر سلطنت را جلوہ گر ☆ بر سرت دائم درخشاں باد تاج قیصری

صید ہر کامت بدام وبادۂ عشرت بجام ☆ ابلق ایام رام وعون حق در یاوری

کہتے ہیں اے شہ عالی ہمم میں آپ کی بارگاہ کا ایک مدح خواں ہوں میرا نام عبد الحمید اور خطاب چودھری ہے میں منظر اسلام کا ایک ادنیٰ خادم ہوں۔ اس دعا پر اپنی بات ختم کر رہا ہوں کہ آپ برسہا برس تخت سلطنت پر جلوہ گر رہیں۔ آپ کے سر پر تاج شاہی درخشاں وتاباں رہے۔ آپ کا ہر کام آسان ہو جائے اور بادۂ عیش وعشرت سے سیراب ہوں اور نصرت حق آپ کی یاوری کرے۔

اخیر میں ناچیز دست بدعا ہے کہ اے مولائے کریم اعلیٰ حضرت کی یادگار منظر اسلام کو تو اوج اور بلندی عطا فرما۔ اسے آفات روزگار سے محفوظ رکھ۔ دشمنوں کی نظر بد سے بچا۔ اس کے منتظمین اور بہی خواہان کو عزت وعظمت اور سرخروئی عطا فرما۔ اس یادگار رضا کے ذریعہ علم وعرفان کی شمع خوب خوب فروزاں کر۔ تاکہ اس کی روشنی سے سارا جہاں منور وپرضیا ہو جائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

اب یہاں سے مولانا عبد الحمید چودھری کا مختصر تعارف پیش ہے۔ اس میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ محترم چودھری صاحب کا تعلق امام اہلسنت علیہ الرحمہ سے کس طور پر تھا۔ یقیناً یہ چند سطریں قارئین کے حق میں فائدہ سے خالی نہیں ہوں گی۔

مولانا عبدالحمید خاں (چودھری) قصبہ سہاور ضلع ایٹہ کے ایک ذی حیثیت اور قدیم زمیندار گھرانے کے چشم و چراغ تھے ۱۸۶۳ء یا ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۶ء میں وفات پائی۔ مولانا امیر حسن صاحب سہوانی جو مولوی تراب علی صاحب فرنگی محلی کے شاگرد تھے ان کی خدمت میں علوم متداولہ کی تکمیل کی۔ اور خاص طور پر فقہ میں مہارت حاصل کی۔ بعد میں ذاتی مطالعہ کے ذریعہ اس مہارت میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔ چودھری عبدالحمید خاں کو اوائل عمری ہی سے اعلیٰ کردار کے حامل اساتذہ سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا موقع ملا۔ اس کے نتیجے میں وہ اسلامی اصولوں کے دل سے خوگر بن گئے۔ اور وہ اصول ان کی زندگی کے آخری لمحات تک اپنا جلوہ دکھاتے رہے۔

مرحوم نے جو علمی وادبی کارنامہ انجام دیا وہ زیادہ تر نظم میں ہے۔ ان کے شعری ذخیرہ میں مسلسل نظمیں، غزلیں، مثنویاں، مسدس، قصیدے، اور مرثیے شامل ہیں۔ لیکن ان کا سب سے زیادہ باوزن اور مشہور کارنامہ ''کنز الآخرہ'' ہے۔ جسے فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ امام اہلسنت نے بالاستیعاب دیکھا اور پسند کیا تھا۔ اور کچھ ضروری اصلاحیں بھی فرمائیں۔ جسے چودھری صاحب نے بطیب خاطر قبول کیا۔

مولانا عبدالحمید خاں صاحب کے حلقہ احباب میں سب سے زیادہ مقتدر اور معروف و مشہور شخصیت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ (امام اہلسنت) کی تھی۔ جن سے چودھری صاحب کو عقیدت مندانہ تعلق تھا۔ آپ امام احمد رضا کی آخری علالت کے وقت بھی ان کی مزاج پرسی کرنے بریلی تشریف لے گئے تھے جس کا وصایا شریف میں یوں ذکر موجود ہیں۔

عالی جناب چودھری عبدالحمید خاں صاحب رئیس سہاور مصنف ''کنز الآخرہ'' (جو اعلیٰ حضرت کے عقیدت کیش مخلص ہیں) وصال شریف سے کچھ قبل ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ سے عرض کیا حکیم عابد علی صاحب کو ترسیتا پور کے ایک پرانے طبیب ہیں۔ صحیح العقیدہ سنی اور فقیر دوست ہیں۔ میرے خیال سے انہیں بلایا جائے۔ ارشاد فرمایا انسان آخر تک تدبیر نہیں چھوڑتا اور یہ نہیں سمجھتا ہے کہ اب تدبیر کا وقت نہیں رہا۔ (وصایا شریف ص ۲۲، مطبوعہ المجمع الاسلامی مبارک پور اعظم گڑھ)

فاضل بریلوی کی آخری علالت کے موقع پر ان کی مزاج پرسی کرنے والوں میں وصایا شریف میں چودھری صاحب کے علاوہ اور کسی کا ذکر نہیں ہے۔ اس سے ان دونوں بزرگوں کے انتہائی مضبوط مخلصانہ تعلقات کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

(ماخوذاز ''مولانا عبدالحمید خاں کے مختصر حالات زندگی'' تحریر چودھری محمد اللہ خاں متولی وقف حمیدی قصبہ سہاور ایٹہ مشمولہ کنزالآخرہ)

مولانا چودھری اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے دوستوں میں سے تھے۔اور اعلیٰ حضرت کے علمی اور فنی کمال کے معترف تھے۔اوران کا فیصلہ یقینی وحتمی تصور کرتے۔

بندوق سے مارے ہوئے شکار کے بارے میں علمائے متبحرین کا اختلاف ہے کہ اگر شکاری نے بسم اللہ اکبر کہکر بندوق چلائی اور شکار مرگیا تو کیا اس کا کھانا حلال ہے یا نہیں۔اس سلسلہ میں محترم چودھری صاحب قدس سرہ نے بہت سے علماء کرام کے اقوال پیش کیے۔جن میں بعض نے حلال کا قول کیا اور بعض نے حرام کا۔انہیں علماء کے زمرے میں آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا قول بھی پیش کیا لیکن نہایت ہی اچھوتے اور عمدہ انداز سے پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کسی دوست اور معاصر کی تحریر نہیں

بلکہ کسی شاگرد اور مرید کی نگارش ہے۔لیجئے آپ بھی اس تحریر سے محظوظ ہوں۔

مولوی احمدرضا خانِ فقیہ ☆ نیست مثلش دیگر ے لاریب فیہ

پایہ اش درفقہ باشد بس بلند ☆ پرتو بویوسف است آں ارجمند

پیشواو مقتدائے اہل دیں ☆ وارث علم پیمبر درزمیں

آں محی السنۃ خیر الانام ☆ اہلسنت وجماعت راامام

فاضل کامل بریلی مسکنش ☆ نیست جائز ایں شکار از گفتنش

حضرت مصنف چودھری صاحب قبلہ ان اشعار کی وضاحت کرتے ہوئے حاشیہ میں یوں رقم فرماتے ہیں۔

یعنی مولانا مولوی صوفی مفتی احمد رضا خاں صاحب مدظلہ فاضل بریلوی جو بہت بڑے فقیہ،محدث،وجامع جمیع علوم ویکتائے روزگار ہیں۔اور فقہ میں جن کا ثانی نہیں ہے۔اور جو فی زمانہ مجتہد مقید کا درجہ رکھتے ہیں۔اور فی الحقیقت اہلسنت وجماعت کی کشتی کے ناخدا ہیں۔وہ بھی اس شکار کی ممانعت فرماتے ہیں۔اور اس بارے میں دیگر اساتذہ متاخرین کے پیرو ہیں۔وہ فرماتے ہیں چوں کہ بندوق میں توڑ ہے کاٹ نہیں ہے۔لہذا اس کا شکار درست وجائز نہیں۔انتہی قولہ

۔(کنز الآخرہ ص ۳۰۹، حاشیہ ۱)

لیجئے اب وہ مکمل تعارف بھی ملاحظہ فرمایئے جسے مولانا عبدالحمید خاں چودھری نے نظام حیدر آباد میر عثمان علی خاں کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

مرحبا اے مسند آرائے سریر سروری — مرحبا اے آفتاب آسمان برتری

مرحبا اے نور بخش تاج و تخت و جام جم — مرحبا اے یادگار نامداران جری

مرحبا اے جانشین آں نظام نامور — نامش کرد شیراں راچو میش بربری

مرحبا اے از تو رونق یافت باصد کر و فر — شان دارائی و فر و شوکت اسکندری

تا نشستی بر سر تخت دکن با آب و تاب — بر رخ ملک دکن پرتو فگن شد مشتری

خانخاناں ای شہ عثماں علیخاں حکمراں — اختر بخت سکندر یا کہ ظل داوری

ذات بابرکات تو واللہ ظل اللہ ہست — رحمت حق دادہ ات بر خلق سایہ گستری

ہادی شرع مبیں حامی دین متین — اے امیر المومنین تو نائب پیغمبری

نیست تا اقصائے مشرق چوتو شاہ علم دوست — اے نظام الملک والملۃ تو یکتا گوہری

چشمہ ہائے علم از فیض تو شد ہر سو رواں — اے بہائے دین و دنیا تو شہ دیں پروری

بالیقیں ہستی تو از صدیق اکبر یادگار — زیں سبب در علم و در فضل و ہنر کاملتری

کردہ آغاز یونیورسٹی عثمانیہ — مرحبا اے محسن قوم و زمان مادری

از فیوض تو مبارک باد ملک و قوم را — ایں بناء درسگاہ علم اردوئے دری

از فروغ علم اردوئے معلی اے کریم — میسزد زیر لحد نازد چو روح اکبری

حق تعالیٰ عمر تو چوں خضر گرداند دراز — زیر ظل تو ببالد درسگاہ خاوری

درسگہ داریم شاہا منظر اسلام نام — تشنگان علم راچوں آب حیواں بشری

بنگہ او در بریلی زیر ظل فاضلے — آنکہ مثلش نیست در اقلیم خشکی و تری

فاضل یکتا و نام نامیش احمد رضا — در رضائے احمد مختار از دنیا بری

وارث علم نبی دانائے قرآن وحدیث ‏ ‏ ‏ از وش احیائے سنت وگشت ورد مفتری

در بنائے منظر اسلام آں علامہ ‏ ‏ ‏ سعی مشکور او بجا آورد از دیں پروری

آل ومال وحال وقالش کرد وقف راہ دیں ‏ ‏ ‏ چارۂ بیچارگاں تا کرد آں مرد جری

وارث علمش بود حامد رضا خاں خلف ‏ ‏ ‏ گام برگام پدر بنہاد در دانشوری

پرتو احمد چو بر جان ودل حامد فتاد ‏ ‏ ‏ کرد در احیائے علم آں ہم بپاش ہمسری

اہتمام مدرسا کنوں بدست اوست خاص ‏ ‏ ‏ ہست تاباں منظرش زیں ہر دو ماہ ومشتری

اہل سنت راست دار العلم یکتا او فقط ‏ ‏ ‏ بر صراط مستقیم وملت پیغمبری

مجمع طلاب چوں پروانہ ہا بر گرد شمع ‏ ‏ ‏ دائما مانند دراں درحاصل دانشوری

یا کہ چوں انجم بگرد ماہ تاباں حلقہ زن ‏ ‏ ‏ بہر کسب فقہ تحصیل علوم ظاہری

روز وشب باشند در قال اللہ وقال الرسول ‏ ‏ ‏ مخچہ شاں میر سد بالائے چرخ چنبری

جز بتعلیم وتعلم کار ایشاں ہیچ نیست ‏ ‏ ‏ لیک در تبلیغ دیں باشند قصور از ہیزری

آوازیا تیگی شاہا کہ خاطر جمع نیست ‏ ‏ ‏ کارا ز دست تہی ناید بجز حسرت خوری

گرچہ ما را نیست ننگ از فقر ہرگز اے کریم ‏ ‏ ‏ ہست از الفقر فخری فقر مادر فاخری

ہاں مگر بے استطاعت کردتواں ہیچ کار ‏ ‏ ‏ کار دنیا باشد ویا دیں تو خود داناتری

پس گروہ بینوائے طالبان علم دیں ‏ ‏ ‏ بر در دولت سرایت میر سد از ابتری

شیئا للہ اے کریم از خوان نعمائے کرم ‏ ‏ ‏ کاسہ لیسان شریعت را باحساں بنگری

وارثان انبیاء پیش تو حاضر آمدند ‏ ‏ ‏ گر شناسی قدر ایشاں قدر خود از حق بری

من کہ باشم مدح خوانت اے شہ عالی ہمم ‏ ‏ ‏ نام من عبد الحمید است وخطابم چودھری

خادم ناچیز ہستم منظر اسلام را ‏ ‏ ‏ ختم سازم بر دعایت نیست کارم شاعری

سالہا مانی سریر سلطنت را جلوہ گر ‏ ‏ ‏ بر سرت دائم درخشاں باد تاج قیصری

صید ہر کامت بدام وبادۂ عشرت بجام ‏ ‏ ‏ ابلق ایام رام دعون حق دریا وری

منظر اسلام کا قیام اس دور کی اہم ضرورت

ازقلم: مولانا محمد عیسیٰ رضوی استاذ الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج قنوج

دنیا کی انجمن میں تاریخ کا پردہ کسی نہ کسی یادگار کے سبب ضرور تابناک ومنور رہا۔ یادگاروں ہی سے تاریخ کے ابواب مرتب ویکجا ہوئے تاریخ درحقیقت یادگاروں ہی کے مجموع مرکب اوران کی پیداوار کا نام ہے۔ یادگاریں ہی تاریخ کی زینت اوراس کا حصہ ہیں۔ یادگاروں کے مقام ومرتبہ اوران کی عظمت وشوکت کے اعتبار سے اقوام عالم میں ان کی اہمیت ووقعت رہی۔ یادگاریں جتنی عظیم وجلیل رہیں لوگ ان کی طرف اتنے ہی مائل ومتوجہ ہوئے۔ دنیا بھر میں یادگاروں کی کمی نہیں۔ اور نہ دنیا کبھی ان کے وجود سے خالی رہی۔ اس عالم ناپائیدار میں بے شمار عجائب ویادگاریں ہیں اور ہر یادگار کے ساتھ کوئی نہ کوئی اہم واقعہ اور تاریخ وابستہ ہے چاہے وہ دینی یادگار ہو یا دنیاوی اس لئے کہا جاتا ہے کہ یادگاریں مٹائی نہیں جاتیں بلکہ باقیات وآثار قدیمہ کے نام پر یادوں کے اجالے میں ان کی حفاظت کی جاتی ہے۔ بعض یادگاریں اپنی عظمت رفتہ کی داستان اوران کے وارث کا مرثیہ خواں ہوتی ہیں اوران کی پیشانی کے ابھرے نقوش عبرت ونصیحت کا نمونہ ومرقع ہوتے ہیں اور بعض تو ایسی عظیم واہم یادگاریں ہیں جن کے ذکر سے تاریخ کی زلفیں سنواری گئیں اوران کے ذکر سے تاریخ کے صفحات آج بھی روشن وفروزاں ہیں۔

تاریخ کی انہیں عظیم واہم یادگاروں میں ایک یادگار ''منظر اسلام'' بھی ہے جو مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی کی ایک اعلیٰ وعظیم الشان بے مثالی یادگار ہے۔ اس یادگار اعلیحضرت اوراس کے قیام سے جو تاریخ وابستہ ومتعلق ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ''منظر اسلام'' کا ایسے بھیانک ماحول اور خوفناک دور میں قیام فرمایا جب کہ حالات انتہائی نازک اور حوصلہ شکن تھے۔ ہر چہار جانب کفر وشرک کے راگ الاپے جارہے تھے بے دینی وبدمذہبی کے بادل منڈلا رہے تھے۔ دین کے ٹھیکیدار بننے والے اپنی ریشہ دوانیوں اور عیاریوں کے باعث مولویت کے لبادے میں سیدھے سادے خوش عقیدہ مسلمانوں کے ایمان وعقیدے پر

دن دہاڑے ڈاکہ ڈال رہے تھے اور سر عام بے باکانہ انداز میں صحیح العقیدہ مسلمانوں کے متاع ایمان واسلام کولوٹ رہے تھے۔ان کے سرمایۂ حیات میں شب خون مار رہے تھے۔ ہر طرف بدعقیدگی و بدمذہبی کا راج اور ان کی حکمرانی تھی کس مپرسی کا ماحول برپا تھا۔ملت کی زندہ لاش بے گوروکفن تڑپ رہی تھی اور بلبلا رہی تھی اس کے بے یارومددگار نحیف وناتواں جسم کو کوئی سہارا دینے والا نظر نہیں آتا تھا قوم کی بے حسی و درماندگی اور شیرازۂ ملت کا انتشار اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا غرض کہ حالات انتہائی ابتر و ناگفتہ بہ اور پرآشوب ہوگئے تھے۔

ایسے نازک وقت اور سنگین حالات میں مرد آہن اسلام کے بطل جلیل علم وفن کے جبل شامخ راس المجد دین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین وسنت اور ناموس مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت وصیانت کی خاطر عشق رسالت ﷺ سے سرشار و بیخود ہوکر علوم وفنون کے ہتھیار واسلحے اور قلم کی تلوار سے لیس اور سینہ سپر ہوکر دشمنان دین و مذہب کے بالمقابل میدان میں آئے اور اعدائے دین اور دشمنان نبی ﷺ کو ایسے دنداں شکن جواب دیئے اور اس کی ایسی سرکوبی فرمائی جس کی دھمک عرب وعجم میں محسوس کی گئی اور اس کی شدت وقوت سے تاریخ کی کایا پلٹ ہوگئی۔اور تاریخ کا ایک نیا دور شروع ہوا۔پھر امام احمد رضا فاضل بریلوی نے ان اشقیائے زمانہ اور ابناء وقت کا ایسا تعاقب فرمایا کہ انہیں ان کے کیفر کردار تک پہنچا دیا اور زبان وقلم سے انکا ایسا رد بلیغ فرمایا جو ان کی حیات اقدس اور تجدید دین واحیائے سنت کا ایک عظیم اور معرکۃ الآرا باب ہے جس کے نتیجے میں انہوں نے دوسو سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔یوں تو امام احمد رضا نے ایک ہزار سے زائد تصانیف یادگار چھوڑی ہیں لیکن صرف رد و ابطال اور گستاخان رسول ﷺ کی سرکشی اور ان کی رسوائے زمانہ کتابوں کی تردید وتنقید میں آپ نے دوسو سے زائد کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے جس زمانے میں آنکھیں کھولیں وہ انتہائی پرآشوب اور فتنوں کا زمانہ تھا۔دین کے نام پر نئے نئے فتنے جنم لے رہے تھے اور لوگ مختلف فرقوں ، جماعتوں میں بٹ گئے تھے۔ایسے دردناک حالات میں جیسے جیسے فتنوں نے سر اٹھایا اور دین کے نام پر رخنہ پیدا کرنے کی کوششیں کی گئیں تو امام احمد رضا فاضل بریلوی ان فتنوں کا سر کچلنے اور ان کے سدباب کے لئے کھڑے ہوئے اور تن تنہا ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ان کے پرخچے اڑا دیئے اور ان کا قلعہ قمع کیا۔اور ان فتنوں کے پردے میں جو جذبات وعواطف کارفرما تھے۔انکا پردہ چاک کیا۔اور ان کی نقاب

کشائی فرمائی اور قوم مسلم کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ان کو کتابوں کی شکل میں ہتھیاروں کا ایک ذخیرہ عطا فرمایا۔ امام احمد رضا نے قوم کو خواب غفلت سے جگایا۔ اور ان کے ایمان وعقیدے کی حفاظت فرمائی۔ انہیں جینے اور زندگی گزارنے کی راہیں بتائیں۔ اور ان راستوں اور طریقوں کی نشاندہی فرمائی جن پر چلنے اور عمل کرنے سے زمانے کی تقدیر اور قوم کا مقدر بدل سکتا ہے۔ غرض کہ ہر موڑ پر امام احمد رضا نے قوم مسلم کی رہبری ورہنمائی فرمائی، اور ایک معمار قوم وقائد ملت ہونے کی حیثیت سے انہیں ہتھیاروں اسلحوں سے لیس کر کے میدان کارزار کا مجاہد وغازی بنا دیا۔ اور ان کے جمود وتغافل کو توڑ کر انہیں حرکت مسلسل کی دائمی قوتوں سے آشنا کر دیا۔ جس سے قوم متحرک وفعال ہو گئی۔

اس کے باوجود یکے بعد دیگرے نئے نئے روپ میں فتنے سر اٹھاتے رہے اور فتنے ابھرتے رہے تو امام احمد رضا فاضل بریلوی نے بھی ہر قدم اور ہر موقع پر ان کا تعاقب کیا اور ان کی خبر گیری فرمائی۔ اور الگ الگ انداز میں تازیانہ عبرت لیکر کھڑے ہوئے اور ہر اٹھنے والے فتنے کا سر کچل دیا۔ اور تحریر وتقریر کے ذریعے قوم کو سنبھالا دیا۔ قوم کو ان فتنہ گروں کے دام تزویر میں پھنسنے نہ دیا۔ اور انہیں ضلالت وگمراہی کی عمیق کھائی میں گرنے سے بروقت بچالیا۔ وہ قوم کے ہمدرد ومونس اور عظیم مصلح ورہنما تھے۔

جب رسول کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیاں کی گئیں اور نازیبا کلمات کہے گئے تو امام احمد رضا بریلوی نے ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت وصیانت کی خاطر تن من دھن کی بازی لگادی۔ اور ہر طرح سے قربانی کا خراج پیش کر کے ناموس رسالت پر ہونے والے ناروا حملوں کا جواب دیا اور اپنے فرض منصبی کا خوشگوار فریضہ انجام دیا۔ یہی وجہ تھی کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے وقت کی ضرورت، دین وسنت اور ناموس مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت وصیانت کی خاطر تقریباً تمام فرقہائے باطلہ کے رد وابطال میں کتابیں تصنیف فرمائیں۔ یعنی وہابیہ، دیوبندیہ، نجدیہ، قادیانیہ، رافضیہ، نیچری، چکڑالوی غیر مقلدین وغیرہ فرقوں کی شناخت اور پہچان بھی بتائی اور آیات اور احادیث وآثار اور اقوال ائمہ سے ان کے مخترعات اور افتراء پردازیوں کو طشت ازبام اور آشکار کیا۔ اور ان کی رسوائے زمانہ کتابوں کی ایمان سوز کفریہ عبارات کی نشاندہی کرتے ہوئے ہر ایک کا تفصیل سے رد بلیغ فرمایا۔ فرقہائے باطلہ اور انکی بدعقیدگیوں کے رد میں انکی تصانیف آج بھی یادگار ہیں۔ چودھویں صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا یہی وہ طرۂ امتیاز وصف ہے جس

سے وہ منفرد و یکتاء و بے مثل نظر آتے ہیں۔

میرے مقالے کا موضوع فی الوقت چونکہ ردوہابیہ نہیں ہے۔ اس لئے اجمالاً اتنا ہی ہدیہ ناظرین ہے ورنہ امام احمد رضا کی اگر صرف ان تصانیف جلیلہ کا جائزہ پیش کیا جائے جو انہوں نے فرقہائے باطلہ کے رد میں تصنیف فرمائی ہیں تو مقالہ انتہائی طویل ہو جائے گا۔ زیر نظر مضمون میں صرف منظر اسلام کے قیام کی ضرورت واقعیہ پر نظر ڈالنی مقصود ہے مگر بہتر ہو گا کہ ہندوستان میں تحریک وہابیت اور علمائے دیوبند کی بدنام زمانہ کتابوں کی کفریہ عبارات اور ان کے رد وقدح کی تاریخ کا سرسری جائزہ لیا جائے تا کہ منظر اسلام کے قیام اور اس کے بنیادی اصول و مقاصد واضح و آشکار ہو جائیں اور اس کے تناظر میں منظر اسلام کی ضرورت وافادیت کا اندازہ لگایا جا سکے۔ تو آیئے تاریخ اور حوالوں کی روشنی میں تحریک وہابیت اور اس کے بانی مبانی اور اس کو فروغ دینے والوں کے مکروکید کی تاریخ پر تنقیدی نگاہ ڈالی جائے اگر چہ یہ تاریخ وتذکرے اب اظہر من الشمس و عالم آشکار ہو چکے ہیں لیکن بات چونکہ موضوع سے متعلق اور میل کھائی ہوئی ہے اس لئے اگر بار نظر نہ ہو تو ملاحظہ فرمائیں۔

ہندوستان میں نجدی تحریک اس وقت سے فروغ پانا شروع ہوئی جب کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے ابن عبدالوہاب نجدی کی بدنام زمانہ ''کتاب التوحید'' کے مندرجات و مشتملات سے ہم خیال و ہم زبان ہو کر ''تقویۃ الایمان'' نامی کتاب لکھی جس میں اس نے مراسم اسلامیہ اور عقائد اہلسنت کی مخالفت کی اور خوش عقیدہ مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیا جس سے قوم مسلم میں مسلکی انتشار واختلاف پیدا ہوا اور مسلمان دو فرقوں میں بٹ گئے۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ علمائے اسلام کو متحد و متفق ہو کر ''تقویۃ الایمان'' کا رد و ابطال کرتے ہوئے اس کے مصنف کو قرار واقعی سزا دی جاتی تا کہ یہ فتنہ دب جاتا مگر ایسا نہ ہو سکا بلکہ اس کا اتباع کرتے ہوئے دوسرے علماء وہابیہ نے بھی انگریز کی کاسہ لیسی اور زراندوزی کی خاطر اپنے ایمان و اسلام کو اغیار کے ہاتھوں فروخت کر دیا اور خدا اور رسول کی شان و عظمت میں توہین و تنقیص اور گستاخیوں پر مشتمل عبارتوں سے مملو کتابیں تصنیف کیں مثلاً

۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں مولوی محمد قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں یہ لکھا کہ

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ

کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ (تحذیر الناس ص ۲۴ ر)

اس میں امت مسلمہ کے اجماعی اور یقینی عقیدہ (کہ حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا) کا صاف انکار ہے۔اور نص قطعی (ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین) کے خلاف ایک نئے عقیدے کی داغ بیل ڈالی گئی ہے۔

۱۳۰۴ھ/۱۸۸۷ء میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی تالیف ''براہین قاطعہ'' مولوی خلیل احمد امیٹھوی کے نام سے شائع ہوئی جس پر مولوی رشید احمد گنگوہی کی زوردار تقریظ موجود ہے۔اس میں یہ لکھا ہے کہ

شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلادلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں۔تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۱)

اس میں حضور اقدس ﷺ کے لئے زمین کا علم محیط ماننے کو شرک قرار دیا گیا اور یہ کہا گیا ہے کہ شیطان کے علم کے لئے نص موجود ہے لیکن حضور سید عالم ﷺ کے علم پاک کے لئے کوئی نص موجود نہیں ہے۔اس دیدہ دلیری پر حیرت ہے کہ حضور عالم ماکان ومایکون ﷺ کا علم شریف شیطان کے علم سے گھٹانے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے۔

۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں مولوی اشرف علی تھانوی کا ایک رسالہ ''حفظ الایمان'' منظر عام پر آیا جس میں بڑے جارحانہ انداز میں لکھا ہے کہ

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، عمرو بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے (حفظ الایمان ص ۸)

اس میں حضور سید عالم ﷺ کے علوم غیبیہ کا صراحۃً انکار کیا گیا ہے بلکہ حضور کے علم کو بچہ و پاگل اور جانوروں سے تشبیہ دیکر رسول گرامی وقار ﷺ کی توہین وتنقیص کی گئی ہے۔

جب علمائے دیوبند کی یہ کتابیں ان کفریہ عبارات پر مشتمل منظر عام پر آئیں تو علمائے حق اہل سنت وجماعت نے ان کے نظریات باطلہ وعقائد فاسدہ کا رد بلیغ کیا۔اور تحریر وتقریر کے ذریعہ سے ان عبارات کی قباحتیں اور خرابیاں بیان کیں اور

ان کا کفریہ ہونا ظاہر کیا اور علمائے دیوبند سے مطالبہ کیا کہ توبہ ورجوع الی اللہ کرتے ہوئے ان گستاخانہ اور کفریہ عبارات کو قلمزد کر دیا جائے اور وہ کتابیں نذر آتش کردی جائیں۔

احقاق حق وابطال باطل ہوجانے اور صدہا مطالبات کے باوجود جب علماء دیوبند کسی طرح ٹس سے مس نہ ہوئے تو مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے تحذیر الناس کی تصنیف کے تیس سال بعد، براہین قاطعہ کی اشاعت کے قریباً سولہ سال بعد، اور حفظ الایمان کی اشاعت کے قریباً ایک سال بعد ۱۳۲۰ھ میں ''المعتقد المنتقد'' مصنف سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول بدایونی قدس سرہ الربانی م ۱۲۸۹ھ (یہ مبارک کتاب آپ نے ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء میں بزبان عربی عقائد اہلسنت کے بیان میں علم کلام کی طرز پر تصنیف فرمائی ہے جس میں دیوبندیت کے مولائے اکبر، نجدیت کے برادر اصغر مولوی اسمٰعیل دہلوی کے اقوال کفریہ مندرجہ تقویۃ الایمان وصراط مستقیم کا ابطال بھی خوب واضح کر دیا۔ حضرت مولانا شاہ فضل حق خیر آبادی، حضرت مولانا مفتی صدر الدین دہلوی، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ کبیر حضرت مولانا شاہ احمد سعید دہلوی، حضرت مولانا حیدر علی فیض آبادی مصنف منتہی الکلام نے آپ کے احقاق حق وازہاق باطل کو سراہتے ہوئے ''المعتقد المنتقد'' پر جلیل الشان تقریظات تحریر فرمائی ہیں۔ سوانح اعلیٰ حضرت) کے حاشیہ ''المعتمد المستند'' میں مرزائے قادیانی (جس نے نبوت اور مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا) کے ساتھ ساتھ توہین رسالت کے مرتکبین مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی اشرفعلی تھانوی پر ان کی عبارات کفریہ کے سبب حکم شرع کے مطابق فتوائے کفر وارتداد صادر فرمایا۔ یہ فتویٰ علمائے دیوبند سے کسی ذاتی مخالفت وعداوت کی بنا پر نہیں تھا بلکہ ناموس رسالت علیہ السلام کی حفاظت وصیانت کی خاطر ایک دینی وشرعی فریضہ ادا کیا گیا تھا۔

پھر ۱۳۲۳ھ میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ''المعتمد المستند'' کا وہ حصہ جو فتویٰ اور مرزائے قادیانی اور علمائے دیوبند کی تکفیر پر مشتمل تھا۔ علمائے حرمین طیبین کی خدمت میں پیش کیا جس پر وہاں کے ۳۵ رجلیل القدر اور متقدر علماء نے زبردست ومعرکۃ الآرا تقریظیں لکھیں اور واشگاف وواضح الفاظ میں تحریر کیا کہ مرزائے قادیانی کے ساتھ افراد مذکورہ بھی بلاشک وریب دائرہ اسلام سے خارج اور کافرو مرتد ہیں اور حمایت دین وسنت کے جذبے میں امام احمد رضا بریلوی کو بھرپور خراج داد وتحسین پیش کیا۔ فتویٰ اور علمائے حرمین کریمین کی تصدیقات وتوقیعات کا یہ عظیم وجلیل مجموعہ ''حسام الحرمین علی

منحر الکفر والمین" کے نام سے ۱۳۲۴ھ میں شائع ہوکر دعوت فکر دینے لگا۔

اتنا سب کچھ ہونے کے بعد علماء دیوبند کو چاہئے تو یہ تھا کہ ان گستاخانہ وکفریہ عبارات سے رجوع کر لیتے اور اپنا توبہ نامہ شائع کر دیتے اس کے برخلاف جب انکی ریشہ دوانیہ وشرارتیں اور بڑھیں تو علمائے عرب کے سامنے اپنی خفت وسبکی مٹانے کے لئے انہیں کی ایک جماعت نے مل کر ایک رسالہ بنام "المھند المفند" ترتیب دیا۔ جس میں کمال عیاری وچابکدستی سے یہ ظاہر کیا کہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو اہلسنت وجماعت کے ہیں حالانکہ باعث نزاع عبارتیں جن کی بناء پر کفروارتداد کا فتویٰ صادر کیا گیا تھا۔ متعلقہ کتابوں میں بدستور موجود تھیں۔

اس کے جواب میں صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہ نے "التحقیقات لدفع التلبیسات" نامی کتاب لکھ کر ایسی مکروکید پر مشتمل تمام عبارتوں کو طشت ازبام کر دیا اور ثابت کر دیا کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور ہوتے ہیں کھانے کے اور۔ اور المھند المفند کا اس طرح رد بلیغ فرمایا کہ سرعام علمائے دیوبند کی سازشوں کا پردہ فاش ہوا اور انہیں اپنے ہی ہاتھوں ذلت ورسوائی کا منہ دیکھنا پڑا۔

اس کے بعد بھی حسام الحرمین کا اثر زائل کرنے کے لئے علمائے دیوبند نے یہ شوشہ چھوڑا اور فتنہ کھڑا کیا کہ علمائے حرمین شریفین کو مغالطہ دیکر یہ تصدیقات حاصل کی گئی ہیں کیونکہ اصل عبارتیں اردو میں تھیں اگر یہ عبارات عربی میں ہوتیں تو وہ ہرگز تصدیق نہیں کرتے مولانا احمد رضا خاں نے ان عبارات کو عربی کے وہ معنی پہنائے جو ان کے مصنف کی ہرگز مراد نہیں ہے۔ اس لئے متحدہ ہندوستان (ہندوپاک) کے علماء میں سے کوئی بھی "حسام الحرمین" کا مؤید ومصدق نہیں ہے۔ یہ علمائے دیوبند کا کھلا ہوا افتراء اور فریب تھا کیونکہ امام احمد رضا بریلوی نے ان اردو عبارات کو صرف عربی میں تبدیل کر دیا تھا جس سے ان کے معنی ومراد میں نہ کوئی فرق پڑا اور نہ ان میں کسی قسم کی کوئی ترمیم وتبدیلی واقع ہوئی۔

پھر بھی اس افواہ اور پروپیگنڈہ کے دفاع اور ان کی زبانیں مقفل کرنے کے لئے شیر بیشہ اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب رضوی پیلی بھیتی نے متحدہ ہندوستان کے ڈھائی سو سے زیادہ نامور وجلیل القدر علمائے دین کی حسام الحرمین پر تصدیقات حاصل کیں۔ اور ان تمام تصدیقات کو ۱۳۴۵ھ میں "الصوارم الھندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیہ" کے نام سے شائع کر دیا جو آج بھی مخالفین کی گردنوں پر لٹکتی ہوئی تلوار ہے۔

وہابیہ اور فرق باطلہ کے رد وابطال میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے جو کدوکاوش اور سعی مشکور فرمائی ہے وہ کسی عظیم تحریک یا بڑے ادارے کی خدمات سے کم نہیں وہ تو تنہا اپنی ذات میں ایک انجمن اور ایک ادارہ تھے۔ انہوں نے یک وتنہا دین وسنت کے فروغ واستحکام میں جو کارنامے ایک مختصر سے عرصے میں انجام دیئے وہ بڑے سے بڑا ادارہ یا بڑی سے بڑی یونیورسٹی ایک طویل مدت میں انجام نہیں دے سکتی۔ اور نہ کوئی تحریک وتنظیم ان کی پامردی اور راست گوئی کا جواب و بدل ہوسکتی ہے۔ اور نہ مختلف شعبہ ہائے حیات میں ان کی طرح کردار وعمل پیش کرسکتی ہے۔ ان سب کے باوجود وہابیہ کی بیخ کنی واستیصال اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتے تھے جس کے لئے انہوں نے تحریر وتصنیف کو ذریعہ بنایا اور اس پر اپنا زور قلم صرف کیا۔ اس لئے ہم بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ اس میدان میں وہ اتنے کامیاب وسرخ رو ہوئے کہ آج پورا عالم اسلام انہیں خراج تحسین وتبریک پیش کررہا ہے اور عرب وعجم دونوں ان کے معترف ومداح ہیں۔ اور عالم اسلام کے علماء ومحققین ان کی شان تجدید واحیاء دین وسنت کے قائل ومعترہیں۔ وہابیہ کی بیخ کنی وسرکوبی کا جو بیڑا امام احمد رضا نے تن تنہا اٹھایا تھا اسے انہوں نے بحسن وخوبی اس کی آخری منزل تک پہنچادیا اور اس راہ میں انہوں نے موثر ذرائع ابلاغ کے ساتھ جو کردار وعمل پیش کیا وہ رہتی دنیا تک یادگار اور زندۂ جاوید رہے گا۔

منظر اسلام کے نام سے جو یادگار ادارہ امام احمد رضا بریلوی نے قائم فرمایا اس کے پیچھے یہی عزائم ومقاصد کارفرما تھے کہ اس کے ذریعہ سے دین وسنت اور ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کیجائے اور شان اقدس ﷺ میں تنقیص وتوہین کرنے والوں سے نبرد آزمائی اور مقابلہ کیا جائے وہ منظر اسلام کے قیام سے اپنے مسلک ومشن کی ترویج وبقا چاہتے تھے۔ وہ منظر اسلام سے اپنے اسلاف واکابر کی روایات ویادگار کو زندہ وپائندہ دیکھنا چاہتے تھے۔

تاریخ کو زندہ اور روشن وتاباں رکھنے کے لئے قرطاس وقلم اور تحریر وتصنیف کی ضرورت درپیش ہوتی ہے جس قوم کے پاس قلم کی طاقت اور تحریر کی قوت ہوتی ہے وہ ہر میدان میں عملی طور پر آگے اور پیش پیش رہتی ہے اور وہ اپنے نمایاں کارناموں سے جانی پہچانی جاتی ہے۔ اس لئے تحریر وتصنیف کی افادیت اور قلم کی طاقت سے کسی کو انکار نہیں اس بات کو امام احمد رضا بریلوی بخوبی جانتے تھے اس لئے انہوں نے سارا زور اور پوری قوت خداداد کو تصنیف وتالیف پر صرف کیا اور وہ یہ بھی جانتے تھے تحریک سے زیادہ تحریر موثر اور اثر آفریں ہوتی ہے، تحریر کی قوت دائمی اور تحریک کی آواز ہنگامی اور وقتی ہوتی

ہے۔تحریر وتصنیف سے آنے والی نسلیں اور مستقبل کی قومیں استفادہ کرسکتی ہیں،تحریک وتحریر کی بالادستی وتحمندی ہر قرن اور ہرزمانے میں تسلیم کی گئی ہے کیونکہ یہ توانمٹ نقوش ہوتے ہیں ان کے ذریعہ سے کوئی بھی آواز صدا بصحرا ثابت نہیں ہوتی اور نہ انہیں لوگ بالکلیہ طاق نسیاں پر رکھتے ہیں۔

یہ سب کچھ جاننے اور سمجھنے کے باوجود امام احمد رضا بریلوی تحریر کی افادیت وقلم کی قوت کے ساتھ ایک تحریک کی بقا وسلامتی چاہتے تھے اور ایسی تحریک وتنظیم کے متمنی وخواہشمند تھے جس سے قوموں کے عروج وترقی،فلاح وکامیابی اوران کے اقبال وسربلندی کی تاریخ وداستان وابستہ ہو،جوقوموں کا مزاج ومقدر اور زمانے کی تقدیر بدل دے موجودہ نسلوں کے ساتھ آنے والی نسلیں بھی اس سے حسب استطاعت وکماحقہ استفادہ کرسکیں۔جس قوم کے پاس کوئی تحریک وتنظیم نہیں ہوتی اس کے اقبال میں زوال وتنزل کا آشیانہ ہوتا ہے۔اور وہ دوسروں کی دست نگر ہوجایا کرتی ہے۔امام احمد رضا بریلوی اپنی دینی تحریک کے ذریعہ سے قوم کی تاریخ تابناک وروشن دیکھنا چاہتے تھے کیونکہ وہ ایسے روشن خیال مفکر،دوراندیش مدبر،اور دانش وبینش کے اوج کمال پر فائز ومتمکن تھے۔جوایک صدی آگے دیکھنے کے عادی وقائل تھے اور ایک صدی آگے کے حالات وکوائف عقل ووجدان کی نگاہ سے دیکھتے تھے ان کی نگاہ کیمیا اثر انتہائی دوررس اور شاہین پرواز تھی۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امام احمد رضا نے جوکہا وہی ہوا اور جودیکھا وہی کہا اور وہی لکھا جوانکی نظر میں حق ودرست اور عقل ونقل کے موافق ومطابق تھا۔تاریخ کے جاننے والوں اور دانشوران ملت پر یہ حقیقت مخفی وپوشیدہ نہیں ہے کہ انہوں نے جولکھا اور کہا تھا آنے والے حالات اور مستقبل کی تاریخ کی ایک ایک کروٹ نے ان سب کوشفاف آئینہ کی طرح ثابت وواضح کردیا۔یہ ان کی نگاہ دوربیں اور فکر رسا کا ادنیٰ کمال ہے۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے انہیں جذبات وعواطف اور نازک حالات کی بنیاد پر"الجامعۃ الرضویہ منظر اسلام رضا نگر سوداگران بریلی شریف" کا قیام فرمایا اور اپنے مقدس ہاتھوں سے اس کا سنگ بنیاد رکھا تاکہ تحریر وتصنیف کے ساتھ فرزندان توحید اور نونہالان ملت کو تعلیم وتعلم،تہذیب وتمدن،فوز وفلاح،عروج وترقی،اخلاق وکردار،عشق وعقیدت،محبت ووارفتگی،حسن سلوک ومعاشرت،امانت ودیانت سے آراستہ وپیراستہ کیاجاسکے اور انہیں علمی وعملی تربیت دیکر دین وسنت اور شریعت وطریقت کا مجاہد وسپاہی بنا دیا جائے اور بقائے باہمی کے حوصلوں اور اس کی فولادی قوتوں سے انہیں استوار

ومزین کردیا جائے تا کہ ہر میدان میں وہ شہسوار اعلیٰ کی حیثیت سے قدم رکھیں جس کی دھمک وقوت سے باطل طاقتیں لرزہ براندام ہوجائیں۔

امام احمد رضا بریلوی نے منظر اسلام کے وجود وتعلق سے جو حسین وخوبصورت خواب سجایا تھا اسے فرزندان منظر اسلام نے سچ کردکھایا اور گہوارۂ علم وفضل وکمال منظر اسلام کی ایک صدی کی تاریخ وروایات نے بھی یہ ثابت کردیا کہ اسکے پروردہ نعمت اور خوشہ چینوں نے خطہ ہائے کائنات میں جو علمی چراغ جلائے ان کی روشنی سے تاریکیوں کے بادل چھٹ گئے اور گمشتگان راہ کے قلوب واذہان میں علم وعقیدت کا اجالا پھیلا۔ اور امام احمد رضا بریلوی نے اپنی دیرینہ آرزوؤں کی جو شمع منظر اسلام کی شکل میں روشن فرمائی تھی اسکے انوار وتجلیات نے عالم کو بقعۂ نور بنادیا اور اس کی روشنی سے علم وفضل کے وہ بلند مینار تعمیر ہوئے جن کی چمک دمک سے کائنات کے تاریک گوشے ضیابار وپرنور ہوگئے اور جہالت وسفاہت کے میدان میں اجالوں کا سویرا ہوگیا۔

منظر اسلام کی آبیاری ونگہبانی کرنے والوں، اسے فروغ وترقی دینے والوں نے کبھی بھی اسمیں کسی قسم کی کوئی کوتاہی اور کمی نہیں کی۔ اور نہ اسکی بہار دائمی پر کبھی خزاں کا اثر ہونے دیا۔ جبکہ ہر بہار جانفزا پر خزاں کا موسم آتا ہے اور چمنستان کے پھول مرجھا جاتے ہیں اور ان کی نرم ونازک پنکھڑیاں جھڑ جاتی ہیں۔ مگر منظر اسلام علم وادب اور کمال فن کا ایسا پر بہار وخزاں نادیدہ چمنستان ہے جس کے پھولوں میں نہ کبھی پژمردگی آئی اور ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی سرسبز وشاداب اور ہرا ابھرا رہے گا۔ کوئی گلاب اگر اس کی شاخوں سے جدا ہوجائے، چمن اور پھولوں کے جھرمٹ سے نکل جائے تو چند ہی ساعت میں کمھلا جاتا اور پژمردہ ہوجاتا ہے اور اسکی تازگی وتابندگی فنا ہوجاتی ہے لیکن منظر اسلام کے چمن زار سے اگر کوئی پھول اپنے حسن وبانکپن کے ساتھ نکھر کر نکلتا ہے تو وہ پژمردہ نہیں ہوتا اور نہ اسکی تازگی ورعنائی مسلوب ہوتی ہے بلکہ وہ روز بروز تروتازہ اور ہرا ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی خوشبوؤں سے ایک عالم کے مشام جاں کو معطر ومستغیر کرتا ہے۔ منظر اسلام کے قیام سے امام احمد رضا کا مقصد ومطلب ہی یہ تھا کہ اس باغ علم وادب کا کوئی پھول یا کوئی کلی کبھی نہ مرجھائے اور نہ وہ زوال آشنا ہو بلکہ وہ روز بروز تازہ بہ تازہ اور نوع بہ نوع بارونق وبافیض اور درخشندہ وتابندہ ہو اور اس کے نور ونکہت سے سارا عالم فیضیاب ومستفیض ہو۔ اور منظر اسلام کے صحن علم میں آنے والا ذرہ ہو تو آفتاب ہوجائے۔ وہ قطرہ ہو تو دریا ہوجائے

اور سحاب ہو تو سمندر ہو جائے۔

منظر اسلام کے زمانہ قیام سے لیکر اب تک کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اس کی فصیل سے جتنے بھی سپاہی تیار ہوئے انہوں نے امام احمد رضا بریلوی کے مقصد و مدعا کے پیش نظر جب جب بھی بدعقیدوں اور بدمذہبوں کی دہلیز پر قدم رکھا تو کامیابیوں اور فتحمندیوں نے ان کے قدم چومے اور انہوں نے قصر باطل کو تباہ و برباد اور مسمار و منہدم کر دیا۔ یہ امام احمد رضا کے مقصد نیک و حسن نیت اور ان کے خلوص وللّٰہیت کا فیض ہے کہ منظر اسلام کے مایۂ ناز فرزندوں نے خدمت دین وسنت اور بدعقیدگیوں و بدعات وخرافات کے تاخت و تاراج کے جذبے میں جس میدان میں بھی قدم رکھا تو تائید ربانی سے وہ ہر مقام و منزل پر کامیاب و سرخ رو ہوئے۔

منظر اسلام کے قیام کا ایک داعیہ اور عاطفہ یہ بھی ہیکہ ۱۸۵۷ء جو جنگ آزادی اور غدر کا زمانہ کہلاتا ہے اس جنگ آزادی میں جن علماء حق نے کسی طرح سے بھی حصہ لیا اور انگریزی گورنمنٹ کی مخالفت کی، انگریزوں کے خلاف جہاد کا نعرہ بلند کیا۔ اور ان کو انگریز سفاکوں نے بے دریغ تختۂ دار پر سرعام لٹکایا، پھانسی کی سزائیں دی گئیں، اور انہیں بے دردی کے ساتھ قتل کیا اور بعض کو ایسی دردناک سزا دی گئی جس سے زمین و آسمان کانپ گئے، ہواؤں کی سسکیاں اور چیخیں نکل گئیں، ان کی جائداد پر غاصبانہ قبضہ کیا۔ اور جابرانہ تسلط سے ان کا استحصال کیا، اور بعض پر جھوٹے اور پر فریب دفعات و مقدمات قائم کئے، اور طرح طرح کے الزام لگا کر انہیں مجرم و ملزم گردانا۔ پھر انہیں یا تو صلیب و دار کی سزا دی گئی یا پھر انہیں کالے پانی جزیرۂ انڈمان کی کالی کوٹھری میں ڈالدیا گیا اور انہیں بے آب و گیاہ چٹیل میدان میں پابجولاں کر کے قید و بند کی اذیتیں دی گئیں جہاں پر انہوں نے کس مپرسی اور حسرت و یاس کے عالم میں دم توڑ دیا۔ انگریزوں کی ان سفاکیوں سے علم و فضل کے نہ جانے کتنے آفتاب و ماہتاب وقت کی سیاہی اور ظلم و تعدی کی بدلی میں روپوش ہو گئے۔

علمائے حق کا جرم اور قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے انگریز ڈاکوؤں کی مخالفت کی تھی اور ان سے جہاد کرنے کو فرض قرار دیا تھا۔ جس کا اعلان دہلی کی جامع مسجد میں کیا گیا تھا۔ علمائے حق اہلسنت و جماعت نے تو اپنا فرض منصبی اور دینی فریضہ ادا کیا تھا لیکن انگریز جو ازلی طور پر اسلام اور مسلمانوں کے دشمن و مخالف تھے وہ جہاد کا نام سن کر چراغ پا ہو گئے اور علمائے حق کے خلاف ایک اسکیم تیار کی اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا جس کے نتیجے میں وہ سب کچھ ہوا جو لوگوں کے خواب و خیال

میں بھی نہ تھا یعنی اگر یہ کہا جائے کہ مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ تاریخ وحکومت کا چہرہ مسخ ہوکر رہ گیا تو بے جا نہ ہوگا۔ اسکی پوری خونریز داستان تاریخ کے سینے میں محفوظ ہے۔

اس کے برخلاف علماء دیوبند جو انگریز کے ریزہ خوار وکاسہ لیس تھے ایسے کرب وانگیز حالات میں بھی انہوں نے انگریز کا حق دوستی ادا کیا۔ اور انکے تئیں نرم پالیسی کا مظاہرہ واعلان کیا اور ابن الوقتی کا ثبوت دیتے ہوئے علمائے اہلسنت کی مخالفت ودشمنی پر کمربستہ اور ڈٹے رہے اور ہر قدم پر علمائے اہلسنت کے خلاف پروپیگنڈہ کیا۔ چونکہ علمائے دیوبند انگریز کو آقا وسرکار اور مربی ومالک سمجھتے تھے۔ اور یہ علماء انگریز کے تنخواہ دار ملازم ونوکر تھے بھلا ایک ملازم ونوکر اپنے آقا ومربی کی مخالفت کیسے گوارا کرسکتا ہے۔ اس لئے وہ خاموش تماشائی بنے رہے۔ اور انگریزوں سے وفاداری کا بھرپور ثبوت دیا۔ علمائے اہلسنت پر ظلم وزیادتی ہوتی رہی اور وہ خرانٹے کی نیند سوتے رہے، ان کے گھر جلتے رہے اور وہ کھڑے مسکراتے رہے۔ یہ سب تاریخی حقائق وشواہد ہیں جنہیں کوئی نہیں ٹھکرا سکتا۔ غرضیکہ علماء دیوبند نے ہر قدم پر انگریز نوازی کا ثبوت دیا، انہیں خوش کرنے اور ان کی دلجوئی کے لئے اپنے بھائیوں اور پڑوسیوں کا بے دریغ خون بہایا۔

علمائے حق نے تو انگریزوں کے خلاف یہ فتوئی دیا تھا کہ انگریز غاصب وجابر ہیں اس سے جہاد کرنا فرض ہے لیکن اسکے برخلاف علمائے دیوبند نے انگریز کی حمایت میں یہ فتوئی صادر کیا تھا کہ سرحدی پٹھانوں سے جہاد وقتال کرنا فرض ہے۔ معلوم نہیں ان پٹھانوں کا جرم اور قصور کیا تھا؟ علماء دیوبند کا یہ فتوئی صرف نوشتہ دیوار نہ رہا بلکہ انہوں نے سرحدی مسلم پٹھانوں سے جہاد کرکے عملی طور پر ثابت بھی کردیا کہ ہم اپنے آقاؤں کے سچے وفادار وجاں نثار ہیں۔ جس کے نتیجے میں انگریز نے علماء دیوبند کی خدمت ووفاداری کے صلے میں کسی کو "شمس العلماء" کا خطاب دیا اور کسی کو "حکیم الامت" کا خطاب۔ دنیا کا کوئی بھی منصف اور انصاف پسند آدمی یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ اس میں انصاف ودیانت کی تاریخ کا سب سے بڑا خون ہوا ہے کہ ایک طرف تو علمائے اہلسنت کو بے دردی کے ساتھ قتل کیا جارہا ہے اور انہیں کربناک سزائیں دی جارہی ہیں یہاں تک کہ ان کی لاش کی تجہیز وتکفین سے بھی روکدیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ ہر طرح کا ظلم وستم اور زور وجبر روا رکھا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف علمائے دیوبند کے ساتھ حسن سلوک اور کرم فرمائی کہ انہیں بڑے بڑے القاب سے نوازا جاتا ہے، انہیں تحائف وہدایا سے خوش کیا جاتا ہے اور ان کی پشت پناہی کی جاتی ہے۔ آخر یہ ستم ظریفی کیسی؟ حق ودیانت اور انصاف کا خون کیسا؟ کیا ایسا نہیں تھا کہ ایک طرف میدان کربلا میں حسینی جاں نثار تھے جن کے لئے جنت منتظر ومشتاق تھی اور دوسری طرف حسین کے غدار اور یزید کے لشکر جرار تھے جن کے لئے جہنم کی

آگ متمنی و بیقرار تھی۔ تاریخ کا یہ عجیب و غریب انقلاب والمیہ فکر و خیال سے ماورا اور وہم و گمان سے سوا ہے۔ اس تاریخ کو شاید تاریخ کا کوئی دور معاف نہ کرے۔

جنگ آزادی کے نقشے اور انقلابات زمانہ نے بتادیا کہ انگریز کے ریزہ خوار و کاسہ لیس کون تھے اور حق کے علمبر دار و داعی کون تھے۔ علمائے اہلسنت پر انگریز نوازی کا بے بنیاد الزام لگانے والے ان حقائق و شواہد کا مطالعہ کریں تو انہیں معلوم ہوجائے گا کہ انگریز کے خلاف اعلان جہاد کرنے والوں اور انہیں غاصب و جابر کہنے والوں میں کن علماء کے نام تھے۔ اور انگریز کی بولی بولنے والوں اور ان کا خطبہ پڑھنے والوں، ان کو آقا و سرکار کہنے والوں میں کن علماء کے نام تھے۔ دونوں گروہ کے کارنامے کردار و عمل کے آئینے میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ اور تجزیہ کیا جاسکتا ہے کہ دونوں میں حق پر کون ہے اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ علماء دیوبند کے ساتھ انگریز کی کرم فرمائی کی پر اسرار داستان کیا ہے۔

پھر جنگ آزادی اور زمانہ غدر کی مسموم و مکدر فضا بدلنے اور حالات کے پلٹا کھانے کے بعد غالباً ۱۸۶۷ء میں انگریز کے ایماء اور اشارے پر دیوبند میں دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آتا ہے۔ ذرا سوچنے اور غور کرنے کی بات ہے کہ جن انگریزوں نے ابھی کچھ دنوں پہلے اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے علماء حق کو دار و رسن کی سزا دی تھی اور ان کی آستینوں سے ابھی لہو کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔ پھر اتنی جلدی ان انگریزوں کو اسلام اور مسلمانوں سے اتنی ہمدردی کیسے اور کیوں ہوگئی؟ اور انہیں ایک دارالعلوم کی فکر کیسے ہوگئی۔ اور کیا وجہ ہے کہ انہوں نے مسلم بچوں کے لئے دینی تعلیم کے نام پر الگ اور منفرد دارالعلوم قائم کرنے کا اشارہ کیا۔ یہ ایک راز سربستہ اور مخفی پروگرام تھا لیکن انگریز کے نمک خوار اسے ہضم نہ کرسکے اور نہ وہ ہضم ہوسکتا تھا اور یہ راز نہاں سربازار عیاں و افشا ہوکر رہ گیا اور اس کے پیچھے جو طاقت یا جو خونی ہاتھ کام کررہا تھا اس نے اپنا کام تمام کردیا۔

حضرات! نجدی تحریک کے فروغ و ارتقا کا جو سبب اور داعیہ تھا وہی سبب اور وہی راز دارالعلوم دیوبند کے قیام اور اس کے استحکام و ترقی کا تھا، دارالعلوم دیوبند سے بظاہر تو جبہ و دستار والے نکلے، مولویت کے لبادے میں اس کے فارغ التحصیل اور فیض یافتہ کہلائے اور قوم کے سامنے مرغ مسلم بنے رہے۔ مگر ایک منصوبہ اور پروگرام کے تحت انہوں نے انگریزی نشہ کے خمار اور ان سے وفاداری کے جذبے میں وہ سب کچھ کیا جو بظاہر انگریز بھی نہ کرسکے اور وہ ان کے آلۂ کار بنے رہے۔ جس کا مظاہرہ ان ابناء وقت نے کہیں پردر پردہ کیا اور کہیں پر انہوں نے کھلے بندوں دینی، اسلامی ماحول اور فضا کو اس طرح مسموم و زہر آلود کیا جس کی مثال تاریخ میں بمشکل ملے گی۔

دیوبند سے دین وشریعت کے نام پر خوش عقیدہ مسلمانوں کیخلاف ایسے پرآشوب ودل آزار فتنے کھڑے کئے گئے جن کے تصو
رو خیال سے روح کانپ جاتی ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے وہ چونکہ انگریز کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے وہ جس طرح چاہتے
ان کو نچاتے تھے اسی لئے ان زرخرید نام نہاد علماء نے انگریز کے ایماء واشارے پر رسول گرامی وقار ﷺ کی شان رفیع میں نازیبا
کلمات لکھے اور گستاخیاں کیں اور ان کارروائیوں کو ایسی ہوا دی گئی جسکے تعفن وتکدر سے شاید ہی کوئی شہر اور کوئی قصبہ محفوظ وسلامت
رہا ہو۔ لازمی طور پر مسلمان دو فرقوں میں بٹ گئے اور مسلمانوں کی اجتماعیت پارہ پارہ ہو کر رہ گئی اس تقسیم وانتشار کا سبب صرف
اور صرف دارالعلوم دیوبند اور اس کی منصوبہ بند سازش ہے۔ اس لئے یہ کہا جاتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ تحریک وہابیت
دارالعلوم دیوبند اور اس کے چنین وچناں ملت کے انتشار اور افتراق بین المسلمین کے سبب وعلت بنے۔

ایسے کرب انگیز حالات اور پرفتن دور میں کسی ایسے دارالعلوم اور مرکزی درسگاہ کی ضرورت تھی جو دارالعلوم دیوبند کا جواب ہو
اور اسکا ناطقہ بند کر دے اور دیوبند سے اٹھنے والی تحریک وتنظیم اور اس کی تمام سازشوں کا ترکی بہ ترکی جواب دے سکے اور اس کے
ظاہری لبادے کا تقدس پامال کرکے مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کا سامان فراہم کرے اور دین وسنت کے نام پر بد
عقیدگی پھیلانے والوں کی زبانیں مقفل کیجائیں۔ اور مسلمانوں کے قلوب واذہان میں رسول اللہ ﷺ سے عشق وعقیدت اور
والہانہ وارفتگی پیدا کیجائے وقت کے ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے امام احمد رضا بریلوی نے ایک ادارہ کی ضرورت بشدت
محسوس کی اور ۱۳۲۲ھ میں ”دارالعلوم منظر اسلام“ قائم فرمایا جو آج برصغیر کی ممتاز ومنفرد اسلامی درسگاہ کے طور پر جانا اور پہچانا
جاتا ہے۔

منظر اسلام کا قیام اگرچہ دارالعلوم دیوبند کے بہت بعد میں ہوا مگر امام احمد رضا بریلوی ایک طویل عرصے اور زمانہ دراز تک
دیوبند سے جنم لینے والے فتنوں اور سازشوں کا جواب دیتے رہے۔ ان کے سدباب اور رد وابطال کے لئے اپنی تحریر وتصنیف اور
دیگر ذرائع ابلاغ کی اشاعت وتشہیر فرمائی اور علماء تیار کئے جنہوں نے باطل کے سینوں میں حقانیت کا جھنڈا نصب کر دیا، گویا کہ امام
احمد رضا بریلوی یکہ وتنہا ایک ادارہ، ایک انجمن، اور ایک مستحکم تحریک بنے ہوئے تھے۔ دین وشریعت اور قوم مسلم پر ہونے والے
چوطرفہ حملوں کا تن تنہا جواب دے رہے تھے۔ وہ اپنی زندگی میں تو عمر بھر مقابلہ ومحاذ آرائی کرتے ہی رہے اور دشمنوں کے دانت
کھٹے کئے اور ہر میدان میں کامیابیوں اور فتح مندیوں نے ان کے قدم چومے اور آنے والی نسلوں کے لئے منظر اسلام کو اپنی یادگار
کے طور پر قائم فرمایا تاکہ اس سے افراد ورجال پیدا ہوں۔ اور وہ دین وشریعت اور ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کی خاطر مرد

آہن بن کر میدان کارزار میں آئیں اور منظر اسلام کے سائے اور اس کے صحن علم سے استفادہ کر کے دشمنان دین اور اعدائے رسول اللہ ﷺ کے لئے تیر وسنان کا کام کریں اور ان کے خرمن وکھلیان پر برق بن کر گریں۔

امام احمد رضا بریلوی کے عہد زریں اور اس کے بعد کی تاریخ اور آنے والے وقت نے بتادیا کہ منظر اسلام سے ایسے ایسے جیالے وہوشمند افراد ورجال اور مشہور ومعروف علماء وفضلاء پیدا ہوئے جنہوں نے باد مخالف کا رخ پھیر دیا اور چاروں طرف سے اٹھنے والے طوفانوں کا جم کر مقابلہ کیا۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے جو علمی اثاثہ اور تصانیف کا ذخیرہ یادگار چھوڑا تھا انہیں قوم کے سامنے حسین وخوبصورت انداز میں رنگ آمیزیوں اور جدت طرازیوں کے ساتھ پیش کیا یہی وہ چیزیں تھیں جنہوں نے قوم کو سنبھالا دیا اور انہیں یادگار چیزوں سے قوم کے ایمان وعقیدے کی حفاظت ہوئی اور اس کو بدعات وخرافات کی دلدل وتاریکی سے نکال لیا گیا۔

امام احمد رضا بریلوی نے ایک طرف اپنی تصانیف اور علمی ذخائر چھوڑے تھے اور دوسری طرف عہد آفریں یادگار منظر اسلام کو فرزندان توحید اور عاشقان رسول کریم ﷺ کے لئے قائم فرمایا ایک صدی کا طویل عرصہ گزر رہا ہے مگر ابتک دنیا ان کے باقیات یادگار سے مستفید ومستفیض ہورہی ہے ان کی تصانیف سے آج دنیا بھر میں استفادہ کھلوم کیا جارہا ہے خواہ عرب ہو یا عجم ان کی افادیت ہر جگہ اور ہر مقام پر مسلم ہے اور آج تو حال یہ ہے کہ عرب دنیا خصوصاً امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ اور ان کی تصانیف وتوادرات کا مطالعہ کررہی ہے۔ انکے افکار ونظریات اور ان کی تحقیقات وتدقیقات سے فائدہ اٹھارہی ہے اور دنیا کہنے پر مجبور ہے کہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ یکتائے روزگار مفکر اور عبقری مجدد ہیں۔ امام احمد رضا کی تصانیف ایک علیحدہ وجداگانہ مستقل موضوع ہے۔ اگر وقت نے ساتھ دیا تو کسی اور موقع پر اس موضوع پر کچھ لکھا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

ان کا قائم فرمودہ ادارہ "منظر اسلام" تو آج شہرتوں کا آسمان ہو چکا ہے۔ آفاق کی وسعتوں میں اس کے تذکرے ہورہے ہیں۔ اور اسے آج علم وفضل کا وہ تمغۂ کمال حاصل ہے جو کبھی بغداد وبخارا کو حاصل تھا۔ اور علم وادب کے اس مینارہ عظمت کو وہ رفعت وسربلندی حاصل ہے جو صرف منظر اسلام ہی کا مقدر اور اسی کا طرۂ امتیاز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس گہوارۂ علوم وفنون اور یادگار اعلیٰ حضرت سے ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک کے طالبان علوم نبویہ فائدہ حاصل کررہے ہیں۔ اور اپنی علمی پیاس اس کے چشمہ علم وادب سے بجھارہے ہیں گوکہ بظاہر پوری دنیا منظر اسلام سے تو فائدہ نہیں اٹھارہی ہے یا اس سے اکتساب فیض نہیں کررہی ہے لیکن اس کو اگر اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے کہ منظر اسلام کے فارغین وفیضیافتہ علماء ومحققین آج دنیا بھر میں مختلف ممالک کے گوشے

گوشے اور ہر ایک خطۂ ارض میں پھیلے ہوئے ہیں اور وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اپنے علمی انوار اور دینی کارناموں سے فائدہ پہنچا رہے ہیں تو درحقیقت یہ منظر اسلام ہی کی روز افزوں افادیت وخدمت ہے۔ منظر اسلام کا کوئی ہونہار فرزند اگر کوئی نمایاں دینی کام کرتا ہے تو وہ دراصل منظر اسلام ہی کا کام کہلائے گا۔

کیونکہ سمندر کا پانی جب سحاب بن کر زمین کے مختلف حصوں اور آفاقی وسعتوں میں گرتا ہے اور اس سے ندی، نالے اور نہریں جاری ہوتی ہیں جن سے ایک عالم فائدہ اٹھاتا اور سیرابی حاصل کرتا ہے لیکن جب ندی، نالے خشک ہو جاتے ہیں اور نہروں میں خاک ودھول اڑا کرتی ہے تو سارا پانی پھر سمندر ہی اپنے دامن میں سمیٹ لیتا اور اپنے وجود میں جذب کر لیتا ہے۔ کیونکہ ان پانیوں کا مرکز ومنبع دراصل سمندر ہی تھا۔ ندی، نالے اور نہریں جاری ہوئیں تو یہ سمندر کا ان پر احسان تھا اور ندی، نالے اور نہروں سے کائنات نے استفادہ کیا تو درحقیقت یہ بھی کائنات پر سمندر ہی کا فیضان تھا۔ اسی طرح منظر اسلام سحاب علم وحکمت جس خوش نصیب اور فیروز بخت پر برسا وہ تو نور علم سے منور وتابناک اور دولت فضل وکمال سے مالا مال ہوا ہی مگر وہ جس نے براہ راست نہیں بلکہ منظر اسلام کے سایۂ دیوار سے کسب فیض کرنے والے سے علم وتمدن کی روشنی حاصل کی اور ادب وتہذیب کا اجالا حاصل کیا دونوں پر منظر اسلام ہی کا فیض واحسان ہے۔ خواہ وہ منظر اسلام سے کسی نے براہ راست اکتساب واستفادہ کیا ہو یا واسطہ اور ذریعہ سے دونوں ہی منظر اسلام کے تعلیم یافتہ اور فیضیافتہ کہلائیں گے۔

منظر اسلام سے ایسے لائق وفائق علماء وافراد پیدا ہوئے کہ ان میں سے ہر ایک کا مفصل ذکر وتذکرہ ایک مستقل ضخیم کتاب کا خواہاں ہے۔ تاریخ کے اوراق جن کے ذکر سے آج بھی روشن وفروزاں ہیں۔ بعض افراد ایسے ہوتے ہیں جن کا تاریخ میں ذکر یا نام ہوا کئے وہ نامور ومشہور ہوتے ہیں ان کو تاریخ کی ضرورت پڑتی ہے اور وہ تاریخ کے محتاج ہوتے ہیں مگر منظر اسلام سے کسب فیض کرنے والے افراد وہ ہیں جن کو تاریخ کی نہیں بلکہ تاریخ کو ان کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور یہ وہ اشخاص ہیں جن کا ذکر تاریخ میں آنے سے مشہور ومعروف نہیں ہوتے ہیں بلکہ تاریخ ان سے مشہور ومرکز توجہ ہوتی ہے اور تاریخ کو ان پر ناز ہوتا ہے۔ یہ جو کچھ ہے سب اس نابغۂ روزگار وجود اور شاہین پرواز مفکر کا فیض ہے۔ جس نے بریلی کی ٹوٹی ہوئی چٹائی پر بیٹھ کر کہکشاں کی نظر سے قوم کے مستقبل کا مقدر دیکھا اور اس نے فریب خواہ قوم کو پستیوں اور درماندگیوں سے نکالکر وہ لازوال تمغۂ کمال عطا فرمایا جس کی مثال صدیوں میں نہیں ملتی اس عبقری مجدد کا یہی وہ طرۂ امتیاز وکمال ووصف ہے جو ہمارے لئے سرمایۂ حیات اور فقید المثال نمونہ ہے۔ اس لئے جو بھی مورخ اور تاریخ نویس منظر اسلام کی تاریخ لکھے گا وہ اسکے بانی وموسس کا ذکر ضرور آب زر سے تحریر کرے گا

کیونکہ کسی بھی ادارہ یا تحریک وتنظیم کی تاریخ اس کے بانی وسرپرست کے ذکر کے بغیر نامکمل وتشنہ رہتی ہے۔

کسی بھی ادارے کا بانی جب ادارہ قائم کرتا ہے وہ بظاہر اس کی بنیاد میں اینٹ اور پتھر رکھتا ہے مگر درحقیقت اس کی بنیاد میں اس کا قلب وروح اور اس کا ذہن ودماغ کارفرما ہوتا ہے۔ اسلئے ادارے کے فروغ وترقی سے اس کے بانی کے قلب وروح کو تسکین وتسلی ہوتی ہے ادارے کی تعمیر وتاسیس میں بظاہر سنگ وخشت کارفرما ہوتے ہیں اور انہیں کا وجود نظر آتا ہے لیکن دراصل اسکے درودیوار میں اس کے بانی ومحسن کی روحانیت جلوہ گر وضیا بار ہوتی ہے۔ اگر اس کے درودیوار اور اس کی عمارت سے اس کے بانی وموسس کی روحانیت وخلوص کا جدا ہونا تسلیم کرلیا جائے تو وہ ادارہ ایک بے فیض مکان ہو کر رہ جائیگا کیونکہ مکان کی زینت مکین سے ہوتی ہے۔ اور یہاں پر بانی کی روحانیت ہی ادارے کی اصل مکین اور حاصل نظر ہوتی ہے۔ منظر اسلام کے درودیوار اس کی صبح وشام اور اس کے لمحہ لمحہ سے امام احمد رضا کی روحانیت وابستہ ومتعلق ہے۔ لہذا جب منظر اسلام اور اسکے قیام میں امام احمد رضا کی روحانیت استوار ووابستہ ہے تو منظر اسلام کا فیضیافتہ فرزند گویا کہ امام احمد رضا کی روحانیت کا تربیت وفیضیافتہ ہے اس لئے جب جب اور جس دور میں منظر اسلام کی تاریخ لکھی جائے گی تو مورخ امام احمد رضا کا نام ان کے کارہائے نمایاں اور انکی خدمات دینیہ علمیہ منظر اسلام کے تعلق سے ان کی قربانیاں اور ان مساعی جمیلہ کو جلی اور سنہری حرفوں میں لکھنے پر مجبور ہوگا۔

منظر اسلام کا قیام عمارت ومکان کی شکل میں اگرچہ باضابطہ طور پر ۱۳۲۲ھ میں ہوا مگر اس سے پہلے بھی امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے دولتکدے میں درس وتدریس اور تعلیم وتعلم کا باقاعدہ عمل جاری تھا ملک وبیرون ملک سے علماء وطلبہ ان کی بارگاہ علم ودانش میں فیض صحبت اور تحصیل علوم وفنون کیلئے آتے اور ان سے شرف تلمذ وشاگردی حاصل کرنے کو باعث افتخار سمجھتے تھے۔ اس طرح تدریس وتعلیم کا یہ سلسلہ قیام منظر اسلام سے پہلے ہی امام احمد رضا نے علوم نقلیہ وعقلیہ کے حصول سے فارغ ہونے کے بعد قائم فرمایا۔ مدتوں اسی انداز میں ان کے کاشانہ علم ودانش میں یہ علمی سلسلہ رائج وقائم رہا جبکہ منظر اسلام کا وجود وقیام ابھی خواب وخیال میں بھی نہ تھا۔ قیام منظر اسلام سے قبل ہی امام احمد رضا نے اپنے خانہ خاص میں تعلیم وتعلم کا رواج توڈالا ہی تھا لیکن اس سے پہلے بھی یہ سلسلۂ تعلیم ان کے یہاں برابر برپا تھا۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ امام احمد رضا نے اپنے والد گرامی خاتم المحققین حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب بریلوی قدس سرہ م ۱۸۸۰ء سے درس نظامی کے ساتھ ۲۱ علوم وفنون کی تحصیل کی اور خاتم المحققین نے اپنے والد گرامی رأس العلماء تاج الفقہاء حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب م ۱۸۶۶ء سے اکتساب علوم کیا۔ درس وتدریس اور تعلیم وتعلم کے اس سلسلۃ الذھب سے یہ ظاہر ہوا کہ امام احمد رضا کا گھرانہ ایک دینی علمی اور باوقار عالی گھرانہ تھا جو علم وفضل میں

یکتائے زمانہ اور نادر روزگار تھا اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قیام منظر اسلام سے پہلے بھی ان کے دولت کدے میں تدریس و تعلیم کا رواج اور اس پر عمل تھا نہ صرف یہ کہ بیٹے نے باپ سے پڑھا یا باپ نے بیٹے کو پڑھایا بلکہ ان کے در دولت پر تشنگان علوم نبویہ اس دور قحط الرجال میں بھی علمی سیرابی کے لئے دور دراز ملکوں اور مختلف مقامات سے آتے تھے جب منظر اسلام کا وجود و سایہ بھی نہیں تھا۔

یعنی منظر اسلام کی ایک شکل وہ تھی جو امام احمد رضا کے دادا تاج الفقہاء حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب کے عہد میں قائم تھی اور دوسری شکل وہ تھی جو امام احمد رضا کے والد گرامی خاتم المحققین حضرت مولانا نقی علی خاں صاحب بریلوی کے زمانے میں موجود تھی اور منظر اسلام کی تیسری شکل وہ تھی جو امام احمد رضا کے اولین دور میں رائج و مشہور تھی اور اس کی چوتھی شکل وہ ہوئی جب کہ امام احمد رضا بریلوی نے اپنے مقدس ہاتھوں سے ۱۳۲۲ھ میں وقت کی ضرورت اور تقاضائے زمانہ کے پیش نظر اسکا سنگ بنیاد رکھا۔ پھر اسکے قرار واقعی مرتبہ و مقام سے دنیا جہاں کے لوگ مانوس و آگاہ ہوئے۔ گویا کہ منظر اسلام اپنے زمانہ قیام سے بہت برسوں پہلے اپنی تعلیمی ترقیوں اور تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ قائم ہو چکا تھا اور اسکا فیض اکناف عالم میں پہنچ گیا تھا۔ البتہ اسے مکان وعمارت کی باقاعدہ شکل ۱۳۲۲ھ میں دی گئی اور اسی سن میں منظر اسلام مینارۂ عظمت بن کر افق کی پنہائیوں میں ابھرا پھر اس کے بعد ہی اسکے تقدس و توقیر کا خطبہ چہار دانگ عالم میں پڑھا جانے لگا۔ لہذا اس سے یہ بات بھی عالم آشکارا ہوگئی کہ دارالعلوم دیوبند کا جواب صرف موجودہ منظر اسلام ہی نہیں بلکہ اس کا جواب وہ منظر اسلام بھی ہے جو امام احمد رضا بریلوی کے اوائل حیات اور ان کے والد گرامی وجد امجد کے عہد اقدس میں تعلیم و تعلم، درس و تدریس اور ان کی افادیت کی شکل وصورت میں موجود وقائم تھا۔

دارالعلوم دیوبند سے ملت اور اس کے نونہالوں کو ایک نقصان یہ اور ہوا کہ جب اہلسنت و جماعت کی ہندوستان میں علوم اسلامیہ کے نام پر کوئی مرکزی درسگاہ نہیں تھی تو اکناف ہند سے طلبہ کچھ دانستہ اور کچھ نادانستہ اور عدم معلومات کی بناء پر دارالعلوم دیوبند بغرض تعلیم پہنچے مگر جن کے دلوں میں نور ایمان اور محبت رسول ﷺ کی شمع روشن و فروزاں تھی وہ تو دیوبند کے حالات اور اسکی رازدارانہ کہانیاں معلوم ہونے کے بعد وہاں سے علیحدہ ہو گئے لیکن جن کے قلوب واذہان پر ختم اللہ علی قلوبھم کے بمصداق مہر لگ چکی تھی تو وہ اسکی دلدل اور دام تزویر سے نہ نکل سکے وہ وہیں کے ہو کر رہ گئے اور وہ اپنی متاع ایمان و سرمایہ حیات کا سستا سودا کر کے دنیا و عقبیٰ میں خائب و خاسر اور ذلیل و رسوا ہوئے اور ان کی اولاد در اولاد میں بھی دیوبند ہی کا رجحان و غلبہ رہا اور وہ اسی کی طرف مائل و متوجہ ہوئے اور وہیں کے ترانے اور گیت گاتے رہے

۔الا ماشاءاللہ

دار العلوم دیو بند کا قیام اگر مقصد نیک اور محض دینی تعلیم کی غرض سے ہوتا تو نہ ہندوستان کی فضا مسموم وغبار آلود ہوتی اور نہ مسلمان دو فرقوں میں تقسیم ہوتے۔ مسلمانوں کی اجتماعی قوتیں فنا ہو کر ان کا دو حصوں میں تقسیم ہو جانا ہی ان کے زوال وتنزلی کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ افتراق بین المسلمین کا یہ ایسا المیہ تھا جس کا مکمل ازالہ ہزار کوششوں کے باوجود آج تک نہ ہو سکا نہ آئندہ کبھی اس کی توقع ہے۔ ملت اسلامیہ کے اندر پچھلی کئی صدیوں میں جو انتشار واختلاف رونما ہوئے وہ سب کے سب دار العلوم دیو بند اور علمائے دیو بند کے سیاہ کارنامے اور انہیں کے بوئے ہوئے زہر آلود بیج کے پودے ہیں

چودھویں صدی ہجری مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے حتی الوسع ملت اسلامیہ کے اختلافات کو مٹانے کی بھر پور کدو کاوش اور جادہ پیمائی فرمائی، خلوص وللہیت اور حمایت دین وسنت کے جذبے میں اسی نقصان ومافات کی تلافی کیلئے اہلسنت وجماعت کی مرکزی درسگاہ ''منظر اسلام'' کو قائم فرمایا، تاکہ خوش عقیدہ سنی مسلمان اور ان کی اولاد بدعقیدگی وبدمذہبی سے محفوظ ومامون رہیں اور ان پر دیو بند کا منحوس سایہ بھی نہ پڑے۔

امام احمد رضا بریلوی چونکہ نباض وقت اور دینی وسیاسی بصیرت کے مالک تھے انہوں نے قیام منظر اسلام کے ذریعہ سے وقت کی نباضی کی اور مسلمانوں کو وہ نسخہائے کیمیا اثر عطا فرمائے جن کے استعمال سے ان کی مفقود وکھوئی ہوئی طاقت واجتماعیت دوبارہ واپس آسکتی ہے اور وہ آفتاب وماہتاب کو مسخر ومطیع کر سکتے ہیں اور وہ آسمان کے کہکشاں پر اپنی کامیابیوں کی کمندیں ڈال سکتے ہیں۔ منظر اسلام ایک ایسا ہی تاریخ ساز ادارہ اور عہد آفریں عظیم درسگاہ ہے جس کے بام ودر اور جس کے سائے میں کامیابیوں اور فتح مندیوں کے راز مخفی وپوشیدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ منظر اسلام اپنی جہد مسلسل اور عمل پیہم سے ترقیوں کی شاہراہ پر گامزن اور برق رفتاری سے آگے کی طرف رواں دواں ہے اور امام احمد رضا بریلوی نے اپنے شعور ووجدان کے مظاہرے سے منظر اسلام کو دائمی شہرت وعظمت اور لازوال شوکت وسطوت سے مالا مال کر دیا۔ اور اسے ایسا فروغ واستحکام عطا فرمایا جس سے وہ عروج وارتقاء کے بلند مقام پر فائز ومتمکن ہو گیا۔

وقت کی ضرورت تھی منظر اسلام کا قیام، وقت کی آواز وپکار تھی منظر اسلام کا قیام، اور وقت کا پیغام تھا منظر اسلام کا قیام۔
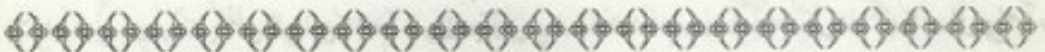
آج جدھر دیکھئے نور کا سماں ہے

از:- نازاں فیضی گیاوی، عارف نگر، گیوال بیگھہ، گیا

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں کس بات کی کمی ہے۔ جذب محبت سے ہر آنکھ شبنمی ہے۔ بزم اعتقاد جمی ہے تو جمی ہے، مخالفین کے خیموں میں البتہ غمی ہے۔

رونق بہار ہر طرف ہے، غنچہ و گل کا نکھار ہر طرف ہے، ہر دل مثال صدف ہے، ہر نفس چراغ بکف ہے، محبت کی خوشیوں کے ہاتھوں میں آج بھی وہی صدائے دف ہے۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا مادعیٰ للہ داع

گلی کوچوں میں محبت مدینہ کی بہار ہے، ہر دل میں انہیں کے نام کا قرار ہے، ہر دل میں انہیں کا شوق انتظار ہے جو مدینے کا تاجدار ہے باعث صبح و مسا اور وجہ لیل و نہار ہے، مالک کون و مکاں اور عالم کا مختار ہے، کتنے حسین ہیں وہ رخ، امکاں کی لوح جبین ہیں وہ، وہ نہ ہوتے تو یہ کائنات نہ ہوتی، صبح و مسا اور یہ رات نہ ہوتی۔ حد تو یہ ہے کہ کسی کی حیات نہ ہوتی بس اللہ ہی اللہ، یہ موجودات نہ ہوتے کچھ بھی نہ ہوتا اگر بخدا مصطفیٰ کی ذات نہ ہوتی۔ انہیں کے لئے تو یہ کونین سجائے گئے سب کچھ بنایا گیا شمس و قمر خشک و تر اور عرش و کرسی کا جھومر لگایا گیا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(امام اہلسنت)

دلوں کی کائنات انہیں ادب و احترام سے سلام کرتی ہے انہیں کا ذکر صبح و شام کرتی ہے ایک ہم کیا کونین کی ہر شئی احترام کرتی ہے۔ جس محفل میں ان کا نام آجائے ہونٹوں پہ خدا کا کلام آجائے والضحیٰ واللیل اذا سجی کا نورانی پیام آجائے

۔خدا کے فضل کا انکار ان کا انکار ہے وہی شافع روز شمار ہیں۔ شفاعت کرائیں گے وہ اپنے امتی کی پروانہ شمع بندگی کی ۔مخالفین کف افسوس ملیں گے ہمیشہ نار جہنم میں جلیں گے، محبین صادقین، شہداء، وسلف صالحین ان کے لوائے حمد کے سائے تلے چلیں گے کیا نور ہوگا دل میں سرور ہوگا ہر طرف لطف حضور ہوگا۔

جہاں نفسی نفسی کا عالم ہوگا وہاں مونس وغمخوار نبی مکرم ہوگا، زمین تانبے کی آگ کی طرح جلے گی وہاں حضور محبوب خدا کی چلے گی اور کسی کی نہیں چلے گی۔

جس کے سر پر ہے تاج شفاعت وہی بالیقیں حشر کے روز کام آئے گا
دیکھ لینا خوشی سے مچلتا ہوا نور والے کا اک اک غلام آئے گا

(نازاں فیضی)

اسی لئے کہتے ہیں کہ آج ہی ان کا دامن کرم تھام لو۔ ہوش وخرد سے کام لو، بے ادبی سے ہرگز ہرگز نہ ان کا نام لو۔ حضور قلب کے ساتھ بارگاہ نبوت میں یوں صلوۃ وسلام کی ڈالی نچھاور کرو کہ اگر قسمت یاوری پر ہو تو ادھر سے جواب سلام لو۔

صدیاں بیت گئیں وہ روحیں جیت گئیں جنہوں نے عشق ومحبت کے کام سے کام رکھا گلشن کی خوشبو کے چمنستان محبت میں خود کو محو خرام رکھا۔ منافقین اسلام کے مقابلے میں ہمیشہ اپنی تیغ محبت کو بے نیام رکھا۔ سون ویاسمن جھک گئے دشت ودمن جھک گئے بہر احترام کوہ وبیاباں اور دھرتی وگگن جھک گئے انہیں سلام کی خاطر شجر وحجر چلے اور گنگ وجمن جھک گئے۔ اہل حق انہیں کے لئے مرے اور انہیں کیلئے جئے خورشید نکلا چاند کے دو ٹکڑے کئے۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

(امام احمد رضا)

شجر دوڑے سلام کو آئے قدم ناز کے پاس آکے سر کو خم کئے۔

یانبی سلام علیک ☆ یارسول سلام علیک

یاحبیب سلام علیک ☆ صلوٰۃ اللہ علیک

کائنات کا وجود ہی اس لئے عمل میں لایا گیا کہ انہیں سلام ہو۔ جدھر وہ خیر الانام ہو رحمت الٰہی کی جھڑی صبح وشام ہو۔ ورنہ دیکھئے کہ جینے کو تو سب جیتے ہیں آنسوؤں کے جام پیتے ہیں لیکن جس کا چاک گریباں تصورات حضور سیتے ہیں وہی فائز المرام ہے

وہی ہر جگہ شادکام ہے اسی کا عالم میں بھی نام ہے زمین وآسمان کی ہر مجلس ہر بزم میں اسی کا احترام ہے۔ سیدنا بلال کو دیکھئے ،حضرت ابوبکر صدیق یار غار کے جودونوال کو دیکھئے ،عمر فاروق اعظم کے ایمان جاہ وجلال اور تیسرے خلیفہ حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین کے حسن وجمال کو دیکھئے علی شیر خدا مشکلکشا کے میدان جہاد میں جوہر کمال کو دیکھئے۔

ہم اہلسنت وجماعت انہیں کے عشق ومحبت میں جیتے ہیں عشق ومحبت کے جام پیتے ہیں، چاک گریباں اشکوں کے تار سے سیتے ہیں۔

امام احمد رضا انہیں کے راستے کی روشنی ہیں ان کا نام لیجئے ان کے میکدے سے عرفان محبت کا جام لیجئے انہوں نے حوصلہ دیا ،عزت وآبرو سے جینے کا پتہ اور نشان دیا، رسول کونین کے نوری زینے کا۔ ساقی کوثر کے غلام تھے۔ وہ سچے وفادار وفلک جاہ مرتبت کے ماہ تمام تھے وہ ان کا سکہ چلتا ہے مخالف فضول ان سے جلتا ہے۔ جامعہ منظر اسلام انہیں کا ہے۔ یہ رتبہ مقام انہیں کا ہے اہلسنت کے اکابرین یہاں سے نکلے ذرہ تھے بن کے ماہ مبین یہاں سے نکلے، عالم وفاضل اور ایک سے ایک مشائخین یہاں سے نکلے۔

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اٹھ مرے دھوم مچانے والے

آج اسی دار العلوم منظر اسلام کا جشن صد سالہ ہے چاند تھے وہ، اور یہ اسی چاند کا ہالہ ہے۔ انعام یافتگان کے گلے میں کیا پھول کی مالا ہے۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت انہیں کا رسالہ ہے جس میں محبت رسول کا حوالہ ہے۔ آج جدھر دیکھئے نور کا سماں ہے۔

دلوں میں آباد مرادوں کا جہاں ہے۔ ہر طرف کہکشاں ہی کہکشاں ہے۔

امام احمد رضا حیات اور کارنامے

تلخیص

تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی (اردو)

پیش کردہ: طیب علی رضا انصاری نمبر اندراج ۱۸۱۲۱۶ ☆ زیر نگرانی: ڈاکٹر قمر جہاں

پروفیسر شعبہ اردو ۱۹۹۸ء

بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی

صاحب مضمون جناب ڈاکٹر طیب علی رضا صاحب کی خدمت میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر پی، ایچ ڈی کرنے کی خدمت میں ھدیہ مبارکباد پیش ہے۔ اور امسال عرس رضوی کے موقع پر حسب روایت سابق موصوف کو "رضا ایوارڈ" سے بھی نوازا جائے گا۔

(ادارہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت، منظر اسلام بریلی شریف)

عالم اسلام کی نابغۂ روزگار شخصیت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی فکر اور علم وفن کا احاطہ کرنا نا ممکن نہیں، تو مشکل ضرور ہے۔ انکے افکار ونظریات، خداداد صلاحیتوں، اور انکے کارناموں پر مختلف جہات وحیثیات سے روشنی ڈالی گئی ہے لیکن اس کے باوجود ان کی زندگی اور ان کی تحریر کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو آسمان فکر پر سیکڑوں نئے آفاق جلوہ گر نظر آتے ہیں۔

یہ انتہائی حیرت انگیز بات ہے کہ ان پر کام کرنے والے کسی مخصوص طبقۂ علم یا مسلک سے تعلق رکھتے بلکہ ایک طرف علماء کی کثیر تعداد ہے، تو دوسری طرف صوفیاء کا ایک طبقہ ہے، فلسفۂ قدیم وجدید کے ماہرین کی ایک ٹیم ہے، تو ریاضی اور علم ہیئت کے محققین کی ایک جماعت ہے، ناقدین شعر وادب کا ایک گروہ ہے، تو آشنائے رموز معرفت کا ایک طبقہ ہے، دنیا کے تمام بڑے انسانوں کی طرح اگر ان کے مداحین کی ایک جماعت ہے تو ناقدین کا بھی ایک طبقہ ہے۔

میں نے اپنے اس مقالے میں اس بات کی کوشش کی ہے کہ ان کی حیات وخدمات، سیرت وشخصیت، اہم کارنامے، اہم خصوصیات، فقہی مقامات، ادب وشاعری، تجدیدی اور اجتہادی عناوین پر لکھا جائے جن کا تعلق ان کے بنیادی اور اساسی

کارناموں سے ہے۔امام احمد رضا ایک عظیم مصلح اور مجدد تھے۔انہوں نے بے شمار ایسے مضامین پر کتب تحریر فرمائی ہیں، جو بظاہر اصلاح وتجدید کی ذیل میں نہیں آتے

آپ کے آباء واجداد قندھار (کابل) کے معزز قبیلہ کے پٹھان تھے، شاہ سعید اللہ خاں سلطان محمد شاہ کے زمانہ میں نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آئے اور منصب شش ہزاری پر فائز ہوئے۔لاہور کا شیش محل انھیں کی جاگیر تھی۔ان کے صاحب زادے سعادت یار خاں سلطان محمد شاہ کے یہاں وزیر دولت تھے سلطنت مغلیہ کے دور حکومت میں آپ کو بریلی روہیل کھنڈ فتح کرنے کے لئے بھیجا گیا۔فتح یابی پر ان کو بریلی کا صوبہ دار بنا دیا گیا۔آپ کے صاحبزادے مولانا محمد اعظم خاں نے حکومت کے ممتاز عہدوں پر فائز رہکر امور سلطنت سے علیحدگی اختیار کرلی، یہی امام احمد رضا فاضل بریلوی کے مورث اعلیٰ ہیں۔آپ ایک صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے آپ کے صاحب زادے حافظ محمد کاظم علی خاں آصف الدولہ کے دربار میں وزیر تھے شہر بدایوں میں آپ کی تحصیل داری تھی، اور دوسو سواروں کی بٹالین آپ کی خدمت میں رہا کرتی تھی آپ کو آٹھ گاؤں جاگیر میں ملے تھے۔

حافظ محمد کاظم علی خاں کے صاحبزادے مولانا محمد رضا علی خاں ۱۲۲۴ھ اور ۱۸۰۹ء میں پیدا ہوئے آپ کے علم وفضل کی شہرت اطراف واکناف میں پھیل گئی خصوصا فقہ وتصوف میں کامل مہارت حاصل کی۔فصاحت کلام، زہد وقناعت، سلام کی سبقت اور جنگ آزادی کی جدوجہد آپ کی شخصیت کی نمایاں خصوصیات ہیں۔آپ ہی کے وقت سے حکمرانی ختم ہوکر اس خاندان پر درویشی کا رنگ غالب آیا۔آپ کے صاحبزادے مولانا نقی علیخاں ۱۲۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔والد ماجد سے اکتساب علوم کیا۔دقت نظر، حدت فکر، باطنی فہم وفراست، علم وفضل، زہد وتقویٰ، سخاوت وشجاعت میں اپنی مثال آپ تھے۔

امام احمد رضا کی ولادت ۱۰ رشوال المکرم ۱۲۷۲ھ بروز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۴ رجون ۱۸۵۶ء کو ہوئی، تاریخی نام ''المختار'' ہے۔پیدائشی نام ''محمد'' رکھا گیا۔جد امجد مولانا رضا علی خاں نے آپ کا نام ''احمد رضا'' رکھا۔مگر آپ نے خود اپنا سن ولادت حسب ذیل آیت کریمہ سے نکالا۔''اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ'' (ترجمہ، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد فرمائی) اس کے باوجود آپ نے اپنے نام کے ساتھ عبدالمصطفٰی کا اضافہ کیا۔اپنے نعتیہ دیوان میں فرماتے ہیں۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ

تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے امام احمد رضا بریلوی کو پچاس سے زائد علوم وفنون میں مہارت حاصل تھی۔ ان تمام علوم وفنون میں آپ کی تصانیف موجود ہیں۔ آپ کو علم قرآن، علم تفسیر، علم حدیث اور علم فقہ پر تو تبحر حاصل تھا ہی ان کے علاوہ علوم جدیدہ پر بھی کامل دستگاہ تھی۔ علم توقیت، علم جفر اور علم ہیئت میں اس درجہ کمال تھا کہ دن کو سورج اور رات کو ستارے دیکھ کر گھڑی ملالیا کرتے تھے۔ وقت بالکل صحیح ہوتا۔

امام احمد رضا کے خلفاء اور تلامذہ سیکڑوں سے متجاوز ہیں جن کا فیض ہندو پاک اور بیرون ممالک میں جاری ہے

انسان کی زندگی کا اصل جوہر اس کے اچھے عادات وخصائل ہیں، ایک باکمال شخصیت کے اندر اچھے اوصاف کا پایا جانا از حد ضروری ہے۔ امام احمد رضا بریلوی کی شخصیت شمائل وخصائل کے اعتبار سے بھی کافی اہم ہے۔ قدرت نے انہیں بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ ذہانت، صداقت، علمیت، محبت سادات، اخلاص وایثار، تقویٰ اور حق گوئی جیسی نعمتوں سے نوازا تھا۔ اتباع شریعت وطریقت میں ان کی زندگی کا ہر ہر لمحہ بسر ہوتا۔ وہ عالم باعمل تھے۔ انہوں نے شریعت کے خلاف کبھی قدم نہیں اٹھایا۔ خلوت وجلوت میں ان کا عمل یکساں تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتیں جنہیں لوگ معمولی سمجھ کر صرف نظر کر جاتے ہیں فاضل بریلوی اس پر سختی سے کاربند تھے۔

فاضل بریلوی ملک وملت اور معاشرہ میں پھیلی ہوئی بے اعتدالی، بے حیائی عریانیت وفحاشی اور اسلامی احکامات سے مسلمانوں کی لاپرواہی دیکھ کر تڑپ اٹھے۔ اس مقصد کے لئے آپ نے حق گوئی کو اپنا شعار بنایا۔ انہوں نے سجدۂ تعظیمی سے منع کیا۔ حرمت سجدۂ تعظیمی کا فتویٰ دیا۔ شادی، غمی کی بیجا رسموں میں فضول خرچی سے منع فرمایا۔ شریعت اسلامیہ کے خلاف کام کرتے دیکھ لیتے تو آپ پر جلال طاری ہو جاتا اور حق گوئی کی تلوار بے نیام ہو جاتی۔ فکر کی آوارگی کو شریعت کی مہمیز دیتے خواہ وہ حاکم وقت ہی کیوں نہ ہو۔ آپ کی حق گوئی سے لوگ بیزار نہ ہوتے بلکہ اچھا تاثر لیکر اپنی لغزشوں کی اصلاح کرتے تھے۔

امام احمد رضا کی پوری زندگی شریعت مصطفیٰ کی پابندی سے آراستہ ہے۔ ان کے تقویٰ شعاری کی شان بلند وبالا ہے، جن میں ان کا

عرفان، خوف خدااور تقویٰ کا حسن وجمال صاف چمکتا ہے۔

مذہب حنفی کی تائید وحمایت میں فاضل بریلوی نے بے شمار فتاویٰ تحریر فرمائے جن سے ان کی مجتہدانہ بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔ عشق کی صداقت اور پختگی جبھی ہے کہ جس چیز کو بھی محبوب سے نسبت ہواس سے محبت رکھے۔ اوراس کا احترام کرے یہی وجہ ہے کہ صحابہ وتابعین اور رسول اللہ ﷺ کے اہل قرابت کی محبت وتعظیم میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ یہی نہیں بلکہ آثار وتبرکات کی تعظیم کا بھی انہوں نے عملی ثبوت فراہم کیا۔ محبت سادات میں امام احمد رضا کی زندگی شواہد سے لبریز ہے۔

غرباء وفقراء کی خصوصی معاونت بھی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ ناداروں کے ماہانہ وظیفے مقرر تھے۔ روزانہ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد پھاٹک میں پلنگ پر تشریف رکھتے تھے۔ یہی وقت عام ملاقات کا تھا۔ مغرب کی نماز کے بعد زنان خانہ میں چلے جاتے اور وہیں تصنیف وتالیف کتب بینی اور اوراد ووظائف میں مصروف رہتے۔ آپ کی غذا نہایت ہی سادہ اور قلیل تھی۔ ہفتہ میں دو بار جمعہ اور منگل کو لباس تبدیل فرماتے تھے۔

ہندوستان کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مسلمانوں کا وجود نا قابل برداشت رہا۔ مخالفین کی نظر میں اسلام کانٹے کی طرح کھٹکتا رہا۔ ان کی فکر اور سوچ ہمیشہ یہ رہی کہ اسلام عرب سے آیا ہے اور یہ غیر ملکی مذہب ہے، یہاں کے باشندوں کو مسلم بادشاہوں نے بزور شمشیر اسلام قبول کرایا۔ اور طاقت کے بل پر مسلمان کیا ہے۔

سلاطین مغلیہ میں سے اکبر نے ایک نئے دین "دین الٰہی" کا اعلان کر کے نئی شریعت کی بنیاد رکھی، جو ہندومت کا چربہ تھی۔ اس پرفتن دور میں مجدد الف ثانی نے مسلمانوں کے دین وایمان کی حفاظت فرمائی۔ پھر حضرت شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز دہلوی نے امت مسلمہ کی رہنمائی کی۔

انگریز تجارت کے بہانے ہندوستان میں آئے اور ایک مدت تک تجارت میں توجہ مبذول رکھی لیکن سلطنت مغلیہ کے انتشار نے انہیں حوصلہ بخشا اور حکومت وسیاست میں داخل ہوگئے۔ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کی فتح اور مسلمانوں کی ناکامی نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی ساری رکاوٹیں دور کردیں۔ لال قلعہ (دہلی) پر برطانوی سامراج کا جھنڈا بلند ہوگیا۔ قائد تحریک آزادی علامہ فضل حق خیرآبادی شاہ فضل رسول بدایونی، مفتی صدرالدین خاں آزردہ، مفتی عنایت احمد کاکوروی، سید کفایت علی کافی، کے علاوہ دیگر علمائے اہلسنت نے فتویٰ جہاد کے ذریعہ انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کا آغاز کردیا تھا جنگ آزادی میں ہزاروں مجاہدین شہید ہوئے سب سے زیادہ ظلم وستم طبقہ علماء پر توڑے گئے مساجد ومدارس اور

خانقاہوں کو تباہ و برباد کیا گیا تا کہ مسلمانوں کی مرکزیت واجتماعیت ختم ہو جائے ۔انیسویں صدی میں امام احمد رضا نے اسلامی اقدار کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا۔ان کی تصانیف میں مذہبی عقائد ونظریات کے علاوہ سیاسی ،تعلیمی ،معاشی اور سائنسی نظریات بھی ملتے ہیں ۔جس سے ان کی ہمہ گیریت کا اندازہ ہوتا ہے۔

سیاسیات میں امام احمد رضا کو بڑی بصیرت حاصل تھی ۔شاید ان کے عہد میں کسی مسلمان سیاست داں کو ایسی بصیرت حاصل نہ تھی ۔۱۹۱۹ء میں گاندھی جی ''تحریک خلافت'' اور ۱۹۲۰ء میں تحریک ''ترک موالات'' شروع کی ۔جس کا مقصد انگریزوں کا بائیکاٹ کر کے آزادی ہند کی جدو جہد کرنا تھا ۔اسی زمانے میں ''تحریک ہجرت'' ''تحریک ریشمی رومالی'' اور تحریک گاؤ کشی وغیرہ چلی ،ان کا مقصد مسلمانوں کو کمزور کرنا تھا ،حالانکہ تحریک ہجرت میں مسلمانوں کو ہندوستان سے جلاوطن کر کے دور رکھنے کی کوشش کی گئی اور تحریک ترک موالات میں مسلمانوں کو بے دست وپا بنانے کی خطرناک مہم کا آغاز کیا گیا ۔امام احمد رضا نے مندرجہ سیاسی حالات کا بغور جائزہ لیا اور متعدد رسائل اور فتاویٰ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ۔معاصر مسلم سیاستدانوں پر ان کے شدید اثرات مرتب ہوئے جو تاریخ وسیاست پر گہری نظر رکھنے والے حضرات سے پوشیدہ نہیں ۔

سیاسی نظریات کے علاوہ مختلف مذہبی تحریکات نے بھی امام احمد رضا پر منفی ومثبت اثرات مرتب کئے ان کا دور بڑا ہنگامی دور تھا ۔ولادت سے قبل تحریک ابن عبدالوہاب اور تحریک بالاکوٹ رونما ہوئی ۔ولادت کے بعد انقلاب ۱۸۵۷ء برپا ہوا ۔پھر اس کے بعد مختلف مذہبی تحریکیں وجود میں آئیں اسی کے ساتھ ہی ''تحریک دیوبند'' ندوۃ العلماء ،وغیرہ چلیں ۔علمائے دیوبند علمائے اہلسنت کی طرح تقلید کے پابند اور فقہ حنفی کے مقلد ہیں بعض امور میں جمہور اہلسنت سے اختلاف کے باعث ان کا الگ تشخص ''دیوبندی'' قائم ہو گیا ۔اس سے پہلے یہ تقسیم نہ تھی ،علمائے دیوبند ہر بدعت کو گمراہی خیال کرتے ہیں ۔جبکہ امام احمد رضا صرف ان بدعات کو گمراہی خیال کرتے ہیں جو شریعت کے کسی نہ کسی حکم سے متصادم ہو ،اس قسم کے اور بہت سے اختلاف تھے ۔فاضل بریلوی نے مختلف مذہبی تحریکات سے اثرات قبول کرنے کے بجائے ان کو متاثر کیا وہ نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ۔

جہاں تک معاشی نظریات کا تعلق ہے امام احمد رضا کا خیال تھا کہ محض جذبات سے کام نہیں چلتا بلکہ قومی اور ملکی استحکام کے لئے قوم کی صحیح تربیت ،اخلاق وآداب اور عقائد ونظریات کی روشنی کے علاوہ معاشی استحکام نہایت ضروری ہے ۔چنانچہ برصغیر کے مسلمانوں کی معاشی اصلاح کے لئے ۱۹۱۲ء میں ''تدبیر فلاح ونجات واصلاح'' لکھ کر چار معاشی نکات پیش کئے ۔

سائنس اور علوم جدیدہ پر بھی امام احمد رضا کو حیرت انگیز قدرت حاصل تھی جس پر ان کی تصانیف اور حواشی شاہد ہیں ۔انہوں نے

کاپرنکس کے نظریہ ''گردش زمین'' آئزک نیوٹن کے نظریہ ''کشش ثقل اور آئن اسٹائن کے نظریہ اضافیت'' پر اپنی تنقیدیں پیش کیں ۔جو قابل مطالعہ ہیں ۔فاضل بریلوی نے بعض ایسے سائنسی مسائل پر گفتگو کی ہے جو اصل شریعت سے متصادم ہیں اور انہوں نے سائنس کی روشنی میں شریعت کے اصولوں کی وضاحت کی ہے ۔آپ کے نزدیک سائنس کے وہی اصول قابل قبول ہوں گے جو شریعت سے متصادم نہ ہوں ۔جدید سائنس کی تحقیق یہ ہے کہ زمین آفتاب کے گرد چکر کھا رہی ہے مگر یہ نظریہ قرآنی نظریہ سے متصادم ہے انہوں نے ۱۰۵ دلیلوں سے اس کی تردید فرمائی ہے۔

علم ریاضی کی اہمیت اور افادیت ہر دور میں مسلم رہی ہے امام احمد رضا کو اس علم میں ایک اہم مقام حاصل تھا آپ کے عہد کے ریاضی دانوں نے آپ سے استفادہ کیا اور آپ کی تحقیقات سے فائدہ اٹھایا چنانچہ ڈاکٹر ضیاء الدین (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) نے جب ایک لاینحل ریاضی کا مسئلہ ان کے سامنے رکھا تو فاضل بریلوی نے فوراً حل کر دیا جس کو دیکھ کر انہوں نے بے ساختہ فرمایا۔

''صحیح معنوں میں یہ ہستی نوبل پرائز کی مستحق ہے (۱،اکرام امام احمد رضا، مفتی برہان الحق جبل پوری، ص ۶۰ ر)

فاضل بریلوی نے اپنے عہد کے علمائے ہیئت کو چیلنج کیا اور ان کی تحقیقات کو باطل ثابت کر دکھایا چنانچہ امریکی ہیئت داں پروفیسر البرٹ پورٹا، کو فاضل بریلوی کی تحقیقات نے ساکت کر دیا اور وہی کچھ ہوا جو آپ نے کہا تھا۔منقولات و معقولات میں فاضل بریلوی نے بہت ایسے قواعد و اصول ایجاد کیے ہیں ۔جن سے سائنس داں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ایک فقیہ کے لئے تمام مسائل میں دلائل پر واقف ہونا فقہ و افتاء کی اساسی بنیاد ہے ۔دلائل ہی سے فقیہ کی شان تفقہ ظاہر ہوتی ہے اس حیثیت سے امام احمد رضا کی شخصیت کئی اعتبار سے ممتاز اور نمایاں ہے۔

ایک فقیہ کے لئے ضروری ہے کہ علوم عقلیہ اور علوم جدیدہ سے واقف ہو مثلاً منطق ،فلسفہ ،سائنس ،ریاضی ،ہیئت ،عمرانیات ،سیاسیات ،اقتصادیات اور معاشیات کا بھی علم رکھتا ہو اس لحاظ سے فاضل بریلوی ایسے تمام علوم کے جامع ہیں ۔ان کی فاضلانہ اور محققانہ تصنیف ''فتاویٰ رضویہ'' کا جائزہ لینے کے بعد ہر وہ شخص جس نے مشہور فقہاء کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہوگا وہ اس نتیجے پر بہت آسانی سے پہنچ سکتا ہے کہ امام ابن ہمام کی شان روایت اور رنگ اجتہاد سے مزین فکر، جو ان کی خصوصیت تھی ۔ان کے بعد صرف امام احمد رضا کو حاصل ہوئی اور فقہ کی جملہ متداول کتب پر نظر رکھتے ہوئے مسائل کی تنقیح و توضیح جو علامہ ابن عابدین شامی کی ایک خصوصیت تھی فاضل بریلوی کے حق میں مقدر ہوئی ۔امام احمد رضا کی فقہی اور علمی تحقیقات کی عرب و عجم نے دل کھول کر پذیرائی کی۔

رسول اکرم ﷺ کی محبت و الفت خلاصہ ایمان و اسلام ہے۔ عشق رسول امام احمد رضا بریلوی کی زندگی کا اہم ترین وصف ہے۔ آپ

اطاعت کے بغیر عشق کے قائل نہ تھے ان کا کہنا تھا۔

ع: ذکران کا چھیڑیے ہر بات میں

تاریخ گوئی ایک قدیم فن ہے۔ جو فارسی کے ذریعہ اردو میں داخل ہوا، اردو تاریخ گوئی کا رواج فارسی کے زیر اثر ہوا قدیم اساتذہ فن نے تاریخ گوئی کو بام عروج تک پہونچایا۔ شعرائے اردو نے بڑی تعداد میں فارسی میں بھی تاریخیں نکالی ہیں۔ تاریخ گوئی کا تعلق حروف تہجی کی ترتیب سے ہے۔ تاریخ کہنے والا حروف سے بامعنی الفاظ کی تشکیل کرتا ہے۔ یہ ایک خاص دشوار ریاضیاتی عمل بھی ہے۔ امام احمد رضا بریلوی کو تو خصوصا اس فن میں مہارت حاصل تھی۔ وہ اردو ہی نہیں فارسی اور عربی میں بھی تاریخ کہتے تھے۔ ان میں شاعرانہ صلاحیتیں موجود تھیں کیونکہ انہیں علوم قدیمہ کے ساتھ علوم جدیدہ پر بھی تبحر حاصل تھا اس لئے وہ اصناف سخن کے نئے پہلوؤں سے پوری طرح آگاہ تھے۔ انہوں نے کثرت سے جو تاریخی قطعات کہے ہیں وہ یا تو کتابوں کے تاریخی نام اور طباعت کے موقع پر کہے گئے ہیں یا پھر مختلف لوگوں کی وفات کے موقع پر۔ اب اس فن کے جاننے والوں کی تعداد ختم ہوتی جارہی ہے۔

امام احمد رضا کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ انہوں نے بدعات و منکرات کی حمایت کی، حالانکہ آپ نے بدعات و منکرات کی مخالفت میں بے شمار رسائل لکھے ہیں۔ انہوں نے معاشرے میں خلاف شرع عادات و رسوم پر سخت تنقید کی ہے۔ اور رد بدعات کی ذمہ داری پوری کی۔ غالبا اسی لئے بعض عرب علماء نے ان کو مجدد کہا ہے۔

فاضل بریلوی تکفیر میں بیحد محتاط تھے، مخالفین نے مشہور کردیا کہ تکفیر مسلم امام احمد رضا کا محبوب مشغلہ تھا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ فاضل بریلوی نے جن جن کی تکفیر کی ان کے دامن بے داغ نہ تھے، کتاب وسنت پر عمل تو در کنار ایمان کے اصل اصول محبت رسول پر نجدیت کی تیغ چلائی جارہی تھی۔ دہلی، دیوبند، گنگوہ کو ہندوستان میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ کہیں نماز میں تصور سرکار اعظم ﷺ کو معاذ اللہ بیل اور گدھے کے تصور میں کھوجانے سے بدتر قرار دیا جارہا تھا۔ (صراط مستقیم) کہیں علم نبوی کو بچوں، پاگلوں، چوپایوں کے برابر ٹھہرایا جارہا تھا۔ (حفظ الایمان) فاضل بریلوی نے ایسی گستاخانہ عبارات پر سخت تنقید کی تھی۔ امام احمد رضا کو یہ شکایت تھی کہ ان کے مخالفین گستاخیاں کیوں کرتے ہیں۔ مخالفین کو یہ شکایت تھی احمد رضا ان کو اور ان کے اکابر کو برا کیوں کہتے ہیں۔ یہیں سے دونوں کے افکار کی بلندیوں اور پستیوں کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

افکار و نظریات میں فاضل بریلوی سلف صالحین کے پیرو تھے تاریخ کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ "بریلوی" کوئی فرقہ نہیں ہے بلکہ سواد اعظم اہلسنت کے مسلک قدیم کو عرف میں "بریلویت" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ امام احمد رضا بریلی کے رہنے

والے تھے۔ان کے آفاقی پیغام کو بریلی سے نسبت دی جانے لگی اور بریلویت سے تعبیر کیا جانے لگا۔انہوں نے کسی نئے عقیدے اور فکر کی بنیاد نہیں رکھی بلکہ سلف صالحین کے مسلک اور ان کے افکار ونظریات کو زندگی بخشی دراصل امام احمد رضا کے مخالفین نے اس کو''بریلویت'' سے یاد کیا ہے۔اور بقول یحییٰ امام خاں نوشہروی یہ نام اہل حدیث کا دیا ہوا ہے۔دنیا کے ہر ادب میں اظہار کا وسیلہ نظم ونثر سے ہے۔ہماری اردو زبان کا ادب بھی نثر میں بیحد وقیع سرمایہ رکھتا ہے اردو ادب میں نثر نویسی کی داغ بیل صوفیائے کرام کے ہاتھوں پڑی اور خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی کتاب ''معراج العاشقین'' اردو نثر کی پہلی کتاب قرار پائی مگر مابعد کی تحقیق نے ثابت کردیا کہ اردو نثر نویسی میں اولیت شمالی ہند کو ہے۔

ہر زمانے میں علمائے دین نے اردو نثر کے ذخیرے میں گراں بہا اضافہ کیا جس کی قدر وقیمت کا اندازہ اب تک نہیں کیا جاسکا ہے۔ایسی باکمال شخصیتوں میں ایک نام امام احمد رضا بریلوی کا بھی ہے۔جن کو تاریخ ادب اردو کے مورخوں نے قابل ذکر نہیں سمجھا۔اور ان کی علمی کاوشوں سے اردو ادب کو محروم ہونا پڑا۔بلاشبہ علم وفن میں ان کے معاصرین میں کوئی ہم پلہ نہ تھا جس کا مخصوص دائرہ کار مذہبی تبلیغ اسلامی حقائق کی تشریح وتفسیر ہے۔ان کی علمی صلاحیتوں کا میدان بنیادی طور پر وہی ہے جو آپ سے پہلے صوفیا کا رہا ہے۔انہیں عربی،فارسی اور اردو میں یکساں عبور تھا۔جہاں تک اردو ادب میں ان کے تعلق کا سوال ہے تو ظاہر ہے کہ ان کا بیشتر سرمایہ اردو میں ہے بحیثیت نثر نگار فاضل بریلوی نے اردو ادب کو جو بخشا ہے اس سے انکار کی گنجائش نہیں۔ان کی نثری خدمات بے شمار تصنیفات وتالیفات پر مشتمل ہیں۔اور ان میں مذہبی مسائل فتاویٰ اور ترجمہ ہی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔آپ نے حدیث،تفسیر اور سائنسی موضوعات پر تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔مذہبی موضوعات پر تو ان کو کامل دستگاہ تھی سنجیدہ علمی موضوعات کو بڑی کامیابی اور آسان زبان میں لکھتے ہیں۔ان کے مضامین اور کتابیں تحقیقی شعور اور تنقیدی بصیرت کی غماز ہیں۔متنازع مسائل پر مخالفین کی شدید تنقید کی ہے۔مذہبی عقائد اور مسلک کی نمائندگی بھی کرتے ہیں۔آپ کی تحقیقی اور تنقیدی تصانیف کے مطالعہ سے نثر نگاری میں قدرت اور انفرادیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

شعر وسخن کی تاریخ میں چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں امام احمد رضا خاں کی شخصیت بہت نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔بحیثیت نظم نگار انہیں تینوں زبانوں پر یکساں عبور تھا۔اصلاً تو وہ ہندی نژاد تھے مگر فارسی اور عربی میں اعلیٰ درجہ کی شاعری کرتے تھے،ساتھ ہی ساتھ بھاشا کی آمیزش سے نظمیں بھی لکھی ہیں۔ان کے یہاں منظر کشی کے مقابلے میں فطری حسن اور قدرتی کیفیات کا اظہار جمالیاتی گہرائی سے زیادہ قریب ہے۔ان کی نعتیہ غزلیں ممتاز شعراء کے قافیہ وردیف سے ضرور ملتی ہیں لیکن ان کی انفرادیت اپنا

راستہ الگ اختیار کر لیتی ہے۔

نعتیہ شاعری جو انتہائی نازک صنف ہے اس میں بھی فاضل بریلوی نے اساتذہ فن سے اپنی سخن وری کا لوہا منوالیا۔ اور متفقہ طور پر اس صنف میں ان کی بالغ نظری کو تسلیم کیا گیا۔ آپ کی شاعری حمد، نعت، منقبت اور قصیدے پر مشتمل ہے۔ ہیئت کے اعتبار سے غزل اور رباعی بھی شامل ہیں جس میں رنگ تغزل جلوہ فرما ہے۔ اس تغزل میں بھی دامن ادب ہاتھ سے نہیں چھوٹتا۔ صنائع و بدائع کا استعمال جس خوش اسلوبی سے کیا ہے دوسرے شعراء کے یہاں کم پائی جاتی ہے۔ ان کے اشعار کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ہر صنف سخن پر قدرت رکھتے تھے۔

نعتیہ شاعری میں فلسفیانہ خیالات کی ترجمانی مشکل اور پیچیدہ امر ہے لیکن انہوں نے اپنی شاعری میں ریاضی، نجوم، ہیئت اور سائنس کی اصطلاحات کو بطور فن استعمال کیا ہے۔

نماز میں درود و سلام پیش کرنا واجب و سنت ہے۔ تاہم نماز کے باہر جن الفاظ سے بھی سلام پیش کیا جائے جائز ہے۔ ہر دور میں غلامان مصطفیٰ نے نثر و نظم میں درود و سلام پیش کئے ہیں ان میں ''دو غلام ایسے ہیں جن کا لکھا ہوا سلام اس قدر مقبول ہوا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ فاضل بریلوی کا سلام اردو میں ہے ہندو پاک کے گوشے گوشے میں پڑھا جاتا ہے۔ جس کا مطلع ہے۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

امام احمد رضا محقق بھی تھے اور مصنف بھی، انہوں نے میدان تصنیف و تالیف میں گراں بہا خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی تصنیفات کا دوسرے مصنفین سے موازنہ کرنے پر یہ بخوبی سمجھ میں آتا ہے کہ نہ صرف ان کے عہد میں بلکہ ان سے پہلے کے ادوار میں بھی ایسے کثیر التصانیف عالم خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق پچپن علوم و فنون میں تصانیف اور شروح و حواشی کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔ تصانیف و شروح کے علاوہ آپ کے بہت سے مقالات، مکتوبات، منظومات، تعلیقات، توضیحات، ملفوظات، اور تنقیدات وغیرہ ہیں۔

الغرض امام احمد رضا عالم اسلام کے وہ عبقری ہیں جو اپنے محیر العقول علم و فضل کی وجہ سے خواص میں مقبول ہیں اور اپنے بے پناہ عشق رسول ﷺ کی وجہ سے عوام میں ---- حقیقت تو یہ ہے کہ امام احمد رضا عالم اسلام کے علماء و دانشوروں کی وہ واحد شخصیت ہیں جن کو فخر کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے۔

منظر اسلام کے پوکھریرا کے

مستحکم روابط

از قلم: مولانا شبنم کمالی، استاذ دارالعلوم قدائیہ خانقاہ سمرقندیہ رحم گنج در بھنگہ (بہار)

بریلی شریف کا نام میرے کانوں میں اس وقت پہونچا جب میرے بچپن کے ایام تھے۔ فکر و شعور کی منزلیں ابھی بہت دور تھیں۔ مگر یہ نام ایسا تھا کہ میلاد مقدس کی محفلوں، سیرت پاک کے جلسوں اور بزرگوں کی مجلسوں میں اس کثرت کے ساتھ لیا جاتا تھا کہ چھوٹی عمر کے بچے بھی اس سے بخوبی آشنا تھے۔ دوسرے بچوں کے متعلق میں پورے وثوق اور اعتماد سے نہیں کہہ سکتا اپنے بارے میں ضرور کہہ سکتا ہوں کہ میں اس سے پوری طرح واقف تھا۔ اس کی چند وجوہات تھیں۔

(۱) میرے دادا جان منشی عبدالحق مرحوم نے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ قلبی محبت اور فکری عقیدت کے سبب اپنے چاروں بیٹوں کے نام کے آخر میں "رضا" کا لفظ بڑھا کر بلکہ لازمی جزو بنا کر گھر کے تمام افراد کو بریلی شریف سے قریب کر دیا تھا۔ جسمانی طور پر نہیں تو روحانی اور ذہنی طور پر قریب کر دینے میں کوئی شک نہیں۔ میرے ابا جان کا نام حسن رضا تھا اور میرے تینوں چچا کے نام حسین رضا، محسن رضا، اور احسن رضا تھے۔ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل و کرم فرمائے۔ آمین۔

(۲) خود میرا نام بھی میرے دادا جان ہی نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے چھوٹے صاحبزادہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی اسم گرامی پر حصول برکت کی خاطر "مصطفیٰ رضا" رکھا تھا اور کچھ شعور کے بعد مجھے نام رکھنے کی وجہ سے آگاہ فرمایا تھا۔ اسی طرح میرے بھائی اور چچازاد بھائیوں کے نام اسی نسبت کیساتھ رکھے گئے تھے۔

(۳) میرے مولد و مسکن یعنی میرے گاؤں میں اس وقت بھی فارغین علمائے کرام کی کثیر تعداد تھی جن میں اکثر حضرات منظر اسلام بریلی شریف ہی سے دستار فضیلت اور سند فراغت حاصل کیے ہوئے تھے۔ میرا گاؤں جو صوبہ بہار کے

سیتامڑھی ضلع کا ایک مشہور قصبہ ہے جسے لوگ پوکھریرا کے نام سے جانتے ہیں بریلوی مکتبۂ فکر کا پہلے بھی ایک مرکز کہاجاتا تھا آج بھی بفضلہٖ تعالیٰ اپنے بزرگوں کے صحیح عقائد اور ایمانی افکار ونظریات کا محافظ ہے۔ اللہ عزوجل اسے ہمیشہ حفظ وامان میں رکھے۔ آمین۔

(۴) حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت کے فرزند اکبر اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کے پہلے مہتمم نے اعلیٰ حضرت کے حکم سے انکی نیابت کے طور پر جو سب سے پہلا سفر کیا تھا وہ پوکھریرا ہی کا سفر تھا جہاں کے جلسے میں شرکت فرمائی تھی۔ پھر اس کے بعد کئی مرتبہ تشریف لائے۔ جب بھی پوکھریرا تشریف لاتے تو چند دنوں تک قیام فرماتے۔ میں نے بھی اپنے بچپن میں جب میری عمر چھ یا سات سال کی رہی ہوگی حجۃ الاسلام کو دیکھا تھا وہ دیکھنا اب تک میرے دل اور دماغ میں محفوظ ہے اس طرح منظر اسلام کے اول مہتمم کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

مذکورہ بالا وجوہات نے مجھے بریلی شریف کے نام سے مکمل آشنا کردیا تھا۔ اسی طرح وہاں کے مدرسہ یعنی منظر اسلام سے بھی واقفیت کسی قدر ضرور حاصل تھی۔ پھر خصوصیت کے ساتھ وہاں کے فارغ شدہ علمائے کرام جو پوکھریرا اور اس کے اطراف کے مواضعات میں رہ کر قوم وملت کی خدمات انجام دے رہے تھے ان سے ذہنی قربت حاصل تھی۔ جب عقل وشعور میں اضافہ ہوتا گیا معلومات بھی زیادہ ہوتی رہی۔ ان ہی معلومات کی روشنی میں اپنے قصبہ پوکھریرا اور اطراف کے ان فارغین فضلائے کرام کا اجمالی ذکر خیر کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں جن کا تعلق منظر اسلام کے ساتھ مضبوط اور مستحکم رہا۔ جن کے علم وفضل کی روشنی نے صرف اطراف وجوانب ہی کو نہیں بلکہ دور دراز کے علاقوں اور اس سے آگے بڑھ کر کہاجائے کہ پورے بہار وبنگال، گجرات، کرناٹک، راجستھان، یہاں تک کہ ملک نیپال کو منور اور درخشاں کیا تو یہ حقیقت پر مبنی ہوگا۔ میں ان علمائے کرام کو تقریب فہم کی خاطر دو حصوں میں تقسیم کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ علمائے قدیم اور علمائے جدید لیکن اس سے پہلے یہ بتادینا زیادہ اولیٰ اور بہتر ہے کہ منظر اسلام کے مہتمم حضرات کا پوکھریرا سے کیسا تعلق رہا۔ اور کون کون سی مقدس ہستیاں پوکھریرا کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے فضل وشرف عطا کرتی رہیں۔

پہلے مہتمم: حضور حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا ذکر ابھی ہوگیا کہ ان کا پہلا تبلیغی سفر

جو اشاعت مسلک حق کی خاطر ہوا اور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت کے حکم سے ان کی نیابت کے طور پر ہوا وہ پوکھریرا ہی کا تھا۔ ایک مرتبہ آئے پھر بار بار آتے رہے۔ پوکھریرا کے علاوہ اس کے قریب کے دوسرے مواضعات میں بھی پوکھریرا ہی سے جاتے رہے۔ اور حلقہ وسیع ہوتا رہا۔

دوسرے مہتمم: حجۃ الاسلام کی وفات کے بعد آپ کے فرزند اکبر مفسر اعظم ہند حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ عالیہ کے سجادہ نشین اور جامعہ منظر اسلام کے مہتمم ہوئے۔ آپ کی تشریف آوری پوکھریرا میں بار بار ہوتی رہی میں نے حضرت کو بار بار اپنی نوجوانی کے عالم میں دیکھا۔ ان کی مجلسی گفتگو سنی، جلسہ میں ان کی تقریریں سنیں۔ ان کی مجلس میں بیٹھنے والے حضرات اکثر اوقات میں اوسط آواز کے ساتھ مل مل کر ''اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما☆نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما کا وظیفہ پڑھا کرتے تھے۔ یہ منظر بڑا ہی پرکیف ہوتا تھا۔ میری حضرت سے آخری ملاقات اس وقت ہوئی جب وہ بول نہیں پاتے تھے۔ ان کی آواز اور حلق پر بیماری کا بہت زیادہ اثر ہو چکا تھا۔ دواؤں کا استعمال جاری تھا لیکن تبلیغی اسفار میں کمی نہیں آنے پائی تھی اسی لئے اس عالم میں بھی حضرت کی تشریف آوری پوکھریرا میں حضرت مولانا عبد الرحمٰن محبی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس کے موقعہ سے ہوئی۔ جو کچھ کہنا تھا وہ کاغذ پر تحریر فرمادیا تھا۔ جلسہ میں حضرت کی موجودگی میں ایک عالم دین نے ان کی لکھی ہوئی تقریر سنائی تھی۔ اس موقعہ سے پورا مجمع اشکبار تھا اور حضرت کی زیارت کر رہا تھا۔ یہ پوکھریرا کا آخری سفر تھا اور میری ان سے یہ آخری ملاقات تھی۔

تیسرے مہتمم: مفسر اعظم ہند حضرت جیلانی میاں قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد دستور کے مطابق آپ کے بڑے فرزند حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادگی کے مسند عظیم پر جلوہ افروز ہونے کے ساتھ ہی جامعہ منظر اسلام کے اہتمام وانتظام کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔ حضرت ریحان ملت سجادگی سے قبل اپنے والد محترم کے ساتھ پوکھریرا کبھی آئے تھے یا نہیں اس کے متعلق لوگوں کا کہنا ہے کہ بچپن میں آئے تھے۔ لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ سجادگی اور اہتمام کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد اکثر وبیشتر پوکھریرا میں آئے اور وہیں سے اطراف ومواضعات اور ابا جان ودادا جان کے مریدین کے حلقوں میں بھی تشریف لے گئے۔ ان کی زیادہ تر آمد سالانہ عرس محبی رحمۃ اللہ علیہ کے موقعہ سے

ہوا کرتی تھی اور یہ تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ کی پہلی دوسری اور تیسری ہوتی تھی۔ اگرچہ عرس محی کی تاریخ وفات کے اعتبار سے ۱۵، ۱۶، ۱۷، جمادی الاولیٰ تھی اور عرصہ دراز تک سب کے سب مل کر اسی تاریخ میں عرس کا اہتمام کرتے تھے۔ لیکن بعض مصلحتوں کا خیال کرتے ہوئے پہلے والی تاریخوں کے علاوہ بھی اس مہینہ کے ابتدائی تین دنوں میں جلسہ اور عرس کا اہتمام حضرت مولانا حافظ حمید الرحمٰن صاحب قادری مدظلہ کی طرف سے ہونے لگا تھا۔ اور پہلے والی تاریخوں میں دوسرے رشتہ دار اور متعلقین اپنے طور پر عرس کا انعقاد کرتے تھے۔ چونکہ جمادی الاولیٰ کی پہلی دوسری تیسری تاریخیں بریلی شریف میں عرس حامدی اور سالانہ جلسہ دستار فراغت منظر اسلام کی تاریخوں سے نہیں ٹکراتی تھیں بلکہ اچھا خاصا وقفہ اور فاصلہ ہو جاتا تھا اس سے حضرت جیلانی میاں قبلہ اور ریحان ملت حضرت رحمانی میاں قبلہ اس موقعہ پر اکثر تشریف لاتے تھے۔

دلکش بہاریں: محترم جیلانی میاں قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ریحان رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے زیادہ سے زیادہ پوکھریرا اور اس کے اطراف میں آنے کے سبب جامعہ منظر اسلام بریلی سریف سے اس قصبہ اور اطراف کے مواضعات کے طلباء کا رابطہ مستحکم ہوتا گیا اور ہر طرف جامعہ منظر اسلام کے فارغین نظر آنے لگے اور اب تو ہر طرف منظر اسلام کی دلکش بہاریں اپنے ایمانی وعرفانی رنگوں میں نظر آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس میں ہمیشہ اضافہ فرمائے۔

چوتھے مہتمم: حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب قبلہ عرف رحمانی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی وفات کے بعد آپ کے فرزند اکبر حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں عرف سبحانی میاں قبلہ مدظلہ العالی دستور قدیم کے مطابق سجادہ نشین، مہتمم اور متولی مقرر کئے گئے۔ آپ خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ کے سجادہ نشین، جامعہ منظر اسلام بریلی کے مہتمم اور وقف کے متولی ہیں انکے عہد میں ہر چیز میں ترقی ہوئی۔ ہر شعبہ میں بہار آئی نکھار آیا، تعمیرات میں اضافہ ہوا اور حضرت کی کوششیں جاری ہیں۔ ہر کام بہتر سے بہتر طریقہ سے انجام پا رہا ہے لیکن نہ جانے کیوں ابھی تک آپ نے ان مقامات کا سفر نہیں کیا جہاں ان کے اسلاف مقدس تشریف لے جاتے تھے۔ پوکھریرا کی سرزمین وہاں کے درودیوار اکثر باشندہ حضرات ان کی زیارت کے خواہاں ہیں، ممکن ہے مصروفیات اور مشغولیات ان کے لئے سدراہ ہوں لیکن کچھ تو وقت نکالنا ہی ہوگا۔ اب تو سفر میں بھی پہلے کی بہ نسبت بہت سہولت ہے۔ خدا کرے کہ جلد سے جلد وہ موقعہ آجائے اور ایک مرتبہ ہی سہی پوکھریرا کا

سفر ہو سکے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ اجمعین۔

فضلائے قدیم: میری معلومات کے مطابق پوکھریرا کے وہ خوش نصیب حضرات جنہوں نے جامعہ منظر اسلام میں تعلیم مکمل کر کے دستار فراغت وفضیلت حاصل کی ان میں جن حضرات کو میں نے دیکھا اور جانا ان کے اسمائے گرامی اور مختصر کارنامے کچھ اس طرح ہیں۔

(۱) حضرت مولانا منظر حسن ابن عباد اللہ۔ آپ نہایت متقی، پرہیزگار تھے۔ فراغت کے بعد مظفر پور، دربھنگہ، سیتامڑھی کے مواضعات میں درس وتدریس کی خدمات انجام دیں۔ اور اپنی تبلیغ کے ذریعہ سنیت کو استحکام اور فروغ بخشا۔

(۲) مولانا محمد سلیمان صاحب، فراغت کے بعد آپ نے بھی خدمت درس سے تعلق رکھا۔ اعلیٰ حضرت کے مطبوعہ رسائل اور کتابوں کے جمع کرنے کا ان کو بے حد شوق تھا۔ ان کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے اور حفاظت بھی فرماتے تھے۔ ان کی کچھ کتابیں میرے حصہ میں بھی آئیں جو میرے مطالعہ میں رہتی ہیں۔

(۳) مولانا عبد المجید کمالی۔ نہایت پابند شرع، جفاکش اور مجاہد تھے۔ فراغت کے بعد خدمت درس مختلف مقامات پر انجام دیتے رہے اور جہاں بھی رہے اصلاح عقائد واعمال انکا محبوب مشغلہ رہا۔

(۴) مولانا نور الھدیٰ صاحب: آپ نہایت حسین خوبصورت باوضع انسان تھے۔ فراغت کے بعد پٹنہ ضلع کے مختلف مقامات پر خدمت درس کے ساتھ امامت وخطابت کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ عالم جوانی ہی میں انتقال فرمایا۔ ان کے دو صاحبزادے عبد اللہ اور عبید اللہ حیات سے ہیں۔ اور خوش حالی کی زندگی حصول تعلیم کے بعد گزار رہے ہیں۔ عبد اللہ ٹاٹا نگر جمشید پور کے ٹسکو میں اچھے عہدہ پر تھے اور ہیں۔ عبید اللہ مدرسہ عالیہ کلکتہ میں انگریزی کے مدرس ہیں۔ دونوں پابند شرع ہیں اور بہت مخلص ہیں۔

(۵) مولانا غلام یحیٰ صاحب کلکتہ کی مسجد شہانی بیگم میں امامت وخطابت کے ساتھ درس کی خدمت بھی انجام دیتے رہے۔ بعد فراغت ہی کلکتہ سے وابستگی ہوئی۔ آخر میں پوکھریرا اپنے وطن مالوف میں وفات پائی۔ ان کے واحد فرزند جناب حفظ الاسلام صدیقی آج کل پوکھریرا پنچایت کے مکھیا ہیں اور مدرسہ نور الھدیٰ پوکھریرا کے سکریٹری (ناظم اعلیٰ) بھی ہیں۔

(۶) مولانا محی الدین صاحب: عربی فارسی کی بہترین صلاحیت رکھتے تھے۔ آخر تک خدمت درس ان کا مشغلہ رہا۔ ہمیشہ

اسلامی وضع قطع میں دیکھے گئے۔ ان کے معاصرین کا کہنا ہے کہ وہ ایک نیک صفت ولی اور بزرگ انسان تھے، پوکھریرا میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن محی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے پچھم مدفون ہیں۔

(۷) مولانا سردار احمد صاحب رضوی ابن محمد وعظ الحق: منظر اسلام سے فراغت کے بعد آپ نے مٹیا برج کلکتہ کی جامع مسجد میں امامت وخطابت اور تبلیغ فرماتے ہوئے پوری زندگی گزار دی اور وہیں وفات پائی ان کی لاش کلکتہ سے پوکھریرا آئی اور آبائی اجماعی قبرستان میں دفن کئے گئے۔ آپ بہت خلیق اور مہمان نواز تھے۔

(۸) مولانا ابرار احمد صاحب رضوی ابن وعظ الحق: آپ نے اپنے بڑے بھائی کے ساتھ بریلی شریف منظر اسلام میں تعلیم حاصل کی۔ وہیں سے فارغ ہوئے اور کلکتہ کی ایک مسجد میں درس وتدریس امامت وخطابت میں زندگی گزار دی آخری عمر میں پوکھریرا آئے اور ان کا انتقال ہوگیا۔ آپ بھی بہت نیک محسن اور سب پر شفقت کرنے والے تھے۔ قبر شریف پوکھریرا میں ہے۔

(۹) مولانا اشفاق احمد صاحب رضوی لال مسجد اقبال پور لین کلکتہ میں امامت وخطابت کرتے ہوئے زندگی کے ایام گزادیے۔ ان کے والد محترم منشی جناب محمد اخلاق صاحب مرحوم کا شمار قصبہ کے رئیسوں میں ہوتا تھا اس لئے درس کی تقریباً تمام کتابیں مولانا اشفاق احمد رضوی کے پاس موجود تھیں۔ مخصوص لوگوں کو درس بھی دیا کرتے تھے۔

(۱۰) مولانا مطیع الرسول صاحب: آپ نے محلہ خواجہ قطب بریلی شریف کی مسجد میں طالب علمی کا دور گزارا۔ منظر اسلام میں تعلیم حاصل کی وہیں سے سند فضیلت اور دستار فراغت حاصل کی۔ محلہ خواجہ قطب کی مسجد کے نمازیوں اور محلہ والوں سے ان کا ایسا گہرا تعلق تھا کہ فراغت کے بعد سے وفات کے دو تین سال پہلے تک اسی مسجد میں امام وخطیب رہے۔ طلباء کو درس بھی دیتے تھے۔ اپنے وطن پوکھریرا وفات پائی۔ اور وہیں دفن کئے گئے۔ ان کے منجھلے فرزند مولانا احمد علی صاحب مدرسہ رحمانیہ حامدیہ پوکھریرا میں خدمت درس انجام دیتے ہیں اور اپنے گھر کے قریب کمال مسجد میں نوجوانی کے ایام ہی سے فی سبیل اللہ امامت فرماتے ہیں۔ مولانا مطیع الرسول کو دعا تعویذ میں بھی خصوصی ملکہ تھا۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن محی رحمۃ اللہ علیہ: آپ کا اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سے انتہائی دوستانہ تعلق تھا۔ ہمیشہ مراسلت بھی ہوتی تھی حضرت محی رحمۃ اللہ علیہ نے پوکھریرا میں مدرسہ نورالہدیٰ قائم فرمایا تھا جس کے فیوض

وبرکات دوردراز تک جاری وساری تھے۔اس مدرسہ سے طلباء اونچی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بریلی شریف بھیجے جاتے تھے اگرچہ یہاں بھی دورہ تک کی تعلیم دی جاتی تھی اور یہاں سے بھی طلباء فارغ ہوتے تھے مگر بریلی شریف سے تعلقات استوار کرنے کیلئے طلباء کا بھیجنا جاری رہتا تھا۔

مولانا عبدالرحمٰن محبی رحمۃ اللہ علیہ کے تین فرزند بااستعداد وصاحب صلاحیت علماء میں تھے۔اور ایک فرزند کو بہترین حافظ قرآن اور فارسی داں کی حیثیت سے جانا جاتا تھا۔ان چاروں کے ناموں کی ترتیب اس طرح ہے۔

حضرت مولانا ولی الرحمٰن صاحب،حضرت مولانا حافظ حکیم عطاء الرحمٰن صاحب،حضرت حافظ شریف الرحمٰن صاحب،حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب میرا جہاں تک خیال ہے تینوں علمائے کرام نے منظر اسلام بریلی شریف سے حصول علم سے فراغت حاصل کی ہوگی۔کیوں کہ اعلیٰ حضرت کے ساتھ حضرت محبی کا تعلق خاص اور قلبی محبت اس امر پر دلالت کرتی ہے۔مگر میری یقینی تحقیق نہ ہونے کے سبب اس ضمن میں اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا۔مولانا ولی الرحمٰن صاحب نے مدرسہ نورالہدیٰ پوکھریرا میں ناظم اعلیٰ اور صدر مدرس کی حیثیت سے آخر دم تک خدمات درس انجام دیں۔مولانا حافظ حکیم عطاء الرحمٰن صاحب نے مختلف مدارس میں خدمت درس کی ذمہ داری پوری کی۔اور کلکتہ کی ایک مسجد سے وابستہ رہ کر ایک عظیم خطیب اور مناظر کی حیثیت سے شہرت پائی۔۔مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب نے بھی درس کی خدمت مدرسہ نورالہدیٰ میں انجام دی لیکن جوانی ہی میں انتقال فرما گئے۔باقی لوگوں نے طبعی عمر پا کر وفات پائی۔

باتھ اصلی: پوکھریرا سے بالکل ہی متصل موضع باتھ اصلی ہے۔ناواقف لوگ تمیز بھی نہیں کر پائیں گے کہ یہ دونوں مواضع الگ الگ ہیں۔باتھ اصلی کے مسلمانوں کا تعلق قلبی پوکھریرا کے مدرسہ سے مضبوط رہا اور جو لوگ مدرسہ سے متعلق نہ بھی رہے تو اس بستی کے لوگوں سے عقائد ومسلک کے اعتبار سے انتہائی قریب رہے۔اس لئے ان کے بچوں نے مدرسہ نورالہدیٰ میں تعلیم حاصل کر کے منظر اسلام میں تعلیم مکمل کی اور دستار فراغت حاصل کی۔ان کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں۔

(۱) حضرت مولانا رحیم بخش صاحب: آپ کی ولایت وبزرگی کے معترف تمام قرب وجوار کے مسلمان ہیں۔آپ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے شاگرد رشید بھی تھے۔اور بیعت وخلافت سے بھی مشرف تھے۔تمام علماء میں یہی مشہور تھے۔بہترین مدرس،بہترین مبلغ،اور مصلح تھے۔

(۲) مولانا محمود علی صاحب (۳) مولانا عبدالکریم صاحب (۴) مولانا عبدالجلیل صاحب (۵) مولانا الطاف الرحمٰن صاحب (۶) مولانا مشتاق احمد صاحب (۷) حضرت مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ جوشہر بمبئی میں عرصۂ دراز تک امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ سبھی حضرات مدرس، مقرر، خطیب، اور مبلغ تھے۔ حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب نے اپنی پوری زندگی درس وتدریس میں گزاری، مدرسہ نورالھدیٰ پوکھریرا میں اپنی تدریسی زندگی کے آخری چند سال گزارے ورنہ بالکل آزادرہ کر اپنے اپنے گاؤں میں اپنے دروازے پر فی سبیل اللہ عربی وفارسی کی درسی کتابیں پڑھاتے تھے۔ اپنے اصول کے مکمل پابند تھے۔

فیض پور: اسی قصبہ باتھ اصلی کا ایک محلہ جو بعد میں اس سے تھوڑا ہٹ کر آباد ہوا اور اس کا نام لوگوں نے فیض پور رکھ لیا۔ واقعی بہت بافیض ثابت ہوا۔ اب وہ ایک موضع کے طور پر لوگوں میں مشہور ہے اس محلہ یا موضع سے چند معزز ہستیاں وجود میں آئیں۔ جو اپنے علمی کارناموں کی وجہ سے ممتاز اور مشہور ہوئیں۔ ان کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں۔

حضرت مولانا احسان علی علیہ الرحمہ: آپ نے ابتدائی درسی کتابیں مدرسہ نورالھدیٰ پوکھریرا میں پڑھیں پھر بریلی شریف جامعہ منظر اسلام میں داخل ہو کر درسیات کی تکمیل کی۔ وہیں سے دستار فضیلت اور سند فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد آخر کے چند سالوں کو چھوڑ کر پوری زندگی منظر اسلام میں مدرس کی حیثیت سے گزاردی۔ عرصہ تک شیخ الحدیث کے عہدۂ جلیلہ پر فائز رہے۔ جملہ فنون کی کتابوں پر ان کو کامل دسترس حاصل تھی۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ تفسیر وحدیث کا درس ان کا محبوب مشغلہ رہا۔ بخاری شریف کا درس اتنے دنوں تک اور اس طرح دیا کہ کسی عارضہ کے سبب جب آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تو محض اپنی یادداشت سے اس عالم میں بھی بخاری شریف پورے اطمینان کے ساتھ پڑھاتے رہے۔ پھر جب آپریشن کے بعد بینائی واپس آئی تو بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ آپ نہایت نیک سلیم الطبع اور حلیم وخوش اخلاق انسان تھے۔ عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہے۔ آج ان کا مزار اقدس موضع فیض پور میں مرجع خلائق ہے آپ کے صاحبزادے مولانا فیضان علی اچھے مدرس اور اچھے خطیب ہیں۔

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب رضوی: آپ بہترین مدرس، بہترین مقرر، بہترین مفتی تھے۔ دارالعلوم شاہ

عالم احمد آباد گجرات میں عرصہ دراز تک صدر مدرس اور شیخ الحدیث کی ذمہ داری انجام دیتے رہے۔ ان کا مزار فیض پور ہی میں مولانا احسان علی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں موجود ہے۔ آپ کی مکمل تعلیم جامعہ منظر اسلام میں انجام پائی۔ آپ کے بڑے فرزند مولانا اسلام الرحمٰن دار العلوم شاہ عالم احمد آباد میں خدمت درس انجام دے رہے ہیں۔

(۳) حضرت مولانا محمد طفیل احمد صاحب رضوی: آپ نے منظر اسلام بریلی شریف میں تعلیم مکمل کی اور اپنی عمر کے آخری لمحات تک منظر اسلام کی تدریسی اور تنظیمی خدمات میں مصروف رہے۔ بریلی شریف ہی میں ان کا انتقال ہوا۔ اور وہاں سے جنازہ فیض پور میں لاکر سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا سہیل احمد صاحب رضوی منظر اسلام کی تنظیمی خدمات سے آج بھی وابستہ ہیں۔

(۴) حضرت مولانا نور الھدیٰ صاحب: منظر اسلام سے تعلیم مکمل کی اور بریلی شریف ہی درس اور امامت سے وابستہ رہے۔ ان کی قبر فیض پور کے قبرستان میں آج بھی ممتاز نظر آتی ہے۔

(۵) حضرت مولانا فضل کریم رضوی: آپ نے منظر اسلام بریلی شریف میں عرصہ تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد دستار فراغت اور سند تکمیل حاصل کی نہایت باصلاحیت ذی استعداد مدرس، مقرر، اور مفتی تھے۔ درگاہ شاہ ارزاں محلہ درگاہ جامع مسجد میں امامت وخطابت کی ذمہ داریاں انجام دیتے ہوئے جب صوبہ بہار میں ادارہ شرعیہ کا قیام عمل میں آیا اور سلطان گنج پٹنہ میں اس کی عمارت بنی اور اسے مرکزیت کا مقام دیا گیا تو حضرت مولانا فضل کریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ قاضی شریعت مقرر کیے گئے۔ آپ کی تحریر میں متانت اور پختگی کا مکمل احساس ہوتا تھا۔ ہر فیصلہ پورے اعتماد اور مستحکم دلائل کے ساتھ ہوتا تھا۔ جس کی کاٹ ممکن نہیں ہوتی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ دور موجودہ میں عہدۂ قضا ایسے ہی باوقار عالم وفاضل کے لئے زیبا تھا۔ آخری عمر میں بیمار ہوکر اپنے گھر آئے اور چند دنوں کے بعد ہی انتقال فرما گئے۔ ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت مجھے بھی حاصل ہوئی تھی۔ آج آپ کی قبر سڑک کے کنارے قبرستان سے متصل اپنی زمین میں موجود ہے جو راستہ سے گزرنے والے ہر فرد کو دعوت عبرت دے رہی ہے۔

جامعہ منظر اسلام کے ابتدائی دور کے قدیم فارغین حضرات ان مذکورہ بالا افراد کے علاوہ بھی ہیں جن کا تعلق پوکھریرا سے کسی نہ کسی طرح ضرور رہا۔ لیکن میں نے کچھ مخصوص حضرات کے ناموں پر اکتفا کیا اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ میں نے ان بزرگوں

کو قریب سے دیکھا، جانا اور پہچانا ہے۔ باقی حضرات کو یا تو میں نے دیکھا ہی نہیں یا میرے شعور کی منزل میں آنے سے پہلے رخصت ہو گئے۔ یا اس قدر دوری رہی کہ میں ان کو پہچان نہیں پایا۔ مگر تمام حضرات نے اپنے اپنے حلقوں میں مسلک حق کے فروغ وارتقاء کے لئے ہمیشہ کاموں کو انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام علماء اور فضلاء پر ہمیشہ انوار ورحمت کی بارش فرمائے۔ جنہوں نے منظر اسلام کی تجلیات ہر طرف پھیلانے میں اپنی زندگی وقف فرمادی تھیں۔

فارغین عہد جدید: میں ان حضرات کے اسماء شمار کرانے کی ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ ایسے علماء کی تعداد بہت زیادہ ہے جو کسی نہ کسی طرح اپنے تعلیمی ایام میں جامعہ منظر اسلام بریلی شریف سے وابستہ رہے۔ پھر یا تو وہیں سے یا دوسرے سنی اداروں سے سند فراغت حاصل کی۔ یہ وہ علمائے کرام ہیں جن کے فیوض وبرکات ہندوستان کے مختلف صوبوں اور نیپال میں پہونچ رہے ہیں۔ مسلک حق کی اشاعت اور عقائد باطلہ کی تردید کا کام ان کے ذریعہ جاری وساری ہے۔ ایک دو کا نام لے لینے اور تعارف کرانے میں کوئی مضائقہ

نہیں ان کا تعلق پوکھریرا سے ہے۔

(۱) حضرت مولانا محبوب رضا روشن القادری: فاضل بہاری حضرت مولانا عظیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے فرزند ہیں۔ مولانا عظیم الدین صاحب کا سابق مکان موضع مکن پور ضلع دربھنگہ میں تھا لیکن پوکھریرا میں ان کی سسرال تھی اسکے علاوہ بھی پہلے سے دوسرے رشتے تھے۔ مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا سے ان کا تعلیمی وتدریسی تعلق تھا۔ عرصہ تک اس مدرسہ کے مدرس بھی رہے اس لئے ان کی شناخت پوکھریرا ہی سے ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ پوکھریرا میں کچھ وراثت میں زمین ملی کچھ خرید بھی فرمائی۔ اس لئے مکن پور چھوڑ کر یہاں کی رہائش اختیار کرلی۔ بریلی شریف کے مدرسہ میں درس کی خدمات بھی انجام دیں۔ نیپال اور سیتامڑھی کی سرحد پر موضع کنہواں میں رضاء العلوم کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔ بہت دنوں تک وہاں صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز رہے۔ جہاں بھی رہے پوکھریرا ہی کے نام سے جانے گئے۔ ان ہی کے قابل قدر فرزند حضرت مولانا مفتی محبوب رضا روشن القادری ہیں جن کی مکمل تعلیم منظر اسلام میں ہوئی۔ منظر اسلام کے دوسرے صدسالہ نمبر میں ان کا تعارف موجود ہے۔ مولانا محبوب رضا نے مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں خدمت درس انجام دی۔ اور آخر میں پرنسپل کے عہدہ پر فائز رہ کر سبکدوشی حاصل کی۔ دربھنگہ میں آپ نے سنیت کا نمایاں کام انجام دی

۔فتویٰ نویسی، تقریر اور شاعری ان کے محبوب مشاغل رہے۔ بعض کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔ نعتیہ کلام کا مجموعہ بھی شائع ہوا۔ آج کل اپنے والد محترم کے قائم کردہ مدرسہ رضاء العلوم کنہواں ضلع سیتامڑھی میں شعبۂ افتاء اور شعبۂ تدریس سے وابستہ ہیں۔ پوکھریرا میں جہاں ان کے والد محترم کا مزار مقدس ہے اسی کے قریب اب اپنا ذاتی رہائشی مکان بھی ہے۔

(۲) مولانا محمد رضا رحمانی: آپ خانقاہ رحمانیہ حامدیہ پوکھریرا کے سجادہ نشین مولانا حافظ محمد حمید الرحمٰن مدظلہ العالی کے بڑے فرزند ہیں۔ مدرسہ رحمانیہ حامدیہ کے صدر المدرسین ہیں۔ قاضی شریعت ہیں۔ مفتی ہیں بہترین مقرر اور اچھا کلام کہنے والے نعت گو شاعر بھی ہیں۔ آپ کی تعلیم تو پہلے پوکھریرا کے مدرسہ میں ہوئی اس کے بعد تکمیل تعلیم جامعہ منظر اسلام میں ہوئی۔ وہیں سے دستار فراغت پائی۔ آپ اپنے والد محترم کے ولی عہد بھی ہیں اس لئے حلقہ مریدین میں تبلیغ و ہدایت کے ساتھ جملہ امور انتظامیہ کے نگراں بھی ہیں۔

(۳) مولانا ابرار الحسن رضوی: ان کا مکان باتھ اصلی میں ہے لیکن بچپن ہی سے پوکھریرا سے خاص تعلق رہا۔ وہ اس طرح کہ ان کی نانہال پوکھریرا میں ہے۔ ان کے ماموں جان حافظ محمد حمید الرحمٰن صاحب ہیں ان کے نانا حضرت مولانا ولی الرحمٰن صاحب تھے۔ حضرت مولانا عبد الرحمٰن محبی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند تھے اس طرح پرورش پوکھریرا میں زیادہ ہوئی۔ پھر پوکھریرا کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ منظر اسلام میں تعلیم مکمل کی۔ اب وہ مدرسہ نور الھدیٰ پوکھریرا میں صدر المدرسین کی حیثیت سے

خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آدمی مخلص اور نیک ہیں۔ اپنے مدرسہ کے مفتی، علاقہ کے مقرر اور موضع باتھ اصلی میں عیدین کے امام ہیں۔ خالق کائنات ان کو دین کی خدمت انجام دینے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مجھے اپنی اس تحریر سے یہ بتانا مقصود تھا کہ جامعہ منظر اسلام بریلی شریف سے پوکھریرا کا ابتدائے قیام ہی سے ایک گہرا تعلق روحانی، تعلیمی اور مسلکی تعلق تھا۔ پھر پوکھریرا کے مدرسہ نے ہر دور میں اپنے یہاں سے تعلیم حاصل کئے ہوئے طلباء کو اعلیٰ تعلیم اور دستار فراغت کے لئے منظر اسلام میں بھیجا اس طرح اطراف و جوانب اور دور دراز کے مواضعات کے طلباء بھی اسی مدرسہ کے توسط سے بریلی شریف جاتے رہے۔ اور منظر اسلام سے فیض یاب ہوتے رہے۔

اعلیٰحضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز نے اپنی تصنیفات جلیلہ اور فتاوائے عظیمہ کے

ذریعہ دنیا کے مسلمانوں پر احسان عظیم فرمایا۔اس کے علاوہ منظر اسلام کے قیام سے پہلے بھی مخصوص طلباء کو درسی کتابیں پڑھائیں۔پھر منظر اسلام کی بنیاد رکھ کر اور قابل قدر صاحب صلاحیت اساتذہ کو اس جامعہ میں مدرس کی حیثیت سے بحال فرما کر قوم مسلم پر احسان عظیم فرمایا۔اس طرح غیر منقسم ہندوستان اور دوسرے ممالک میں یہاں کے فارغین علماء پھیل گئے اور تبلیغ دین اور مسلک حق کی اشاعت کا کام انجام دیتے رہے۔

بحمدہ تعالیٰ پوکھریرا نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور آج اس گاؤں کے تقریباً ہر گھر میں علماء اور فضلاء موجود ہیں۔پوکھریرا کے مدرسہ اور علماء کے توسط سے اطراف وجوانب کے مواضعات اور دور دراز کے علاقوں میں بھی جامعہ کے فضلاء کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔نیپال کے سرحدی مقامات میں اور اندرون نیپال میں بھی فارغین منظر اسلام کی کافی تعداد پائی جاتی ہے۔اس میں بھی پوکھریرا کی درمیانی حیثیت کو کبھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

موجودہ سجادہ نشین اور مہتمم جامعہ کے ذوق وشوق، ذہنی وفکری ارتقاء کے نتیجے میں جو تعلیمی، تعمیری، اور تنظیمی انقلاب آیا ہے وہ لائق صد تحسین اور قابل صد مبارکباد ہے۔اللہ عزوجل ان کی خواہشوں کی تکمیل میں غیبی امداد فرمائے۔مسلمانوں کے قلوب واذہان کو اعلیٰ حضرت کی اس علمی یادگار کے فروغ وعروج میں ہر طرح سے تعاون کی طرف مائل کردے تاکہ سجادہ نشین اور مہتمم صاحب مدظلہ العالی کے مقدس منصوبوں کی تکمیل ہوتی رہے۔پھر آپ ہم اور تمام سنی مسلمان بجا طور پر یہ کہہ سکیں

یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے
جیسا اس کا نام ہے ویسا ہی اس کا کام ہے

فاسق معلن داڑھی منڈانے والے یا ایک مشت سے
کم داڑھی رکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔
(عالمگیری)

چشمۂ فیضان رضا

ازقلم: (ادیب شہیر) علامہ نسیم بستوی بانی وصدر مدرس انوار الاسلام قصبہ سکندر پور بستی یوپی

مرکزی درسگاہ جامعہ رضویہ منظر اسلام

اک مجدد نے وہ کھولی درسگاہ تربیت
موت جس کے شعبۂ تعلیم میں داخل نہیں

آج پورے عالم اسلام وسنیت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی جن کو مسلمانوں کا ہر طبقہ اپنا روحانی پیشوا اور دینی رہنما کی حیثیت سے تسلیم کر کے ان کے نقش پر چلنے میں فخر محسوس کرتا ہے آپ ہی (قدس سرہ) کے جاری کردہ علمی چشمۂ فیضان جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کے خصوصی وممتاز کردار کے تناظر میں جو تیسرا تاریخی اور دینی تعلیمی دستاویزی حیثیت کا عظیم ووقیع نمبر ہے وہ سجادہ نشین خانقاہ رضویہ علامہ الحاج سبحان رضا خاں صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی ونگرانی میں عرس رضوی کی نورانی وعرفانی تقریبات کے روح پرور وایمان افروز موقع پر ہزاروں علماء ومشائخ دانشوران قوم وملت اور ملک وبیرون ملک سے تشریف لانے والے لاکھوں خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کو یہ روحانی ونورانی تحریری تحفہ پیش کیا جارہا ہے جس میں رنگارنگ عنوانات کے تحت اہل علم، عقیدت مند شعراء اور علمائے کرام ومشائخ طریقت کے رشحات قلم لعل وگہر کی طرح جگمگا رہے ہیں۔

خانقاہ رضویہ کے گرامی قدر سجادہ نشین علامہ سبحانی میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی مجھ پر انتہائی خصوصی نگاہ عنایت وکرم ہے جو اپنے دامن روحانیت سے راقم الحروف کو وابستہ کئے ہوئے ہیں۔ اور اپنے شیخ طریقت حضرت علامہ ریحان رضا خاں صاحب رحمانی میاں علیہ الرحمہ کی طرح مجھے ہمیشہ نوازتے رہتے ہیں۔ انہوں نے ایک موقع پر دفتر" ماہنامہ اعلیٰ حضرت" بریلی شریف میں اپنی مسند سجادہ نشینی پر جلوہ افروز تھے کہ اسی درمیان حضرت نے ایک طویل کاغذ پر اپنے دستخط

ثبت کر کے مجھے یہ فرما کر عطا فرمایا کہ لیجئے مولانا یہ خلافت نامہ تحریری ہے۔ جو میں آپ کو دے رہا ہوں۔ یہ انتہائی سرور ومسرت سے معمور اور روحانیت وکرامت سے بھرپور کلمات میرے کانوں میں رس گھول رہے تھے۔ میں اپنی جگہ اس کی کیفیت سے بے خود و بے ساختہ سا ہو گیا۔ اور اپنی خوبی قسمت پر دل ہی دل میں فخر و ناز کرنے لگا۔

نگاہ یار جسے آشنائے راز کرے

وہ کیوں نہ خوبیٔ قسمت پہ اپنی ناز کرے

یہاں ضمنی طور پر یہ واقعہ اختصاراً بیان کرنے کے لائق ومناسب ہے۔ جس سے جامعہ منظر اسلام کے چند اہم گوشے بکھر کر سامنے آجاتے ہیں جو اس کی عظمت ومرکزیت کا بین ثبوت بھی ہیں۔ غالباً ۱۹۴۷ء یا ۱۹۴۸ء کی بات ہے کہ راقم السطور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بریلی شریف کی سرزمین پر وارد ہو گیا اور دو ایک روز گزرنے اور معلومات فراہم کرنے کے بعد جامعہ منظر اسلام میں داخلہ لیکر درس میں باضابطہ شریک ہونے لگا۔ کچھ مدت گزرنے پر دار العلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بہاری پور سے وابستہ ہو گیا۔ اس کے دو اساتذہ بحر العلوم حضرت علامہ سید افضل حسین صاحب رضوی مونگیری اور حضرت علامہ مولانا معین الدین خان صاحب اعظمی علیہما الرحمہ کی درس گاہوں میں شریک ہونے لگا۔ درس کے مقررہ اوقات کے علاوہ خارج اوقات میں بھی دونوں اساتذۂ کرام کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ دو پہر بعد بحر العلوم حضرت علامہ مفتی سید افضل حسین صاحب مونگیری علیہ الرحمہ کے پاس شرح تہذیب، نور الایضاح اور کافیہ کا درس ہوتا تھا۔ اور عصر کے بعد علم الصیغہ اور فصول اکبری حضرت علامہ معین الدین خاں صاحب اعظمی پڑھاتے تھے۔ اور پوری توجہ سے مضامین کتاب ذہن نشین کرا دیتے تھے اول الذکر استاذ حضرت مفتی سید افضل حسین صاحب قبلہ مونگیری علیہ الرحمہ کے یہاں درس وتدریس کا معیار اس قدر بلند تھا کہ حضرت نے ہم لوگوں کو نور الایضاح کے مطالعہ کے لئے طحطاوی تجویز فرمائی تھی۔ اور تہذیب کا متن ازبر کرا دیا تھا۔ اسی طرح کافیہ کی پوری عبارت متن کرا دی گئی تھی۔ ہم لوگ زیر درس کتابوں کا پوری طرح مطالعہ کر کے آتے اور مطالعہ کے درمیان ہی اکثر شکوک وشبہات اور اعتراضات کے جوابات خود ہی حل کر کے اور سمجھ کر کے آتے اور اگر کہیں کوئی عبارت کا مفہوم ومطلب سمجھنے سے رہ جاتا تو ان قابل کتابوں پر عبور رکھنے والے بالغ نظر اساتذہ ہم لوگوں کا حال دیکھ کر اشارہ فرما دیتے۔ تو اشکال دور ہو جاتا اور ہم سب اپنی جگہ مطمئن ہو جاتے۔ کمال تدریس

اعلیٰ درجہ کی قوت تفہیم ان ہی حضرات کو حاصل تھی۔اس کے برعکس آج کل انحطاط وزوال کا یہ افسوس ناک حال ہیکہ طلبہ کی لاپرواہی تن آسانی آرام پسندی کہ زیردرس کتابوں جم کردل لگا کر مطالعہ کرتے ہیں اور نہ عبارتوں کا صحیح ترجمہ کرپاتے ہیں اور نہ ہی اس کے ''مالہ وماعلیہ'' سے آشنا ہوپاتے ہیں اور جب وہ کتابوں کی ورق گردانی سے فرصت وفراغت پاجاتے ہیں تو حضرت شیخ سعدی شیرازی کے اس شعر کے مصداق بن جاتے ہیں کہ۔

نہ محقق بود نہ دانشمند

بارہائے بروکتابے چند

اس دور میں بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی سید افضل حسین صاحب بہاری مظہر اسلام یعنی حضور مفتی اعظم ہند نوری قدس سرہ کے دارالافتاء کے مفتی تھے۔اور افتاء کا کام حضور مفتی اعظم کے دولت خانے میں بالائی حصے کے کمرے میں انجام دیا کرتے تھے۔راقم الحروف چونکہ حضرت مفتی صاحب سے بہت زیادہ مانوس تھا اس لئے میں بھی دارالافتاء میں ظہر کی نماز کے بعد مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوجاتا اور ان کی بتائی ہوئی کتب فقہ الماریوں سے نکال کر پیش کردیتا اور ضرورت پیش آنے پر حوالہ تحریر کرنے کی عبارتوں والا صفحہ نکال کردیدیتا۔اس وقت میرا دوپہر اور شام کا کھانا آقائے نعمت مخدوم اہلسنت حضور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے دولت خانے سے آتا تھا اور میں صدر دروازہ کے پاس برآمدے میں چارپائی پر کھالیا کرتا تھا کچھ اسی طرح گزرے اس کے بعد بہاری پور مسجد کے منتظمین کی دلی خواہش اور اصرار پیہم پر مسجد بہاری پور کا امام ہوگیا۔اس محلہ میں انصاریوں کی تعداد زیادہ تھی وہاں جب تک امامت کرتا رہا محلہ کے مصلیان وغیرہ وغیرہ میرے ساتھ نہایت حسن سلوک سے پیش آتے اور مجھے ہر اعتبار سے خوش کرنے اور آرام پہونچانے کی کوشش میں لگے رہتے۔ایک ٹھیکیدار صاحب اکثر وبیشتر نماز فجر کے بعد مصافحہ کرتے ہوئے پانچ روپے کا نوٹ مجھے بطور نذرانہ دے جاتے۔اور بعض اوقات مجھ سے بڑی محبت کا اظہار کرتے ہوئے مجھے اپنے گھر ناشتہ کے لئے لیجاتے اور فرمایا کرتے کوئی ضرورت درپیش آئے تو مجھے کہلادیا کریں میں فوراً انتظام کردوں گا۔یہ سب دراصل فیض تھا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا کہ بریلی شریف کے باشندے تمام پڑھے اور علماء وطلبا کے مراتب ودرجات کو بخوبی جانتے اور اسی کے مطابق حسن اخلاق کا اظہار کرتے۔اور قدر واحترام سے پیش آتے۔ایسے بھی بریلی شریف اتر پردیش کا قدیم، تاریخی

شہر مانا گیا ہے۔ جہاں اپنے وقت کے جلیل القدر علماء ومشائخ اور نامور شعراء اور اردوزبان کے بلند پایہ نقاد پیدا ہوئے۔ اس طرح یہ شہر شرع وتصوف کا حسین سنگم بھی ہے۔ اعلیٰ حضرت کے مزار شریف محلہ سوداگران سے تھوڑی سی مسافت پر شاہ نیاز احمد بریلوی علیہ الرحمہ کا آستانہ فیض بخش خاص وعام ہے اور ہر سال آپ کا عرس مبارک بہت ہی احترام و عقیدت کے ساتھ منایا جاتا ہے اسکے علاوہ بھی بزرگان دین اس تاریخی شہر کے مختلف علاقوں میں آسودۂ خاک ہیں۔

راقم الحروف کے زمانۂ طالب علمی بریلی شریف میں موجودہ سجادہ نشین علامہ سبحان رضا خاں صاحب دام ظلہ العالی کے دادا جان مفسر اعظم ہند جامعہ رضویہ منظر اسلام کے ناظم اعلیٰ تھے اور اس ادارہ کے جملہ مسائل اور معاملات میں آپ ہی کا فیصلہ حرف آخر تصور کیا جاتا تھا۔ مفسر اعظم نہایت خوبرو وجیہ ونورانی صورت کے بزرگ تھے۔ آپ کا جسم بھرا ہوا متوسط قامت تھے۔ اگر آپ کو عربی لباس جبہ پہنا دیا جاتا اور سر پر عمامہ باندھ دیا جاتا تو جاہ وجلال سے بادشاہ نظر آتے۔ صبح سے شام تک حاجت مند اور اہل مراد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور عام طور پر دیکھا گیا کہ حضرت ان کو گلاس میں پانی پڑھ کر عطا فرمادیا کرتے اس کو صحت وشفا حاصل ہوجاتی۔ آپ ہی کے دور میں ماہنامہ اعلیٰ حضرت بھی جاری ہوا۔ جو اس وقت کے لحاظ سے لیتھو پریس پر چھپتا تھا۔ یہ آج کل کی طرح آفسیٹ اور خوبصورت ودیدہ زیب کتابت، طباعت، اور حسین وجمیل سرورق کا اہتمام نہیں ہو پاتا تھا۔ حضور مفسر اعظم رسالہ ''اعلیٰ حضرت'' کے مدیر اعلیٰ ہونے کے ساتھ ہی ایک سحر بیان مقرر وخطیب بھی تھے۔ قرآنی آیات کے ایسے ایسے علمی نکات بیان فرماتے کہ سامعین کا ایمان تازہ ہوجاتا آپ اپنے عنوان پر گھنٹوں خطابت کے جوہر دکھا کر حاضرین اور باذوق مجمع کو اپنا گرویدہ بنا لیتے۔ آپ کے وصال کے بعد قائد اہلسنت نبیرۂ اعلیٰ حضرت الحاج حضرت علامہ ریحان رضا خاں صاحب قبلہ رحمانی میاں علیہ الرحمہ نے خانقاہ رضویہ اور دارالعلوم منظر اسلام کی ذمہ داریوں کو سنبھالا۔ اور تعلیمی وتعمیری نقش ونگار کو بلند شکل وصورت میں بدل دیا۔ آپ نے سیاست کے میدان میں بھی قدم رکھ کر محض اقتدار کی ہوس دینوی منفعت کی خواہش اور مال وزر کی تمنا سے پاک کر کے اسے شاق وشفاف اور ہموار کرنے میں لگے۔ آپ کے اقدام کو حکومت کے سنجیدہ اور انصاف پسند عناصر نے سراہا۔ آپ کے ہی دور میں آپ کے حکم سے راقم السطور ''ماہنامہ اعلیٰ حضرت'' کا مرتب ومدیر اعزازی کی حیثیت سے کام انجام دیتا رہا۔ اسوقت ان کے جانشین وخلیفہ خانقاہ عالیہ رضویہ کے صاحب سجادہ اور دارالعلوم منظر اسلام کے ناظم اعلیٰ اور اسکے

روح رواں ہیں۔اور جہاں تک وسائل وذرائع آپ کا ساتھ دے رہے ہیں یادگار اعلیٰ حضرت کو دوام واستحکام بخشنے کے لئے شب وروز کوشاں ہیں۔ مولیٰ عزوجل انکو نمایاں کامیابی سے ہمکنار فرمائے اور ان کی تمام تر مخلصانہ ومجاہدانہ سرگرمیوں کو مزید شاہراہ عروج وارتقاء کی طرف رواں دواں رکھے۔آمین

مرکزی درسگاہ منظر اسلام کا تذکرہ اور علم دین وعلمائے اسلامیہ کی عظمتوں پر روشنی ڈالتے وقت اور خصوصاً اپنے حصول علوم دینیہ میں جن دشوار گزار راہوں سے گزرا ہوں اگر ایسے موقع پر بانی دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر یوپی کے علم دین سے بے پناہ شوق اور علمائے کرام کا بے حد ادب واحترام کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کو خراج عقیدت پیش نہیں کیا گیا تو یہ مقالہ یوں سمجھ لیجئے تشنہ اور نامکمل رہ گیا ہے اگر آپ کی ذات گرامی میرے اوپر کرم فرما نہ ہوتی اور آپ میری کفالت نہ فرماتے تو کانپور سے آنے کے بعد ناپارہ بہرائچ شریف جاپاتا۔اور نہ وہاں سے بریلی شریف کی منزل میں پہنچتا۔اسی طرح نہ بریلی شریف سے مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور اعظم گڑھ یوپی تکمیل کے مراحل طے کرپاتا۔حضور شعیب الاولیاء سکندر پور بستی میرے اور میرے گھر والوں کے حق میں ایک انتہائی مہربان اور شفیق مربی کا درجہ رکھتے تھے۔ والد صاحب علی جان مرحوم اور بڑے بھائی جناب مولوی نورالحق صاحب مرحوم کو مانتے تھے۔انہیں کی نوازشیں شامل حال رہیں کہ میں علم دین سے آشنا ہوسکا۔

میرے علاوہ ضلع بستی کے متعدد طلبہ کی تعلیم کے مصارف حضرت نے اپنے ذمہ کرم پر لیکر اسلامی تہذیب وتعلیم سے مزین وآراستہ فرمادیا۔

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
غنچہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

حضرت علامہ اختر صاحب شاہجہانپوری اپنی کتاب سیرت امام احمد رضا میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام احمد رضا بریلوی سچے عاشق رسول اور حب رسول ہاشمی کی ان پگھلی ہوئی شمع تھی۔ ۱۰ رشعبان ۱۲۸۶ھ سے ۱۸۷۰ء سے ۲۵ رصفر تک نصف صدی سے زیادہ عرصہ عام مسلمانان عالم کو محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جام پلاتے رہے۔ کیونکہ اسلام کی جان اور روح الایمان یہی ہے۔(ص ۱۸)

علامہ آگے یوں رقمطراز ہیں کہ ایک موقع پر آپ نے تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا تھا کہ خدا کی قسم اگر میرے دل کو چیر

کرو ٹکڑے کرو تو ایک پر **لاالہ الاالله** اور دوسرے پر **محمد رسول الله** لکھا ہوا پاؤ گے۔

اسی کتاب کے آگے ص ۹ ر پر یوں تحریر کرتے ہیں۔ فاضل بریلوی ایک بلند پایا مفسر، مایہ ناز محدث، نادر روزگار متکلم اور عدیم النظیر فقیہ تھے۔ حضرت علامہ شاہجہانپوری ص ۱۰ ر پر یوں رقمطراز ہیں۔ آپ کا دوسرا علمی شاہکار کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن ہے۔ یوں تو قرآن کریم کا کتنے ہی علماء نے اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ جن میں مولوی محمود حسن دیوبندی ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۰ء مولوی اشرف علی تھانوی ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء مولوی فتح محمد خاں جالندھری، مفتی نذیر احمد دہلوی اور ابوالاعلیٰ مودودی کے تراجم پاک و ہند میں آج کل بڑی آب و تاب سے شائع ہو رہے ہیں اور ان حضرات کو کلام الٰہی کی ترجمانی کے علمبردار منوانے کی بھر پور سعی کی جاتی رہی ہے لیکن انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو ان حضرات نے اپنے اپنے مخصوص خیالات کو ترجمے کی آڑ میں قرآن کریم سے ثابت کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کیا۔ ص ۱۱ ر پر علامہ اپنی کتاب سیرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ میں فرماتے ہیں۔

آپ کا تیسرا شاہکار "حدائق بخشش" آپ کا نعتیہ دیوان ہے۔ اس سچے عاشق فنافی الرسول نے اپنے محبوب کے اوصاف کلام الٰہی میں دیکھے انہیں اپنے لفظوں میں بیان کر کے قلب مضطر کو تسکین دی۔ مسلمانوں کو سکون بخشا، راحت افزا نسخہ بتایا، محبوب کی صفت و ثنا بیان کرتے وقت قلب کا اضطراب، جگر کا سوز آنکھوں کے آنسو اور سینے کی آہیں بھی الفاظ کے جسم میں پیوست کر کے پھر بلبل باغ مدینہ بن کر چہچہایا۔ اس نے اپنے ان پیارے پیارے اور ایمان افروز نغموں سے اہل اسلام کے قلوب کو گرمایا۔ انہیں ساقی کوثر و تسنیم کا شیدائی بنایا۔ اور دشمنان دین کے نرغے سے نکال کر اپنے اور ساری کائنات کے آقا و مولیٰ سرور کون و مکاں ﷺ کے در اقدس پر جھکایا۔ کیونکہ

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

اپنے ایک نعتیہ کلام میں امام احمد رضا قدس سرہ فیصلہ کن لب و لہجہ میں خوش عقیدہ مسلمانوں کو واضح الفاظ میں بتا رہے ہیں۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

(حدائق بخشش)

اخلاق و کردار میں آپ "تخلقوا باخلاق الله" کے پیکر جمیل نظر آتے تھے۔ اور اشداء علی الکفار رحماء

بینہم وہ دشمنان دین ومذہب ہوں یا وفاداران مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اور اسلام کے شیدائی وفدائی۔ وہ ہر ایک سے اسی آیت کریمہ کی روشنی میں ملتے تھے۔ جس کا مفہوم شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال اپنے کلام میں یوں ادا کرتے ہیں۔

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم

دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں

مرکزی درسگاہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف انہیں حقائق ومعارف کی آئینہ دار ہے۔ جو قرآن کریم اہل اسلام کے لئے واضح انداز میں بیان کر رہا ہے۔ اور انہی پر عمل پیرا ہو کر اس کے تمام سجادہ نشین وارباب حل وعقد راہ عروج وارتقاء پر گامزن رہے ہیں ۔اور صبح قیامت تک زندہ وتابندہ رہیں گے۔

یادگار اعلیٰ حضرت پائندہ باد

حضرت علامہ سبحان رضا خاں صاحب زندہ باد

(بقیہ صفحہ ۳۵۴/ کا)

ترقیاتی پیش رفت اور مستقبل کے منصوبے قوم وملت کے سامنے من وعن پیش فرماتے تھے۔

حجۃ الاسلام مہتمم ہونے کے باوجود منظر اسلام کی فلاح وبہبود تعمیر وترقی کے لئے ایک ادنیٰ ملازم کی طرح کام کرتے تھے آپ نے کبھی بھی اپنے آپ کو "پدرم سلطان بود" کے خبط میں مبتلا نہیں ہونے دیا اور دن رات ایک کر کے منظر اسلام کو شاہراہ ترقی پر گامزن کر دیا۔ چنانچہ آپ کی اسی محنت شاقہ کا ذکر منظر اسلام کے ایک سالانہ جلسے کی رپورٹ میں یوں ہے۔

سب سے پہلے فاضل نوجوان عالم دوران جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب دام فیضہ مہتمم مدرسہ اہلسنت وجماعت کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ آپ نے ایسی جانفشانی سے اس کار خیر کو انجام دیا ہے کہ تعریف سے باہر ہے۔ جس نے دیکھا ہے خوب جانتا ہے کہ ہمارے مولانا ممدوح کس درجہ مدرسہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی کی جانفشانی سے یہ مدرسہ چل رہا ہے حضرت مولانا نہایت باخدا بزرگ ہیں۔ طالب علموں سے آپ نہایت درجہ شفقت فرماتے ہیں (ہفت روزہ دبدبہ سکندری بابت ۲۶ راکتوبر ۱۹۰۸ء جلد ۴۳ ص ۵)

مذکورہ حقائق وشواہد منظر اسلام کے تعلق سے حجۃ الاسلام کی ایثار وقربانی کے بین ثبوت ہیں آپ کے عہد مقدس میں منظر اسلام کے جلسوں میں مشائخ عظام علمائے کرام اور عمائد ورؤسائے ذوی الاحترام کی شرکت اس امر کا پتہ دیتی ہے کہ وہ واقعی قائدین قوم وملت "حجۃ الاسلام" کا "منظر اسلام" اس دور کا آپ ہی جیسا برہان اسلام تھا جب ہی تو قائدین قوم وملت آپ کی ایک آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس گلشن علم وفن کی آبیاری میں حصہ داری کے لئے حاضر ہو جاتے گویا حجۃ الاسلام منظر اسلام ہیں اور منظر اسلام حجۃ الاسلام۔

امام احمد رضا اور محبت سادات

از قلم: الحاج حافظ ڈاکٹر محمد پرویز نوری بریلی شریف

ارباب فکر ونظر کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ فنافی الرسول اور عشق نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی اس سرحد کو عبور فرما چکے تھے جہاں محبت کے احساسات وتصورات کو الفاظ کے پیکر میں ڈھالنا ممکن نہیں یہی وجہ ہے کہ اپنے ہوں یا بیگانے امام موصوف کے متعلق کوئی لکھتا ہے کہ امام احمد رضا کی سطر سطر سے عشق رسول پھوٹا پڑتا ہے اور کسی نے لکھا کہ محبت رسول ان کا قیمتی اور قابل قدر سرمایہ ہے اور کوئی کہتا ہے کہ رسول کریم سے اتنی والہانہ محبت رکھتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے متعلق ایسے الفاظ بھی سننا گوارہ نہ کرتے تھے جو قابل تاویل ہوں مگر میں کہتا ہوں کہ امام احمد رضا کان عشق ومحبت کے وہ درمکنون تھے جس کی ضیا پاشیوں سے دنیا کے بیشتر گوشوں میں سرور کائنات سے لوگوں نے محبت وشیفتگی کا سلیقہ پایا یوں تو آپ کے نعتیہ دیوان ”حدائق بخشش“ کے ہر ہر شعر میں محسن انسانیت ﷺ سے والہانہ عشق وعقیدت کا سمندر موجزن ہے اور جذبات واحساسات کا ایک جہاں آباد ہے مگر عمل وکردار کی روشنی میں دیکھا جائے تو امام موصوف کا مقام اس سے بھی بلند نظر آتا ہے۔ یہ محبت رسول کا ہی اثر ہے کہ سرور کائنات سے نسبتی تعلق رکھنے والے اشخاص یعنی سادات کرام کا بے پناہ احترام اور محبت فرماتے اور اس بات میں آپ سن وسال، قد وقامت، عالم وجاہل، امیر وغریب، اور نیک وبد کا امتیاز رکھ کر حسن سلوک نہ فرماتے بلکہ رشتہ خون کا لحاظ کرتے ہوئے سبھی کے ساتھ نیازمندی کا رویہ رکھتے تھے۔ کچھ مثالیں لیجئے۔ حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی آپ کے علم وفضل اور تقویٰ وطہارت سے متاثر ہو کر حسب رواج عرب سلسلہ کلام میں تخاطب کے وقت یا سیدی فرماتے تھے بظاہر یہ کوئی ایسی بات نہ تھی کہ اس تخاطب سے شرمندگی محسوس کی جائے مگر امام احمد رضا کے جذبۂ عشق نے اس بات کو گوارہ نہ کیا اور اس سیدزادہ کے قدم ناز پر علم وفضل کا تاج نچھاور کرتے ہوئے فرمایا حضرت مولانا سید محمد سعید صاحب مغربی کے الطاف کی حد ہی نہ تھی اس فقیر سے خطاب میں یا سیدی فرماتے میں شرمندہ ہوتا میں نے ایک بار عرض کی کہ حضرت سید تو آپ ہیں فرمایا واللہ سید تم ہو۔ میں نے عرض کی میں سیدوں کا غلام ہوں فرمایا تو یوں بھی سید ہوئے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں قوم کا آزاد شدہ غلام انہیں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقہ میں عذاب دنیا عذاب قبر وحشر میں کامل آزادی عطا فرمائے۔ آمین (الملفوظ مکمل

ص ۱۳۸ر)

ایک شاگرد کی تعلیم وتربیت کیلئے ایک استاد مناسب تادیبی کارروائی کے لئے ہاتھ اور زبان دونوں کو استعمال کرنے کا پورا پورا حق رکھتا ہے شرعاً اس پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا بلکہ خداوند کریم ایسے استاذ کو اپنے رحم وکرم سے نوازے گا حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی حصول تعلیم کے لئے بریلی شریف تشریف لے گئے ایک موقعہ پر برائے تربیت امام احمد رضا نے جو طریقہ اختیار فرمایا انتہائی دلچسپ اور ناموس عشق کی حرمت سے مملو ہے۔ محدث اعظم ہند کی زبان میں ملاحظہ ہو۔ کارافتاء کے لئے جب میں بریلی حاضر ہوا تو میرے اندر لکھنؤ میں آٹھ سال رہنے کی خوبو کافی موجود تھی۔ شہر کے جغرافیہ میں بازار اور تفریح گاہوں کو وہاں لوگوں سے پوچھتا رہا کہ جمعہ کے دن کی فرصت میں کچھ سیر سپاٹا کروں۔ جمعہ کا دن آیا تو میں سب سے آخری صف میں تھا نماز ہوگئی تو اعلیٰ حضرت نے مجھے دریافت کیا کہ سید محمد کچھوچھوی کہاں ہیں میں بریلی کے لئے بالکل نیا شخص تھا لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے یہاں تک خود اعلیٰ حضرت کھڑے ہوگئے اور باب مسجد پر مجھ کو دیکھ لیا تو مصلے سے اٹھ کر صف آخر میں آ کر مجھ کو مصافحہ سے نوازا اس سے زیادہ کا ارادہ کیا تو میں تھرا کر گر پڑا۔ اعلیٰ حضرت پھر مصلے پر تشریف لے گئے اور سنن ونوافل ادا فرمانے لگے۔ (کتاب مجدد اسلام ص ۱۶۱)

چنانچہ محدث اعظم ہند نے بعد نماز جمعہ تفریح کا قصد فرمایا اور ایک پان کی دوکان پر پان لینے کھڑے ہوگئے امام احمد رضا کا انداز لوگ دیکھ چکے تھے اسلئے مصافحہ ودست بوسی کا سلسلہ شروع ہوا تو سیر وتفریح کا جذبہ ہمیشہ کے لئے دل ودماغ سے نکل گیا اور کتاب وسنت کے باغ علم وعمل کا پھول چننے اور خوشبو سے مشام جاں انسانیت معطر کرنے کا مکمل جذبہ جاگ اٹھا نبی کریم ﷺ سے عشق ومحبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک سیدزادہ کی گزارش پر لاکھوں کے مجمع میں شکست وذلت کو زیب گلو کرنے کا واقعہ سیدنا جنید بغدادی کا واقعہ تو تاریخ کے صفحات میں ملتا ہے لیکن نادانستگی اور غیر شعوری طور پر ایک عزدور سیدزادہ کے کاندھے پر سواری کر لینے کے بعد ندامت وشرم ساری کا انداز اور اسی نادانستہ جرم کے ازالہ کا منظر امام احمد رضا کے علاوہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا ہوگا علامہ ارشد القادری کی زبانی ملاحظہ ہو۔

کہاروں نے پالکی اٹھائی پالکی لیکر تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ یکایک امام اہلسنت کی آواز فضا میں گونجی ہے پالکی روک دو حکم کے مطابق پالکی روک دی گئی۔ اعلیٰ حضرت اضطراب کی حالت میں پالکی سے برآمد ہوئے کہاروں کو آپ نے بلایا اور بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا کہ آپ لوگوں میں آل رسول کون ہے؟ اپنے جد اعلیٰ کا واسطہ سچ بتایئے۔ احمد رضا کے ایمان کا ذوق لطیف تن

جاناں کی خوشبو محسوس کر رہا ہے۔اس سوال پر اچانک کہاروں میں سے ایک شخص کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا پیشانی پر غیرت و پشیمانی کی لکیریں ابھر آئیں۔ دیر تک خاموش رہنے کے بعد نظر جھکائے ہوئے دبی زبان میں اس نے کہا کہ حضور مزدور سے کام لیا جاتا ہے۔ذات پات نہیں پوچھی جاتی۔آپ نے میرے جد اعلیٰ کا واسطہ دیکر میری زندگی کا ایک سربستہ راز فاش کر دیا میں بھی سیدزادہ ہوں۔ابھی اس مزدور کی بات تمام بھی نہ ہونے پائی تھی کہ لوگوں نے پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ عالم اسلام کے ایک مقتدر امام اہلسنت کی دستار سیدزادہ کے قدموں پر رکھی ہوئی ہے اور اعلیٰ حضرت آنسوؤں کی بارش میں مزدور سے التجا کر رہے ہیں معزز شہزادے میری گستاخی معاف کر دو لاعلمی میں یہ خطا سرزد ہو گئی ہے ہائے غضب ہو گیا قیامت کے دن اگر سرکار نے کہیں پوچھ لیا کہ احمد رضا کیا میرے فرزند کا دوش نازنین اس لئے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا ۔اس وقت بھرے میدان حشر میں میرے ناموس عشق کی کتنی بڑی رسوائی ہوگی۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشق دل گیر روٹھے ہوئے محبوب کو مناتا ہے اسی انداز میں وقت کا عظیم المرتبت امام اس سیدزادے مزدور کی منت وسماجت کر رہا ہے اور لوگ پھٹی پھٹی آنکھوں سے عشق کی ناز برداریوں کا یہ رقت انگیز تماشہ دیکھ رہے ہیں۔کئی بار زبان سے معاف کر دینے کا اقرار کرا لینے کے بعد امام اہلسنت نے ایک آخری التجائے شوق مزدور سیدزادے کے سامنے پیش کی کیونکہ راہ عشق میں خون جگر قبائے وجاہت اور ناموس عظمت کی قربانی عزیز ہے اس لئے لاشعور کی ایک تقصیر کا کفارہ اسی وقت ہوگا کہ سیدزادے کہ اب آپ پالکی پر بیٹھیں اور احمد رضا اپنے کاندھوں پر یہ پالکی اٹھائے ہزار انکار کے باوجود آخر کار سیدزادے کو عشق جنون خیز کی ضد پوری ہی کرنی پڑی اور اعلیٰ حضرت نے چوتھا کہار بنکر پالکی اٹھائی۔ یہ منظر کس قدر دل گداز ہے کہ اہلسنت کا جلیل القدر امام کہاروں میں شامل ہو کر اپنے علم وفضل جبہ و دستار اور عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودیٔ حبیب ﷺ کے لئے ایک گمنام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا ہے۔

سطور بالا میں درج کئے گئے دو چار واقعات دیکھنے میں بہت عام اور سادے معلوم ہوتے ہیں لیکن اگر تھوڑا سا غور وفکر کیا جائے تو ہر واقعہ کے مختلف گوشے ہیں جو دور رس نتائج کے حامل ہیں۔امام احمد رضا سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت کسی سیدزادہ کو استاذ مار سکتا ہے یا نہیں؟ تو امام موصوف نے بصیرت افروز جواب دیا کہ جو قاضی حدود الہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سیدزادہ آل رسول پر حد شرع ثابت ہو تو باوجود اس کے کہ اس پر حد لگانا فرض ہے قاضی حد لگائے گا لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ یہ نیت کرے کہ شہزادہ کے پاؤں میں کیچڑ لگ گئی ہے میں اسے صاف کر رہا ہوں تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے۔اسکو تو یہ کا حکم ہے۔تا بہ معلم چہ رسد (الملفوظ مکمل ص ۱۷۱ر۲)

حجۃ الاسلام اور منظر اسلام

تحریر: محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی مرکزی دارالافتاء ۸۲ سوداگران رضا نگر بریلی شریف

منظر اسلام کے تاسیسی پس منظر میں صحرائے نجد سے اٹھنے والا رسول دشمن کا وہ زہریلا طوفان تھا جو دیوبند کی فاسد توانائیوں سے سرشار ہو کر ملک کے گوشے گوشے اور چپے چپے میں ایک بلائے ناگہانی کی طرح پھیل گیا نتیجتاً اس طوفان کی زد میں آنے والے سادہ لوح مسلمان تذبذب کا شکار ہو گئے پھر تو ایسا قیامت خیز منظر سامنے آیا اور ایمان وعقیدہ کی آہنی چٹان میں ایسا شگاف پڑا کہ لوگ بریلوی اور دیوبندی دو مکتبۂ فکر میں تقسیم ہو گئے۔

دین وایمان کے پرسکون سمندر میں بدعقیدگی کا پتھر پھینک کر سات سمندر پار سے آئے انگریزوں نے ایک پرشور زلزلہ برپا کر دیا ان کی گندی سیاست یہ تھی کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈال کر عرصۂ حکومت دراز کیا جائے کیونکہ انگریز یہ بخوبی جانتے تھے کہ مسلم ایک زندہ دل اور باطل شکن قوم ہے لہذا جب تک مسلمانوں میں بدعقیدگی کا زہر نہیں پھیلایا جاتا ہندوستان پر حکومت کا خواب جوئے شیر لانے کے مترادف ہوگا۔ چنانچہ انگریزوں کے اشارے پر مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی خاندانی روایت سے بغاوت کرتے ہوئے تقویۃ الایمان، صراط مستقیم جیسی زہریلی اور ایمان سوز کتابیں لکھیں اور پورے ملک میں آگ کے شعلے بھڑکا دیئے۔

یہ آتش طوفان دین وایمان کو خاکستر کرنے کے لئے کچھ کم نہ تھا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی ناپاک تحریروں کی روشنی میں علمائے دیوبند نے ایسے ایسے دو دو ورقی سہ ورقی رسالے تصنیف کئے جن سے الوہیت کا تقدس پامال ہو گیا اور ناموس رسالت مجروح ہو گئی ان رسالوں میں کہیں تو رسالتمآب ﷺ کے علم غیب کا خون کیا گیا کہیں ختم نبوت کی بیخ کنی کی گئی کہیں ذات باری پر امکان کا بہتان رکھا گیا غرض کہ اس طرح علمائے دیوبند نے ہزاروں ایسے گمراہ کن مسائل پیدا کئے جو اسلامی عقائد ونظریات سے یکسر متصادم تھے اور مسلمان بیچارے جو سلف صالحین کے مسلک سے وابستہ تھے وقت کے اس طوفان بلاخیز میں تنکے کی طرح ہچکولے کھا رہے تھے۔

ایسی سیاسی کشمکش اور مذہبی اضطراب میں بریلی کی دھرتی پر ایک امام احمد رضا کی ذات تھی جو مشتر کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی رہنمائی کا ذریعہ تھی انہوں نے اہل ایمان کی کشمکش میں اور نظریاتی بحران کے عالم میں اپنی باطل شکن تحریروں کے ذریعہ ایمان وعقیدے کے صحیح ترجمانی فرمائی۔ اور باطل کی سرکوبی کا فریضہ انجام دیا۔ فاضل بریلوی نے دیکھا کہ رسول کے دشمن کا شعلہ بھڑک

اٹھا جو ایسے سرد نہ ہوگا بلکہ شب وروز اس کی لو تیز ہوتی چلی جائے گی اور ایمان وعقیدے کے وادی وکہسار اس کی زد میں آتے چلے جائیں گے اور یہ حیات مستعار اس لمحے کی منتظر ہے کہ جس میں دھڑکنوں کو ابدی سکون مل جاتا ہے۔

اب سوال یہ تھا کہ تقدیس الوہیت اور ناموس رسالت ﷺ کی خالص ترجمانی کون کرے گا۔ اور اس بدعقیدگی کے طوفان کو کون روکے گا حالات کے اس موڑ پر امام احمد رضا کی دوررس نگاہوں میں ایک حسین خواب جھلک رہا تھا جس کی تعبیر ایک اعلیٰ پیمانے کی دانش گاہ تھی جس میں مناظر ومحدث اور فقیہ ومفکر علماء کی ایسی جماعت تیار ہو جو ہر محاذ پر ایمان واسلام کی حفاظت اور تبلیغ وارشاد کا فریضہ انجام دیتے ہوئے فرقۂ ضالہ کی تردید کرتی رہے۔ امام اہلسنت کے ذہن میں باطل مذہبوں کی تردید اہلسنت کی معیاری تعلیم اور نئی نسل کی عمدہ تربیت کا ایک مکمل خاکہ تھا آپ مذہبی تعلیم کے ذریعہ ذہنی بالیدگی اور فکری نشوونما کر کے علمائے اسلام کی ایسی منفرد جماعت تیار کرنا چاہتے تھے جو باطل قوتوں کی یلغار کو روک سکے ایسے حالات میں ایک اعلیٰ اور معیاری درسگاہ عظیم الشان تربیت گاہ کی تاسیس ناگزیر تھی حالانکہ ایک مذہبی درسگاہ کی ضرورت کا اندازہ آپ کے احباب کو بھی تھا آپ کی عدیم الفرصتی انکی زبان کو روکے ہوئے تھی مگر مشیت ایزدی کو منظر اسلام کے قیام اور دین حنیف کا اعلام منظور ومقصود تھا چنانچہ ملک العلماء اور حجۃ الاسلام نے سید امیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ اس ضرورت کی طرف اعلیٰ حضرت کی توجہ مبذول کرائی اور سید صاحب نے کہا۔

حضرت اگر مدرسے کا قیام نہیں فرمایا تو بدعقیدہ لوگوں دیوبندیوں وہابیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہے گا اور میں قیامت کے دن شفیع المذنبین ﷺ کی بارگاہ میں آپ کے خلاف نالش کردوں گا یہ سننا تھا اور وہ بھی آل رسول کی زبان سے امام احمد رضا لرزہ براندام ہو گئے اور فرمایا سید صاحب آپ کا حکم بسروچشم منظور ہے مدرسہ قائم کیا جائے اس کے پہلے ماہ کے اخراجات میں خود ادا کروں گا پھر بعد میں دوسرے لوگ اس کی ذمہ داری سنبھالیں گے۔ (تذکرۂ جمیل۔ ابراہیم خوشتر صدیقی علامہ۔ سنی رضوی اکیڈمی مارشس ص ۱۷۷)

امام احمد رضا خاں قادری بانی حجۃ الاسلام مہتمم اور علامہ حسن رضا خاں صاحب منتظم ہوئے جبکہ سراج العلماء علامہ سلامت اللہ نقشبندی رامپوری نے اپنے معائنہ میں حجۃ الاسلام کو منظر اسلام کا بانی قرار دیا ہے۔

امام اہلسنت اعلیٰحضرت نے منظر اسلام کا تعلیمی افتتاح ملک العلماء اور مولانا عبدالرشید عظیم آبادی سے درس بخاری سے فرمایا۔

حجۃ الاسلام نے اہتمام کے ساتھ درس وتدریس کا بھی اہم فریضہ انجام دیا آپ نے معقولات ومنقولات کی اعلیٰ کتابیں بھی

پڑھائیں۔ حجۃ الاسلام نے اپنے جس اہتمام کے ذریعہ تعلیمی وتدریسی میدان میں منظر کو ترقی کے بام عروج تک پہونچایا جس کا اندازہ حضرت علامہ سلامت اللہ صاحب نقشبندی مجددی رامپوری کی درج ذیل رپورٹ سے ہوتا ہے۔

حضرت مولانا (احمد رضا خاں قادری) کے فیضان کا ادنیٰ اثر یہ ہے کہ ان کے فرزند ارجمند صاحب ہمت بلند جامع اسعاد سعادت، ماحی بدعت حامل لوائے شریعت قرۃ العین العلماء مولوی حامد رضا خاں صاحب طول عمرہ وزیدہ قدرہ نے بمشارکت بعض اہلسنت ایک مدرسہ خاص اہلسنت کے بنام "منظر اسلام" بنیاد ڈالی۔ جس کی صرف بریلی والوں کے لئے نہیں بلکہ تمام اہلسنت ہندوستان کے واسطے اشد ضرورت تھی اس کے وجوہ اور خوبیاں روداد مدرسہ اور اس کے مقاصد کے ملاحظہ سے مفصل ہوں گی۔

بتقریب امتحان سالانہ مدرسہ مذکور حسب الطلب فقیر راقم الحروف وہاں حاضر ہوا اور احوال مدرسہ ومدرسین ومبلغ وعلوم طلبہ وطرز تعلیم سے ہر ہر قسم کے طلبہ مبتدی ومتوسط ومنتہی کے متعدد جلسہ امتحان میں شریک رہا اور علوم دینیہ ضروریہ معقول ومنقول خصوصاً علم تفسیر وحدیث وسیر اصول وغیرھا میں امتحان کی کیفیت پر مطلع ہوا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ! کہ بہر کیف حسن سعی مدرسین اور خوبی انتظام ناظمین اکثر طلباء علوم دین کو مستعد اور اس بشارت کا مبشر پایا لایزال اللہ بغرض فی ھذاالدین غرسا یستعلمھم فی طاعتہ بالخصوص منتھی طلبہ کی علو ہمت اور حسن تقریر مطالب اور تحریرات فتاویٰ جو دیکھنے میں آئے اس سے نہایت شادماں ہوا۔ الحمدللہ! اس مدرسہ کو حسن ترقی روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ (روداد مدرسہ منظر اسلام سال دوم ص ۵۰،۵۱)

اس رپورٹ سے منظر اسلام کا زرین منظر نگاہوں کے سامنے ہے کیسے تھے وہ ناظمین جنہوں نے منظر اسلام کی گود میں پروان چڑھنے والے عظیم فاضل کے ذریعہ دین وسنت پر ہونے والے باطل اور طاغوتی حملوں کا دندان شکن جواب دیا۔ کیسے تھے وہ مدرسین جنہوں نے اپنے خون جگر سے طلبہ کو مرد آہن بنا کر فرقہائے باطلہ کی سرکوبی اور ضلالت وگمرہی کے دبیز پردوں کا سینہ چاک کردیا۔ کیسے تھے وہ مبلغین جنہوں نے اپنے علمی جوہر اور فن صلاحیت کے جذبہ سے مسلک اہلسنت کی ترویج واشاعت اور دین وسنت کا بول بالا کردیا اور کیسے تھے وہ مصنفین ومناظرین جنہوں نے اپنی فکر انگیز تحریروں اور عطر بیز تقریروں کے ذریعہ باد مخالف اور حوادث زمانہ کا رخ موڑ کر ایک ایسا انقلاب برپا کردیا جس نے زنگ آلودہ پندار وخیال کے مقفل دروازے کھول دیئے۔ اور دنیائے اسلام کو شعور وآگہی کی ظفر مند سوغات بخشی۔

حجۃ الاسلام نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعہ اپنی خاندانی روایتوں کو برقرار رکھتے ہوئے باطل شکنی اور حق سازی میں اہم

رول ادا کیا آپ بیک وقت منظر اسلام کے مہتمم بھی تھے مدرس بھی محدث بھی اور مبلغ بھی تھے آپ کی بے لوث خدمات کی تفصیل درج ذیل رپورٹ سے معلوم ہوتی ہے جسے حضرت مولانا شفاعت الرسول صاحب رامپوری نے منظر اسلام کے چودھویں سالانہ جلسہ کے موقع پر تیار کیا تھا۔

الحمد للہ! کہ بتوجہ وسرپرستی اعلیحضرت مجدد ملۃ حاضرہ مولانا مولوی مفتی حاجی قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی مدظلہ الاقدس وبہی خواہان مدرسہ اراکین ومنتظمین امسال مدرسہ منظر اسلام معروف بہ اہل سنت وجماعت بریلی کا چودھواں سالانہ جلسہ مسجد بی بی جی میں نہایت خیر وبرکت سے ہوا۔

یہ بات حضرات حنفاء کرام کثرہم تعالی امثالھم پر بخوبی روشن ہے کہ اس وقت کفر وضلالت، الحاد وبدمذہبی کا طوفان عظیم برپا ہے اور چاروں طرف سے بدمذہبوں کا نرغہ حنفیہ پر کیا جارہا ہے۔ لیکن اس مبارک مدرسہ نے مسلمانوں کو نیچریت وغیر مقلدیت ووہابیت کی مذہبی وباوخارشت سے بچا کر سچی سنیت اور پکی عقیدت کی روحانی اور مقدس تعلیم دی ہے۔ اور یہ ایسا احسان عظیم ہے جس پر ہم اور ہماری آئندہ نسلیں عہدہ برآنہیں ہوسکتی ہیں۔ یہی وہ درسگاہ ہے جس میں خالص مخلص مذہب حقہ اہلسنت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اگر ہندوستان اور ہندوستان کے سچے مسلمان اس مایہ ناز مدرسہ کی قدر نہ کریں تو وہ بڑے ناحق شناس ثابت ہوں گے۔ اس کے لائق مہتمم فاضل ادیب زمانہ فقیہ یگانہ جناب صاحبزادہ مولانا مولوی حاجی محمد حامد رضا خاں صاحب قادری ہیں۔ جن کی محنت شاقہ اور انتھک کوششوں نے مدرسہ کو چار چاند لگادیے ہیں۔ اپنی تمام ضروریات چھوڑ کر ہر وقت اسی کی نگہداشت فرماتے ہیں۔ کیا ایسے سچے دلسوز ہمدرد کی قدر افزائی ہمارا فرض اخلاق واسلام نہیں کیا ہم مذہب وبرکات مذہب کو بالکل پس پشت ڈال دیں گے۔ کیا اس لاثانی وروحانی مدرسہ کی خدمت کا فرض ہمارے اوپر عائد نہیں ہوتا۔ سب سے زیادہ سنیوں کی خوش قسمتی یہ سبب ہیکہ حضرت مولانا مولوی شاہ ظہور الحسین صاحب نقشبندی مجددی رامپوری مدظلہ جو علوم معقول ومنقول کے جید عالم ہیں اس مدرسہ کے صدر مدرس ہیں آپ کے باعث طلبہ جوق درجوق چلے آرہے ہیں۔ آپ کا تبحر علمی خصوصاً فن معقول میں کسی خاص تشریح کا محتاج نہیں آپ کے دم قدم سے مدرسہ کو بڑی رونق حاصل ہوئی ہے۔ اور آپ کی کوششوں کا یہ نتیجہ ہے کہ اس سال جلسہ میں آٹھ فارغ التحصیل ہوئے جن کو سند اور دستار اسی جلسہ میں دی گئی۔ (ہفت روزہ دبدبہ سکندری بابت ۱۸ دسمبر ۱۹۱۶ء جلد ۵۳ ص ۵ ر)

حجۃ الاسلام منظر اسلام سے متعلق چھوٹے سے چھوٹا کام از خود انجام دیا کرتے تھے حتی الامکان منظر اسلام کے سالانہ جلسوں میں مدعو علمائے کرام کے استقبال کو بنفس نفیس بریلی اسٹیشن پر تشریف لیجاتے جس کی منظر اسلام کے سالانہ جلسے کی درج ذیل

رپورٹ شاہد عدل ہے۔

دوشنبہ کو پہلا جلسہ ہوا اور اسی روز مولانا شاہ محمد عمر صاحب حیدر آبادی مع سات عالموں کے بریلی تشریف لائے اسٹیشن پر فاضل نوجوان فاضل ابن فاضل ابن فاضل قبلہ وکعبہ جناب مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں مدظلہ العالی مہتمم مدرسہ اہلسنت وجماعت وجناب مولانا مولوی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب صاحبزادہ اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ مدظلہم وجناب مولوی محمد ظفر الدین بہاری مدرس مدرسہ اہلسنت وجماعت وجناب سید برکت علی صاحب رئیس وجناب مولانا اسماعیل صاحب واعظ پیلی بھیتی وجناب مولانا شفاعت الرسول صاحب ودوچپراسی مدرسہ اہلسنت برائے استقبال بوقت شب اسٹیشن پر حاضر تھے آٹھ بج کر چالیس منٹ پر مولانا ممدوح تشریف فرما ہوئے۔جائے قیام پہلے سے مقرر کرلیا گیا تھا (ہفت روزہ دبدبۂ سکندری بابت ۲۶/اکتوبر ۱۹۰۸ء، جلد ۴۴، ص ۳ تا ۵)

ایسے پرفتن وپرآشوب دور میں منظر اسلام کی غیر معمولی تعلیم وترقی مجدد وقت اعلیٰ حضرت کی کرامت اور حجۃ الاسلام کی عمدہ نظامت ہی کا کرشمہ تھی کہ ایک مختصر سی مدت میں علوم ومعرفت کا سرچشمہ شعور وآگہی کا مرجع اور دنیائے سنیت کا مرکز بن گیا۔

حجۃ الاسلام نے منظر اسلام کو مزید ترقی سے ہم کنار کرنے کی غرض سے ایک مجلس شوریٰ کا انعقاد فرمایا اور اس ضرورت کی طرف عمائدین شہر اور اکابرین قوم وملت کی توجہ مبذول کراتے ہوئے سالانہ جلسے میں شرکت کی پرخلوص دعوت بھی دی جس کا تذکرہ آپ نے مولانا وزارت رسول صاحب حامدی کو لکھے اپنے ایک خط میں یوں فرمایا۔

یہاں آج کل دار العلوم کے جلسہائے سالانہ کے انتظامات زیر نظر ہیں مجالس شوریٰ کا انعقاد ہورہا ہے اور سارے عمائد شہر کی توجہ منعطف ہے اس سال نتیجہ امتحان بہترین صورت میں دیکھا جانا قرار پایا ہے۔بیس طالب علم دستار فضیلت کے قابل تیار ہوئے ہیں اور سارے شہر کی رائے ہے کہ گورنر یوپی حافظ احمد سعید خاں صاحب (جو میری ملاقات کے اشتیاق میں دومرتبہ بریلی آئے اور میرے موجود نہ ہونے کے باعث ملاقات نہ ہوسکی) چونکہ ایک مسلمان گورنر ہیں لہذا جلسہ سالانہ میں انہیں دعوت دی جائے اور نواب مزمل اللہ خاں اور محمد یوسف وغیرہ عمائد ہند اور مشائخ میں سے جناب دیوان صاحب اجمیر مقدس اور پیر جماعت علی شاہ صاحب پیر پنجاب وغیرہ حضرات کو بلایا جائے۔(تذکرۂ جمیل ص ۱۸۲)

منظر اسلام کے اہتمام وانصرام اور آمد وخرچ کے حسابات کے معاملے میں حجۃ الاسلام کی دیانت داری وذمہ داری کا یہ عالم تھا کہ ہر سالانہ جلسے میں آمد واخراجات کا گوشوارہ تعلیمات وتعمیرات کی کیفیات، (بقیہ صفحہ ۳۳۶ /پر)

علم کا تسنیم و کوثر منظر اسلام ہے

از قلم : مولانا علی احمد صاحب سیوانی

حمد خوان ذات داور منظر اسلام ہے
واصف شان پیمبر منظر اسلام ہے

عاشق صدیق اکبر منظر اسلام ہے
عدل فاروقی کا مظہر منظر اسلام ہے

اہلسنت اس کی خدمت کیوں نہ بارغبت کریں
خادم عثمان وحیدر منظر اسلام ہے

اصغر مظلوم پہ بھی جان سے قربان ہے
مادح شبیر وشبر منظر اسلام ہے

غوث اعظم کی نگاہوں کا درخشاں نور ہے
جلوۂ اجمیر وکلیر منظر اسلام ہے

اعلیٰ حضرت کی دعاؤں کے سدا فیضان سے
مفتی اعظم کا دلبر منظر اسلام ہے

علم کے لاکھوں شگفتہ پھول ہیں جس میں عنبر فشاں
گلشن ریحان واختر منظر اسلام ہے

طالبان علم دیں کا کیوں نہ ہو اس میں ہجوم
مصدر علم پیمبر منظر اسلام ہے

تشنگی بجھتی ہے جس سے طالبان دین کی
علم وفن کا وہ سمندر منظر اسلام ہے

کیوں مشام جاں معطر ہو نہ اہل دین کا
خوشبوئے زلف پیمبر منظر اسلام ہے

اہل ایماں اہل دیں اہل شریعت کے لئے
کوکب چرخ مقدر منظر اسلام ہے

پیکر اخلاق بن جاتے ہیں طلباء دین کے
مرآۃ خلق پیمبر منظر اسلام ہے

مضطرب روحوں کو حاصل کیوں نہ ہو اس میں سکون
خلد دلکش کا بھی منظر منظر اسلام ہے

عقل ودانش علم وفن کے چرخ عالی شان کا
آفتاب جلوہ گستر منظر اسلام ہے

عظمت دارین ہردم کیوں نہ حاصل ہو اسے
شاہ طیبہ پہ نچھاور منظر اسلام ہے

تاج سر اس کو بنا کر سر پہ رکھیں گے سبھی
تاز بردار پیمبر منظر اسلام ہے

ہم سیاہ کاروں کا بیشک پرتپش محشر کے روز
مونس وغمخوار ویاور منظر اسلام ہے

منزل عرفان حق مل جائے گی ہم کو ضرور
جادۂ عرفاں کا رہبر منظر اسلام ہے

آؤ چل کے ہم بریلی علم دیں حاصل کریں
علم دین کا گنج گوہر منظر اسلام ہے

ٹھوس تعلیمات کی بنیاد پہ کہتے ہیں لوگ
اہل عالم کی زباں پہ منظر اسلام ہے

فارغ التحصیل طلبا کو مہذب دیکھ کر
کس قدر فرحان وخوشتر منظر اسلام ہے

دشمنان اولیائے دین برحق کے لئے
نیمچہ شمشیر و خنجر منظر اسلام ہے

لرزہ براندام ہوجاتا ہے باطل دیکھ کر
ذوالفقار دست حیدر منظر اسلام ہے

اس کے حسن دلکشا پر چاند بھی قربان ہے — کتنا دلکش کتنا سندر منظر اسلام ہے
کیوں نہ ہوں سیراب اس سے طالبان علم دیں — علم کا تسنیم وکوثر منظر اسلام ہے
قوتیں حاصل ہوں اس سے کیوں نہ یوں اسلام کو — مظہر اوصاف حیدر منظر اسلام ہے
سارے عالم میں ہے شہرہ منظر اسلام کا — عشق وعلم حق کا منظر منظر اسلام ہے
اب نہ جائیں گے کہیں آغوش منظر چھوڑکر — ہم پہ مشفق مثل مادر منظر اسلام ہے
پی رہے ہیں ہرگھڑی میکش یہاں عرفاں کا جام — بادۂ عرفاں کا ساغر منظر اسلام ہے
فلسفہ بمنطق وریاضی کے علاوہ دوستو — شارح قرآن اطہر منظر اسلام ہے
حضرت سبحاں رضا کی کوشش پیہم سے آج — منزل صد ارتقاء پہ منظر اسلام ہے
ضوفگن جلوہ نما ضوبار ہردم دیکھئے — چرخ عظمت پہ سراسر منظر اسلام ہے
کیوں نہ حاصل اس میں ہو تنویر عرفان الہٰ — نور عرفاں سے منور منظر اسلام ہے
طالبان دین حق کے ہوں گے تازہ دماغ — منبع خوشبو وعنبر منظر اسلام ہے
اہل دانش کا مشام جاں معطر کیوں نہ ہو — باغ دانش کا گل تر منظر اسلام ہے
طالبان علم دین مصطفیٰ کے واسطے — درسگاہ دین داور منظر اسلام ہے
کیوں نہ بھرلیں نور سے اپنے دلوں کی انجمن — علم کی شمع منور منظر اسلام ہے
سارے عالم میں یقیناً اعلیٰ حضرت کے طفیل — کس قدر معروف واشہر منظر اسلام ہے
مثل خورشید وقمر مانند ماہ ومشتری — جلوہ افگن چرخ دیں پہ منظر اسلام ہے
ناظم اعلیٰ ہیں اس کے حضرت سبحاں رضا — اعلیٰ حضرت کا دھروہر منظر اسلام ہے
میں علی منظری ہوں مادر علمی ہے یہ — مہرباں مجھ پہ برابر منظر اسلام ہے

﴿جشن صدسالہ حسام الحرمین﴾

شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضرت مولانا الشاہ محمد سبحان رضا خاں صاحب　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طالب بخیر اضروری تحریر یہ کہ اس سال "حسام الحرمین" شریف کو پورے سو سال ہوگئے۔ لہذا امسال عرس رضوی کے پوسٹر میں ایک سرخی "بعنوان" "جشن صدسالہ حسام الحرمین" آنا ضروری ہے کیونکہ حسام الحرمین ہی مسلک اعلیٰ حضرت کی جان اور روح ہے۔

چونکہ آج سو سال کا طویل عرصہ گزر جانے پر بھی وہابیہ دیابنہ "حسام الحرمین" کے نام نہاد رد سے باز نہیں آئے اس لئے احقر نے "جشن صدسالہ حسام الحرمین" کو بہت ضروری اور اہم جانا امید کہ مسلک اعلیٰ حضرت کے حفظ وبقاء اور سنیت کی ترویج وارتقاء کے لئے حضرت یہ مشورہ قبول فرمائیں گے اور مسلک اعلیٰ حضرت کو تقویت پہنچائیں گے۔ جملہ متعلقین ومحبین کو سلام مع الاکرام معروض ——————— خیر اندیش ومحتاج دعا محمد احمد جامی نوری

(نوٹ) یہ خط موصول ہونے سے قبل عرس رضوی کا پوسٹر شائع ہو چکا تھا۔ ورنہ اس مفید مشورے پر عمل ضرور ہوتا۔ اب فقیر اہلسنت سے عرض گزار ہے وہ اس مشورے پر عمل کرتے ہوئے حسام الحرمین شریف کے جشن صد سالہ کا انعقاد کریں۔ فقط والسلام

فقیر قادری محمد سبحان رضا سبحانی غفرلہ

تصنیفات اعلیٰ حضرت

نصاب تعلیم میں شامل کریں

گل گلزار رضویت، نازش طریقت، حضرت علامہ سبحان رضا خاں صاحب قبلہ بموضوع جامعہ رضوی منظر اسلام کے تعلیمی نصاب میں شامل کرنے کے متعلق؟

مع الخیر ہوں امید کہ مزاج ھمایوں بخیر ہوں

عرض اینکہ میری دلی رائے یہ ہے کہ مرکز عقیدت جامعہ رضویہ منظر اسلام کے تعلیمی نصاب میں میری ان تجاویز کو شامل کیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ اس رائے سے عالم سنیت میں خوشی ہوگی جو مندرجہ تجاویز یہ ہیں۔

اول پرچہ (۱) کنزالایمان ترجمہ رضویہ (۲) فتاویٰ رضویہ

دوئم پرچہ (۳) الفوز المبین تصنیف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ (۴) المبین تصنیف فخرالمتکلمین علامہ سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمہ سابق پروفیسر صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

سوئم پرچہ (۵) حدائق بخشش تصنیف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ (۶) سامان بخشش تصنیف سرکار حضور مفتی اعظم عالم مصطفیٰ رضا خاں مجدد ابن مجدد علیہ الرحمہ

فی الحال یہ تجاویز پسند آئیں تو ضرور بالضرور نصاب میں شامل فرمائیں۔ اور مرکز عقیدت کے پلیٹ فارم سے میڈیا کے ذریعے عالم اسلام کے سنی ادارے جس میں فضیلت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے نصاب میں شامل کرنے کے لئے کہا جائے۔ انشاء اللہ گل گلزار رضویت کی آواز پر عمل کریں گے اور اس اقدام کو پسند کریں گے۔

فقط اسیر مفتی اعظم عالم مجدد ابن مجدد

محمد عثمان غنی رضوی چکواوی مدرس مدرسہ مصباح العلوم جعفر پور مظفر پور بہار، فاضل جامعہ رضویہ مدینۃ العلوم جھسی مشرقی چمپارن بہار۔

بانی مدرسہ رضویہ رحمانیہ دارالبنات چکوا بیر گنیاں ضلع سیتامڑھی۔ بانی رضا اسلامک ریسرچ اکیڈمی ورضا لائبریری چکوا سیتامڑھی

عرس نوری پائنده باد

از :- **عبد الرحمن خان قادری بریلوی ایڈیٹر ماهنامه هذا**

بتاریخ :- ۱۳ر محرم الحرام ۱۴۲۳ھ **مطابق :-** ۱۷ر مارچ ۲۰۰۳ء بروز پیر

بمقام :- خانقاہ عالیہ رضویہ، نوریہ سوداگران بریلی شریف

باهتمام :- صاحب سجادہ حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ

کروڑوں مسلمانوں کے روحانی و مذہبی پیشوا، تاجدار اہلسنت، آقائے نعمت، مرشد برحق قطب عالم، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان اگرچہ ۲۱ر سال پہلے اپنے ارادتمندوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکے ہیں۔ مگر آج بھی ان کی جلائی ہوئی شمع عشق و محبت، اپنی ظلمت کش کرنوں سے قلوب عالم کے نہاں خانوں کو تابناک کر رہی ہے۔ ان کا نورانی چہرہ اور دلکش قد و قامت اگرچہ اہل عقیدت کے سر کی آنکھوں سے روپوش ہے مگر ان کا دلنشیں پیکر، اور ایمان افروز نظارہ دل کی چشم بینا سے پوشیدہ نہیں۔ لمحہ لمحہ ان کی یادیں، گھڑی گھڑی ان کا تصور، بات بات پر ان کا چرچا، گویا اہل ارادت کی محفلوں میں وہ ہمہ دم موجود ہیں۔ اور اپنے ماننے والوں سے قطعاً دور نہیں۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اب سے ۲۱ر سال قبل ۱۲ر نومبر ۱۹۸۱ء شب پنجشنبہ ۱۴۰۲ھ ۱۳ر محرم الحرام شب میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رب سے وصال کیا۔ لہذا اسی تاریخ وصال پر "ارادتمندان مفتی اعظم" "عرس مفتی اعظم" کا انعقاد کرتے ہیں اور اپنے عظیم رہنما کی بارگاہ ولایت وکرامت میں عقیدتوں کا خراج پیش کرتے ہیں۔

۱۳/۱۴ر محرم الحرام کو پوری دنیائے سنیت میں حضور مفتی اعظم ہند کے نام پر ہزاروں عرس کے جلسوں اور کانفرنسوں کا انعقاد ہوتا ہے جن میں مفتی اعظم ہند کے اوصاف ومحاسن، خصائل وشمائل اور فضائل ومناقب کا نہایت دلنشیں انداز میں بیان ہوتا ہے۔ اور ان کی عبقری شخصیت کو گوناگوں حیثیات سے متعارف کرایا جاتا ہے۔

علم وحکمت کی سرزمین بریلی شریف میں خانقاہ رضویہ نوریہ کی روح پرور فضا میں ہر سال ۱۳ر محرم الحرام کو عرس مفتی اعظم ہند کا انعقاد ہوتا ہے۔ جس میں اطراف وجوانب نیز دور دراز سے ہزاروں عاشقان رضویت شرکت کرتے ہیں عرس اعلیٰ حضرت کی طرح اس عرس کا انعقاد بھی صاحب سجادۂ آستانہ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں مدظلہ العالی کے انتظام واہتمام میں

ہوتا ہے۔

حسب دستور ماضی اس سال بھی عرس نوری کا رنگین اور خوش منظر پوسٹر عرس کا اعلان کرتا ہوا خانقاہ عالیہ رضویہ کے روحانی سماں سے رونما ہوا۔"عرس نوری" کا پوسٹر ۳۰×۲۰ کے سائز پر مختلف رنگوں اور دلکش ڈیزائنوں سے مزین نہایت خوبصورت اور پرکشش تھا۔ پوسٹر منظر عام پر آتے ہی لوگ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی یادوں کے سمندر میں ڈوب گئے اور تاریخ وصال (عرس) کا انتظار کرنے لگے۔

ادھر صاحب سجادہ حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ کی جانب سے عرس کی تیاریاں کافی شد ومد کے ساتھ جاری وساری تھیں۔ ۱۶ رمارچ کی شام ہی سے سوداگران کی گلیاں جگمگا رہی ہیں۔ ہر طرف چہل پہل ہے۔ ماحول نہایت بارونق ہے۔ عقیدتمندوں کی آمد کا سلسلہ تیزی سے جاری وساری ہے۔ خوشیاں مچل رہی ہیں۔ مسرتیں کھیل رہی ہیں۔ لوگ ایک دوسرے سے اظہار مسرت وشادمانی کر رہے ہیں۔ صاحب سجادہ کی طرف سے لوگوں کے قیام وطعام کا معقول انتظام کیا جا رہا ہے۔

سال گذشتہ کی طرح امسال بھی یہ اتفاق رہا کہ "عرس مفتی اعظم ہند" کی شب ہی میں اہل ہنود کی ہولی میں آگ لگتی تھی۔ گذشتہ سال شہر بریلی شریف کے مسلمان نہایت متفکر تھے۔ کہ عرس مبارک میں دور دراز سے آنے والے زائرین کو کہیں ہولی کی بنا پر کسی مصیبت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ "شرپسند عناصر" زائرین کو آتے جاتے ہوئے خوف زدہ کریں۔ کہیں پولیس بے جا پوچھتا چھ کر کے بے وجہ ہراساں نہ کرے۔ انہی خطرات وخدشات کے پیش نظر کچھ حضرات نے صاحب سجادہ کو عرس مبارک ملتوی کرنے کا بھی مشورہ دیا۔ لیکن صاحب سجادہ نے ان کے مشورہ کو رد کر دیا۔ تو ان حضرات نے بیجا تنقید کا منہ بھی کھولا جس پر عرس کی کامیابی کے بعد ان کو نہایت پشیمان ہونا پڑا۔ عرس کی شب آئی۔ ہر سال کی طرح کثیر تعداد میں زائرین بھی شریک عرس رہے۔ کسی زاویے سے کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ باقاعدہ پروگرام چلا اور وقت وصال پر قل شریف ہو کر اختتام پذیر ہوا۔ زائرین بریلی شریف کے اطراف وجوانب سے جوق در جوق آئے اور قل شریف کے بعد رات ہی میں واپس بھی ہو گئے۔ نہ آتے وقت کوئی دشواری نہ جاتے وقت کوئی مزاحمت۔

امسال بھی عرس ہی کی شب میں ہولی تھی۔ لوگ امسال خوفزدہ نہیں تھے۔ نہ انہیں آنے میں کوئی تکلف نہ جانے میں کوئی تردد۔ اس لئے کہ وہ گذشتہ سال دیکھ چکے تھے کہ خطرات اور اہل ہنود کے ناپاک عزائم کے باوجود زائرین کی حفاظت رہی۔ لوگوں نے کہا کہ یقیناً حضور مفتی اعظم ہند کی کرامت ہے۔ مفتی اعظم ہند نے اپنے عرس میں آنے والوں کی حفاظت فرمائی۔ اور انہیں اطمینان قلبی سے نوازا نیز اسلام دشمن اہل ہنود کے دلوں پر مسلمانوں کی ہیبت طاری کرا دی۔

سالہائے گذشتہ کی طرح امسال بھی مفتی اعظم ہند کا عرس بخیر وخوبی بحفاظت تمام اختتام پذیر ہوا۔ اور کسی بھی رخ سے کسی کمی کا احساس نہیں ہوا۔

۱۷ رمارچ، ۱۳ رمحرم الحرام کی صبح نمودار ہوتے ہی زائرین جوق در جوق آنے لگے اور خلوص وعقیدت کے ساتھ رضا مسجد میں بیٹھنے لگے

بعد نماز فجر قرآن خوانی کا پروگرام ہوا۔ اور بعد قرآن خوانی کافی دیر تک نعت ومنقبت اور وعظ وبیان کا سلسلہ جاری رہا۔

اس پروگرام میں کئی حضرات مدرسین کی تقاریر ہوئیں۔ مگر خصوصیت سے صدر المدرسین حضرت مولانا نعیم اللہ خان صاحب کا پر مغز بیان ہوا۔ جس کو اہل علم نے بہت پسند کیا۔ اور حضرت موصوف کی علمی وفکری تقریر سے سامعین نے اپنی معلومات میں اضافہ کیا۔ جامعہ منظر اسلام کے اساتذہ وطلباء اس عظیم پروگرام میں حاضر رہے۔ نظامت کے فرائض ادیب ملت حضرت مولانا علی احمد صاحب سیوانی نے انجام دیئے۔

رات کو بعد نماز عشاء معمول کے مطابق میلاد خواں حضرات نے بارگاہ رسالت میں خراج عقیدت اور بارگاہ رضویت میں نذرانہ محبت پیش کیا۔ ان کے بعد باقاعدہ طور پر طریقہ اہلسنت وجماعت کے مطابق "عرس نوری" کا آغاز کیا گیا۔ ملک وملت کے نامور نقیب وادیب حضرت مولانا علی احمد صاحب سیوانی (حسب الارشاد صاحب سجادہ) منبر اقدس پر تشریف فرما ہوئے موصوف نے اپنے مخصوص انداز میں سامعین کو مخاطب کیا اور اپنی "چادر نظامت" میں شرکاء عرس کو ڈھانپ لیا۔

ابتداء میں نقیب اجلاس حضرت مولانا علی احمد صاحب سیوانی نے بہ انداز خطابت خاصی محنت کی اور اس طرح ماحول سازی کی اہم ترین ذمہ داری آپ نے پوری کی جو آپ ہی کا حصہ وحق ہے۔

خانقاہ رضویہ کی چھت تقریباً بھر چکی ہے لوگ نہایت سلیقہ مندی کے ساتھ ادب واحترام کا دامن تھام کر بیٹھ چکے ہیں۔ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ نقیب اجلاس کی پر فصاحت گفتگو سن کر لوگ پے در پے جلسہ گاہ کی طرف رواں دواں ہیں جلسہ عرس کی فضا خوشبوؤں سے مہک رہی ہے کہ ایسے سازگار ماحول میں نقیب اجلاس نے حضرت مولانا قاری امیر حمزہ صاحب مدرس جامعہ منظر اسلام کو آواز دی جنہوں نے قرآن عظیم کی دلآویز بوئے تلاوت سے فضا کو مشکبار کیا۔ یکے بعد دیگرے کئی نعت خواں حضرات نے بارگاہ رسالت میں خراج عقیدت پیش کیا۔ بعدہ ناظم اجلاس مولانا علی احمد سیوانی صاحب نے مولانا غلام انور منظری کو دعوت خطابت دی جنہوں نے مختصر وقت میں ایک مدلل، مفصل اور معلوماتی تقریر فرمائی اس کامیاب تقریر کے بعد ناظم اجلاس نے خطیب اہلسنت حافظ وقاری مولانا محمد ظہور الاسلام صاحب نوری خطیب وامام رضا مسجد کا حسین القاب وآداب کے ساتھ اعلان کیا۔ مولانا موصوف نے اپنی پر کشش آواز اور موثر لب ولہجہ میں عوام کے سامنے کلام وبیان پیش کیا جو صد فی صد کامیاب رہا۔ بعد ازاں شاعر اسلام حضرت فاروق مدنا پوری نے بارگاہ مفتی اعظم میں اپنی تازہ ترین فکری کاوش (نظم) کے ذریعہ خراج عقیدت پیش کیا۔ اس موقع پر ممبر اقدس پر منظر اسلام کے صدر المدرسین حضرت علامہ مولانا نعیم اللہ خان صاحب ودیگر مدرسین موجود تھے۔ صدر صاحب موصوف کے حکم وارشاد پر ناظم اجلاس مولانا علی احمد سیوانی صاحب نے راقم الحروف (عبد الرحمٰن خان قادری) کی تقریر کا اعلان کیا۔ راقم الحروف نے "ولی ابن ولی" کو عنوان بنا کر ایک مبسوط تقریر کی جس کو عوام وخواص نے مفتی اعظم کے صدقے میں خوب خوب پسند کیا الحمد للہ علی احسانہ۔

راقم الحروف کی تقریر کے بعد حضور صاحب سجادہ کے ہمشیرہ زادے (بھانجے)

(بقیہ صفحہ ۲۱۵ پر)

مرکز اہلسنت جامعہ رضویہ منظر اسلام
کی سہ منزلہ عمارت بنام
حامدی منزل کا پرکیف منظر